نہ رہ سکے اور زمین پر گر گئے۔[1]

حضرت فاطمہؓ بھی رو رہی تھیں (شدّتِ غم سے اُن کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے) اے میرے والد، اللہ نے آپؐ کو بُلایا، آپؐ نے حکم کی تعمیل کی۔ اے میرے والد، آپؐ کا مقام جنّت الفردوس ہے۔ اے میرے والد، میں یہ خبر جبریلؑ کو پہنچاتی (کہ آپؐ کی وفات ہوگئی)"[2]

خلیفہ کا انتخاب | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تجہیز و تدفین سے پہلے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ امیر کا تقرر ہو جائے اور اس کی امارت میں تمام اُمور انجام پائیں۔ اور کوئی وقت بھی مسلمین پر ایسا نہ گُذرے کہ وہ بے امیر کے زندگی گذاریں۔ لہٰذا اس مقصد کیلئے انصار بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی (تو اُنہوں نے بھی اس معاملہ کو اہم سمجھا) وہ خود فرماتے ہیں کہ "اللہ کی قسم جو امور ہمیں درپیش تھے اُن میں ابوبکرؓ کی بیعت سے زیادہ اہم کوئی کام نہ تھا۔" (لہٰذا) تمام مہاجرین حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "ہمیں بھی انصاری بھائیوں کے پاس چلنا چاہئے۔" حضرت ابوبکر صدّیقؓ چلنے کیلئے تیّار ہو گئے۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور کچھ اور لوگوں کے علاوہ تمام مہاجرین سقیفۂ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں دو نیک بخت انصاریوں سے ملاقات ہوئی، اُنہوں نے انصار کے مطمحِ نظر کی وضاحت کی، پھر پُوچھا "اے مہاجرین کی جماعت، تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟" ان لوگوں نے کہا "ہم انصاری بھائیوں کی طرف جا رہے ہیں۔" ان انصاریوں نے کہا "تمہیں وہاں نہیں جانا چاہئے، تم اپنا کام کرلو (یعنی خلیفہ منتخب کرلو وہ بھی راضی ہو جائیں گے)" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کی قسم ہم انکے پاس ضرور جائیں گے۔" (اس گفت و شنید کے بعد) مہاجرین سقیفۂ بنی ساعدہ پہنچے۔ اُن لوگوں کے درمیان میں ایک صاحب کمبل اوڑھے بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "یہ کون ہیں؟" لوگوں نے کہا "یہ سعد بن عبادہؓ ہیں۔" حضرت عمرؓ نے کہا "ان کی طبیعت کیسی ہے؟" لوگوں نے کہا "ان کو بخار ہے۔" پھر تھوڑی دیر مہاجرین وہاں بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد انصار کے خطیب نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد اُس نے کہا "ہم انصار ہیں، اسلام کے لشکر ہیں، اے مہاجرین، تم قلیل ہو، تمہاری قوم کے چند آدمی یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں (شجرِ خلافت کی) جڑ سے علیٰحدہ کر دیں اور امورِ خلافت سے ہمیں دور رکھیں (ہمیں یہ بات پسند نہیں) ایسا کرلو کہ ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے ہو۔" انصار کے خطیب نے تقریر ختم کی اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے اس کا جواب دینا چاہا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے انہیں روک دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم میں نے گفتگو کا ارادہ اس لئے کیا تھا کہ میں نے اپنے دل میں ایسی بات سوچی تھی جو مجھے اچھی معلوم ہو رہی تھی، مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں ابوبکرؓ کی رسائی اس بات تک نہ ہو۔ لیکن میں ابوبکرؓ کو خفا بھی کرنا نہیں چاہتا تھا (لہٰذا میں تقریر کرنے سے رُک گیا)" حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے تقریر شروع کی اور بڑی بلیغ تقریر کی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "جو باتیں میں نے سوچی تھیں، ابوبکرؓ نے اُن باتوں کو اُسی طرح یا اس سے زیادہ خوش اسلوبی سے بیان کیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہم امیر ہوں اور تم وزیر ہو۔" حباب بن المنذر نے کہا "واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے، بس یہی ٹھیک ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔" حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کہا "نہیں (یہ ٹھیک نہیں، کہیں دو امیر بھی ہو سکتے ہیں) تم نے جو فضیلتیں اپنی بیان کیں یقیناً تم ان کے لائق ہو، مگر یہ امرِ خلافت تو قریش ہی کے واسطے مناسب ہے، کیونکہ قریش باعتبار گھرانے کے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں۔ لہٰذا تم عمر بن خطابؓ یا ابوعبیدہؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و وفاتہ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و وفاتہ

ابن الجراح کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ میں ان دونوں کو تمہارے لئے پسند کرتا ہوں۔" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" ایک انصاری نے کہا "(لیکن) ہم (اسلام کی) جڑ اور اس کے بڑے ستون ہیں۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے مناسب ہوگا۔" اس تجویز پر گڑبڑ ہونے لگی، آوازیں بلند ہونے لگیں۔[1] حضرت عمرؓ نے اختلاف کے اندیشہ سے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اپنا ہاتھ دراز کیجئے"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ ان کے بیعت کرتے ہی تمام لوگوں نے بیعت کر لی، ایک شخص نے کہا "تم لوگوں نے سعد بن عبادہؓ (کی بات نہ مان کر ان) کو سوا کر دیا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ نے انہیں سوا کیا" (ان کی تجویز سیاسی مصلحت کے خلاف تھی، اللہ نے اسے منظور نہیں ہونے دیا) [2]

تبصرہ | کتنے پُرخلوص تھے یہ لوگ! ایک دوسرے کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کا نام لیتے ہیں، حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کا نام لیتے ہیں، ان کے فضائل بیان کرتے ہیں۔ اختلافِ رائے تو ہوتا ہے لیکن فوراً ہی سب کو ابوبکرؓ کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے، کوئی اپنی تجویز پر ضد نہیں کرتا، فوراً سب بیعت کر لیتے ہیں۔ خلوص اور للّٰہیت کے ماحول میں امیر کا انتخاب ہو جاتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین | خلیفہ کے انتخاب و تقرر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین کا کام شروع ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں کا کفن دیا گیا جو یمن کے ایک گاؤں سحول میں بنے گئے تھے۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں لحد کے اندر دفن کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو گھر میں پوشیدہ رکھا گیا تاکہ کہیں لوگ اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیں پھر قبر کو اونٹ کے کوہان کے مشابہ کر دیا گیا اور اس کے چاروں طرف اینٹیں لگا دی گئیں۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم چھوڑے نہ دینار۔ نہ لونڈی نہ غلام اور نہ کوئی اور چیز سوائے ایک خچر کے، کچھ ہتھیاروں کے اور ایک زمین کے جس کو آپؐ نے صدقہ کر دیا تھا۔[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زرہ ایک یہودی کے ہاں ۳۰ صاع جَو کے عوض رہن تھی۔ آپؐ اسے چھڑانے نہ پائے تھے کہ آپؐ کا انتقال ہو گیا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی التقائف عن عمرؓ و باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ و کتاب الحدود باب رجم الحبلیٰ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الثیاب البیض للکفن عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فی کفن المیت۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ و سفیان التمار و صحیح مسلم باب النہی عن بناء المسجد علی القبور و باب فی اللحد و نصب اللبن (قبر کو کوہان نما بنانے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے۔ لحد اور اینٹوں کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب الوصایا عن عمرو بن حارثؓ و کتاب الجہاد باب بغلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم البیضاء۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی فی باب بعد باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ۔ [6] اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بیان کی کہ حکمران قریش میں سے ہونگے۔ حضرت سعدؓ نے کہا تم نے سچ کہا (احمد) اس کے بعد دو امیروں کی تجویز ختم ہو گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا {سبا ۲۸}

تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔

آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے وہ خاص خاص قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اقوامِ عالم کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔[1]

اور اتنا جامع اور کامل رسول بنا کر بھیجا کہ آپ کے فیضان کو کسی زمانہ کے ساتھ محدود نہ رکھا بلکہ اس فیضانِ رسالت کو قیامت تک کیلئے باقی رکھ کر

وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ {احزاب ۴۰}

نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا، اب کوئی رسول نہیں بنایا جائے گا۔

لَمۡ يَبۡقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الۡمُبَشِّرٰتُ

نبوت ختم ہوگئی، اب نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہا سوائے نیک خواب کے۔[2]

سِرَاجًا مُّنِيۡرًا ۝ {احزاب ۴۶}

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے روشن چراغ بنایا اور

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝ {انشراح ۴}

آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

اور ایسا بلند کیا کہ دنیا کے کسی انسان کا ذکر اس کثرت اور رفعت کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ آپ کے تذکارِ جلیلہ کو نہ صرف بعثت کے بعد رفعت و بلندی عطا ہوئی بلکہ آپ کی بعثت سے

اَلَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ {اعراف ۱۵۷}

پہلے بھی گذشتہ آسمانی کتابوں میں آپ کا ذکر کیا گیا۔

اور اس کثرت اور تفصیل سے کیا گیا کہ اہلِ کتاب

يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ {انعام ۲۰}

آپ کو اس طرح پہچاننے لگے جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا {احزاب ۴۵}

آپ کو دنیا میں (حق و صداقت کا) گواہ بنایا اور روزِ قیامت آپ ہی

وَجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ۝ {نساء ۴۱}

تمام انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ و تذکیر کے گواہ ہوں گے۔

عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا {بنی اسرائیل ۷۹}

شفاعتِ کبریٰ اور مقامِ محمود آپ ہی کیلئے مخصوص ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب المساجد عن جابر رض۔

[2] صحیح بخاری کتاب التعبیر۔

قیامت کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام بنی آدم کے سردار ہوں گے[1] سب سے پہلے آپؐ ہی قبر سے باہر تشریف لائیں گے، سب سے پہلے آپؐ ہی شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپؐ ہی کی شفاعت سُنی جائے گی[2] سب سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور سب سے پہلے آپؐ ہی کے لئے جنّت کا دروازہ کھولا جائے گا[3] سب سے پہلے آپؐ ہی پُل صراط کو پار کریں گے[4] تمام انبیاء میں سب سے زیادہ متبعین آپؐ ہی کے ہونگے[5] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک خصوصی رعب دیا گیا تھا، یہ ایسا رعب تھا کہ ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن مرعوب ہو جاتا تھا[6] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جوامع الکلم دئے گئے تھے (آپؐ کی گفتگو میں الفاظ کم ہوتے تھے لیکن بڑے جامع ہوتے تھے)[7]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شمائل

چہرۂ مبارک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک بڑا بارعب تھا[8] اور سورج اور چاند کی طرح گولائی مائل تھا[9] جب آپؐ خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک ایسا چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے[10] پیشانی کی شکنیں (بجلی کی طرح) چمکتی تھیں[11] ہنستے وقت آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے[12]

رنگ اور آواز | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رنگ گورا تھا لیکن ملاحت آمیز[13]۔ نہ بہت زیادہ سفید تھا، نہ بہت زیادہ گندم گوں، روشن (اور چمکدار) تھا[14] خوش الحانی میں آپؐ کا کوئی ہمسر نہیں تھا[15]

آنکھیں | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھیں (بڑی) دراز شگاف تھیں اور ان میں لال لال ڈورے تھے[16]

دہن مبارک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دہن مبارک کشادہ تھا[17]

ریش مبارک | ڈاڑھی گھنی اور سیاہ تھی۔ صرف ہونٹ کے نیچے کے چند بال سفید ہو گئے تھے[18]

سر اور موئے مبارک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سر مبارک بڑا تھا[19] سر مبارک کے تمام بال سیاہ تھے، البتہ سر کے اگلے حصّہ میں چند بال سفید ہو گئے تھے، اگر آپؐ تیل ڈالتے تو سفید بال نظر نہ آتے تھے اور اگر بال پراگندہ ہوتے تو سفید بال نظر آتے تھے[20] سر اور ڈاڑھی کے سفید بالوں کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں تھی[21] اور بآسانی گنے

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ الاسراء و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبیّنا و کتاب الایمان [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبیّنا عن ابی ہریرۃ رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان [4] صحیح بخاری کتاب التیمّم و صحیح مسلم کتاب المساجد عن جابرؓ۔ [5] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب المساجد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
[6] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ والصّدقۃ علی الاقربین عن زینبؓ امرأۃ ابن مسعودؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شبیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ و صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہٗ۔ [8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ بن مالک عن کعبؓ۔ [9] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [10] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن ابی الطفیلؓ۔ [11] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [12] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃ رضؓ۔ [13] صحیح مسلم باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃ رضؓ [14] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی جحیفہؓ و ابن بسرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شبیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ (خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے)
[15] صحیح بخاری کتاب اللباس عن انسؓ (مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم) [16] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شبیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ بن سمرۃؓ
[17] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [18] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الصراط عن ابی ہریرۃؓ۔ [19] صحیح مسلم کتاب الایمان

Marfat.com

جا سکتے تھے[1] بالوں کو زرد رنگ سے رنگ لیا کرتے تھے[2]

سر کے بال (گھونگر یالے تھے) نہ بہت زیادہ بل کھائے ہوئے اور نہ بالکل سیدھے (اگر چھوٹے ہوتے تو) نصف کانوں تک ہوتے اور اگر بڑھ جاتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے[3] سر کے بالوں میں آپؐ مانگ نکالا کرتے تھے۔[4]

سینۂ مبارک | (سینہ فراخ تھا) دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا[5]

پُشتِ مبارک اور مہرِ نبوت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پُشتِ مبارک پر مہرِ نبوت تھی، اس کی شکل چھپر کھٹ کی گھنڈی یا کبوتری کے انڈے کی مثل تھی (یعنی بیضوی) اس کا رنگ وہی تھا جو تمام بدن کا تھا[6]

یہ مُہر دونوں کندھوں کے درمیان بائیں شانہ کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔ اور (اردگرد کے مقابلہ میں) مُٹھی (یعنی بیضہ) کے مانند اُبھری ہوئی تھی۔ اس پر مَسّوں کے مانند کچھ تل تھے[7]

ہتھیلیاں | ہتھیلیاں فراخ، پُرگوشت[8] اور ریشم سے زیادہ نرم تھیں[9]

قدمِ مبارک | قدمِ مبارک پُرگوشت تھے[10] البتہ ایڑیاں کم گوشت تھیں[11]

قدِ زیبا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے نہ پستہ قد، آپؐ کا قد درمیانہ تھا[12]

بُوئے مبارک | جسمِ اطہر کی بُو مُشک اور عنبر سے زیادہ خوشبودار تھی[13]

ہاتھ ٹھنڈے رہتے تھے اور اتنے خوشبودار تھے کہ گویا (ابھی) عطر فروش کے کنٹر میں سے نکالے ہیں[14]

ہاتھوں کی ٹھنڈک برف سے زیادہ تھی اور خوشبو مُشک سے زیادہ اچھی تھی[15]

پسینہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تھا[16] اور اس طرح ٹپکتا تھا گویا موتی گر رہے ہیں[17] اور اتنا خوشبودار تھا کہ تمام خوشبوئیں اس کے سامنے ہیچ تھیں[18]

چال | (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال عاجزانہ تھی) آپؐ آگے کی جانب جھک کر چلتے تھے[19] منہ موڑ کر اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے[20]

حُسن و جمال | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے[21]

حضرت براءؓ فرماتے ہیں "میں نے آپؐ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا"[22]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں "میں نے آپؐ کے مثل نہ آپؐ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو دیکھا"[23]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شیبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الرجلین فی النعلین عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب صفۃ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم [4] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی سدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعرہ [5] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شیبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ صحیح بخاری کتاب الوضوء عن سائبؓ نحوہ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوۃ عن جابرؓ و عبداللہ بن سرجسؓ و صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبوۃ عن سائبؓ و صحیح بخاری میں صرف خط کشیدہ عبارت ہے صحیح مسلم میں باقی عبارت بھی ہے اور خط کشیدہ بھی) [8] صحیح بخاری کتاب اللباس عن انسؓ [9] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحتہ عن انسؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب اللباس عن انسؓ۔ [11] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی صفۃ فم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ۔ [12] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ و براءؓ وغیرہ۔ [13] صحیح بخاری کتاب الصیام باب ما یذکر عن صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [14] صحیح مسلم باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ بن سمرۃ۔ [15] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ بن سمرۃ۔ [16] صحیح مسلم باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [17] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ [18] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اُمِّ سلیمؓ و انسؓ۔ [19] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ [20] صحیح بخاری کتاب الادب عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ و براءؓ [21] صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [22] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الجعد عن انسؓ [23] صحیح بخاری باب الاستنجاء بالحجارۃ۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خصائل

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکارمِ اخلاق کے انتہائی بلند مقام پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ {قلم ۴} (اے رسولؐ) بیشک آپؐ عظیم الشان اخلاق پر فائز ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں :۔

اِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْاٰنُ [1] وہ تمام اخلاق اور اوصافِ حمیدہ جو قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں آپؐ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں "رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسنِ اخلاق کے مالک تھے"۔[2]

تحمّل و بُردباری، عفو و درگذر، رحم و کرم | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انتہائی حلیم و بُردبار تھے۔ سخت سے سخت تکلیف پہنچنے کے بعد بھی خفگی کا اظہار نہ فرماتے اور باوجود قوّت و اقتدار کے معاف فرما دیتے۔

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چادر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ چادر پھٹ گئی اور آپؐ کی گردن پر چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا "اے محمدؐ، کچھ مال دینے کا حکم دیجئے"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کی طرف دیکھا، پھر آپؐ مسکرائے، اور اُس کو کچھ دینے کا حکم صادر فرمایا۔[3]

ایک مرتبہ چند دیہاتیوں نے آپؐ کو گھیر لیا اور آپؐ سے مال طلب کیا۔ پھر اُنہوں نے آپؐ کو اِس قدر پریشان کیا کہ آپ ببول کے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہونے پر مجبور ہو گئے، درخت میں آپ کی چادر الجھ گئی (رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انتہائی تحمّل سے کام لیا) آپؐ نے فرمایا "میری چادر تو دیدو، میرے پاس اگر ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی بکریاں ہوتیں تو میں سب بکریاں تم لوگوں میں تقسیم کر دیتا"۔[4]

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے قرضہ کے سلسلہ میں بڑی سختی سے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تقاضہ کیا۔ صحابۂ کرامؓ نے چاہا کہ اُسے تنبیہ کریں۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ حق والے کو کہنے کا حق ہے"۔[5]

یہودی آپؐ کے پاس آتے اور 'السام علیکم' کہتے (یعنی آپؐ کو موت آئے) آپؐ جواب میں صرف 'وعلیکم' کہہ دیتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اُنہیں بُرا بھلا کہا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہؓ رہنے دو، بیشک اللہ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے"۔[6]

ایک مرتبہ ایک یہودی نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کیا لیکن آپؐ نے اُسے کوئی سزا نہیں دی بلکہ یہ فرمایا "میں نہیں چاہتا کہ اس واقعہ کے ذریعہ لوگوں میں (اس کی) برائی پھیلاؤں"۔ (یعنی آپؐ نے اس کو رُسوا کرنا بھی نہ چاہا)[7]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ باب جامع صلاۃ اللیل۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الفضائل۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب التبسّم وکتاب فرض الخمس وصحیح مسلم کتابُ الفضائل و کتابُ الزکوٰۃ عن انسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب عن جبیر بن مطعمؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الوکالۃ باب وکالۃ الشاھد و باب وکالۃ فی قضاء الدیون عن ابی ہریرۃؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الادب باب الرفق۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الادب باب قول اللہ تعالیٰ اِنَّ اللہ یأمر بالعدل و کتاب الطب وصحیح مسلم کتابُ السلام باب السحر عن عائشۃ صدیقہؓ۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ مال تقسیم کیا۔ ایک منافق نے تقسیم پر اعتراض کرتے ہوئے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو"۔ یہ اعتراض انتہائی اشتعال انگیز تھا لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عفو و درگذر سے کام لیا اور اُسے کوئی سزا نہ دی [1]

کسی شخص کو رسُول تسلیم کرنا اور پھر اُس کو ناانصاف سمجھنا دراصل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ کیونکہ اجتماعِ ضدّین باطل ہے لہٰذا یہ دونوں باتیں کبھی بھی ایک شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اگر وہ کسی شخص کو رسول تسلیم کرتا ہے تو اُس کو ناانصاف سمجھنا ناممکن ہے، اور اگر وہ اس کو ناانصاف سمجھتا ہے تو پھر اس کو رسُول تسلیم کرنا ناممکن ہے۔ یقیناً اعتراض کرنے والا دل سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو رسُول نہیں سمجھتا تھا، اسی لئے اعتراض کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک بااقتدار حکمراں تھے لیکن اس کے باوجود آپؐ کا اس کو تنبیہ نہ کرنا حلم اور بُردباری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں لیکن آپؐ ہمیشہ درگذر فرماتے رہے (اپنی ذاتِ خاص کے سلسلہ میں) کبھی بددُعاء نہیں فرمائی۔

طائف میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سخت تکلیف پہنچائی گئی، پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا "آپؐ مجھے جو چاہیں حکم دیں، اگر آپؐ حکم دیں تو میں اخشبین نامی پہاڑوں کو ان پر رکھ دوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(نہیں) مجھے اُمید ہے کہ اللہ ان کی پُشت سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ اکیلے کی عبادت کریں گے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے"۔ [2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا گیا کہ آپؐ مشرکین پر بددُعاء کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اللہ نے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ [3]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خادموں کی غلطی بھی معاف فرماتے رہتے تھے۔ حضرت انسؓ نے دس سال آپؐ کی خدمت کی لیکن اس طویل عرصہ میں کبھی آپؐ نے ان کو اُف تک نہ کہا۔ اگر انہوں نے کوئی کام کیا تو یہ نہیں پوچھا کہ کیوں کیا، اور اگر نہیں کیا تو کبھی یہ نہ پوچھا کہ کیوں نہیں کیا [4]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ کو کسی کام کیلئے بھیجا۔ اگرچہ ان کے دل میں ارادہ تھا کہ وہ ضرور جائیں گے لیکن انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اللہ کی قسم، میں نہیں جاؤں گا" (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ نہ فرمایا) کچھ دیر بعد حضرت انسؓ وہاں سے چلدئے۔ بازار میں چند بچے کھیل رہے تھے، حضرت انسؓ وہاں کھڑے ہوگئے اور اُن کا کھیل دیکھنے لگے۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپؐ نے پیچھے سے اُن کی گُدی پکڑی۔ حضرت انسؓ نے مُڑکر دیکھا تو آپؐ مسکرا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (پیار سے) فرمایا "اے انیس، تم اس کام کیلئے ابھی تک نہیں گئے"۔ حضرت انسؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ابھی جاتا ہوں"۔ [5]

عبداللہ بن اُبیّ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شدید ترین دشمن تھا۔ ہمیشہ آپؐ کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ لیکن جب اُس کا انتقال ہوا تو آپؐ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کھڑے ہوگئے، اس کے جسم پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور اپنی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن ابی سعیدؓ وابواب علامات النبوّۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔

[2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب البرّ والصلۃ باب النہی عن لعن الدوابّ۔

[4] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔

[5] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم احسن الناس خلقا عن انسؓ۔

قمیص اُس کے کفن کیلئے دیدی (غرض یہ کہ تخفیفِ عذاب کیلئے آپؐ نے جو کچھ کر سکتے تھے کیا) [1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیتے بلکہ معاف اور درگذر فرماتے [2] ذاتی صدمہ اور تکلیف پر آپؐ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا [3] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا، نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو۔ البتّہ آپؐ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے تھے [4]

جب مشرکینِ عرب قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوسفیانؓ نے جو اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے محمدؐ، آپؐ کی قوم (مُضر وغیرہ) ہلاک ہوئی چلی جارہی ہے، آپؐ دُعا فرمائیں کہ اللہ یہ عذاب دور فرمائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قوم مُضر کیلئے دُعا کرا رہے ہو؟ تم بڑے جَری ہو (کہ ایسی دشمنِ اسلام قوم کیلئے مجھ سے دُعا کرانا چاہتے ہو)" بہرحال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اور قحط سالی دور ہوگئی [5]

قبیلۂ قریش کے لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بجائے محمدؐ کے مُذمّم کہتے، مذمّم پر لعنت بھیجتے اور مذمّم کو بُرا بھلا کہتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی خوبصورتی سے یہ کہہ کر درگذر فرماتے "وہ تو مذمّم پر لعنت بھیجتے ہیں اور میں تو محمدؐ ہوں (مذمّم نہیں ہوں)" [6]

سخاوت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بے حد فیّاض تھے۔ فیّاضی جب حدّ سے زیادہ بڑھی تو اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا:۔

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝ {اسراء ۲۹}

(اے رسولؐ) ہاتھ کو اتنا نہ کھول دیجئے کہ بعد میں آپؐ کو ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھنا پڑے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرمایا کرتے تھے "تم مجھے بخیل نہ پاؤ گے" [7] سخاوتِ بے پایاں کا یہ عالم تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ سے کسی چیز کیلئے سوال کیا گیا ہو اور آپؐ نے اُس کے جواب میں "نہیں" کہا ہو [8]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان (بہت بڑی تعداد میں) بکریاں چر رہی تھیں، ایک شخص نے آپؐ سے بکریاں طلب کیں، آپؐ نے وہ تمام بکریاں اُس کو دیدیں۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا "اے میری قوم، اللہ کی قسم محمدؐ بے حدّ و حساب دیتے ہیں، فقر سے بالکل نہیں ڈرتے"۔ [9]

ایک مرتبہ ایک عورت نے ایک چادر تحفۃً پیش کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس وقت اُس کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے اُسے زیبِ تن فرمایا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ چادر تو بہت اچھی ہے، مجھے دیدیجئے"۔ آپؐ نے فوراً وہ چادر اُسے عطا فرمادی۔ صحابہؓ نے اُس شخص سے کہا "تم نے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، حالانکہ تم جانتے ہو کہ جب آپؐ سے کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپؐ کبھی انکار نہیں فرماتے"۔ [10]

حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے" [11]

ویسے تو ہر زمانہ میں آپؐ سخاوت کرتے تھے لیکن رمضان کے مہینہ میں تو آپؐ سخاوت میں آندھی (کی رفتار) سے زیادہ تیز ہو جاتے تھے [12]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (تفسیر سُورۃ التوبۃ) وکتابُ اللّباس باب لبس القمیص۔ [2] صحیح بخاری کتابُ البیوع باب کراہیۃ السخب فی الاسواق عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المحاربین وصحیح مسلم کتابُ الفضائل باب مباعدتہ للآثام عن عائشہ صدیقہؓ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدتہ للآثام عن عائشہ صدیقہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (تفسیر سُورۃ الدخان) عن ابن مسعودؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما جاء فی اسماء النبیؐ عن ابی ہریرۃؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب عن جبیر بن مطعمؓ۔ [8] صحیح بخاری کتابُ الادب باب حسن الخلق وصحیح مسلم کتابُ الفضائل عن جابرؓ۔ [9] صحیح بخاری کتابُ الفضائل عن انسؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق وکتابُ البیوع باب النّتاج عن سہلؓ۔ [11] صحیح بخاری کتابُ الوحی عن ابنِ عبّاسؓ وکتابُ الادب باب حسن الخلق وصحیح مسلم باب شجاعۃ النبیؐ عن انسؓ۔ [12] صحیح بخاری کتابُ الوحی وصحیح مسلم کتابُ الفضائل عن ابنِ عبّاسؓ۔

شجاعت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شجاعت اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے[1] انتہائی خطرناک موقعوں پر بھی گھبراہٹ آپؐ پر طاری نہ ہوتی۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینہ منوّرہ میں ایک بہت خوفناک آواز آئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تنِ تنہا اُس آواز کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور لوگ بھی گھبرا کر اُٹھ بیٹھے اور سب مل کر اُس آواز کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور گلے میں تلوار لٹک رہی تھی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو دیکھکر فرمایا "ڈرو نہیں، ڈرو نہیں میں دیکھ آیا ہوں کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے"[2]۔

جنگِ اُحد میں کُفّار نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بڑی شدّت سے حملہ کیا (افراتفری میں جنگ کرتے ہوئے صحابۂ کرامؓ کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتے اور) بعض اوقات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ گنتی کے چند صحابہؓ رہ جاتے ایسی حالت میں بھی آپؐ اپنی جگہ ڈٹے رہے[3]

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ اُخْرٰىكُمْ {آل عمران ۱۵۳} اور مسلمین میں سے جو لوگ بھاگ رہے تھے اُن کو میدان جنگ میں پیچھے کھڑے ہوئے آواز دیتے رہے۔

جنگ شدّت سے جاری تھی، آپؐ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی، ایسی حالت میں بھی آپؐ برابر سرِ مبارک اُونچا کر کے میدانِ جنگ کا نقشہ دیکھ رہے تھے[4]

جنگِ حُنین میں مسلمین اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکیلے میدان میں ڈٹے رہے۔ کُفّار آپؐ کی طرف بڑھے، آپؐ نے بھی اپنے خچّر کو کُفّار کی طرف دوڑایا اور بے مثال بہادری اور جنگ جوئی کا مظاہرہ کیا، ایسی نازک حالت میں آپؐ نے اپنا دعویٰ بھی دوہرایا اور اپنا تعارف بھی کرایا۔ آپؐ فرما رہے تھے:۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ — مَیں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ — میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں

اِتنے میں حضرت عبّاسؓ اور حضرت ابوسفیان بن حارثؓ آئے، ایک نے آپؐ کے خچّر کی لگام پکڑ لی اور دوسرے نے رکاب اور آپؐ کو پیش قدمی کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔

اثنائے جنگ میں کُفّار نے چاروں طرف سے آپؐ کو گھیر لیا، لڑائی کا پُورا زور آپؐ کے قریب تھا لیکن آپؐ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ وہ لوگ بہادر تصوّر کئے جا رہے تھے جو میدانِ جنگ میں آپؐ کے قریب تھے[5]

تبلیغ کیلئے تنِ تنہا طائف تشریف لے گئے[6] مکّہ معظّمہ سے اپنے رفقاء کو پہلے حبشہ اور بعد میں مدینہ منوّرہ جانے کی اجازت دیتے رہے لیکن خود بغیر کسی خوف کے کافی عرصہ تک مکّہ معظّمہ میں رہے[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق و کتاب الجہاد باب الشجاعۃ و باب الرکوب علی الدابۃ و باب رکوب الفرس العری و باب الحمائل عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم [3] صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم باب غزوۃ اُحد عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و ابواب المناقب باب مناقب ابی طلحۃؓ و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ و باب البغلۃ البیضاء و باب من صف اصحابہ عند الہزیمۃ و باب من قال خذھا عن براءؓ و کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب عن ابی قتادۃؓ و کتاب المغازی غزوۃ حُنین و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ و کتاب الجہاد باب غزوۃ حنین عن براءؓ و عباسؓ و سلمہؓ (خط کشیدہ الفاظ (ملخصًا) صرف صحیح بخاری میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ و صحیح مسلم باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم من اذی المشرکین عن عائشۃ صدیقۃؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن عائشۃ صدیقۃؓ و باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ۔

جنگی قابلیت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر جنگوں میں سپہ سالار رہے۔ بڑی بڑی مشہور جنگیں آپؐ ہی کی امارت میں لڑی گئیں اور آپؐ کی تدبیر سے ہمیشہ فتح ہوئی۔

مدینہ منوّرہ آتے ہی مکّہ معظّمہ کی ناکہ بندی کے انتظامات فرمائے، کُفّارِ مکّہ کے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ ڈالنی شروع کردی۔[1]

سوائے جنگِ خندق کے اور کسی موقع پر آپؐ نے دفاعی جنگ نہیں لڑی۔ جنگِ بدر اور جنگِ اُحد میں آگے بڑھ کر مقابلہ کیا، ان جنگوں کے علاوہ تمام جنگوں میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود حملہ کیا اور دشمن کی طاقت کو کچل دیا۔

دشمن کے حالات معلوم کرنے کیلئے آپؐ جاسوس بھی روانہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت عاصمؓ کی سرکردگی میں دس آدمیوں کا ایک دستہ جاسوس بنا کر بھیجا۔[2] جنگِ بدر سے قبل حضرت بسبسہؓ کو جاسوس بنا کر بھیجا۔[3] جنگِ خندق میں افواجِ کُفّار کی جاسوسی کیلئے حضرت حذیفہؓ کو روانہ کیا۔[4] یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ کی جاسوسی کیلئے حضرت زبیرؓ کو روانہ کیا۔[5]

جنگ سے پہلے مجاہدین کی صَف بندی کرتے۔[6]

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ {آل عمران ۱۲۱} مجاہدین کو مناسب مورچوں پر متعیّن فرماتے۔

جنگِ اُحد میں آپؐ نے پچاس آدمیوں کے ایک دستہ کو ایک مناسب مقام پر متعیّن فرمایا، پھر اُن سے فرمایا "جب تک میں نہ کہوں تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا، خواہ ہماری فتح ہو یا شکست"۔ جب مسلمین کی فتح ہوئی تو اُن پچاس آدمیوں میں سے اکثر نے وہ جگہ چھوڑ دی اور اس کے نتیجہ میں مسلمین کو کافی نقصان پہنچا۔[7]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کسی قوم پر حملہ کرتے تو ظاہر نہ کرتے کہ کس قوم پر حملہ کرنے والے ہیں تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو اور وہ جَم کر مقابلہ نہ کرسکے۔[8] جب دشمن کے مرکز پر رات کو پہنچتے تو حملہ نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جائے۔[9]

فتح کے بعد میدانِ جنگ میں تین دن قیام فرماتے، دشمن کا تعاقب بھی فرماتے۔ جنگِ اُحد کے بعد آپؐ نے کُفّار کا تعاقب کیا۔[10]

جنگِ حُنین کے بعد بھی آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کے ہمراہ کُفّار کا تعاقب کیا۔[11]

بچّوں پر شفقت بچّے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے جاتے، آپؐ اُن کو گود میں لے لیتے، بعض اوقات بچّے آپؐ پر پیشاب بھی کردیتے۔ نوزائیدہ بچّوں کو کھجور چبا کر چٹاتے۔[12]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپؐ کے پاس ایک چھوٹی سی کملی تھی، آپؐ نے حضرت اُمِّ خالدؓ کو جو اس زمانہ میں چھوٹی سی بچّی تھیں بُلوایا اور اپنے ہاتھ سے وہ کملی اُنہیں پہنادی، پھر اُن کی قمیص کے متعلّق فرمایا "پہنو اور پُرانا کرو، پہنو اور پُرانا کرو"۔ پھر فرمایا "یہ کتنا اچھا کپڑا ہے"۔ کچھ دیر بعد حضرت اُمِّ خالدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے جاکر کھڑی ہوگئیں اور مہرِ نبوّت سے کھیلنے لگیں، اُن کے والد نے اُنہیں منع کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو"۔[13]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن کعب بن مالکؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد و کتاب المغازی باب غزوۃ بدر و باب غزوۃ الرجیع۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشّہید عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد و باب مناقب زبیرؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ زبیرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر عن عبد الرحمٰن و کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل و باب من صف اصحابہ عند الہزیمۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد و کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب الجہاد باب غزوۃ غزاھا وری بغیرھا و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب بن مالکؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا للہ۔ [10] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم و کتاب الجہاد باب غزوۃ حنین۔ [11] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن اسماءؓ و کتاب العقیقۃ و کتاب الوضوء و کتاب الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہلؓ و صحیح مسلم باب فضائل ام سلیمؓ۔ [12] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من تکلّم بالفارسیّۃ و غیرہ۔ [13] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر کی نماز پڑھ کر مسجد کے باہر تشریف لائے تو کچھ بچّے آپؐ کے سامنے آئے، آپؐ نے ہر ایک کے رُخساروں پر ہاتھ پھیرا۔[1]

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ آئے، آپؐ نے اُنہیں گلے سے لگا لیا اور پیار کیا۔[2]

لوگوں پر نرمی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت مہربان اور رحم دل تھے[3] لوگوں سے نرمی سے پیش آتے، سخت دل اور تُند خُو نہیں تھے۔[4]

ایک مرتبہ ایک دیہاتی مسجدِ نبوی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا، لوگ اس کی طرف دَوڑے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو (پیشاب کر لینے دو) تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے والے"۔[5]

ایک مرتبہ ایک صحابی نے نماز پڑھائی اور بڑی طویل قرأت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں طویل قرأت کرنے پر سخت تنبیہ کی، آپؐ نے فرمایا "تمہارے پیچھے بوڑھے بھی ہوتے ہیں، کمزور بھی ہوتے ہیں، ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، لہٰذا مختصر نماز پڑھایا کرو"۔[6]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود بھی ہلکی نماز پڑھاتے، اگر کسی بچّہ کے رونے کی آواز کان میں آتی تو اِس خیال سے کہ اُسکی ماں پریشان ہوگی نماز کو اور مختصر کر دیتے۔[7]

حُسنِ خلق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خلیق تھے[8] شریر لوگوں سے بھی خندہ پیشانی سے ملتے۔[9] نہ کسی پر لعنت کرتے نہ کسی کو بُرا بھلا کہتے۔[10]

جب آپؐ صبح کی نماز پڑھا کر باہر نکلتے تو مدینہ والوں کے خادم اپنے اپنے برتن لیکر آپؐ کے پاس آتے، برتنوں میں پانی ہوتا تھا، سخت سردی کے دن بھی آپؐ پانی میں ہاتھ ڈبو دیا کرتے تھے (مدینہ والے اس پانی کو باعثِ برکت سمجھتے تھے)[11]

مدینہ منوّرہ میں ایک (کم عمر) لونڈی تھی، وہ آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں کہیں لیجانا چاہتی آپؐ اُس کے ساتھ چلے جاتے (اور اُس کا کام کر دیتے)[12]

ایک مرتبہ ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی اور عرض کیا مجھے آپؐ سے کچھ (ضروری) کام ہے، آپؐ اُس کے ساتھ چلے گئے اور اُس کا کام کر دیا۔[13]

صحابہؓ نے ایک کافر کو گرفتار کیا اور (کسی سُتون سے اُسے) باندھ دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس تشریف لائے۔ اُس نے کہا "اے محمدؐ!" آپؐ اُس کے اور قریب چلے گئے، جب آپؐ اُس کی بات کا جواب دے کر واپس ہوئے تو اُس نے پھر آواز دی "اے محمدؐ، اے محمدؐ!" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اُس کے پاس گئے، آپؐ اُس کی بات کا جواب دے کر واپس ہوئے تو اُس نے پھر آواز دی "اے محمدؐ، اے محمدؐ!" آپؐ پھر اُس کے پاس تشریف لے گئے، اُس نے کہا "میں بھوکا ہوں، کھانا کھلائیے، پیاسا ہوں، پانی پلائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً اُسکے کھانے پینے کا انتظام فرما دیا۔[14]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرۃؓ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب النذور عن عمران رضؓ [4] آل عمران [159] وصحیح بخاری کتاب البیوع باب کراہیۃ السخب فی الاسواق عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول فی المسجد۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا طوّل الامام وباب من شکا امامہ عن ابی مسعودؓ وصحیح مسلم باب القراءۃ فی العشاء عن جابر رضؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی عن انسؓ وابی قتادہؓ۔ [8] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ وکتاب الفضائل عن انسؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشاً عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشاً عن انسؓ۔ [11] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [12] صحیح بخاری کتاب الادب باب الکبر عن انس رضؓ۔ [13] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [14] صحیح مسلم کتاب النذور عن عمران رضؓ۔

حیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے[1] کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے[2]
عورتوں سے زبانی بیعت لیتے، کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو آپؐ نے ہاتھ نہیں لگایا[3]

تبسّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرایا کرتے تھے، کھل کھلا کر نہیں ہنستے تھے[4]

تکلّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلدی جلدی بات نہ کرتے بلکہ اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ اگر کوئی آپؐ کی باتوں کو گننا چاہتا تو گن لیتا[5]
اہم باتوں کو آپؐ تین مرتبہ دوہراتے[6]

خدمتِ اہلِ خانہ گھر کے اندر تشریف فرما ہوتے تو اپنی اہلیہ کے کام میں شرکت فرماتے[7]
ہر روز بعد نماز عصر آپؐ تمام بیویوں کے ہاں تشریف لے جاتے[8]

سادگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں بہت سادگی اور انکساری تھی۔ آپؐ گدھے پر بھی سوار ہو جایا کرتے تھے۔ آپؐ کے ایک گدھے کا نام عُفیر تھا[9]۔ آپؐ کا مکان بہت تنگ تھا، رات کے وقت جب آپؐ نماز پڑھتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ آپؐ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں۔ جب آپؐ سجدہ کرتے تو اُن کا پیر دبا دیتے، وہ ٹانگیں سمیٹ لیا کرتی تھیں۔ جب آپؐ سجدہ کر چکتے تو وہ پھر اپنے پیر پھیلا دیا کرتی تھیں[10]۔ آپؐ چٹائی پر بیٹھا کرتے تھے[11]۔ سرکاری اُونٹوں پر خود نشان لگا دیا کرتے تھے[12]۔

تعلیم و تربیت تعلیم و تربیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کی سختی نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص کو نماز میں چھینک آئی، حضرت معاویہ ابن حکم رضؓ نے "یرحمک اللہ" کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اُن کو بُلایا۔ حضرت معاویہ ابن حکم رضؓ کہتے ہیں "میں نے آپؐ سے بہتر تعلیم دینے والا نہ آپؐ سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد کبھی دیکھا، اللہ کی قسم نہ آپؐ نے مجھے مارا، نہ دھمکایا، نہ بُرا بھلا کہا بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ نماز میں گفتگو جائز نہیں، نماز تو بس تسبیح و تکبیر اور قرأۃ قرآن کے لئے ہے"[13]۔

صحابہ رضؓ کے ساتھ محنت و مشقت میں شرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے کوئی امتیاز پسند نہ فرماتے بلکہ صحابۂ کرام رضؓ کے دوش بدوش تمام کاموں میں شرکت فرماتے۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر میں صحابہ رضؓ کے ساتھ آپ بھی اینٹیں اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے[14]۔ جنگِ احزاب کے موقع پر آپؐ بھی خندق کھودنے میں شریک تھے[15]۔

کھانا پینا کھانا کھاتے وقت تکیہ نہ لگاتے[16]۔ کھانا تین اُنگلیوں سے کھاتے[17]۔ کھانے کو کبھی بُرا نہیں کہتے، اگر جی چاہتا تو کھا لیتے، اگر جی نہ چاہتا تو چھوڑ دیتے[18]۔
پانی تین سانس میں پیتے[19]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب من لم یواجہ الناس بالعتاب۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل عن ابی سعید رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا عن انس رضؓ وباب مناقب عبداللہ بن مسعود رضؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن عبداللہ بن عمرو رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) عن عائشہ رضؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم وصحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [5] صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب العلم باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفہم عنہ ..... [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من کان فی حاجۃ اہلہ وکتاب الادب عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ التحریم) وکتاب الطلاق وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرم امرأتہ۔ [9] صحیح بخاری کتاب المرضی وکتاب الادب باب کنیۃ المشرک وعن اسامہ رضؓ وکتاب الصلح عن انس رضؓ وکتاب الجہاد باب اسم الفرس وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [10] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الفراش عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [11] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الجلوس علی الحصیر۔ [12] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ عن معاویہ بن حکم رضؓ۔ [13] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وباب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الصلوٰۃ [14] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب الرجز وحفر الخندق۔ [15] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ۔ [16] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔ [17] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما۔ [18] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔ [19] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ۔

لباس | لباس بھی آپؐ کا بہت سادہ ہوتا تھا۔ زیادہ تر چادریں استعمال کرتے تھے۔ سُرخ دھاری دار چادر زیادہ پسند فرماتے تھے۔

کبھی کبھی تنگ آستینوں کا جُبّہ پہن لیتے۔

سر پر کپڑا باندھتے، لڑائی کے موقع پر خود پہن لیا کرتے تھے، بے بالوں کی جوتیاں پہنتے جن میں دو تسمے ہوتے تھے۔

چٹائی پر سو جایا کرتے تھے۔ چمڑے کا تکیہ استعمال فرماتے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی۔[1]

مُنکرات سے بیزاری | منکرات سے بہت بیزار تھے۔ جب گھر کی کسی چیز میں صلیب دیکھتے تو اُسے توڑ دیتے۔[2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے گھر میں ایک گدّا دیکھا جس میں تصویریں تھیں۔ آپؐ گھر کے باہر ہی دروازہ پر رُک گئے۔ چہرۂ مبارک سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو رہا تھا (جب تک تصویریں دُور نہ کی گئیں) آپؐ اندر داخل نہ ہوئے۔[3]

حُسنِ سلوک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صلۂ رحمی میں تمام لوگوں سے بڑھ کر حصّہ لیتے اور تمام لوگوں سے زیادہ خلق پر احسان کرتے تھے۔ محتاج لوگوں کا نکاح کرا دیتے اور بیت المال سے مہر ادا فرماتے۔[4]

مُومنین سے محبّت | مُومنین سے بڑی محبّت فرماتے تھے۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ {توبہ ۱۲۸}

مُومنین کے حق میں بڑے رؤف و رحیم تھے۔ مُومنین کی تکلیف آپؐ پر شاق گذرتی تھی۔ ہمیشہ اُن کی بھلائی کے خواہش مند رہتے۔

وقار | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت باوقار تھے۔ مشکلات و خطرات سے کبھی نہ گھبراتے۔ سفرِ ہجرت میں جب سراقہؓ نے تعاقب کیا اور آپؐ کے قریب پہنچ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سوار ہمارے قریب آ گیا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہایت اطمینان سے فرمایا "ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"[5]

جنگوں میں آپؐ کبھی نہ گھبرائے۔ انتہائی خطرناک موقعوں پر تنِ تنہا دشمن کی طرف بڑھتے رہے۔[6]

ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپؐ جنگل میں سو رہے تھے، ناگہاں ایک شخص تلوار کھینچکر آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپؐ کی آنکھ کھُل گئی۔ اُس شخص نے کہا اب آپؐ کو مجھ سے کون بچائے گا، آپؐ نے نہایت اطمینان سے فرمایا "اللہ"۔[7]

بازاروں میں آپؐ کبھی آواز بلند نہ کرتے۔[8]

پاسداریٔ عہد | عہد کی پابندی کرتے اور کراتے۔ صلح حدیبیہ کے بعد جو مرد مسلم ہو کر مدینہ منوّرہ پہنچتے آپؐ انہیں صلح کی شرائط کے مطابق واپس کر دیا کرتے تھے۔[9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس۔ [2] صحیح بخاری ابواب التصاویر۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رأی منکرا و صحیح مسلم کتاب اللباس عن عائشہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصدقۃ۔ [5] صحیح بخاری باب ھجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب الجہاد۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من علق سیفہ بالشجر و کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ [8] صحیح بخاری کتاب البیوع باب کراہیۃ السخب فی الاسواق عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب المغازی۔

جنگِ بدر کے موقع پر حضرت یمانؓ اور حضرت حذیفہؓ کو کفّار نے گرفتار کر لیا اور اس شرط پر چھوڑا کہ وہ مؤمنین کی طرف سے جنگ میں شرکت نہ کریں۔ وہ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ چلے جاؤ، ہم ان کا عہد پُورا کریں گے"۔[1]

عُسرت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھروں میں عُسرت و تنگی کا یہ عالم تھا کہ دو دو مہینے گذر جاتے چولہا نہیں جلتا تھا، کھجور اور پانی پر گذر اوقات تھی۔ آپؐ کی زندگی میں ازواجِ مطہراتؓ نے کبھی دو دن تک متواتر جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔[2]

خشیت | اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے، دن میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے۔[3]

عیادت | مسلم اور غیر مسلم سب کی عیادت کرتے۔[4] غیر مسلم کی عیادت کرتے تو اُسے اسلام کی دعوت دیتے۔[5]

تعزیت | جب کسی شخص کی وفات ہوتی تو آپؐ اُس کے ہاں تشریف لے جاتے اگر وہاں کوئی خلافِ شرع بات دیکھتے یا سُنتے تو اُس سے روک دیتے۔[6]

خوشبو سے محبّت | اگر آپؐ کو خوشبو پیش کی جاتی تو آپؐ کبھی ردّ نہ فرماتے۔[7]

خوش طبعی | آپؐ کبھی کبھی ظرافت سے بھی پیش آتے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم سے خوش طبعی سے اختلاط فرماتے، میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے اے ابو عمیرؓ، تمہارا پرندہ کہاں گیا؟"۔[8]

انتظامِ سلطنت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رعایا کے آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتے تھے۔

راتوں کو گشت کرتے۔[9]

مختلف مقامات پر گورنر مقرر فرماتے۔ زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے کیلئے تحصیلدار مقرر فرماتے۔[10] تحصیلداروں سے باقاعدہ حساب لیتے۔[11]

ڈاکوؤں اور مفسدوں کی گرفتاری یا قتل کا فوراً انتظام کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی حدوں کو فوراً نافذ فرماتے۔[12]

آپؐ نے بیت المال قائم کیا۔ بیت المال پر ایک خزانچی کو مقرر فرمایا۔[13]

اللہ کے قانون کے نفاذ اور فتنوں کو فرو کرنے کے لئے لشکر روانہ فرماتے۔ سپہ سالار کی زیادتیوں کا جائزہ لیتے اور اُنہیں تنبیہ کرتے۔[14]

زراعت کی ترقی کے لئے انتظامات فرماتے۔ ایک مرتبہ یہودیوں سے نصف پیداوار پر معاہدہ کیا۔[15] زراعت کیلئے فاضل زمین کو بغیر کرایہ دینے کی ترغیب دیتے۔[16] درخت اُگانے کی ترغیب دیتے۔[17]

سواری | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اونٹ پر بھی سواری کیا کرتے تھے اور گھوڑے، گدھے اور خچر پر بھی۔ آپؐ کے ایک گھوڑے کا نام لُحَیف تھا جو حضرت سہلؓ کے والد حضرت سعدؓ کے باغ میں بندھا رہتا تھا۔[18] بہت شوخ اور شریر گھوڑے پر سواری کر لیا کرتے تھے۔ بغیر کاٹھی کے بھی سوار ہو جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت طلحہؓ کے شریر گھوڑے پر سوار ہو کر گئے آپؐ نے فرمایا "ہم نے تو اس گھوڑے کو دریا کے مثل پایا"۔ پھر وہ گھوڑا کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہتا تھا۔[19] اپنے اُونٹ پر خود روغن مل لیتے۔[20]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد عن حذیفہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم کتاب الزہد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ و کتاب الادب باب کنیۃ المشرک و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی اللہ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب الجنائز عن ام سلمہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب اللباس باب من لم یرد الطیب عن انسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اہلِ بیتؓ

اہلِ بیت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہّراتؓ اور اولاد وغیرہ شامل ہیں۔

① ازواجِ مطہّراتؓ

قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے "اہلِ بیت" عموماً ازواجِ مطہّراتؓ ہی کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ {احزاب ۳۲ تا ۳۴}

اے نبیؐ کی بیویو! تم کسی ایک عورت کے بھی مثل نہیں، اگر تم تقوے کی خواہاں ہو تو کسی مَرد سے بھی نرم لہجہ میں بات نہ کرو ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جس کے دل میں کھوٹ ہے تم سے کسی غلط قسم کی توقعات وابستہ کر لے بلکہ معروف کے مُطابق (سیدھے سادے لہجہ میں) بات کیا کرو، اور (اے نبیؐ کی بیویو!) اپنے گھروں میں بیٹھی رہو، زمانۂ جاہلیّت کی طرح اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، نماز پڑھتی رہو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اے اہلِ بیت اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دُور کر دے اور تم کو بالکل پاک و صاف کر دے اور (اے اہلِ بیت) تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں تلاوت کی جاتی ہیں اُنہیں یاد رکھو، بیشک اللہ لطیف و خبیر ہے۔

آیتِ بالا سے بغیر کسی شک و شبہ اور بغیر کسی تاویل کے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہلِ بیت سے مُراد ازواجِ مطہّراتؓ ہیں آیۂ تطہیر میں مذکّر کا صیغہ ازواجِ مطہّراتؓ کی حُرمت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زوجۂ مطہّرہؓ کے لئے بھی اہلِ بیت اور مذکّر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:۔

اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ {ہود ۷۳}

(فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زوجۂ مطہّرہ کو مخاطب کر کے کہا) کیا تم اللہ کے حکم پر تعجّب کرتی ہو اے اہلِ بیت تم پر تو اللہ کی رحمت اور برکت ہے۔ بے شک اللہ تعریف والا، بزرگی والا ہے۔

اسی آیۂ تطہیر کی بنیاد پر تمام مسلمین رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کو ازواجِ مطہّراتؓ کہتے ہیں اور یہ

(حواشی بقیہ صفحۂ گذشتہ) ۹؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن ابی موسیٰؓ۔ ۱۰؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب استعمال النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خیبر و صحیح مسلم باب بیع الطّعام مِثلاً بمِثلٍ عن ابی ہریرۃؓ۔ ۱۱؎ صحیح بخاری کتابُ الایمان والنذور باب کیف کان یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی حمیدؓ۔ ۱۲؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی وغیرہ وغیرہ و صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ ذی قرد وغیرہ۔ ۱۳؎ صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصّدقۃ عن عبد المطلب۔ ۱۴؎ صحیح مسلم کتابُ الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الّا اللہ۔ ۱۵؎ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتابُ المغازی و صحیح مسلم باب المساقات والمعاملات بجزءٍ عن ابن عمرؓ۔ ۱۶؎ صحیح بخاری کتابُ الہبۃ عن جابرؓ و ابنِ عبّاسؓ۔ ۱۷؎ صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ النّاس والبہائم عن ابی ہریرۃؓ۔ ۱۸؎ صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب اسم الفرس۔ ۱۹؎ صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الفرس القَطُوف۔ ۲۰؎ صحیح مسلم کتابُ الآداب۔

الفاظ زبان زد خاص و عام ہیں لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں اہلِ بیت سے مُراد ازواجِ مطہّراتؓ ہیں۔

قرآن مجید کی طرح احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہّراتؓ اہلِ بیت ہیں۔ مثلاً حضرت زینب بنتِ جحش سے نکاح کے دوسرے دن جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام بیویوں کے پاس تشریف لے گئے تو ہر ایک بیوی کو آپؐ نے اس طرح سلام کیا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ — اے اہلِ بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت[1]

سلام کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر بیوی سے فرمایا:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ — اے اہلِ بیت! تمہارے مزاج کیسے ہیں[2]

مندرجہ بالا آیات اور ہر دو احادیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ازواجِ مطہّراتؓ، اہلِ بیت ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بیویوں کے لئے مذکّر کا صیغہ استعمال ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے مقابلہ میں جس نے میری اہل بیت کے سلسلہ میں (مجھے) اذیّت پہنچائی ہے کون میری مدد کریگا۔ میں اپنی اہل میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا[3]

الغرض قرآن مجید، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہو گیا کہ اہل بیت دراصل ازواج مطہرات ہیں۔

حضرت عائشہؓ بھی اپنے متعلق اہل بیت کے الفاظ استعمال کرتی تھیں[4]

آلِ محمدؐ کون ہیں آل کا لفظ بہت عام ہے، اس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تمام متّبعین آ سکتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید کے الفاظ "آل فرعون" سے فرعون کے تمام متّبعین مُراد ہیں نہ کہ فرعون کی اولاد۔

آل کا لفظ بیویوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً قرآن مجید میں ہے:۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ — فرشتوں نے لوط علیہ السّلام سے کہا ہم مجرم قوم پر عذاب نازل

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا — کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں البتہ آلِ لوط کے تمام افراد کو ہم

امْرَاَتَهٗ ۙ قَدَّرْنَا ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ (سورہ حجر) — بچالیں گے سوائے اُن کی بیوی کے، ہم نے فیصلہ کر لیا ہے

کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہو گی (اور مجرمین کے ساتھ ہلاک ہو گی)

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ آل کے لفظ میں بیوی بھی شامل ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو آلِ لوطؑ سے اُن کی بیوی کو مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ "آل" میں بیویاں بھی شامل ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "محمدؐ کی آل کو کبھی ایسی حالت میں شام نہیں ہوتی کہ اُن کے پاس ایک صاع گیہوں یا ایک صاع (کوئی اور) غلّہ ہو، حالانکہ اس کی نو بیویاں ہیں"[5]

اس حدیث میں خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آلِ محمدؐ کی تشریح اپنی ازواج سے فرمائی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد ازواجِ مطہّراتؓ نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ حضرت ابوبکرؓ بنو نضیر کے اموال میں سے ان کے حصّہ کی قیمت انہیں دیدیں۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الاحزاب) عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوجہا عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب البیوع باب شراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالنسیئۃ عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب النہی عن الانتباذ فی المزفت۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر وصحیح

عائشہ صدیقہؓ نے ازواجِ مطہراتؓ سے فرمایا "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ اس میں سے آلِ محمدؐ کھا سکتے ہیں"۔ حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث سُننے کے بعد ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجنے کا ارادہ ترک کر دیا۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کے پاس جب تقسیم وراثت کا معاملہ پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، البتہ اس مال میں سے آلِ محمدؐ کھا سکتے ہیں"۔[2]

ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متروکہ اموال میں سے آلِ محمدؐ اپنے اخراجات کے لئے لے سکتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سلسلہ میں آلِ محمدؐ کی کیا تشریح کی ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میرے وارث دینار و درہم تقسیم نہ کریں، میری ازواج اور عامل کی اُجرت کے بعد جو کچھ میں چھوڑ جاؤں وہ صدقہ ہے"۔[3]

اس حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ آلِ محمدؐ سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود اس پر کس طرح عمل کیا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "بنو نضیر کے اموال خاص رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے تھے، آپؐ اس میں سے اپنی بیویوں کا سال بھر کا خرچ دینے کے بعد باقی مال کو سامانِ جنگ خریدنے میں صَرف کرتے تھے، آپؐ زندگی بھر ایسا کرتے رہے"۔ یہ کہنے کے بعد حضرت عمرؓ نے قسم دے کر صحابۂ کرامؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے پوچھا "کیا تم اس بات سے واقف ہو"۔ ان سب نے جواب دیا "ہاں"۔[4]

الغرض رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عملاً بھی ثابت کر دیا کہ آلِ محمدؐ سے مراد ازواجِ مطہراتؓ ہیں۔

مندرجۂ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :-

(۱) آلِ محمدؐ سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ بھی ہیں۔

(۲) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ وارثوں میں تقسیم نہیں ہوگا۔

(۳) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ ازواجِ مطہراتؓ اور عامل کے اخراجات کے لئے ہے، اس کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ صدقہ ہے۔

اب ہم اس سلسلہ میں مزید احادیث اور آثار پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آلِ محمدؐ سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ بھی ہیں۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اِس طرح دُعا فرمایا کرتے تھے "اے اللہ آلِ محمدؐ کو اتنا رزق دے جو اُن کی زندگی کیلئے ضروری ہو"۔[5]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "آلِ محمدؐ نے کبھی دو دن متواتر جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی"۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "ہم آلِ محمدؐ پر پُورا پُورا مہینہ اِس حالت میں گذر جاتا تھا کہ ہم آگ نہیں جلاتے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابی بکرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب نفقۃ القیم للوقف وکتاب فرض الخمس عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب المجن عن عمرؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔

ہمارا گذر صرف کھجور اور پانی پر ہوتا تھا۔"

"بلکہ (بعض مواقع پر) دو دو مہینے اس حالت میں گذر جاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔" حضرت عروہؒ نے پوچھا "اے خالہ، پھر آپ کی گذر اوقات کس چیز پر ہوتی تھی؟" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کھجور اور پانی پر۔" [1]

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (اس حدیث کی روشنی میں) آلِ محمدؐ جب کسی کام کو کرتے تو اُس کو ہمیشہ کرتے۔"

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت عائشہؓ جب کوئی عمل کرتیں تو اُسے ہمیشہ کرتیں۔" [2]

دونوں حدیثوں کو ملا کر یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت عائشہؓ اور اُن کے شاگرد ازواجِ مطہراتؓ کو آلِ محمدؐ میں شمار کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں "آلِ محمدؐ نے تین دن متواتر کبھی پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔" [3]

پھر حضرت ابوہریرہؓ خود ہی آلِ محمدؐ کی تشریح بھی فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ نے تین دن تک کبھی گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔" [4]

حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں "ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے اہل کے پاس لے گئے، وہاں تین بکریاں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن بکریوں کا دودھ دوہ لیا کرو، ہم سب پی لیا کریں گے۔" حضرت مقدادؓ کہتے ہیں "ایک رات کو ایسا ہوا کہ میں نے آلِ محمدؐ کا ایک برتن لیا اور اس میں دودھ دوہا۔" [5]

ازواجِ مطہراتؓ کے لئے صدقہ حرام تھا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، کسی نے آپؐ سے عرض کیا "یہ تو صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہؓ کو ملا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اسکے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔" (یعنی ہمیں بریرہؓ نے ہدیۃً دیا ہے براہِ راست ہمیں نہیں ملا ہے)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "لوگ بریرہؓ کو صدقہ دیا کرتے تھے وہ اس میں سے کچھ ہدیۃً ہمیں بھی بھیجدیا کرتی تھیں، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپؐ نے فرمایا:-

هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ وہ ان کے لئے صدقہ ہے اور تمہارے لئے ہدیہ ہے لہٰذا تم اُسے کھالو۔" [6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہؓ کو اُس ہدیہ کے کھانے کا حکم یا اجازت دینا اِس بات کا صریح ثبوت ہے کہ اگر صدقہ براہِ راست آتا تو حضرت عائشہؓ پر اس کا کھانا حرام ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "صدقات محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے لئے حلال نہیں۔" [7]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق و صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقنکم۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق [5] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق۔
[7] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبد المطلبؓ۔

کیونکہ ازواجِ مطہراتؓ، آلِ محمدؐ ہیں (جیساکہ گذشتہ صفحات میں ثابت کیا جاچکا ہے) لہٰذا صدقات ان پر بھی حرام ہیں۔

ازواجِ مطہراتؓ کے فضائل

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ {احزاب ۳۲} اے نبیؐ کی بیویو! تم کسی ایک عورت کے بھی مثل نہیں یعنی کوئی عورت بھی تمہارے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی۔

اِس آیت سے ثابت ہوا کہ ازواجِ مطہراتؓ تمام عورتوں سے افضل ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ {احزاب ۳۳} اے نبیؐ کی بیویو! یقیناً اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کردے اور تم کو ایسا پاک صاف کردے جیسا کہ پاک صاف کرنے کا حق ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ {احزاب ۲۹} اے نبیؐ کی بیویو! اگر تم اللہ اور رسولؐ اور دار آخرت کی طلبگار ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کیلئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

کیونکہ ازواجِ مطہراتؓ نے اللہ اور رسولؐ کی خاطر دنیا کو ٹھکرا دیا[1] لہٰذا ثابت ہوا کہ تمام ازواجِ مطہراتؓ جنتی ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا ۝ {احزاب ۵۳} (اے مؤمنو!) تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ رسولؐ کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو، بے شک اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔

تمام بیوہ عورتوں کا نکاح ہوسکتا ہے لیکن ازواجِ مطہراتؓ کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ یہ فضیلت صرف اِس وجہ سے ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص تعلق ہے، ان کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط {احزاب ۵۹} اے نبیؐ، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہدیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں) تو اپنے گھونگٹ نکال لیا کریں۔

اِس آیت میں تمام عورتوں سے پہلے ازواجِ مطہراتؓ کا ذکر ان کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

---

[1] ازواجِ مطہراتؓ کے دُنیا کو ٹھکرانے اور اللہ اور رسولؐ کو اختیار کرنے کا ذکر واقعۂ ایلاء میں گذر چکا ہے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ {احزاب}

یہ حکم اِس لئے دیا گیا ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہوں۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ازواجِ مطہراتؓ کی خوشی ملحوظ ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ {احزاب}

(اے مُومنو!) نبیؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔

کیونکہ ماں کا درجہ تمام عورتوں سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا ازواجِ مطہراتؓ تمام عورتوں سے افضل ہیں۔

(۸) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ایک تو ان میں سے اللہ عزّ وجلّ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے، نور ہے، وہ اللہ کی رسّی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پر رہے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا، اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس پر سختی سے عمل کرو اور (دوسری بھاری چیز) میرے اہلِ بیت ہیں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں"[1]

(یعنی اللہ سے ڈرنا، اہلِ بیت کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرنا)

بیوی، شوہر کی ناموس ہوتی ہے۔ بیوی کی عزّت شوہر کی عزّت ہوتی ہے۔ بیوی کی بے حُرمتی شوہر کی بے حُرمتی ہوتی ہے۔ اسی بناء پر اس حدیث میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "بھاری" کا لفظ فرما کر اشارہ کر دیا کہ اہلِ بیت سے مُراد ازواجِ مطہراتؓ ہیں۔

انتقال کے وقت مَرد کو اپنی بیوی اور نابالغ، غیر شادی شدہ بچّوں کا فکر ہوتا ہے اُن بچّوں کا فکر نہیں ہوتا جو اپنے گھر کے ہو چکے ہوں۔ کیونکہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کوئی بچّہ آپؐ کی کفالت میں نہ تھا لہٰذا آپؐ کو جو فکر تھا وہ ازواجؓ کے متعلق تھا اور اسی فکر کا تقاضہ تھا کہ آپؐ نے اپنی اُمّت کو اُن سے حُسنِ سلوک کرنے کی وصیّت فرمائی۔

ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ معاشرت

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپؐ کی نو بیویاں زندہ تھیں، آپؐ باری باری ہر ایک کے ہاں رہتے تھے، اِس طرح ہر بیوی کی باری آٹھ دن کے وقفہ سے آیا کرتی تھی (کیونکہ یہ وقفہ کافی طویل تھا اس لئے) تمام بیویاں ہر رات کو اُس بیوی کے مکان میں جمع ہو جایا کرتی تھیں جس بیوی کی باری ہوتی تھی[2]

خود رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد تمام بیویوں کے ہاں جایا کرتے تھے اور ہر ایک کے پاس کچھ دیر بیٹھتے تھے[3] اگر کبھی بیویوں میں کچھ تیز کلامی ہو جاتی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سُنتے رہتے۔ مثلاً

ایک مرتبہ رات کے وقت تمام بیویاں حضرت عائشہؓ کے مکان میں جمع ہوئیں کسی بات پر حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ میں گرما گرم بحث ہوئی، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سُنتے رہے[4]

اسی طرح ایک اور موقع پر اِن دونوں میں گرما گرم بحث ہوئی، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے

---

[1] صحیح مسلم باب فضائلِ علیؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب القسم بین الزوجات۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ التحریم) وکتابُ الطّلاق وصحیح مسلم کتاب الطّلاق۔ [4] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب القسم بین الزوجات۔

سنتے ہے[1]

فطری غیرت کی بناء پر اور وہ بھی خاص طور پر تکمیل تربیت سے پہلے اگرچہ بعض اوقات ازواجِ مطہراتؓ میں کبھی تیز کلامی ہوجاتی تھی لیکن وہ ایک دوسرے کی خوبیوں کا اعتراف کرتی تھیں (جیساکہ آگے ذکر آرہا ہے) اور یہی وہ چیز ہے جو اُن کے صدق وتقوے پر کُھلی دلیل ہے۔

اب ہم فرداً فرداً ہر بیوی کا حال تحریر کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ بنت خُویلدؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پہلی زوجۂ مطہرہ ہیں۔ نبوت سے پہلے ہی رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوچکا تھا[2]

نبوّت ملنے سے کچھ عرصہ پہلے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تنہائی پسند کرنے لگے۔ آپؐ غارِ حراء میں تشریف لیجاتے اور مسلسل کئی کئی دن وہاں عبادت کرتے، آپؐ اپنے ساتھ کھانا لیجایا کرتے تھے۔ جب کھانا ختم ہوجاتا تو آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور مزید کھانا لے جاتے۔

جب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپؐ خوفزدہ ہوگئے۔ آپؐ کا دل دھڑک رہا تھا، اسی حالت میں آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا "مجھے کمبل اُڑھادو"۔ انہوں نے کمبل اُڑھادیا۔ جب خوف جاتا رہا تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے کیا ہوگیا۔ مجھے (اتنی بھاری ذمّہ داری کی وجہ سے) اپنی جان کا خوف ہے"۔ پھر آپؐ نے ان کو سارا قصّہ سُنایا۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا "ہرگز نہیں، آپؐ کو خوشخبری ہو، اللہ کی قسم اللہ آپؐ کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں ان کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لیے آپؐ کماتے ہیں، مہمان کی خاطر کرتے ہیں، حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں"۔ پھر حضرت خدیجہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے چچازاد بھائی وَرَقَہ بن نَوفَلؓ کے پاس لے گئیں۔ ورقہ عیسائی ہوگئے تھے۔ انہوں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا حال سُننے کے بعد فرمایا "(گھبرانے کی کیا بات ہے) یہ تو وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا"[3]

حضرت خدیجہؓ ہی وہ واحد زوجۂ مطہرہؓ ہیں جن سے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد ہوئی[4]

ہجرت سے تقریباً تین سال پہلے حضرت خدیجہؓ نے انتقال فرمایا[5]

حضرت خدیجہؓ کے فضائل رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بڑی کثرت سے حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور انکی بڑی تعریف کرتے تھے، ان کی سہیلیوں کو تحفے بھیجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کو سلام کہلوایا تھا اور جنّت میں موتی کے محل کی بشارت دی تھی۔ حضرت جبریلؑ بھی ان کو سلام کہلواتے تھے[6] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "خدیجہؓ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بہتر ہیں"[7]۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بیشک مجھے خدیجہؓ کی (بہت) محبّت دیگئی ہے"[8]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المبتدء صحیح مسلم باب فضل عائشہؓ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہؓ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وکتاب التفسیر (سورۃ اقرأ) وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی عن عائشۃ صدیقہؓ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ، عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ عن ابی ہریرہؓ وکتاب النکاح باب غیرۃ النساء وصحیح مسلم باب فضائل خدیجہؓ

حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صِدّیقہؓ، حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی ان کے والد اور ان کی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ مسلم ہو چکے تھے۔

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ سے نکاح کیا۔ نکاح سے پہلے آپؐ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو دو مرتبہ خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہیں اور کوئی شخص اُنہیں گود میں اُٹھا کر یہ کہتا ہے "یہ آپؐ کی زوجہ ہیں"۔ آپؐ مُنہ کھول کر دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ ہیں۔ (خواب ہی میں) آپؐ فرماتے "اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو جائے گا"۔[1]

(اللہ تعالیٰ کے اس اشارہ پر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ماہِ شوّال سنہ ۲ قبل ہجرت میں حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کا نکاح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کر دیا۔[2] مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا۔[3] حضرت عائشہؓ ہی وہ واحد زوجۂ مطہّرہؓ ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شادی کے وقت کنواری تھیں۔ نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی، نکاح کے بعد انہیں رخصت نہیں کیا گیا۔[4]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے سامانِ سفر تیّار کیا، کچھ کھانا چمڑے کے ایک ٹکڑے میں رکھ دیا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ وغیرہا کو مکّہ ہی میں چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صِدّیقہؓ بھی مدینہ منوّرہ آگئیں اور بنو حارث بن خزرج کے محلّہ میں قیام فرمایا۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کو بخار آنے لگا، ایک مہینہ تک بخار کا سلسلہ جاری رہا۔ اس بیماری میں ان کے تمام بال جھڑ گئے۔[5]

بخار سے صحتیاب ہونے کے بعد بال پھر بکثرت آگئے۔ صحتیابی کے کچھ عرصہ بعد ماہِ شوّال سنہ ۱ھ میں ایک دن جبکہ وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھیں، ان کی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ نے انہیں پکارا۔ وہ اپنی والدہ کے پاس آگئیں والدہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اُنہیں ایک مکان کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ (اور پھر انہیں اندر لے گئیں) اُس وقت حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کا سانس پھُول رہا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو انہوں نے پانی لے کر اپنے چہرہ اور سر پر ڈالا۔ مکان میں چند انصاری خواتین تھیں۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کو دیکھکر کہنے لگیں "خیر و برکت اور فالِ نیک کے ساتھ آؤ"۔ پھر اُن خواتین نے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کا بناؤ سنگھار کیا۔ صبح کے وقت جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ وداع کے وقت حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کی عمر نو سال تھی۔[6] وداع

(حواشی بقیہ صفحۂ گذشتہ) [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ عن علیؓ و صحیح مسلم باب فضائل خدیجہؓ [5] صحیح مسلم باب فضائل خدیجہؓ

(حواشی صفحۂ ھٰذا) [1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتاب النکاح باب نکاح الابکار۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج الصغار من الکبار و باب انکاح الرجل ولدہ الصغار و صحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے۔ شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ (صحیح مسلم کتاب النکاح میں صرف بخار آنے کا ذکر ہے، خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) و کتاب الاطعمۃ وغیرہ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ و صحیح مسلم نحوہٗ (ماہ شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) عہ گرم ممالک میں بلوغ کیلئے یہ عمر کم نہیں اخبار ڈان مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۶ء میں یہ خبر چھپی تھی کہ جانس برگ (افریقہ) کے قریب اسپرنگس کے ہسپتال میں ایک نو سالہ لڑکی کے ہاں بچہ پیدا ہوا

کے بعد بھی کچھ عرصہ تک حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتی رہیں[1]۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے طاق کے دروازہ پر ایک تصویر دار پردہ لٹکا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو پھاڑ دیا اور فرمایا۔ "اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنائیں"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس پردہ کو قطع کر کے دو تکیے بنا لئے اور ان میں کھجور کی چھال بھر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکیوں کو استعمال فرماتے تھے[2] (اس واقعہ تک گھروں میں تصویر رکھنے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی)

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک گدا خریدا۔ گدے میں چند تصاویر تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدے کو دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرتی ہوں، میں نے کیا قصور کیا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ گدا کیسا ہے؟" انہوں نے عرض کیا "میں نے اسے آپؐ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپؐ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویریں ہوں[3]"۔ (اس طرح بتدریج گھروں میں تصویر رکھنے کی ممانعت ہو گئی)

جنگِ اُحد | جنگِ اُحد میں جب کافی مسلمین زخمی ہو گئے تو دوسری مسلم خواتین کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی اپنی پیٹھ پر مشکیں اٹھا کر لاتیں اور زخمی لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں تو پھر جا کر انہیں بھر لاتیں[4]۔

(نوٹ:۔ پردہ کے احکام ابھی تک نازل نہیں ہوئے تھے)

واقعۂ تخییر | ایک مرتبہ ازواجِ مطہراتؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال طلب کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مطالبہ پر ان سے ناراض ہو گئے اور ایک ماہ تک ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔ ۲۹ دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور بحکم الٰہی انہیں اختیار دیا کہ مال و دولت اختیار کر لو یا اللہ اور رسولؐ کو اختیار کر لو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فوراً جواب دیا "میں اللہ، رسولؐ اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں"[5]

جنگِ بنو مصطلق اور واقعۂ افک | جنگ بنو مصطلق میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ وہ ہودج میں سوار ہو کر سفر کرتی تھیں۔ جنگ کے بعد واپسی کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ قضائے حاجت کیلئے گئیں، جب واپس آئیں تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کا ہار کہیں گر گیا۔ وہ اس کی تلاش میں پھر اسی جگہ گئیں، تلاش میں کافی دیر ہو گئی، اس اثناء میں اسلامی لشکر وہاں سے روانہ ہو گیا، کیونکہ وہ ایک کم سن ہلکی پھلکی لڑکی تھیں اس لئے ہودج اٹھانے والوں نے اسے ہلکا نہ سمجھا اور اسے اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی منزل پر پہنچیں تو لشکر جا چکا تھا، وہ وہیں لیٹ گئیں اور انہیں نیند آ گئی۔ حضرت صفوانؓ جو اسلامی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے صبح کے وقت ان کے قریب پہنچے، حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھ کر انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ان کی آواز سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ جاگ گئیں اور فوراً چہرہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی الناس عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب اللباس باب التصاویر۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رأی منکرا و صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و باب مناقب ابی طلحہؓ و کتاب الجہاد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ و کتاب النکاح و باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ ..... و باب الایلاء

چھپالیا۔ حضرت صفوانؓ نے اونٹ کو بٹھایا، حضرت عائشہ صدیقہؓ اس پر سوار ہوگئیں اور دوپہر کے وقت اسلامی لشکر سے جا ملیں، منافقین کو موقع ملا، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی اور اس کا چرچا کرنے لگے۔ اسی اثناء میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بیمار ہوگئیں۔ جب بیماری سے افاقہ ہوا تو اس تہمت کا علم ہوا۔ وہ اپنی والدہ کے ہاں چلی گئیں اور ان سے دریافت کیا کہ لوگ میرے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا "اے بیٹی، گھبراؤ نہیں، ایسی عورتیں بہت کم ہوتی ہیں جو خوبصورت ہوں، شوہر کی محبوب ہوں، ان کی سوکنیں ہوں اور پھر ان پر تہمت نہ لگائی جائے۔" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "سبحان اللہ"۔ اتنے میں ایک انصاری عورت آئی اور اس تہمت کا ذکر کرنے لگی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس سے پوچھا "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے بھی یہ بات سنی ہے؟" اس نے کہا "ہاں"۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ ہوش آیا تو لرزہ کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ان کے اوپر لحاف وغیرہ ڈال دیا، جب بخار سے افاقہ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ رونے لگیں۔ نہ آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے ان کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت زینبؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتی"۔ حضرت بریرہؓ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا "میں عائشہؓ کو اس طرح بے عیب جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ برابر روتی رہیں یہاں تک کہ روتے روتے دو راتیں اور ایک دن ہو گیا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے نصیحت آمیز کچھ کلمات کہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں تو تم لوگ مجھے سچا نہ سمجھو گے اور اگر میں اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم لوگ مجھے سچا سمجھو گے، اللہ کی قسم میں اپنی اور تم لوگوں کی مثال یوسف (علیہ السلام) کے باپ کی مثال سمجھتی ہوں جبکہ انہوں نے یہ کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔ (میں خوبصورتی سے صبر کرتا ہوں اور جو باتیں تم کہہ رہے ہو اُن پر اللہ ہی میرا مددگار ہے) میں بھی (ان کی طرح) خوبصورتی سے صبر کرتی ہوں اور جو کچھ تم لوگ کہہ رہے ہو اُس پر اللہ ہی میرا مددگار ہے۔" یہ کہکر حضرت عائشہ صدیقہؓ منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹ گئیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونی شروع ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی چند آیات نازل فرما کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس تہمت سے بری کر دیا۔[1]

بعض ازواج مطہراتؓ کا رشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بے حد محبت تھی۔ اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے اُس دن بھیجا کرتے تھے جس دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری ہوتی تھی۔ یہ بات بعض ازواجؓ کو ناگوار گذری۔ اُنہوں نے حضرت اُمِّ سلمہؓ کو نمائندہ بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم عائشہؓ کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ۔ سوائے ان کے لحاف کے اور کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے توبہ کی اور واپس چلی آئیں۔ پھر ان ازواج نے حضرت فاطمہؓ کو بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "اے بیٹی، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتیں جس کو میں پسند کرتا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر عائشہؓ سے محبت کرو"۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؓ بھی واپس آگئیں۔ پھر حضرت زینبؓ حاضر خدمت ہوئیں۔ انہوں نے سختی سے گفتگو

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر و کتاب الشہادات و کتاب الاعتصام بالکتاب السنۃ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔

کی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو برا بھلا کہنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کو دیکھ رہی تھیں کہ آپؐ انہیں بولنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ گئیں کہ آپؐ جواب دینے سے ناراض نہیں ہوں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دینا شروع کیا اور حضرت زینبؓ کو خاموش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "آخر وہ ابوبکرؓ کی بیٹی ہی تو ہیں"۔[1]

حضرت عائشہؓ کی غیرت ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تھے، جب آپؐ کو یقین ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سو چکی ہیں تو آپؐ چپکے سے نکلے اور قبرستان پہنچے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ جاگ رہی تھیں، انہوں نے چادر اوڑھی اور آپؐ کے پیچھے پیچھے قبرستان پہنچیں۔ کچھ دیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی واپس ہوئیں۔ آپؐ تیز چلے تو وہ بھی تیز چلیں اور جلدی سے آکر بستر پر لیٹ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کا سانس چڑھا ہوا ہے۔ آپؐ نے پوچھا "سانس کیوں چڑھ رہا ہے"۔ انہوں نے کہا "کچھ نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "بتا دو ورنہ لطیف وخبیر (اللہ) مجھے بتا دے گا"۔ انہوں نے سارا قصہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا "کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ اور رسولؐ تمہارا حق تلفی کریں گے، بات یہ ہے کہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے، انہوں نے کہا کہ آپؐ کا رب آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ بقیع نامی قبرستان جائیں اور ان لوگوں کیلئے جو وہاں مدفون ہیں استغفار کریں، میں نے تمہیں اس لئے نہیں جگایا کہ تم (اکیلی) گھبراؤ گی"۔[2]

حجۃ الوداع حضرت عائشہ صدیقہؓ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے آپؐ کے خوشبو لگائی۔[3]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہؓ کو اذیتِ ماہانہ شروع ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا "یہ تو اللہ نے آدمؑ کی تمام بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ تم وہ سب کام کرو جو حاجی کرتا ہے البتہ جب تک پاک نہ ہو جاؤ طواف نہ کرنا"۔[4]

الغرض حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حج کے مناسک ادا کئے۔ جب وہ منیٰ پہنچیں تو پاک ہو گئیں، لہٰذا انہوں نے مکہ معظمہ آکر طواف کیا۔[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الموت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت شروع ہوا تو کچھ دن تک آپؐ باری باری سے ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں جاتے رہے[6] لیکن جب بیماری نے شدت اختیار کی تو آپؐ نے اپنی ازواجؓ سے اجازت چاہی کہ آپؐ کی تیمارداری عائشہؓ کے ہاں کی جائے۔ تمام ازواجؓ نے اس بات کی اجازت دیدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تشریف لے آئے اور پھر وفات تک آپؐ انہیں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الطیب۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب تہل الحائض باب قولہ الحج اشہر معلومات وکتاب الحیض وصحیح مسلم کتاب الحج۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قولہ الحج اشہر معلومات۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہؓ۔

ہاں رہے[1]

حضرت عائشہ صدیقہؓ "قُل ہو اللہُ احد"، "قُل اعوذ بربّ الفلق" اور "قل اعوذ بربّ النّاس" پڑھ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھوں پر دَم کرتیں اور آپؐ کے ہاتھوں کو آپؐ کے بدن پر پھیر دیا کرتی تھیں[2]

وفات سے کچھ دیر پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ سے کمر لگا کر بیٹھ گئے[3] کچھ دیر بعد آپؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے اپنی نظریں چھت کی طرف کرلیں اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ آئے، اُن کے پاس مسواک تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسواک کی طرف دیکھا، حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے پوچھا "کیا مسواک لیکر آپؐ کو دوں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر کے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہؓ نے مسواک لیکر آپؐ کو دی لیکن (کمزوری کی وجہ سے) آپؐ اُسے نرم نہ کرسکے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے پوچھا "کیا میں اسے نرم کردوں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے مسواک لے کر اُسے چبایا، اُس کو نرم کیا، پھر صاف کرکے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیدی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خوب اچھی طرح سے مسواک کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ اس بات پر فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اُنکے لعابِ دہن کو آپؐ کے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کردیا[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پیر کا دن تھا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی باری تھی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے اور اسی حالت میں آپؐ کی وفات ہوگئی[5]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی معیّت میں بصرہ گئیں (اور اس بات کی کوشش کی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے)[6]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی وفات جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ بیمار ہوئیں اور اُن پر غفلت طاری ہوئی تو حضرت ابن عبّاسؓ ان کی عیادت کے لئے آئے اور اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اجازت دینے میں اس خیال سے پس وپیش کیا کہ وہ آکر اُن کی تعریف کریں گے۔ کسی نے اُن سے کہا کہ یہ تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچازاد بھائی ہیں اور مسلمین میں ذی وجاہت ہیں (انہیں تو اجازت ملنی چاہیئے) حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "انہیں اجازت دو"۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ اندر آئے اور پوچھا "آپ اپنے آپ کو کیسا پاتی ہیں؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "اگر مجھ میں تقوٰے ہے تو خیریت سے ہوں"۔ حضرت ابنِ عبّاسؓ نے کہا "آپ انشاءاللہ خیر وعافیت ہی میں رہیں گی، آپ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ ہیں، آپ کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح نہیں کیا۔ آپ کی برئیت آسمان سے اُتری، آپ تو سچّے پیش رَو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ کے پاس جارہی ہیں" (فکر کس بات کا؟ یہ کہکر وہ چلے گئے) اتنے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "ابن عبّاسؓ آئے تھے، انہوں نے میری تعریف کی، میں تو یہ چاہتی ہوں کہ بھولی بسری ہوجاتی"[7] پھر حضرت عائشہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل فی المخضب وکتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعۃ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم کتاب السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم باب فضائل عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب فرض الخمس باب ما جاءَ فی بیوت ازواج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ووفاتہ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الفتن [7] صحیح بخاری باب فضل

صدیقہؓ نے حضرت ابن زبیرؓ کو وصیت کی کہ مجھے دوسری ازواجِ مطہراتؓ کے پاس ہی دفن کر دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (روضۂ مبارک میں جو ایک جگہ ابھی تک باقی ہے وہاں) دفن نہ کرنا کیونکہ میں یہ بات پسند نہیں کرتی کہ (دوسری ازواج کے مقابلہ میں) مجھے کوئی برتر مقام دیا جائے [1]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خصائل

حُبِّ رسولؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کے دن کسی دوسری بیوی کے ہاں جانے کی اجازت لیتے تو عرض کرتیں "اگر آپؐ مجھ سے پوچھتے ہی ہیں تو میں آپؐ کا کسی اور کے پاس جانا پسند نہیں کرتی (لیکن آپؐ کو روک بھی نہیں سکتی)" [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا "میں جانتا ہوں تم کب مجھ سے راضی ہوتی ہو اور کب ناراض ہوتی ہو۔" اُنہوں نے پوچھا "کیسے؟" آپؐ نے فرمایا "جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو محمدؐ کے ربّ کی قسم، اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ابراہیمؑ کے ربّ کی قسم"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "بات تو ٹھیک ہے لیکن میں صرف آپؐ کا نام ہی چھوڑتی ہوں (دل میں بدستور محبت ہوتی ہے)" [3]

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اونٹ کے قریب چلتے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے کہا "آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں، پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اچھا، الغرض انہوں نے ایسا ہی کیا۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس اونٹ کے قریب چلتے رہے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں۔ کچھ دور جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب نہ پا کر اپنے پیروں کو اِذخر گھاس میں ڈال دیا اور کہنے لگیں "اے ربّ مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو مسلط کر دے کہ وہ مجھے کاٹ کھائے، میں اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہوں کیونکہ وہ تو تیرے رسول ہیں" [4]

ایک مرتبہ چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس طرح سلام کیا "السّام علیک" (تم پر موت طاری ہو) حضرت عائشہ صدیقہؓ سمجھ گئیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو بہت غصہ آیا۔ اُنہوں نے اُنکے جواب میں کہا "تم پر موت طاری ہو، تم پر لعنت ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہؓ سخت کلامی نہ کرو، اللہ نرمی پسند کرتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "آپؐ نے نہیں سُنا کہ انہوں نے کیا کہا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے وعلیکم کہہ کر اُن کے قول کو اُن پر لوٹا دیا، ہماری بددُعا، اُن کے حق میں قبول ہو سکتی ہے اُن کی بددُعا، ہمارے حق میں قبول نہیں ہو سکتی"۔ [5]

جب حضرت جعفرؓ کا انتقال ہوا تو اُن کی رشتہ دار عورتیں نوحہ کرنے لگیں۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحضّ ..... [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب غیرۃ النساء ووجدھن۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [5] صحیح بخاری کتاب الاستئذان وکتاب الادب صحیح مسلم کتاب السلام (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

کو اطلاع دی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود اُن کے انتقال کی وجہ سے بہت مغموم تھے۔ آپؐ نے اُس شخص سے کہا "انہیں منع کرو۔" وہ شخص گیا اور اُنہیں نوحہ کرنے سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئیں۔ اُس نے آکر پھر عرض کیا کہ وہ نوحہ کر رہی ہیں۔ (منع کرنے پر بھی باز نہ آئیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "انہیں منع کرو۔" اُس نے پھر جاکر منع کیا لیکن وہ اب بھی باز نہ آئیں۔ اُس نے آکر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُن کی شکایت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے مُنہ میں خاک ڈالدو۔" حضرت عائشہ صِدّیقہؓ (یہ بات سُن رہی تھیں، غصّہ میں اُنہوں) نے کہا "اللہ تمہاری ناک خاک آلودہ کرے، نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا حکم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا ہے اور نہ آپؐ کو پریشان کرنے سے باز آتے ہو۔"[1]

حجّۃ الوداع کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو جو قربانی لے کر نہیں آئے تھے حکم دیا کہ عُمرہ کرکے احرام کھول دیں۔ بعض لوگوں نے اس بات کو عجیب خیال کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غصّہ آگیا غصّہ کے آثار چہرۂ مبارک سے ظاہر ہو رہے تھے۔ اسی حالت میں آپؐ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کے پاس گئے۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کو کس نے غصّہ دلایا، اللہ اُسے آگ میں داخل کرے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ اُنہیں احرام کھولنے پر تعجّب ہو رہا ہے حالانکہ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہو جاتا تو میں بھی قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا (اور عمرہ کرکے احرام کھول دیتا)"[2]

تقوٰے | ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کے رضاعی چچا افلح اُن کے پاس آئے۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دیدو۔" حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے تو مرد نے دودھ نہیں پلایا، دودھ تو اُس مرد کی بیوی نے پلایا تھا (اگر اِس کے بھائی نے دودھ پلایا ہوتا تو یہ چچا ہو سکتا تھا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ تمہارے چچا ہیں۔ انہیں اجازت دیدو۔"[3]

اُحبّ فی اللہ | حضرت عائشہ صِدّیقہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو حضرت حسّانؓ بھی اس میں شریک ہو گئے، لیکن جب حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کے سامنے اُنہیں کوئی بُرا بھلا کہتا تو اُسے روک دیا کرتی تھیں[4]۔ وہ فرماتی تھیں کہ حسّانؓ اپنے اشعار کے ذریعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کُفّار کا مقابلہ کرتے تھے (اس لئے انہیں بُرا نہ کہو)[5]

ظرافت | ایک دن حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کے سر میں درد ہوا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اس زمانہ میں بیمار تھے اور اسی بیماری میں آپؐ کا انتقال ہوا۔ حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کہنے لگیں "ہائے دردِ سر۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو جائے تو اچھا ہے کہ میں تمہارے لئے دُعا و استغفار کروں۔" حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے کہا "آپؐ میرا مرنا چاہتے ہیں تاکہ آج ہی شام کو کسی دوسری بیوی کے ساتھ رات گذاریں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ بات نہیں ہے، میں تو خود دردِ سر میں مبتلا ہوں۔"[6]

ایثار | حضرت عائشہ صِدّیقہؓ نے روضۂ رسُولؐ میں ایک جگہ اپنے لئے محفوظ کر رکھی تھی لیکن جب حضرت عمرؓ نے اس جگہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من جلس عند المصیبۃ و باب ما ینہی عن النوح و صحیح مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ۔ [2] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام و باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب وجوب الدم علی المتمتع۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب امھٰتکم التی ارضعنکم و صحیح مسلم کتاب الرضاع۔ [4] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی حدیث الافک [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم باب فضائل حسانؓ [6] صحیح بخاری کتاب المرضٰی باب ما رخص للمریض ..... عن عائشۃ رضؓ۔

دفن ہونے کی درخواست کی تو ایثار سے کام لیتے ہوئے اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو وہاں دفن کئے جانے کی اجازت دیدی۔[1]

تواضع | روضۂ رسولؐ میں اب بھی ایک جگہ باقی رہ گئی تھی لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وہاں دفن ہونا مناسب نہیں سمجھا بلکہ کہنے لگیں "مجھے دوسری ازواج کے پاس ہی دفن کر دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن نہ کرنا کیونکہ میں یہ بات پسند نہیں کرتی (کہ دوسری ازواج کے مقابلہ میں) مجھے کوئی برتر مقام دیا جائے"۔[2]

خشیت | وفات سے قبل حضرت عائشہؓ بیمار ہوئیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ عیادت کے لئے آئے اور ان کی کچھ تعریف کی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "میں تو یہ چاہتی ہوں کہ بھولی بسری ہو جاتی" (یعنی حساب و کتاب سے بچ جاتی)[3]

فیاضی | حضرت عائشہ صدیقہؓ بہت فیاض تھیں۔ جو کچھ ملتا فوراً خرچ کر دیتیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اُن کی خدمت میں کافی رقم بھیجا کرتے تھے وہ اُسے بہت جلد اللہ کے راستہ میں دیدیا کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ان کے ہاتھ کو روکنا چاہیئے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سُنا تو فرمایا "کیا میرے ہاتھ روکے جائیں گے، اگر میں اُس سے بات کروں تو مجھ پر نذر واجب ہے"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بڑی مشکل سے معافی حاصل کی حضرت عائشہ صدیقہؓ ان سے بات کرنے لگیں اور اپنی نذر پوری کرنے کیلئے چالیس غلام آزاد کئے[4]

جب حضرت عائشہؓ کے خاندان میں کسی کا انتقال ہو جاتا تو بہت سی عورتیں جمع ہو جاتیں جب گھر والے اور خاص خاص آدمی رہ جاتے تو حضرت عائشہؓ تلبینہ[5] وغیرہ پکواتیں اور پھر ثرید[6] بنواتیں۔ پھر تلبینہ کو اس پر ڈال کر فرماتیں "کھاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تلبینہ مریض کے دل کو آرام پہنچاتا ہے اور غم کو ہلکا کرتا ہے"[7]

شہ سواری | حضرت عائشہؓ اُونٹ پر سوار ہوا کرتی تھیں، بلکہ سرکش اُونٹ پر بھی سوار ہو جاتیں اور اُسے چکر دیا کرتی تھیں[8]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل

حضرت جبریلؑ کا سلام | حضرت جبریلؑ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں تشریف لاتے اور انہیں سلام کہلواتے۔[9]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لحاف میں وحی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی سوائے عائشہؓ کے لحاف کے"۔[10]

فیض صحبت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں دو دن رہا کرتے تھے، ایک اُن کی باری کے دن اور ایک حضرت سودہؓ کی باری کے دن کیونکہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ہبہ کر دیا تھا[11]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب بیوی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواجِ مطہراتؓ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سب سے زیادہ محبت تھی۔[12]

تمام مردوں اور عورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب شخصیت | ایک مرتبہ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ [3] صحیح بخاری باب فضل عائشہؓ و کتاب التفسیر (سورۃ النور) [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب قریش و کتاب الادب باب الھجرۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ۔
[6] صحیح بخاری کتاب الادب باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفاً عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الھبۃ و کتاب المناقب باب فضل عائشہؓ۔
[8] صحیح بخاری کتاب النکاح باب المرأۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا و صحیح مسلم کتاب النکاح عن عائشہؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الھبۃ۔
[10] تلبینہ ایک کھانے کا نام ہے جو آٹے یا بھوسی سے بنتا ہے۔ للعہ شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کو ثرید کہتے ہیں۔ صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الرفق۔

عمرو بن العاصؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ اُنہوں نے پوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُن کے والد سے"۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ سے خود ہی محبت نہیں کرتے تھے بلکہ آپ چاہتے تھے کہ دوسرے بھی محبت کریں، مثلاً ایک موقع پر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "تم بھی عائشہؓ سے محبت کرو"۔[2]

فضیلت خاص | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی باری کے دن انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں سر رکھے ہوئے لیٹے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا لعابِ دہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہنِ مبارک میں پہنچا۔[3]

تمام عورتوں میں سب سے افضل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں پر"۔[4]

حضرت عائشہؓ حضرت حسانؓ کی نظر میں | حضرت حسانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں فرماتے ہیں:۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ باوقار، تیز فہم کسی کے شک سے اُن پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ وہ صبح کو بے خبر عورتوں کے گوشت سے بھوکی اُٹھتی ہیں (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں)[5]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت زینبؓ کی نظر میں | زوجۂ مطہرہ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں "میں بجز بھلائی کے ان میں اور کچھ نہیں جانتی"۔[6]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت عمارؓ کی نظر میں | حضرت عمارؓ فرماتے ہیں "میں جانتا ہوں کہ بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی"۔[7]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں | حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا "آپ انشاء اللہ خیر و عافیت میں رہیں گی، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، آپ کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی، آپ کی برّیت آسمان سے اُتری"۔[8]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت اُسید بن حضیرؓ کی نظر میں | حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، اُن کا ہار کہیں گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں آس پاس کہیں پانی نہ تھا۔ صحابہؓ کے پاس جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی کہ عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جگہ روک دیا جہاں آس پاس کہیں پانی نہیں ہے۔ صحابہؓ کے پاس جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گئے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ران پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بُرا بھلا کہا اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ السلاسل وکتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب فرض الخمس باب ما جاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب فضل عائشہؓ عن ابی موسیٰؓ وانسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وصحیح مسلم باب فضائل حسانؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک [7] صحیح بخاری ابواب المناقب باب فضل عائشہؓ۔ [8] صحیح بخاری باب فضل عائشہؓ وکتاب التفسیر سورۃ النور۔

اُن کی کوکھ میں اُنگلی چبھوئی لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احترام میں انہوں نے جنبش تک نہ کی۔ لوگوں نے بے وضو، نماز پڑھ لی اور پھر اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ اُسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔ حضرت اُسید بن حضیرؓ نے کہا "اے عائشہؓ، اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اللہ کی قسم جب کوئی بات تمہیں پیش آئی تو اللہ نے تمہارے لئے نکلنے کا راستہ مہیّا فرمادیا اور مسلمین کیلئے اس میں برکت پیدا کردی اور اے آل ابوبکرؓ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (بلکہ اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے بہت سی برکتیں نازل ہوچکی ہیں)" [1]

حضرت سَودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے نکاح کرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلے حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ سے نکاح کیا۔ نکاح کے وقت حضرت سودہؓ کافی سن رسیدہ ہوچکی تھیں [2]

حضرت سودہؓ ایک دراز قامت اور جسیم عورت تھیں (اس لئے بآسانی پہچان لی جاتی تھیں) حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ ازواجِ مطہّراتؓ پردہ میں بیٹھیں۔ اس سلسلہ میں اُنہوں نے کئی مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مشورہ دیا لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ حضرت سودہؓ قضائے حاجت کیلئے باہر نکلیں تو حضرت عمرؓ نے اُنہیں پہچان لیا اور مخاطب کرکے اُن سے کہا "اے سودہؓ، ہم نے تمہیں پہچان لیا۔" حضرت عمرؓ نے یہ بات اس لئے کہی کہ شاید یہی بات پردہ کے حکم کا سبب بن جائے [3]

جب پردہ کا حکم نازل ہوگیا تو حضرت سودہؓ پھر کسی کام سے باہر نکلیں، حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ ازواجِ مطہّراتؓ گھر سے باہر ہی نہ نکلیں۔ اسی خواہش کی بناء پر اُنہوں نے پھر حضرت سودہؓ سے کہا "اللہ کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں دیکھو تم کس طرح نکلتی ہو۔" حضرت سودہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بات کی شکایت کی، اُسی وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ وحی کے نزول کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے تمہیں اپنے کام کیلئے باہر نکلنے کی اجازت دیدی ہے۔" [4]

حضرت سودہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش کرنے کی جستجو میں رہا کرتی تھیں۔ جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو اُنہوں نے محض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کی خاطر اپنی باری حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ہبہ کردی [5]

حجّۃ الوداع میں شرکت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ حضرت سودہؓ بھی حجّۃ الوداع میں شریک تھیں، وہ ذرا بھاری ہوگئی تھیں لہٰذا اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مزدلفہ سے رات کے وقت ہی منیٰ جانے کی اجازت طلب کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت مرحمت فرمادی [6]

حضرت سودہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نظر میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں "میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی جس کے طریقہ پر چلنا مجھے سودہؓ کے طریقہ سے زیادہ محبوب ہو۔ البتہ اُن کے مزاج میں ذرا تیزی تھی۔" [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التیمّم وکتاب احادیث الانبیاء باب فضل عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب النکاح۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب وصحیح مسلم کتاب السّلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب۔ [5] صحیح بخاری کتاب الہبۃ، صحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں، خوشنودی حاصل کرنے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدم ضعفۃ اھلہ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب تقدیم دفع .....عن عائشہؓ وابنِ عباسؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب النکاح باب جواز ھبتھا نوبتھا لضرتھا۔

حضرت حفصہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حفصہؓ، حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا نکاح پہلے حضرت خنیس بن حذافہؓ سے ہوا تھا۔ جنگِ بدر کے کچھ عرصہ بعد حضرت خنیسؓ کا انتقال ہوگیا (عدت گذرنے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کا پیغام بھیجا حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔[1]

جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ زخمی ہوگئے تو حضرت حفصہؓ اُن کے پاس تشریف لائیں، اُن کے ساتھ اور بھی خواتین تھیں۔ جب وہ تشریف لائیں تو مرد باہر چلے گئے۔ حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور روتی رہیں۔[2]

حضرت ابوبکرؓ نے سرکاری طور پر قرآن مجید کا جو نسخہ تیار کرایا تھا حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد وہ حضرت حفصہؓ کی تحویل میں رہا۔ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کی نقلیں کرنے کیلئے وہ نسخہ اُن سے منگوایا تھا اور پھر اُسے واپس کر دیا تھا۔[3]

حُبِّ رسولؐ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں چلی جارہی تھیں۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اونٹ کے قریب چلتے تھے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اُونٹ پر سوار ہو جاؤں، پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس بات پر رضامند ہوگئیں۔ دونوں نے اپنے اُونٹ تبدیل کر لئے۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس اُونٹ کے قریب چلتے رہے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں[4] (اس طرح حضرت حفصہؓ کی خواہش پوری ہوگئی)

حضرت حفصہؓ کی سیاست اور اختلاف سے کراہت (جب قاتلانِ عثمانؓ سے قصاص لینے کے سلسلہ میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی گفتگو منافقین کے بلوہ کی نذر ہوگئی تو) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ خیال ہوا کہ لوگ مشورہ میں انہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہے ہیں تو وہ اپنی بہن حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا "آپ دیکھتی ہیں لوگوں کا کیا حال ہے، اس سلسلہ میں میرا کوئی حق ہی نہیں سمجھتے۔" حضرت حفصہؓ نے فرمایا "تم ان لوگوں کے پاس جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے (وہ یقیناً سمجھتے ہوں گے کہ مشورہ میں تمہارا بہت بڑا حق ہے) اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے کوئی اختلاف نہ ہو جائے۔" غرض یہ کہ حضرت حفصہؓ نے انہیں اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ چلے نہیں گئے۔[5]

حضرت اُمِّ سلمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُمِّ سلمہؓ کا نکاح پہلے حضرت ابوسلمہؓ سے ہوا تھا۔ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد مدینہ منورہ میں ابوسلمہؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے یہ کلمات پڑھے:-

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم سب اُسی کی طرف لوٹ کر جانے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعد باب شہود الملائکۃ فی غزوۃ بدر عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن انسؓ و زید بن ثابتؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء، وصحیح مسلم باب فضل عائشۃ صدیقہؓ
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق عن عکرمۃ بن خالدؓ۔

اُجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا۔ والے ہیں، اے اللہ مجھے میری مصیبت کا اجر دے اور اس سے بہتر چیز مجھے عطا فرما۔

اُنہوں نے یہ دُعا پڑھ تو لی لیکن دل ہی دل میں یہ خیال آرہا تھا کہ ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوگا۔ وہ صحابیِ رسُولؐ تھے سب سے پہلے مہاجر تھے۔ اسی خیال میں وہ حضرت ابوسلمہؓ کے انتقال کی خبر دینے کیلئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ دعا پڑھو:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور انہیں بخش دے۔ اور مجھے ان کے بعد ان کا نعم البدل عطا فرما۔

حضرت اُمّ سلمہؓ نے حکم کی تعمیل کی اور یہ دُعا پڑھ لی۔

حضرت اُمّ سلمہؓ کو اپنے شوہر کے انتقال کا بہت رنج تھا۔ کہنے لگیں "یہ سافر غریب الوطنی کی حالت میں مرگیا، میں اس پر ایسا روؤں گی کہ لوگ اس کا ذکر کریں گے۔" لیکن پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایماء پر انہوں نے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمّ سلمہؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "میری ایک بیٹی ہے، پھر میں غیور بہت ہوں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہلوایا "ہم ان کی بیٹی کیلئے دُعا کریں گے کہ اللہ ان کو بیٹی کی طرف سے بے فکر کر دے اور اُن کی (غیر ضروری) غیرت دور[1] ہو جائے۔" (حضرت اُمّ سلمہؓ راضی ہوگئیں) اور ان کا نکاح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوگیا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں اُس دُعا کے اثر سے اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہؓ سے بہتر شوہر مجھے عطا فرمایا۔[1]

نکاح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تین دن اُن کے ہاں رہے۔ جب آپؐ جانے لگے تو اُنہوں نے آپؐ کا دامن پکڑ لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اپنے شوہر کے نزدیک کم مرتبہ نہیں ہو، اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں، پھر تمام بیویوں کے پاس سات سات دن دورہ کروں۔" حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "تین دن ہی ٹھیک ہیں۔"[2]

حضرت اُمّ سلمہؓ کا تقویٰ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش کرنے کی خاطر صحابہؓ اکثر تحفے آپؐ کو اُس دن بھیجتے تھے جس دن آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں ہوتے تھے بعض ازواجِ مطہراتؓ پر یہ چیز گراں گذری، اُنہوں نے حضرت اُمّ سلمہؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں بھیجا تاکہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے امتیاز کو ختم کرنے کے سلسلہ میں آپؐ سے گفتگو کریں۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس سلسلہ میں بات کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم عائشہؓ کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ، سوائے اُس کے اور کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آتی۔" حضرت اُمّ سلمہؓ (نادم ہوئیں، انہوں) نے توبہ کی اور واپس چلی آئیں۔[3]

حضرت اُمّ سلمہؓ کی حضرت کعبؓ بن مالک کے ساتھ ہمدردی حضرت کعبؓ غلطی سے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہو سکے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ناراض ہو کر صحابہؓ کو ان سے مقاطعہ کا حکم دیا۔ اس مقاطعہ کے زمانہ میں حضرت اُمّ سلمہؓ اکثر اُن کی سفارش کیا کرتی تھیں، جس رات کو حضرت کعبؓ کی توبہ قبول ہوئی اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن اُمّ سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب قدر ما تستحقہ البکر عن اُمّ سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم باب فضل عائشہ صدیقہؓ۔

[1] غیرت سے مُراد وہ غیرت ہے جو ایک سوکن کو دوسری سوکن سے ہوتی ہے۔

نازل ہوئی اُس رات کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ سلمہؓ کے ہاں ہی تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے فرمایا "کعبؓ کی توبہ قبول ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے کہا "میں ان کے پاس کسی آدمی کو بھیجدوں جو انہیں خوشخبری سُنائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لوگوں کا ازدحام ہوجائے گا اور پھر تمہیں کوئی سونے بھی نہیں دے گا"۔[1]

صلح حُدیبیہ اور حضرت اُمِّ سلمہؓ کی اِصابتِ رائے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے تو کُفّار نے آپؐ کو مکہ معظمہ میں داخِل ہونے سے روک دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کُفّار سے ایک مدّت کے لئے صلح کرلی اور اِس سال بغیر عمرہ کئے واپس جانے پر آپؐ راضی ہوگئے۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "اُٹھو، قربانی کرو اور سر منڈادو"۔ (صحابۂ کرامؓ کیونکہ اس قسم کی صلح سے بہت مغموم تھے اس لئے) انہوں نے کچھ توقف کیا (اس اُمّید میں کہ شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کرکے مکہ معظمہ میں داخِل ہونے کی اجازت مل جائے صحابۂ کرامؓ کے اس توقّف کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محسُوس کیا) آپؐ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس آئے اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پوچھا "کیا آپؐ کی یہی مرضی ہے (کہ لوگ یہیں قربانی کرکے احرام کھول دیں) اگر ایسا ہی ہے تو آپؐ باہر جاکر پہلے خود قربانی کرکے سر مُنڈادیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے اس مشورہ کو قبول فرمایا۔ آپؐ باہر تشریف لائے، قربانی کرکے آپؐ نے سر منڈادیا۔ صحابۂ کرامؓ (نے جب یہ دیکھا تو مزید توقّعات ختم ہوگئیں لہٰذا انہوں) نے بھی فوراً قربانی کی اور سر منڈادیا۔[2]

حضرت اُمِّ سلمہؓ کی حجّۃ الوداع میں شرکت حجّۃ الوداع میں حضرت اُمِّ سلمہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھیں، اثنائے حج میں وہ بیمار ہوگئیں۔ انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیماری کی شکایت کی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم سوار ہوکر طواف کرلو"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے سوار ہوکر کعبہ کا طواف کیا۔[3]

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینبؓ کا نکاح پہلے حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا تھا۔ جب حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بحکمِ الٰہی اُنہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے کہا "میں کوئی کام نہیں کرتی جب تک اپنے ربّ سے مشورہ نہ کرلوں"۔ یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی:-

زَوَّجْنٰكَهَا {احزاب ۳۷} اے رسُولؐ ہم نے آپؐ کا نکاح ان سے کردیا۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بغیر اجازت ان کے مکان میں تشریف لے گئے۔[4]

حضرت زینبؓ اس نکاح پر فخر کرتی تھیں۔ دوسری ازواج مطہراتؓ سے وہ کہتی تھیں "تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں پر کیا"۔[5]

نکاح کی صبح کو حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کچھ مالیدہ بناکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ ولیمہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشروط وغیرہ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف النساء مع الرجال و کتاب التفسیر سورۃ النور۔ [4] صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینبؓ عن انسؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب کان عرشہ علی الماء عن انسؓ۔

کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی گوشت روٹی کا بندوبست کیا۔ جب حضرت انسؓ مالیدہ لے کر پہنچے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "آدمیوں کو بُلا لاؤ"۔ جب سب آدمی جمع ہو گئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دس دس آدمیوں کو بُلا کر کھانا کھلانا شروع کیا۔ لوگ آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے، حضرت زینبؓ بھی اسی مکان میں پیٹھ موڑے بیٹھی رہیں۔ جب سب آدمی کھانا کھا کر چلے گئے تو دسترخوان اُٹھا لیا گیا۔ اس کے کچھ دیر بعد پردہ کی آیت نازل ہوئی۔[1]

حُبِّ رسُولؐ عصر کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام ازواجؓ کے ہاں دورہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپؐ حضرت زینبؓ کے ہاں پہنچتے تو وہ آپؐ کو شہد پلایا کرتی تھیں۔[2]

تقویٰ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق استفسار فرمایا حضرت زینبؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو بچاتی ہوں، اللہ کی قسم میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتی"۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں "ان کے زہد و تقوے نے ان کو (میری بُرائی سے) بچا لیا"۔[3]

اتباعِ شریعت حضرت زینبؓ بہت متبع شریعت تھیں۔ جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تو (تین دن بعد) اُنہوں نے خوشبو منگائی اور اُس کو اپنے جسم اور کپڑوں پر لگایا، پھر فرمایا اللہ کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت تو نہیں تھی (میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا ہے کہ) میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے "جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اُس کیلئے حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا چاہیئے"۔[4]

حضرت زینبؓ کی غیرت صحابہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے تحفے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری کے دن بھیجتے تھے۔ بعض ازواج مطہراتؓ کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس سلسلہ میں پہلے حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پھر حضرت فاطمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو کی لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ پھر حضرت زینبؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں۔ اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت زینبؓ نے عرض کیا، "(اے اللہ کے رسُولؐ) آپؐ کی ازواجؓ آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں، آپؐ ابن ابی قحافہؓ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرائیں"۔ حضرت زینبؓ نے آواز بلند کی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔ پہلے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ خاموش رہیں، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی منشاء پاکر انہوں نے جواب دینا شروع کیا، حضرت زینبؓ خاموش ہو گئیں۔[5]

صدقہ و خیرات حضرت زینبؓ صدقہ و خیرات بہت کرتی تھیں۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ بیوی ملے گی جس کا ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زینبؓ کا ہاتھ (خیرات و صدقات میں) ہم سب سے زیادہ دراز تھا، وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے روپیہ کماتی تھیں اور خیرات کرتی تھیں۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب و کتاب النکاح باب الھدیۃ للعروس و کتاب التفسیر باب لا تدخلوا بیوت النبی و صحیح مسلم کتاب النکاح۔
[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ التحریم) و کتاب الطلاق و کتاب الایمان والنذور و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرّم امرأتہ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاۃ عن زینب بنت ابی سلمہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الھبۃ و صحیح مسلم باب فضل عائشۃ رضؓ عن عائشۃ رضؓ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل زینبؓ عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔

حضرت زینبؓ حضرت عائشہؓ کی نظر میں | حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "زینبؓ مرتبہ میں میری ہمسری کرتی تھیں، میں نے کسی عورت کو ان سے بہتر دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صلۂ رحمی کرنے والی، صدقہ وخیرات کرنے والی، سچ بولنے والی نہیں دیکھا، البتہ اُن کے مزاج میں ذرا تیزی تھی لیکن فوراً نادم ہوجاتی تھیں۔" [1]

حضرت جُوَیرِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت جویریہؓ جنگ بنو مصطلق میں قید ہو کر آئی تھیں [2] ان کے والد کا نام حارث تھا [3] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے نکاح کر کے اپنی ازواج میں شامل کر لیا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جویریہؓ کے ہاں تشریف لائے آپؐ نے پوچھا "کیا کھانے کیلئے کوئی چیز ہے؟" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم ہمارے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے سوائے اُن چند ہڈیوں کے جو میری لونڈی کو صدقہ میں ملی ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں لے آؤ، صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ گیا" (اب وہ بالواسطہ ہمارے لئے ہدیہ بن گیا) [4]

حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں "ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کی نماز کیلئے نکلے میں اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی، پھر دن چڑھے آپؐ تشریف لائے، میں اُسی طرح اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "جب سے مَیں تمہارے پاس سے گیا ہوں تم اُسی طرح بیٹھی ہو"۔ میں نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد تین مرتبہ چار کلمات کہے، اگر وہ تمہارے اس ذکر سے جو تم صبح سے اب تک کرتی رہی ہو وزن کئے جائیں تو اُن کا پلڑا جُھک جائے گا۔ (وہ کلمات یہ ہیں)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ — پاکی ہے اللہ کے لئے، حمد ہے اس کے واسطے اُس کی مخلوقات کی
وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ [5] — گنتی کے برابر، اُس کی رضا کے مُطابق، اُس کے عرش کے وزن کے برابر اور اُس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

ایک دفعہ جمعہ کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جویریہؓ کے ہاں تشریف لائے، حضرت جویریہؓ روزے سے تھیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟" انہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "روزہ کھول لو"۔ [6]

حضرت صَفِیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت صفیہ جنگِ خیبر میں قید ہو کر آئیں۔ وہ ابھی نئی دلہن ہی تھیں کہ اُن کا شوہر جنگ میں قتل ہو گیا۔ لوگوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے حضرت صفیہؓ کی خوبصورتی کا ذکر کیا (آپؐ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی) اتنے میں حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم باب فضل عائشہؓ عن عائشہؓ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز الاغارۃ عن ابن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعۃ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلّی اللہ علیہ وسلّم
[5] صحیح مسلم کتاب الذکر باب التسبیح فی اوّل النہار۔
[6] صحیح بخاری کتاب الصوم۔

دحیہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک لونڈی دلوا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ایک لونڈی لے لو"۔ اُنہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا۔ ایک شخص نے آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "آپؐ نے قبیلۂ قریظہ اور قبیلۂ بنو نضیر کے سردار کی بیٹی دِحیہؓ کو دیدی حالانکہ وہ آپؐ کے علاوہ کسی اور کیلئے مناسب نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (لوگوں کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے) فرمایا "دِحیہؓ کو مع اُس لڑکی کے بُلاؤ"۔ حضرت دِحیہؓ حاضرِ خدمت ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صفیہؓ کی طرف دیکھا اور حضرت دِحیہؓ سے فرمایا "اے دِحیہؓ دوسری لونڈی لے لو"، پھر آپؐ نے (اُنکی دل جوئی کی خاطر) سات لونڈیوں کے بدلہ میں حضرت صفیہؓ کو ان سے خرید لیا۔ اور انہیں اپنے لئے منتخب فرمالیا۔[1]

خیبر کی فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں بمقام سُدّ الصّہباء حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے حضرت صفیہؓ کو دلہن بنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آزاد کرکے اُن سے نکاح کرلیا اور اُن کی آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا۔ دوسرے دن صبح کو آپؐ نے فرمایا "جو چیز جس کے پاس ہو لے آؤ"۔ لوگوں نے اپنے اپنے زادِ راہ لاکر چمڑے کے دسترخوان پر جمع کردئے۔ پھر کھجور، پنیر اور گھی کا مالیدہ تیار کیا گیا اور اسی مالیدہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ولیمہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دن وہاں قیام فرمایا، پھر آپؐ مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے حضرت صفیہؓ کے لئے آپؐ نے (اُونٹ پر) بیٹھنے کی جگہ بنائی اور پردہ تان دیا اور اپنی چادر اُڑھا دی۔ راستہ میں جب حضرت صفیہؓ اونٹنی پر سوار ہوتیں تو آپؐ اونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے، اپنا گھٹنا (زمین پر) ٹکاتے، حضرت صفیہؓ آپؐ کے گھٹنہ پر اپنا پیر رکھ کر اُونٹنی پر سوار ہوجاتیں، راستہ میں آپؐ نے اونٹنی کو تیزی سے دوڑایا۔ اتفاق سے اونٹنی کو ٹھوکر لگی، آپؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سے گر پڑے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جلدی سے کھڑے ہوگئے اور حضرت صفیہؓ پر پردہ تان دیا اور اونٹنی پر دوبارہ سوار ہوکر مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے۔[2]

ایک مرتبہ رمضان کے آخری عشرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعتکاف کیا۔ ایک رات کو حضرت صفیہؓ آپؐ سے ملنے آئیں جب وہ جانے لگیں تو آپؐ انہیں پہنچانے کیلئے ان کے ساتھ گئے۔[3]

حجّۃ الوداع حضرت صفیہؓ حجۃ الوداع میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھیں۔ ایامِ حج میں ان کو اذیتِ ماہانہ شروع ہوگئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا تو فرمایا "وہ ہمیں روکیں گی"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، انہوں نے طوافِ اِفاضہ تو کرلیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر کوچ کرو"۔[4]

حضرتِ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(عمرۃ القضاء ادا کرنے کے بعد) حدودِ حرم ہی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا۔[5] نکاح کے وقت آپؐ احرام اُتار چکے تھے۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح، کتاب المغازی، کتاب البیوع و صحیح مسلم کتاب النکاح عن انسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ و باب ما یقول اذا رجع و کتاب الصلوٰۃ باب یذکر فی الفخذ و باب التکبیر عند الاغارۃ و کتاب المغازی و کتاب النکاح و کتاب البیوع و صحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری ابواب الاعتکاف و صحیح مسلم کتاب السلام عن صفیہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم باب وجوب طواف الوداع عن عائشہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء، و کتاب النکاح باب نکاح المحرم عن ابن عباسؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم عن میمونہؓ۔

ایک مرتبہ حضرت میمونہؓ نے ایک لونڈی آزاد کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر نہ کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کے دن ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے لونڈی آزاد کرنے کا ذکر آپؐ سے کیا، آپؐ نے فرمایا "اگر تم وہ لونڈی اپنے ماموؤں کو دیدیتیں تو بڑا اجر ملتا۔" [1]

حُبِّ رسولؐ ایک دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو اٹھے تو چپ چپ تھے۔ حضرت میمونہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، آج صبح سے آپؐ کچھ پریشان نظر آتے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا "آج رات کو جبریلؑ نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ملے نہیں، اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔" یکایک آپؐ کو کتے کے بچہ کا خیال آگیا جو پلنگ کے نیچے آکر بیٹھ گیا تھا۔ آپؐ نے فوراً اسے نکلوا دیا۔ اسے نکالتے ہی فوراً جبریلؑ تشریف لائے۔ انہوں نے کہا "ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔" [2]

حضرت میمونہؓ نے مقام سَرِف[3] میں انتقال فرمایا۔[4] حضرت ابنِ عباسؓ نے لوگوں سے فرمایا جب تم ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو حرکت نہ دینا (احترام سے جنازہ اٹھانا) اور (جب جنازہ لے کر چلو تو) ہلاتے ہوئے نہ لے جانا بلکہ پُرسکون طریقہ پر لے کر چلنا۔" [5]

حضرت اُمِّ حبیبہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُمِّ حبیبہؓ، حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی تھیں۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسولؐ، میری بیٹی اُمِّ حبیبہؓ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین ہے، میں اس کا نکاح آپؐ سے کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا"۔

ایک دن حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے اس طرح دُعا کی۔ "اے اللہ، مجھے میرے شوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، میرے والد ابوسفیانؓ اور میرے بھائی معاویہؓ سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا "تم نے اللہ سے ایسی باتوں کا سوال کیا جن کی میعادیں مقرر ہیں، قدم تک لکھے ہوئے ہیں، روزیاں مقسوم ہو چکی ہیں، ان میں سے اللہ کسی چیز کو مقدم یا مؤخر نہیں کرے گا، اگر تم اللہ سے یہ مانگتیں کہ اے اللہ مجھے جہنم اور قبر کے عذاب سے عافیت دے تو بہتر ہوتا۔" [5]

حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میری بہن عزّہ سے نکاح کر لیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟" حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے عرض کیا "ایک میں ہی تو آپؐ کی بیوی نہیں ہوں (جہاں اتنی ہیں ایک اور سہی) میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اس خیر (وفضیلت) میں میری

---

[1] صحیح بخاری کتاب الھبۃ عن میمونہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب عن میمونہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب کثرۃ النساء عن ابنِ عباسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب القدر عن ابن مسعودؓ۔

[1] لونڈی آزاد کرنا نیکی تو ضرور ہے لیکن دوسروں کے ساتھ ہمدردی، اُن کی ضروریات کو پورا کرنا، اُن کی مشکلات کو حل کرنا دوہری نیکی ہے۔ ایسی نیکی سے ہمدردی و مؤاسات کے جذبات قائم رہتے ہیں۔ معاشرہ میں محبت کی فضائیں پیدا ہوتی ہیں، اور پھر جب یہ نیکی اقربا کے ساتھ کیجائے تو ثواب اور بڑھ جاتا ہے۔

[2] سَرِف مکّہ معظّمہ کے باہر ایک مقام کا نام ہے۔

[3] تقدیر کا مسئلہ مشکل مسئلوں میں سے ہے۔ دُعا اور تدبیر سے فائدہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن اُتنا ہی جتنا اس دُعا اور تدبیر کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ملتا۔ پھر دُنیوی فائدہ عارضی ہوتا ہے لہٰذا آخرت کے باقی رہنے والے فائدہ کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مؤمن کو ہمیشہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت

بہن بھی شریک ہو جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ میرے لئے حلال نہیں"۔[1]

اتّباعِ شریعت | حضرت اُمِّ حبیبہؓ بڑی متّبع شریعت تھیں۔ جب اُن کے والد حضرت ابوسفیانؓ کا انتقال ہوا تو (تین دن بعد) اُنہوں نے خوشبو منگائی جس میں زردی تھی۔ پھر وہ خوشبو اپنے (لباس اور جسم پر اور اپنے) رخساروں پر لگائی۔ پھر فرمایا "کسی عورت کے لئے جو اللہ اور رسُولؐ پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے"۔[2]

② اولاد

قرآن مجید میں ہے :-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ {احزاب ۴۰} (اے اہلِ اسلام) محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں میں سے کوئی بالغ نہیں ہوا۔ سب کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا۔

ابنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس تاریخ کے ماخذ میں[3] ہمیں صرف آپؐ کے ایک صاحبزادہ کا ذکر ملتا ہے جن کا نام ابراہیمؓ تھا۔ ایامِ شیرخوارگی میں ابوسیف نامی لوہار کی بیوی انہیں دودھ پلایا کرتی تھیں (بچّہ کو دیکھنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوسیف کے ہاں تشریف لیجایا کرتے تھے) ایک دن آپؐ اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے حضرت ابراہیمؓ کو گود میں لے لیا، اُنہیں پیار کیا اور سُونگھا (پھر واپس تشریف لے آئے) کچھ دن بعد (جب حضرت ابراہیمؓ بیمار ہوئے تو) آپؐ پھر تشریف لے گئے۔ اُس وقت ابوسیف اپنی بھٹی دھونک رہے تھے۔ مکان میں دھواں ہو رہا تھا، حضرت انسؓ (آپکے ساتھ تھے اُنہوں) نے آگے بڑھ کر ابوسیف سے کہا "دھونکنا بند کرو"۔ ابوسیف نے دھونکنا بند کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بچّہ کو منگوایا پھر اُس کو اپنے گلے لگا لیا۔ اُس وقت حضرت ابراہیمؓ کا سانس اُکھڑ چکا تھا (اور وہ قریب المرگ تھے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ بھی روتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو رحمت ہے" (نوحہ نہیں ہے) پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آنکھ رو رہی ہے دل غمگین ہے لیکن ہم سوائے اس بات کے جس سے اللہ راضی ہو کوئی اور بات مُنہ سے نہیں نکالیں گے اور اے ابراہیمؓ، ہم تمہارے فراق میں غمگین ہیں[3]"۔ ایامِ شیرخوارگی ہی میں حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہو گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جنّت میں ان کے لئے دودھ پلانے والی مقرر کی گئی ہے"۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاۃ عن زینب بنت ابی سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلّم انا بک لمحزونون وکتاب الادب و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الصبیان نحوہ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق عن براءؓ۔

[1] دو حقیقی بہنیں بہ یک وقت جائز نہیں۔ [2] قرآن مجید، صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

بناتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

قرآن مجید میں ہے :۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط { احزاب ۵۹ }

اے نبیؐ، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہدیجئے کہ (جب باہر نکلیں تو) اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔

"بنات" جمع کا صیغہ ہے، کیونکہ عربی زبان میں جمع کے صیغہ میں کم سے کم تین ہونا لازمی ہے لہٰذا لفظ "بنات" سے ثابت ہوتا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں کی تعداد تین سے کم نہیں تھی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ثابت ہوتا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چار صاحبزادیاں تھیں جن کے حالات درجِ ذیل ہیں :۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ سے ہوا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوالعاصؓ سے بہت خوش تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا "ابوالعاصؓ نے مجھ سے جو بات کہی اُسے سچ کر دکھایا"۔ [1]

حضرت زینبؓ کے ایک لڑکے کا انتقال حضرت زینبؓ کے ایک لڑکے کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا۔ حضرت زینبؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوایا "ہمارے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا ہے، آپؐ تشریف لائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ "بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ اُس نے لے لیا، اُسی کا ہے جو اُس نے دیدیا۔ ہر ایک کیلئے ایک وقت مقرر ہے لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو"۔ حضرت زینبؓ نے قسم دے کر کہلوایا کہ آپؐ تشریف لائیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع چند صحابہؓ کے اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے بچّہ کو گود میں لے لیا (آپؐ نے دیکھا کہ بچّہ ابھی زندہ ہے) اس کا سانس اس طرح چل رہا تھا جیسے مشک میں (ہوا حرکت کرتی ہے) کچھ دیر بعد (بچّہ کا انتقال ہوگیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا "یہ کیا؟" (کیا آپؐ رونے کو جائز سمجھتے ہیں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(ہاں، اس قسم کا رونا) یہ ایک رحمت ہے جو اللہ نے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے"۔ [2]

حضرت زینبؓ کا انتقال کچھ عرصہ بعد حضرت زینبؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرت اُمِّ عطیہؓ اور چند دوسری عورتوں نے انہیں غسل دینے کا ارادہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو پانی اور بیری کے پتّوں سے غسل دو، تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا ضرورت سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو، لیکن (ہر حالت میں) طاق مرتبہ غسل دو، آخری بار نہلاتے وقت (پانی میں) کچھ کافور بھی ڈال دو، غسل

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ وصحیح مسلم باب فضل فاطمہؓ عن مسورؓ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیت ببکاء اھلہ علیہ عن اسامہؓ وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتاب الجنائز باب البکاء۔ [3] نام کی صراحت صحیحین میں نہیں ہے۔

دیتے وقت سیدھی طرف سے اور وضو کے اعضاء سے ابتداء کرو اور جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے مطلع کرنا۔"
غرض یہ کہ جب وہ خواتین غسل دے کر فارغ ہوئیں تو اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطّلاع دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا تہ بند اُن کو دیا اور فرمایا "یہ ان پر لپیٹ دو" (خواتین نے ایسا ہی کیا) پھر اُنہوں نے حضرت زینبؓ کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان چوٹیوں کو پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔[1]

حضرت زینبؓ کی ایک لڑکی تھیں جن کا نام امامہؓ تھا۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھا کر نماز ادا کی۔ جب آپؐ نے سجدہ کیا تو اُن کو اُتار دیا پھر جب آپؐ کھڑے ہوئے تو اُن کو اُٹھا لیا۔[2]

حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(حضرت رقیّہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا تھا) جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو اُس وقت وہ بیمار تھیں۔ حضرت عثمانؓ اُن کی تیمارداری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔[3]

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(حضرت اُمِّ کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے ہوا تھا) حضرت اُمِّ کلثومؓ کا انتقال بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (دفن کرتے وقت) اُن کی قبر (کے ایک کنارہ) پر بیٹھے ہوئے تھے آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، آپؐ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات کو کمائی نہ کی ہو؟"[4] حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا "میں ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قبر میں اُترو" وہ قبر میں اُترے اور اُن کو دفن کیا۔[5]

حضرت اُمِّ کلثومؓ (حسبِ حیثیت) سُرخ ریشمی چادر بھی اُوڑھا کرتی تھیں۔[6]

حضرت فاطمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آغازِ نبوّت کے کچھ عرصہ بعد جب اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم دیا کہ:-
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ {شعراء ۲۱۴} "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ"۔ تو آپؐ نے اپنے تمام اقارب کو آواز دے کر بُلایا اور ہر ایک کو راہِ راست پر آنے کی دعوت دی۔ اس موقع پر حضرت فاطمہؓ بھی موجود تھیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز و صحیح مسلم کتاب الجنائز (خذا کسیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ صاحبزادی کے نام کی صراحت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا حمل جاریۃ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ادا بعث الامام رسولاً عن ابنِ عمرؓ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیت ببکاء اھلہٖ علیہ باب من یدخل قبر المرأۃ [5] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الحریر للنساء عن انسؓ۔
[4] کاروبار میں عموماً جھوٹ سچ کا امکان ہوتا ہے لیکن جس نے کاروبار ہی نہ کیا وہ اس سے محفوظ ہوتا ہے، لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاہا کہ قبر میں اُتر کر اُس کی دستی وغیرہ کرنے والا ایسا آدمی ہو جس نے کم از کم ایک رات تو بغیر لغزش گذاری ہو۔ [6] نام کی صراحت صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "اے فاطمہؓ، محمدؐ کی بیٹی، اپنی جان کو دوزخ سے بچاؤ۔ رشتہ داری کا حق میں یہاں ادا کرسکتا ہوں، جو کچھ مال مجھ سے یہاں مانگنا ہو مانگ لو، آخرت میں مَیں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔" [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضرت فاطمہؓ سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں۔

حضرت فاطمہؓ کی جرأت | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے سایہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ سجدہ میں گئے تو کافروں نے آپؐ کی پُشت پر اُونٹ کی اوجھڑی رکھدی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی دیر تک سجدہ میں رہے۔ کفّار یہ منظر دیکھ کر ہنستے رہے۔ اتنے میں ایک شخص نے جاکر حضرت فاطمہؓ کو خبر دی، وہ ابھی لڑکی ہی تھیں، دوڑتی ہوئی آئیں اور آپؐ کی پیٹھ پر سے اوجھڑی کو ہٹا دیا اور کافروں کو بُرا بھلا کہا۔ [2]

شادی | جنگِ بدر کے کچھ عرصہ بعد حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوگیا۔ [3]

جنگ اُحُد | جنگِ اُحُد کے خاتمہ پر حضرت فاطمہؓ بھی میدانِ جنگ میں پہنچ گئیں۔ اس جنگ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا تھا۔ حضرت فاطمہؓ نے زخم کو دھویا لیکن جب پانی ڈالنے سے خون بند نہیں ہوا بلکہ اور بڑھ گیا تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلاکر اُس کی راکھ کو زخم میں بھر دیا۔ راکھ بھرنے کے بعد خون نکلنا بند ہوگیا۔ [4]

حضرت فاطمہؓ کا لونڈی کیلئے درخواست کرنا | حضرت فاطمہؓ چکّی پیسا کرتی تھیں، چکّی پیستے پیستے اُنہیں کچھ تکلیف ہوگئی۔ ان ہی ایّام میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک لونڈی کہیں سے آئی ہوئی تھی۔ حضرت فاطمہؓ (اس لونڈی کو مانگنے کیلئے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر تشریف لے گئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت گھر میں نہیں تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے آنے کا مقصد حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے بیان کردیا اور واپس چلی آئیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے آنے کا ذکر آپؐ سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ حضرت علیؓ اُٹھنے لگے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دونوں اپنی اپنی جگہ پر رہو" (اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان دونوں کے درمیان جاکر بیٹھ گئے اور فرمایا "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے؟ (وہ یہ کہ) جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سُبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔" [5]

حضرت فاطمہؓ کی غیرت | ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "آپؐ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں کبھی (کسی پر) خفا نہیں ہوتے، دیکھئے یہ علیؓ ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔" [6]

ان ہی ایّام میں بنو ہشام بن مغیرہ بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے اپنی لڑکی (یعنی ابوجہل کی بیٹی)

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ الشعراء) عن ابنِ عباسؓ و ابی ہریرۃؓ و سُورۃ السبا و سورۃ تبّت یدا و کتاب احادیث الانبیاء، باب من انتسب الی اٰبائہ عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب انذر عشیرتک الاقربین۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین و کتاب الصلوٰۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلّی شیئًا و کتاب الوضوء باب اذا القی علی ظہر المصلّی قذر و کتاب احادیث الانبیاء باب مالقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب مالقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من اذی المنافقین۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ بدرًا و کتاب البیوع باب ذبح الحطب و الکلأ و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن علیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غسل المرأۃ اباھا الدم و کتاب الجہاد باب المجن و باب لبس البیضۃ و صحیح مسلم کتاب الجہاد (غزوۂ اُحد) عن سہلؓ۔ [5] صحیح بخاری ابواب الفضائل عن علیؓ و صحیح مسلم کتاب الذکر۔

[6] اس وقت تک مشرکہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت نہیں ہوئی تھی، ممکن ہے حضرت علیؓ نے یہ سوچا ہو کہ اس نکاح سے کفّارِ قریش کی مخالفت کم ہوجائے گی۔

کا نکاح حضرت علیؓ سے کرنے کی اجازت طلب کی۔ ان دونوں واقعات کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر کھڑے ہوئے، آپؐ نے تشہّد پڑھا پھر فرمایا "امّا بعد، میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ابو العاص بن ربیعؓ سے کیا، اُس نے جو بات مجھ سے کہی اُسے سچ کر دکھایا، جو وعدہ کیا اُسے پُورا کیا، بے شک فاطمہؓ بھی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ اُسے تکلیف پہنچے، جو تکلیف اُسے پہنچتی ہے وہ (درحقیقت) مجھے پہنچتی ہے۔ بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت لے رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کر دیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علیؓ میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور اُن کی بیٹی سے نکاح کر لیں، اللہ کی قسم، رسُولُ اللہ کی بیٹی اور عدوُّ اللہ کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں" اس خطبہ کے بعد حضرت علیؓ نے (ابو جہل کی بیٹی سے) نکاح کا ارادہ ترک کر دیا[1]

حجّۃ الوداع میں شرکت حجّۃ الوداع میں حضرت فاطمہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھیں وہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لیکر نہیں گئی تھیں اس لئے اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے عمرہ کر کے احرام اتار دیا، رنگین کپڑے پہن لئے اور آنکھوں میں سُرمہ لگا لیا۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ سے حج کیلئے روانہ ہوئے تو اُس وقت حضرت علیؓ یمن میں تھے۔ وہیں سے وہ سیدھے مکّہ معظّمہ پہنچے۔ جب وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اُنہوں نے احرام اُتار دیا ہے اور رنگین کپڑے پہن لئے ہیں۔ اِس حالت میں اُنہیں دیکھ کر حضرت علیؓ کو بہت غصّہ آیا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "میرے والد نے مجھے یہی حکم دیا ہے"۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے اور آپؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "فاطمہؓ نے سچ کہا، فاطمہؓ نے سچ کہا"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مرض الموت مرض الموت کے زمانہ میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ کو بلوایا، جب وہ آئیں تو آپؐ نے فرمایا "اے بیٹی، مرحبا"۔ پھر چپکے سے فرمایا "ہر سال جبریلؑ مجھ سے قرآن کا ایک مرتبہ دَور کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دَور کیا، میں سمجھتا ہوں کہ میری مَوت قریب آگئی ہے اور میں اسی بیماری میں انتقال کرنے والا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ رونے لگیں۔ پھر آپؐ نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے چپکے سے فرمایا "تم میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی اور کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم جنّتی عورتوں کی یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو"۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ ہنسنے لگیں[3]

ورثہ کا مطالبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے بعد حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متروکہ اموال یعنی فَدَک وغیرہ میں سے اپنا حصّہ طلب کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، البتہ آلِ محمدؐ اس میں سے اپنے کھانے وغیرہ کیلئے لے سکتے ہیں"۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ خفا ہو گئیں (انہیں غالباً یہ گمان ہوا کہ انہیں اب اس میں سے کچھ نہیں ملیگا) حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "میں اُس کام کو نہیں چھوڑ سکتا جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا کرتے تھے، میں وہی کروں گا جو آپؐ کرتے تھے (یعنی اس ترکہ کو اُسی طرح خرچ کروں گا جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن مسوّرؓ وکتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ وصحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔

[3] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس وصحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔

خرچ کرتے تھے) کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپؐ کی کسی بھی سُنّت کو چھوڑ دوں تو گمراہ ہو جاؤں گا"۔ یہ سُنکر حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر اس سلسلہ میں ان سے کوئی بات نہیں کی (کیونکہ انہیں اطمینان ہو گیا کہ ان کو اس مال میں سے حسبِ دستور ملتا رہے گا اور ان کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں ہو گی) [1]

حضرت فاطمہؓ کی وفات | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ نے رات کے وقت انتقال فرمایا۔ حضرت علیؓ نے حضرتِ ابوبکرؓ کو اطلاع نہ دی (غالباً اس لئے کہ وہ مدینہ کے مضافات میں رہتے تھے) اور خود ہی نمازِ جنازہ پڑھا کر رات ہی کے وقت انہیں دفن کر دیا۔ [2]

حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادے | حضرت فاطمہؓ کے دو صاحبزادے تھے، ایک حضرت حسنؓ اور دوسرے حضرت حُسینؓ۔ اِن کے حالات آگے بیان ہونگے۔

حضرت فاطمہؓ کے فضائل | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حُسینؓ کو چادر میں چھپا کر یہ آیت پڑھی:-

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ {احزاب ۳۳}

اے اہلِ بیت، اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے [3]

آیتِ مذکورہ میں خطاب ازواجِ مطہراتؓ سے ہے خطاب کے لحاظ سے اگرچہ ازواجِ مطہراتؓ حقیقتاً اہلِ بیت ہیں، لیکن حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ یہ چاروں بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں۔ [4]

عیسائیوں سے مباہلہ کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان چاروں کو بھی ساتھ لیا اور فرمایا "اے اللہ، یہ بھی میرے اہلِ بیت ہیں"۔ [4]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا "تم جنّتی عورتوں کی یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو"۔ [5]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک فاطمہؓ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے، میں ناپسند کرتا ہوں کہ اُسے تکلیف پہنچے جو تکلیف اسے پہنچتی ہے وہ مجھے پہنچتی ہے"۔ [6]

حضرت فاطمہؓ اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے لیکن (اندر داخل نہیں ہوئے) دروازے ہی سے واپس آ گئے۔ جب حضرت علیؓ آئے تو حضرت فاطمہؓ نے اس بات کا ذکر ان سے کیا۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی و کتاب الفرائض و صحیح مسلم کتاب الجہاد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل اہلِ بیت عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔ [5] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ و صحیح مسلم باب فضل فاطمہؓ عن مسورؓ۔ [7] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ کے ہاں ان چاروں کے حق میں پاک کرنے کی دعاء کی۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، اور میں بھی ان کے ساتھ ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم (اس سے) بہتر (مقام) پر ہو" (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا ۲/۶۰۷)

ہوئے اور واپس چلے آنے کا سبب پُوچھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے ان کے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا تو میں نے کہا "مجھے دنیا سے کیا مطلب؟" حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ کو یہ بات بتائی۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "آپؐ ہمیں حکم دیں کہ اس کے متعلق آپؐ کی کیا خواہش ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو فلاں شخص کے گھر والوں کے پاس بھیجدو، وہ ضرورتمند ہیں" (وہ اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کریں گے) [1]

حضرت فاطمہؓ اس چیز سے محبّت کرتی تھیں جس چیز سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم محبّت کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بعض ازواجِ مطہّراتؓ نے ان کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں روانہ کیا اور ان سے یہ کہلوایا کہ آپؐ کی بیویاں آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ آپؐ ابوبکرؓ کی بیٹی (حضرت عائشہؓ) کے معاملہ میں انصاف کریں (یعنی صحابہؓ سے فرمائیں کہ وہ صرف ان کی باری کے دن ہی آپؐ کو تحفے نہ بھیجیں بلکہ بلا امتیاز ہر بیوی کی باری کے دن تحفے بھیجا کریں) حضرت فاطمہؓ نے ازواجِ مطہّراتؓ کا پیغام رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بیٹی کیا تم اُس بات کو پسند کرتی ہو جس کو میں پسند کرتا ہوں؟" حضرت فاطمہؓ نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تم ان سے (یعنی حضرت عائشہؓ سے) محبّت کیا کرو"۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ واپس چلی آئیں اور ازواجِ مطہّراتؓ سے یہ بات بیان کر دی۔ ازواجِ مطہّراتؓ نے کہا "تم پھر جا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ بات کہو"۔ حضرت فاطمہؓ نے دوبارہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ [2]

حضرت حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات آگے "تاریخ الخلفاء" میں بیان کئے گئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حُسَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نواسے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے متعلّق فرماتے تھے

"دُنیا میں یہ میرے دو پھول ہیں"۔ [3]

حضرت حسینؓ بہت خوبصورت تھے، شکل و شباہت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت مشابہ تھے۔

(جب بال سفید ہو گئے تو) وسمہ کا خضاب لگایا کرتے تھے [4]

حضرت حُسینؓ کی شہادت عراقیوں نے (دھوکا دے کر) حضرت حسینؓ کو شہید کر دیا۔ ایک عراقی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے (حالتِ احرام میں) مکھی یا مچھّر مارنے کے کفّارہ کے متعلّق

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ ما یکرہ لُبسھا عن ابن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ و صحیح مسلم باب فضائل عائشہؓ عن عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسنؓ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسنؓ عن انس رضؓ۔

سوال کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اہلِ عراق مجھ سے مچھر مارنے کا کفارہ پوچھ رہے ہیں حالانکہ انہوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نواسے کو قتل کیا (اُس وقت کفارہ نہیں پُوچھا)" [1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد۔

صحابۂ کرام رضؓ کے فضائل ومناقب

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیاست کے فرائض صحابۂ کرامؓ نے انجام دئے یا اُن کے منتخب کردہ یا منظور کردہ امیروں نے انجام دئے۔ صحابۂ کرامؓ کے فضائل لکھنے کی ضرورت صرف اِس لئے محسُوس نہیں ہوئی کہ عوام وخواص کو اُن کے فضائل سے باخبر کیا جائے، بلکہ اس کی ضرورت اس لئے بھی محسُوس ہوئی کہ عوام وخواص کے ذہن میں یہ بات پیوست کر دیجائے کہ جن لوگوں کے ایسے فضائل ہوں اُن سے کیسے اُمید کی جاسکتی ہے کہ سیاست کے میدان میں للّٰہیت کو چھوڑ کر دُنیا دار اور مکّار بن جائیں گے۔ غیر اسلامی سیاست کو منظور کرلیں گے اور محض دُنیوی مفاد کی خاطر یا بزدلی سے کلمۂ حق کہنے سے گریز کریں گے اور کسی غیر شرعی حاکم اور اس کے غیر شرعی احکام پر خاموش تماشائی بن جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ جماعت جس میں خلوص اور للّٰہیت کی فراوانی ہو، وہ لوگ جو ہر وقت رضائے الٰہی کے طالب رہتے ہوں، جنہوں نے اپنے خون سے اسلام کی آبیاری کی ہو وہ کس طرح اپنی آنکھوں سے اسلام کی پامالی دیکھ کر خاموش رہ سکتے ہیں۔ یہ سب ہمارے دشمنوں اور نادان دوستوں کی کارستانی ہے کہ اُنہوں نے ہماری تاریخ میں صحابۂ کرامؓ کے متعلق ایسے واقعات شامل کردئے جن سے اس مقدّس جماعت کو دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ واقعات قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے بھی متصادم ہیں لیکن پھر بھی وہ ہماری تاریخ کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اصل واقعات پر پردہ ڈالا گیا، غلط اور جعلی واقعات کو اُچھالا گیا اور اُن کو اتنی شہرت دی گئی کہ اب کوئی بیچارہ تاریخ کے اوراق سے پردہ اُٹھا کر حقائق کو سامنے لاتا ہے تو وہ موردِ الزام ٹھہرتا ہے۔ صدیوں سے جو واقعات ہماری رگ وپے میں سرایت کر گئے ہیں اُن کی قلعی کھولنا اور اُن کا ابطال کرنا بھی اب جُرم بن گیا ہے۔ کتنی بھولی ہے یہ قوم جو ایک طرف صحابۂ کرامؓ کے فضائل کی بھی معترف ہے، ان کے خلوص کے گیت گاتی ہے تو دوسری طرف اُن کے متعلق دُنیاداری اور مکّاری کے مخترعہ واقعات کو بھی صحیح تسلیم کرتی ہے۔ ہمارے متدیّن مؤرخین بھی بہت بھولے تھے جنہوں نے بغیر تحقیق وتنقید کے ان فرضی واقعات کو اپنی کتُبِ تاریخ میں سمو دیا، انہیں کیا خبر تھی کہ جن واقعات کو وہ محقّقین کیلئے جمع کر رہے ہیں تاکہ وہ اُن کی تحقیق کر کے حق وباطِل کو علیٰحدہ کردیں وہی واقعات بے تحقیق وتنقید مستند سمجھے جائیں گے اور صحابۂ کرامؓ کے کردار کو داغدار کیا جائے گا۔ دشمنوں کی چال یہ تھی کہ صحابۂ کرامؓ کی مقدّس جماعت کو بدنام کریں اور اس طرح بالواسطہ وہ اس ہستی کو نشانہ بنائیں جس کی صحبت سے یہ جماعت تیار ہوئی تھی۔ گویا وہ اس طرح نبوّت کی عمارت ہی کو منہدم کرنا چاہتے تھے اور جب نبوّت کی عمارت ہی منہدم ہوجائے تو پھر ظاہر ہے کہ نہ اسلام باقی رہے گا اور نہ مسلم، اور یہی اُن کا اصل مقصد تھا۔ اگرچہ وہ اپنے مقصد میں پُوری طرح تو کامیاب نہ ہوسکے لیکن ان کی سازشوں سے اتنا ضرور ہوا کہ مسلمین میں مختلف عقائد و افکار کا ظہور ہوا اور ایسے لوگ پیدا ہوگئے جو نام کے لحاظ سے تو مسلم تھے لیکن عقائد واعمال کے لحاظ سے غیر مسلم، اِن دشمنوں کے دوش بدوش نادان دوستوں نے بھی غیر شعوری طور پر اسلام کو تباہ وبرباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، انہوں نے اس مثل کو سچ کر دکھایا "نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے"۔

اب ہم صحابۂ کرامؓ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

① وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {حجرات ۸}

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں زینت دی۔ کفر، گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کیا ایسے ہی لوگ تو راہِ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کا فضل اور اُس کا انعام ہے، اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

سُورۂ حجرات مدنی ہے لہٰذا اس آیت میں تمام مہاجرین اور انصار شامل ہیں مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت اُسید بن حضیرؓ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آیاتِ بالا سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

① اللہ تعالیٰ کی گواہی کہ ان لوگوں کو ایمان محبوب ہے۔

② ایمان ان کے قلوب میں مزیّن کر دیا گیا ہے۔

③ کفر ہی سے نہیں بلکہ ہر گناہ سے وہ بیزار ہیں۔

④ یہ لوگ راہِ ہدایت پر ہیں۔

⑤ ان لوگوں پر اللہ کا فضل اور انعام ہے۔

ان آیات کے ہوتے ہوئے بھی ان لوگوں کے ایمان میں شک کرنا، ان کو دُنیا دار، مکّار اور گمراہ سمجھنا یقیناً ان آیات کا انکار کرنا ہے اور آیاتِ قرآنی کا انکار کرنا یقیناً کفر ہے۔ لہٰذا جو لوگ ان کے ایمان میں شک کرتے ہیں یا انہیں بد دیانت سمجھتے ہیں اُنہیں اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے۔ ان آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان صحابۂ کرامؓ نے جو کچھ کیا اُس میں للّٰہیت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا انہوں نے قطعاً کبھی ارادہ نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

② لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ {فتح ۱۸}

یقیناً اللہ (تعالیٰ) مُومنین سے راضی ہو گیا جب کہ (اے رسُولؐ) وہ آپؐ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، اللہ کو اُن کے دل کا حال معلوم ہے اللہ نے اُن پر سکینہ نازل فرمائی اور انہیں فتحِ قریب عنایت کی۔

اس آیت میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی بیعت کرنے والوں میں جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالہ سے سیرۃ النّبی کے بیان میں گذر چکا ہے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت عثمانؓ بھی اس بیعت میں شامل ہیں اور ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دستِ مبارک کو اُن کا ہاتھ قرار دیا۔ غرض یہ کہ ان صحابۂ کبارؓ سے یقیناً اللہ راضی ہے اور یہ رضامندی اُن کے دلوں کی کیفیت کی بناء پر ہے جس کا اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم تھا۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ذرا بھی کھوٹ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان سے راضی نہیں ہوتا۔ بھلا جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ مُومنین کے خطاب سے نوازے، جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو، جن کے دلوں کی گہرائیوں میں ایمان اُتر چکا ہو، ان کے متعلق کسی بدنیتی یا بے ایمانی کا شبہ کرنا اس آیت کے انکار کے مترادف ہے۔ اس آیت کی روشنی میں ہر مسلم کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے

کہ مذکورہ بالا صحابہؓ اور دوسرے شرکائے بیعت صحابہؓ نے سیاست میں بھی جو کچھ کیا وہ سب خلوص اور نیک نیتی پر مبنی تھا۔ دُنیاداری اور مکّاری کو اس میں ذرا بھی دخل نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے راضی ہونا اس بات کا کھُلا ثبوت ہے کہ ان لوگوں کی مَوت ایمان اور خلوص پر واقع ہوئی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کسی ایسے شخص سے راضی ہو جائے جس کا انجام اچھا نہ ہو یا جو بعد میں مُرتد ہو جائے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے علم کے قطعًا منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

③ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ {توبہ}

لیکن رسُولؐ اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے ہیں، ان ہی لوگوں کیلئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

آیتِ بالا میں صحابۂ کرامؓ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہ آیت جنگِ تبوک کے بعد نازل ہوئی، لہٰذا اس آیت میں نہ صرف حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ شامل ہیں، بلکہ حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ بھی شامل ہیں جو جنگ تبوک سے بہت پہلے فتح مکّہ کے موقع پر ایمان لا چکے تھے۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ مندرجہ بالا اصحابؓ اور ان کے علاوہ دوسرے اصحابؓ اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ جب ان کی قربانی کا یہ عالم تھا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اسلام کو پامال ہوتا دیکھتے اور خاموش بیٹھے رہتے۔ لہٰذا جن حکومتوں کو اُنہوں نے شرفِ قبولیت بخشا وہ یقینًا اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

④ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ {آل عمران ۱۰۳}

جو نعمت اللہ نے تمہیں بخشی ہے اُسے یاد کرو، ایک وہ وقت تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبّت ڈالدی اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔

آیتِ بالا میں اس بات کا کتنا واضح ثبوت ہے کہ صحابۂ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے سے بڑی محبّت کرتے تھے۔ اُن کی آپس کی دشمنیاں سب ختم ہو گئی تھیں اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ صحابۂ کرامؓ کی یہ محبّت عارضی تھی، بعد میں وہ پھر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے تو ظاہر ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ کیا احسان ہوا جس کو اللہ تعالےٰ ان الفاظ میں جتا رہا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عارضی اور غیر مستحکم تھا، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان میں محبّت پیدا کر دی تو وہ عارضی نہیں ہو سکتی، بھائی بھائی بنا دیا تو اب وہ پھر دشمن نہیں ہو سکتے، اللہ کی خبر سچّی ہے اور تاریخ کے افسانے جھوٹے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے شدید ترین دشمن تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

⑤ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

محمدؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ ہیں وہ ایسے ہیں کہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحیم ہیں (اے رسُولؐ) آپؐ دیکھتے ہیں کہ وہ (اللہ کے

رِضْوَانًا {فتح ۲۹}

سامنے) کبھی رکوع میں ہوتے ہیں اور کبھی سجدہ میں، وہ اللہ کے فضل اور اُس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔

اس آیت سے صحابہ کرامؓ کی مندرجہ ذیل خصوصیات ثابت ہوئیں:۔

① کافروں پہ سخت۔

② آپس میں رحیم۔

③ ان کا اکثر وقت نمازوں میں گذرتا ہے۔

④ وہ ہمہ اوقات اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا تلاش کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت کی موجودگی میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایک صحابی دوسرے صحابی پر ظلم کرتا تھا، زدوکوب کرتا تھا، تاریخ کے ایسے تمام واقعات جو قرآن مجید کی اس آیت سے متصادم ہیں یقیناً جھوٹ و افتراء ہیں۔ یہ آیت ایک اٹل حقیقت ہے، اس کی صحت بلاریب ہے۔ یہ اللہ علّام الغیوب کی شہادت ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ اسلام کے دشمنوں اور نادان دوستوں کا کارنامہ ہے جنہوں نے واقعات گھڑ گھڑ کر تاریخِ اسلام میں سمو دئے اور صحابہ کرامؓ کو بدنام کیا۔

اس آیت میں اس بات کا کتنا واضح ثبوت ہے کہ صحابہ کرامؓ ہر کام میں اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب تھے۔ لہٰذا انہوں نے جو کام بھی کئے وہ خلوص پر مبنی تھے، ان میں سے کسی میں دنیا داری، مکّاری اور بددیانتی نام کو بھی نہیں تھی۔ اگر ہم ایسا فرض کر لیں تو معاذ اللہ آیت کی تکذیب لازم آئے گی، اور یہ یقیناً کُفر ہے۔ کیا اس آیت کی روشنی میں کوئی مؤمن یہ کبھی سوچ بھی سکتا ہے کہ فلاں صحابی غاصب تھا، دُنیادار تھا، دُنیوی مفاد کی خاطر جھوٹ بولتا تھا، خوشامد کرتا تھا یا غلط مشورے دیتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ ان لوگوں کے متعلق جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ شامل ہیں بدگمانی کرنا آیت کا انکار کرنا ہے۔ کاش لوگ غور کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

⑥ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ {فتح ۲۶}

جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیّت کے زمانہ جیسی حمیّت کو جگہ دی (اور مؤمنین کو عمرہ کرنے سے روکدیا) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور مؤمنین پر سکون و اطمینان نازل فرمایا اور تقوے کے کلمہ کو اُن سے چمٹا دیا اور تقوے کے وہ مستحق بھی ہیں اور اہل بھی اور اللہ (اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کیونکہ وہ) ہر چیز سے باخبر ہے۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والے

① مؤمن ہیں۔

② تقویٰ اُن کی رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے۔

③ وہ تقوے کے حق دار بھی ہیں اور اہل بھی۔

یعنی صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والے تمام صحابہؓ جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت

علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ شامل ہیں مؤمن تھے، نہایت متّقی اور پرہیزگار تھے۔ وہ تقوے اور خلوص کے حقدار بھی تھے اور اہل بھی۔

اس آیت کی موجودگی میں کیا کوئی مؤمن ان صحابۂ کرامؓ کے متعلق بدگمانی کرسکتا ہے، بھلا جن لوگوں کے دلوں میں خلوص و للّٰہیت کو پیوست کر دیا گیا ہو کیا وہ کسی وقت بھی اپنے ہاتھ سے تقوے کا دامن چھوڑ دیں گے اور بجائے رضائے الٰہی کے دُنیا کے جویا بن جائیں گے، غصب کریں گے. حق تلفیاں کریں گے. ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

⑦ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ {حدید}

جن لوگوں نے فتح (مکّہ) سے پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ اُن لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح (مکّہ) کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ فتح (مکّہ) سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ان لوگوں سے درجہ میں زیادہ بلند ہیں جنہوں نے فتح (مکّہ) کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا، ویسے اللہ کا ان دونوں جماعتوں سے اچھا وعدہ ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔

اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت خالدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہ کی بڑی فضیلت ہے، کیونکہ یہ سب لوگ فتحِ مکّہ سے پہلے مُسلم ہو گئے تھے اور جان و مال سے جہاد کرتے رہے تھے۔ دوسرے لوگ جو فتحِ مکّہ کے موقع پر یا فتح مکّہ کے بعد ایمان لائے مثلاً حضرت ابوسفیانؓ، حضرت معاویہؓ وغیرہ اگرچہ درجہ میں کم ضرور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان سے بھی خوش ہے اور ان کو جنّت کی بشارت دے رہا ہے۔ کیا ایسے لوگوں سے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہے بُغض رکھنا کسی مؤمن کے شایانِ شان ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

⑧ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۫ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ {احزاب ۲۲، ۲۳}

اور جب مؤمنین نے کفّار کے لشکر کو دیکھا تو فوراً پکار اُٹھے کہ یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسُولؐ نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُس کے رسُولؐ نے سچ کہا تھا، کفّار کے حملہ سے ان میں کسی اور چیز کا اضافہ نہیں ہوا سوائے ایمان و تسلیم کے مؤمنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے اُس وعدہ کو سچ کر دکھایا جو اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا، ان میں سے بعض اپنے ایفائے عہد کی ذمّہ داری سے سبکدوش ہو گئے اور بعض ایفائے عہد کیلئے (موقع کے) منتظر ہیں (موقع آنے پر وہ بھی اپنی قربانی پیش کر دیں گے) ان کے ارادہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

صحابۂ کرامؓ کے ایمان کی یہ کتنی زبردست شہادت ہے، ایمان لانے کے بعد ایمان و تسلیم میں زیادتی کا ثبوت تو ملتا ہے لیکن اس ایمان میں کسی قسم کا نقص، عہد و پیمان کے متعلق تبدیلی یا نفاق کا شائبہ کہیں نظر نہیں آتا۔ بھلا ایسے لوگوں کے متعلق کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ایمان میں کھوٹ تھا، اُنہوں نے اللہ اور رسُولؐ سے جو وعدے کئے تھے وہ محض ظاہرداری تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

⑨ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ {نور ۳۷}

یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن (خوف اور دہشت کی وجہ سے) دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پھری کی پھری رہ جائیں گی۔

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرامؓ کو مال کی خواہش اللہ کی فرمانبرداری سے نہیں روکتی، وہ اللہ کے راستہ میں زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں، دُنیوی مال و متاع کی کوئی طمع اُن میں نہیں پائی جاتی جو اُنہیں ادائیگیِ زکوٰۃ سے روکے اور بخل پر آمادہ کرے۔ کیا اب بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ لالچی تھے، دنیا دار تھے، ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

⑩ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ {توبہ ۱۰۰}

جن لوگوں نے ایمان لانے میں سبقت کی، وہ مہاجرین ہوں یا انصار اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان میں سبقت کرنے والے مثلاً حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور مدینہ منوّرہ کے اکثر انصار، یہ سب ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اور نہ صرف ان سے خوش ہے بلکہ ان کی پیروی کرنے والوں سے بھی خوش ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی شخص سے جب ہی خوش ہوتا ہے جب اس کا انجام بخیر ہو، اگر کسی شخص کا انجام اچھا نہ ہو تو اللہ اُس سے خوش نہیں ہوتا، اس کی مثالیں سیرۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں گذر چکی ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ وغیرہ کے دورِ حکومت میں ان سے ایسا کوئی کام سرزد نہیں ہوا جو للّٰہیت پر مبنی نہ ہو ورنہ اللہ ایسے لوگوں سے خوش نہ ہوتا، جو لوگ اِن صحابہؓ کے کسی کام کو بدنیتی پر محمول کرتے ہیں وہ درحقیقت اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

① رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

"لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب کوئی جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کیا تم میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی صحابی ہے؟ وہ لوگ کہیں گے ہاں ہے، پھر (اس صحابی کی برکت سے) ان کو فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا، لوگ جہاد کریں گے تو کہیں گے کیا تم میں کوئی صحابی کا صحابی ہے؟ جواب ملیگا ہاں ہے، پھر انہیں فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا، لوگ جہاد کریں گے تو دریافت کریں گے کیا تم میں کوئی صحابی کے صحابی کا صحابی ہے؟ جواب ملیگا ہاں ہے، پھر اُنہیں فتح دی جائے گی"[1]

بھلا جن لوگوں کی یہ شان ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے فتح عنایت کرے وہ کبھی بددیانتی کر سکتے ہیں، کیا ایسے لوگوں کے متعلق بدگمانی کی جا سکتی ہے، پھر برکت بھی ایسی کہ ان کے اپنے دَور کے بعد بھی باقی رہے، اُن کے صحابی

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب و صحیح مسلم باب فضل الصحابۃ عن ابی سعیدؓ۔

بلکہ صحابی کے صحابی بھی بابرکت ہوں۔

غور کیجئے یہ جہاد کس زمانہ میں ہوئے۔ یہ اُسی زمانہ میں ہوئے جس زمانہ کو بدنام کیا گیا ہے۔ یہ بنو اُمیہ اور بنو عباس کا دورِ خلافت ہے۔ پھر یہ بھی غور کیجئے کہ یہ جہاد کرنے والے کون تھے، کیا کوئی مخصوص طبقہ تھا؟ نہیں بلکہ یہ عامۃ المسلمین تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو اس زرّین دَور کی تعریف کریں اور لوگ اسے تاریک ترین دَور قرار دیں۔ کیا یہ ایمان کی علامت ہے؟

② رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

"سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر جو اِن کے بعد ہیں، پھر جو اُن کے بعد ہیں"۔ [1]

اس حدیث سے صحابۂ کرامؓ اور تابعینِ عظّامؒ کی فضیلت آشکارا ہے۔ اگر یہ لوگ مکّار اور دُنیادار ہوتے تو اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم اس قسم کی فضیلت نہ بیان فرماتے۔ یہ فضیلت بھی کسی خاص طبقہ اور خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس میں عام صحابہؓ اور تابعینؒ شامل ہیں۔

③ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

"میرے صحابہؓ میری اُمّت کیلئے امان ہیں، جب میرے صحابہؓ ختم ہو جائیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آجائیگی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے"۔ [2]

خلاصہ غرض یہ کہ صحابۂ کرامؓ بڑے بابرکت لوگ تھے۔ ان کا زمانہ جو تقریباً ۱۱۰ھ تک باقی رہا خیر و برکت کا زمانہ تھا صحابۂ کرامؓ ایمان، خلوص اور للّٰہیّت سے سرشار تھے، تقویٰ شعار تھے۔ لہٰذا ایسی جماعت کے متعلّق کسی قسم کی بدگمانی کرنا شانِ ایمان نہیں، وہ کوئی فعل ایسا نہیں کرتے تھے جس میں رضائے الٰہی کیلئے جستجو نہ ہو، اُنکے تمام افعال نیک نیتی پر مبنی تھے۔ اُن سے کسی غلطی کا ہو جانا تو ممکن ہے لیکن یہ قطعاً ناممکن ہے کہ وہ اس غلطی میں نیک نیت نہ ہوں اور اللہ کی رضا پر دُنیوی مفاد کو ترجیح دیں۔ اگر تلاش سے کوئی غلطی ہمیں اُن کی مل بھی جائے تو ہم قطعی طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ جس غلطی کو ہم غلطی سمجھ رہے ہیں وہ اُن کے فہم میں بھی غلطی تھی یا نہیں۔

آدابِ خلافت

① رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی، اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی"۔ [3]

② رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "امارت طلب نہ کرو" [4]

③ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اُس شخص کو والی نہیں بناتا جو اس کی طلب کرے اور نہ اُس کو والی بناتا ہوں جو اس کا حریص ہو"۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب عن عبداللہ بن مسعودؓ و عمران بن حصینؓ و صحیح مسلم باب فضل الصحابہؓ عن عبداللہ بن مسعودؓ و عمران بن حصینؓ و عائشہ صدیقہؓ و ابی ہریرہؓ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم امان لاصحابہ عن ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن عبدالرحمٰن بن سمرہؓ و صحیح بخاری کتاب الاحکام نحوہٗ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ عن عبدالرحمٰن بن سمرہؓ و صحیح بخاری کتاب الاحکام۔ [5] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ عن ابی موسیٰ رضؓ۔

④ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (حکومت دنیا کی زندگی میں تو) ایک امانت ہے اور قیامت کے دن رُسوائی اور ندامت کا باعث ہے مگر ہاں جس نے اس کو حق کے ساتھ قبول کیا اور جو فرائض اس پر عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کیا (تو اُس کے لئے رُسوائی اور ندامت کا باعث نہ ہوگی)"[1]

⑤ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص حکمراں ہو اور پھر وہ اس حالت میں مرے کہ اُس نے اپنی رعیت کے ساتھ دھوکے بازی سے کام لیا ہو، نہ اُن کے (آرام و آسائش کے) لئے جدوجہد کی ہو، نہ ان کی خیر خواہی کی ہو تو وہ ان کے ساتھ جنّت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اُس پر اللہ جنّت کو حرام کر دے گا"۔[2]

⑥ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "امیر، لوگوں پر حکمراں ہوتا ہے، اس سے اسکی رعیت کے متعلق باز پُرس ہوگی"۔[3]

⑦ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تنگی اور فراخی کی حالت میں، خوشی اور ناخوشی کی حالت میں، اِس حالت میں کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے، غرض یہ کہ ہر حالت میں تم پر (امیر کا حکم) سُننا اور (اُس کی) اطاعت کرنا لازم ہے"۔[4]

⑧ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم پر کوئی غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو کتابُ اللہ کے مُطابق تمہیں چلائے تو اُس کی بات سُنو اور اطاعت کرو"۔[5]

⑨ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ اطاعت تو صِرف معروف کاموں میں ہے"۔[6]

⑩ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے مندرجہ ذیل باتوں پر بیعت لی:۔

۱۔۔۔ (امیر کا حکم) سُننا اور (اُس کی) اطاعت کرنا، خواہ تنگی ہو یا خوش حالی، خوشی ہو یا ناخوشی (یہی نہیں بلکہ) ترجیح کی صورت میں بھی (سُننا اور اطاعت کرنا)

۲۔۔۔ امیر سے نہ جھگڑنا سوائے اس صورت کے کہ تم اُسے علی الاعلان صریح کفر کرتے دیکھو جس کے لئے تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے پاس کوئی دلیل موجود ہو۔

۳۔۔۔ حق بات کہو، جہاں کہیں بھی ہو، اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔[7]

⑪ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سُنو اور اطاعت کرو، ان کے فرائض ان کے ذمّہ ہیں اور تمہارے فرائض تمہارے ذِمّہ ہیں" (یعنی تم اپنے فرض کو پُورا کرتے رہو)[8]

⑫ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "امیر کی سُنو اور اطاعت کرو، اگر وہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تمہارا مال چھین لے پھر بھی سُنو اور اطاعت کرو"۔[9]

⑬ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اطاعت نہ کرے اور جماعت چھوڑ دے تو وہ جاہلیت کی موت

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب کراہۃ الامارۃ عن ابی ذرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل عن مَعقِلؓ و صحیح بخاری کتابُ الاحکام نحوہٗ
[3] صحیح بخاری کتابُ الاحکام و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن ابی ہریرۃؓ۔
[5] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن اُمّ الحصینؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن علیؓ [7] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن عبادۃؓ بن صامت و صحیح بخاری کتابُ الاحکام۔ [8] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق عن وائلؓ۔ [9] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء عن حذیفۃؓ۔

مَرے گا۔" [1]

(۱۴) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جو اُسے ناپسند ہو تو اُسے چاہئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیٰحدہ ہوا وہ جاہلیّت کی مَوت مَرے گا۔" [2]

(۱۵) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص نے (امیر کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اس کے پاس کوئی حُجّت نہیں ہوگی (یعنی وہ اس کیلئے کوئی وجہ جواز نہ پیش کرسکیگا) اور جو شخص (اس حالت میں) مَرجائے کہ اُس نے (امیر کی) بیعت نہ کی ہو تو اُس کی موت جاہلیّت کی موت ہوگی۔" [3]

(۱۶) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب (بہت سے) فتنے ہونگے (ان سے ہوشیار رہنا) اگر کوئی شخص اس اُمّت کے امرِ خلافت میں تفریق پیدا کرنے کا ارادہ کرے حالانکہ وہ سب ایک امیر پر مجتمع ہوں تو اُس کو تلوار سے مار ڈالنا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔" [4]

(۱۷) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب دو خلیفوں کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو اُن میں سے بعد والے کو قتل کردو۔" [5]

(۱۸) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر اُمراء ہوں گے، تم اُن کی بعض باتوں کو اچھّا سمجھو گے اور بعض کو بُرا، جو شخص ان بُری باتوں کو پہچان لیگا وہ بچ جائے گا اور جو بُری باتوں کا انکار کریگا وہ سلامت رہے گا لیکن جو بُری باتوں سے راضی ہوگیا اور اُس امیر کی پیروی کی (تو وہ برباد ہوجائے گا) صحابہؓ نے پوچھا "کیا ہم انہیں قتل نہ کردیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں اُنہیں قتل نہ کرنا۔" [6]

(۱۹) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے بہترین اُمراء وہ ہیں جن سے تم محبّت کرو اور جو تم سے محبّت کریں، وہ تمہارے لئے دُعائے رحمت کریں اور تم ان کیلئے دُعائے رحمت کرو، اور تمہارے بدترین اُمراء وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔" صحابۂ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا ہم تلوار سے ان کا مقابلہ نہ کریں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، جب تک وہ تم لوگوں میں نماز قائم رکھیں، اگر تم اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو تو اُس کے عمل کو تو ناپسند کرو لیکن اُس کی اطاعت سے اپنے ہاتھ کو نہ کھینچو۔" [7]

(۲۰) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر مسلم شخص پر خوشی اور ناخوشی، ہر حالت میں (امیر کی بات) سُننا اور (اُس کی) اطاعت کرنا لازم ہے، جب تک گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ جب گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سُنے، نہ اطاعت کرے۔" [8]

(۲۱) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(اے میری اُمّت کے لوگو) بے شک تم امارت کی حرص کروگے حالانکہ وہ قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی" [9] (یعنی اُس دن آدمی پچھتائے گا کہ کیوں اُس نے حکومت کی

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء عن ابی ہُریرۃؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامر عن ابنِ عباسؓ و صحیح بخاری کتابُ الاحکام۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق امر المسلمین عن عرفجہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب اذا بویع لخلیفتین عن ابی سعیدؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب وجوب الانکار عن اُمّ سلمہؓ۔ [7] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب خیار الائمۃ عن عوف بن مالکؓ۔ [8] صحیح بخاری کتابُ الاحکام عن ابن عمرؓ۔ [9] صحیح بخاری کتابُ الاحکام باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ عن ابی ہریرۃؓ۔

ذمّہ داری سنبھالی تھی)

صحابۂ کرامؓ نے ان تمام آدابِ خلافت کی کما حقہٗ پیروی کی۔ وہ نہ تو کبھی امیر سے جھگڑے اور نہ نافرمانی کی بلکہ اطاعت کرتے رہے۔ امیروں سے حق بات کہتے رہے اور کسی ملامت کی پرواہ نہ کی۔ اس قسم کے کئی واقعات صحیحین میں ملتے ہیں۔ بغرض اختصار ہم صرف ایک جامع روایت اپنے ثبوت میں نقل کرتے ہیں۔

کچھ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا "ہم لوگ اپنے امراء کے پاس جاتے ہیں تو اُن کے سامنے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو اُن کے پاس سے چلے آنے کے بعد نہیں کہتے۔" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "ہم (یعنی صحابۂ کرامؓ) تو اس کو نفاق شمار کرتے تھے۔"[1]

یہ ہے صحابہؓ کی شان! بھلا جو لوگ خوشامدانہ باتوں کو نفاق سمجھتے ہوں اُن سے کیسے توقّع کی جا سکتی ہے کہ وہ خلفاء کی خلافِ شرع باتوں پر اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوں گے تاریخ میں جو حکایتیں بیان کی گئی ہیں وہ قطعاً صحابہؓ کے شایانِ شان نہیں، وہ دشمنانِ اسلام کے شاخسانے ہیں۔

اسلام کے مندرجہ بالا سیاسی آداب پڑھنے کے بعد اُن فتنوں کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی جو دَورِ خلافت میں اُٹھتے رہے۔

خلافتِ راشدہ کے متعلّق اللہ تعالیٰ کے وعدے

① اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے مؤمنو!)

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ {فتح ۲۰ و ۲۱}

اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تم بہت سی غنیمتیں حاصل کرو گے تو اس نے یہ غنیمت (یعنی غنیمتِ خیبر) تو جلدی ہی تمہیں عطاء کر دی۔ اور (صلحِ حُدیبیہ کی وجہ سے یا میدانِ جنگ میں) لوگوں کے دستِ (تعدّی) کو تم سے روک دیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ (واقعات تمام) مؤمنین کیلئے (صداقتِ رسولؐ کی ایک) نشانی ہوں اور اللہ تم کو صراطِ مستقیم پر چلاتا رہے اور (اے مؤمنو!) اس غنیمت کے علاوہ ابھی اور بہت سی غنیمتیں تمہیں ملنے والی ہیں جن پر فی الحال تم قدرت نہیں رکھتے لیکن یقیناً اللہ نے ان غنیمتوں کو تمہارے لئے احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ یقیناً وہی غنیمتیں ہیں جو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ کے دَورِ خلافت میں حاصل ہوئیں۔ لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان لوگوں کی خلافت و حکومت اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دورِ حکومت میں مالِ غنیمت کے حصول کے وعدے کو پورا کیا۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ تمام جنگیں جو اِن خلفاء کے زمانہ میں لڑی گئیں اللہ کے نزدیک پسندیدہ تھیں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب مایکرہ من ثناء السلطان۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان جنگوں میں حاصل شدہ اموال کو مالِ غنیمت میں شمار نہ کرتا اور نہ ان کی خوشخبری دیتا۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ خلفاء جن کی خلافت کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرما کر ان کی خلافت کو اپنے وفائے عہد کے لئے منتخب فرمایا۔

② اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط {نساء ۹۴} اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔

یہ وعدۂ الٰہی کب پورا ہوا؟ کس کے عہدِ مبارک میں پورا ہوا؟ کس کے عہد میں غنیمتوں کے انبار لگے؟ جن خلافتوں کے دور میں یہ وعدہ پورا ہوا کیا وہ خلافتیں اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھیں؟ کیا جن جنگوں کے نتیجہ میں یہ غنیمتیں حاصل ہوئیں وہ جنگیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں محمود و پسندیدہ نہیں تھیں؟ ضرور تھیں، وہ خلافتیں بھی برحق اور وہ جنگیں بھی برحق۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

③ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ {نور ۵۶}

اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وعدہ کر لیا ہے کہ اُنہیں زمین میں خلافت عطاء فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے کے لوگوں کو خلافت عطاء کی تھی اور (اللہ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ) ان کے اس دین کو جس کو اللہ نے ان کیلئے پسند کر لیا ہے مستحکم و پائدار کر دے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن نصیب فرمائے گا۔ یہ لوگ صرف میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (یعنی صرف میرے قوانین کو نافذ کریں گے، انسانوں کے خود ساختہ قوانین کو اس میں شامل نہیں کریں گے) اور جو شخص اس (خوشخبری) کے بعد بھی کفر کرے تو بس ایسے ہی لوگ تو فاسق ہوتے ہیں۔

یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوا اور ضرور پورا ہوا، اور یقیناً وہ لوگ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے جن کے حق میں یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوا۔ یقیناً وہ لوگ جن کو خلافت ملی مؤمن تھے، صالح تھے، ورنہ وعدہ پورا نہ ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کا جو سلسلہ چلتا ہے وہ اسی وعدۂ الٰہی کا تابناک سلسلہ ہے۔ ان خلفاء کے ذریعہ سے ایک مستحکم حکومت قائم ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا قانون صدیوں تک نافذ رہا۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ تمام خلفاء دیندار تھے اور دین کے سچے خادم تھے ان کے زمانہ میں دین مستحکم تھا، پامال نہیں ہوا تھا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

④ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدیؓ سے فرمایا "عنقریب قافلے مکہ سے مدینہ تک بغیر کسی محافظ کے جائیں گے اور حیرہ مقام سے ایک عورت روانہ ہوگی وہ (مکہ پہنچکر) کعبہ کا طواف کرے گی (راستہ میں) اُس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا"۔ حضرت عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ میں نے عورت کو دیکھا ہے کہ وہ حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اُسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوتا۔[1]

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں مکمل امن و امان کی خبر دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل امن و امان

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ و کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔

کی پیشین گوئی فرما کر اس کا انتہائی تابناک واقعہ بیان کر دیا تھا۔ یہ امن و امان قائم ہوا اور اس دور میں قائم ہوا جس دور میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ خلیفہ تھے۔ حضرت عدیؓ نے اس زمانہ کو پایا اور امن و امان کی اس پیشین گوئی کی صداقت کو بچشم خود ملاحظہ فرمایا۔ کیا اب بھی ان خلفائے کرام کی خلافت کو برحق تسلیم کرنے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔ حق و صداقت کی اتنی بڑی دلیل کے باوجود جو لوگ کفر پر اڑے رہیں گے تو آیتِ بالا کے بمصداق ایسے لوگ فاسق ہی ہوں گے۔

⑤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کسریٰ فنا ہو جائے گا تو پھر اُس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا، اور جب قیصر فنا ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی، تاریخ شاہد ہے کہ کسریٰ اور قیصر کی حکومت ختم ہو جانے اور ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ ان کی حکومت قائم نہیں ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں جہاد ہوا اور ان دونوں حکومتوں کے تختے اُلٹ دئے گئے۔ ان کے خزانے دارالخلافہ میں لائے گئے۔ مبارک ہیں وہ خلافتیں جن کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خلافتوں کی تعریف فرمائی لہٰذا وہ تعریف ہی کی مستحق ہیں، ان کی بُرائی کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خزانوں کے استعمال کی بھی پیشین گوئی فرمائی۔ پہلے آپؐ نے قسم کھائی پھر "لَ" اور مشدّد "ن" استعمال کر کے تگنی تاکید و قوت کے ساتھ فرمایا کہ "تم ان خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے"۔ بھلا جس بات پر قسم کھائی جائے اور پھر تاکید بالائے تاکید، یعنی تین تاکیدوں کے ساتھ خبر دی جائے اور یہ خبر اصح الاسانید کے ساتھ صحیح بخاری میں پائی جائے تو پھر ہم کیسے شبہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ان خزانوں کے استعمال میں بددیانتی سے کام لیا ہوگا۔ اس حدیث کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے کہ یقیناً حضرت عمرؓ نے ان خزانوں کو اللہ کے راستہ میں خرچ کیا۔ ہم ایسے لوگوں کے متعلق کبھی بھی بدگمانی نہیں کر سکتے کہ اُنہوں نے کبھی غصب یا بددیانتی سے کام لیا ہوگا۔ اگر ہم ایسا کریں تو تکذیبِ رسالت لازم آئے گی۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ خلافتیں اللہ تعالیٰ کی محبوب خلافتیں تھیں اور ان ہی خلافتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایفائے عہد کیلئے منتخب کیا تھا۔

⑥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بنی اسرائیل میں سیاست کے فرائض انبیاء انجام دیا کرتے تھے (یعنی وہ نبی بھی ہوتے تھے اور حکمراں بھی) جب کبھی کسی نبی کا انتقال ہو جاتا تو اُس کی جگہ دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا لیکن میرے بعد یقیناً کوئی نبی نہیں بنے گا البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے"۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا "آپؐ ہمیں (اس سلسلہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پہلے (خلیفہ) کی بیعت کو پورا کرو، پھر یکے بعد دیگرے اُن کی بیعت پوری کرتے رہو، اُن کا حق اُن کو ادا کرتے رہو (یعنی تم پر اُن کی اطاعت فرض ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احلت لی الغنائم عن ابی ہریرۃؓ وجابر بن سمرۃؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ فی الاسلام وصحیح مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل ..... الخ

لہٰذا ان کی اطاعت کرتے رہو) اُن کا جو فریضہ ہے اللہ ان سے اس کی بابت باز پُرس کرے گا۔" [1] (یعنی تمہیں انکی کسی کوتاہی کو بہانہ بنا کر اطاعت سے رُوگردانی نہ کرنی چاہیئے)

اس حدیث میں دو باتوں کی خبر دی گئی ہے :-

۱۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد خلفاءِ اسلام، حکمرانی کے فرائض اُسی طرح انجام دیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاءؑ دیا کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السّلام کے ذکر اور اُن کی مماثلت سے ان خلفاء کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اگر یہ خلفاء صالحین میں سے نہ ہوتے اور خلافت علےٰ منہاج النّبوّۃ قائم نہ کرتے تو اللہ کے رسُولؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم انبیاء علیہم السّلام کی مقدّس جماعت کے ساتھ ان کا ذکر نہ کرتے بلکہ ان کو قیصر و کسریٰ یا بخت نصر وغیرہ بادشاہوں کے مثل قرار دیتے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہمارے خلفاء اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے منظورِ نظر تھے۔

۲۔ دوسری بات جس کی خبر اس حدیث میں دی گئی ہے یہ ہے کہ یہ خلفاء دو چار نہیں ہوں گے بلکہ کثرت سے ہوں گے۔ ان خلفاء کا سلسلۂ دراز ایک عرصہ تک جاری رہا اور اقصائے عالم کو اسلام کے زرّیں اصول اور تابناک قوانین سے منوّر کرتا رہا، اس سلسلۂ زرّین کی درازی خلفاء بنو اُمیّہ سے بھی بہت آگے تک چلی گئی ہے۔

کاش مسلمین دیکھتے کہ اس سلسلۂ عالیہ کی کتنی تعریفیں قرآن و حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ تاریخ کے ساتھ ساتھ اگر مسلمین قرآن و حدیث کا بھی مطالعہ کریں تو اُنہیں یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ اس سلسلۂ مبارکہ کو بدنام کرنے کیلئے ہماری تاریخ میں کیسے کیسے خود ساختہ افسانے شامل کر دئے گئے ہیں اور ہمارے سلفِ صالحین سے کس طرح ہم کو بدظن کیا گیا ہے۔

کیا اس حدیث کی موجودگی میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ خلفاء، خلفاء نہیں تھے بلکہ جابر و غاصب بادشاہ تھے جو دُنیا لُوٹنے میں لگے ہوئے تھے۔

⑦ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ امرِ خلافت قریش میں رہے گا، جو شخص ان کی مخالفت کریگا اللہ اُسے اَوندھا کر دے گا (اور یہ بات اُس وقت تک باقی رہے گی) جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔" [2]

یہ حدیث اس بات کا کتنا کھُلا ثبوت ہے کہ خلفاءِ اربعہ، خلفاءِ بنو اُمیّہ وغیرہ سب حق پر تھے اور اس پیشین گوئی کا مصداق تھے۔ انہوں نے دین کو قائم رکھا۔ احکامِ الٰہی کے مُطابق حکومت کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مخالفین انکا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور جب وہ دین کو پُوری طرح قائم نہ رکھ سکے تو حکومت کی اصلی باگ ڈور قریش سے نکل کر دوسرے خاندان میں چلی گئی اور وہ لوگ صرف نام کے خلیفہ رہ گئے۔

کیا اس حدیث کی موجودگی میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ بنو اُمیّہ کا دَورِ حکومت ظلم و استبداد کا دور تھا۔ اسلامی شریعت کی خلاف ورزی کا دَور تھا۔ ہرگز نہیں۔ تاریخی خرافات کا صحیح بخاری کے ان حقائق سے کیا مقابلہ! چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ ان حقائق کی موجودگی میں تاریخی خرافات دریا بُرد کرنے کے قابل ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ ..... الخ

[2] صحیح بخاری کتاب الاحکام عن معاویۃ رضؓ

⑧ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(عنقریب) بارہ امیر ہوں گے۔ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے"۔[1]
یہ حدیث بھی بارہ خلفاء کی تعریف ظاہر کرتی ہے۔ تعریف کی وضاحت اگلی حدیث میں ہے۔

⑨ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دین اسلام بارہ خلفاء تک غالب اور مضبوط رہے گا اور یہ سب قریش میں سے ہوں گے"۔[2]

ان بارہ خلفاء کے نام یہ ہیں:-

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ۲۔ حضرت عمر فاروق رضؓ ۳۔ حضرت عثمان رضؓ ۴۔ حضرت علی رضؓ
۵۔ حضرت حسن رضؓ ۶۔ حضرت معاویہ رضؓ ۷۔ حضرت یزید رحؒ ۸۔ حضرت مروان رحؒ
۹۔ حضرت عبدالملک رحؒ ۱۰۔ حضرت ولید رحؒ ۱۱۔ حضرت سلیمان رحؒ ۱۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ

افسوس ہے کہ جن خلفاءؓ کے زمانہ میں اسلام باعزّت، غالب اور مستحکم رہا ان ہی خلفاء کو آج بُرا کہا جاتا ہے۔ ان کے متعلّق یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے قوانین کو پامال کیا۔ شریعت اور حرمین کی بے حُرمتی کی اور اس کی بنیاد ان واقعات پر رکھی جاتی ہے جو سراسر کذب افتراء ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی سازش کا نتیجہ ہیں، تاریخ کے خرافات ہیں۔ بتائیے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ان ٹکسالی حدیثوں پر ہم اعتماد کریں یا تاریخ کے ان خودساختہ افسانوں پر۔ اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شہادت قبول کریں یا سبائی فتنہ پرداز یہودیوں کی شہادت قبول کریں۔ مسلمین خود ہی فیصلہ کریں کہ ان کا ایمان کیا کہتا ہے۔

⑩ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اِس اُمّت کی عافیت اس کے پہلے حصّہ میں ہے"۔[3]
اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ شروع کے تمام خلفاء راہِ راست پر تھے اور اُن کی خلافت میں عافیت تھی۔ تِلْکَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

خلفاء ثلاثہ کی فضیلت پر اجماعِ صحابہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم (صحابۂ کرامؓ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں لوگوں کی بزرگی بیان کرتے تو سب سے بہتر ابوبکرؓ کو سمجھتے، پھر عمرؓ کو، پھر عثمانؓ کو۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام عن جابر بن سمرۃ رضؓ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش عن جابر بن سمرۃ رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ ..... عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب فضل ابی بکرؓ۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبولِ اسلام | جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام کی دعوتِ عام شروع کی تو حضرت ابوبکر صدّیقؓ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق کی۔[۱]

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "میں نے تو جب سے ہوش سنبھالا یہی دیکھا کہ میرے والدین دینِ حق کے ماننے والے تھے۔"[۲]

حضرت عمّار بن یاسرؓ فرماتے ہیں "میں نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکرؓ تھے۔"[۳]

حبِّ رسُولؐ اور جرأتِ صدّیقی | مکّہ معظّمہ میں دورانِ تبلیغ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن عقبہ بن ابی مُعَیط نے بحالت نماز آپؐ کا گلا گھونٹا، حضرت ابوبکرؓ نے دیکھ لیا، فوراً آئے اور اُسکو ہٹایا، پھر فرمایا "کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے معجزے بھی لیکر آیا ہے۔"[۴]

ہجرتِ حبشہ | کافروں نے جب مؤمنین پر عرصۂ حیات تنگ کیا تو مؤمنین نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنی شروع کردی حضرت ابوبکرؓ بھی حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام برکِ غماد میں پہنچے تو انہیں ابن دغنہ ملا، ابن دغنہ قبیلۂ قارہ کا سردار تھا۔ کہنے لگا "اے ابوبکرؓ، کہاں کا ارادہ ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ سفر کرکے کہیں چلا جاؤں اور اپنے ربّ کی عبادت کروں۔" ابن دغنہ نے کہا "اے ابوبکرؓ، تم جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ تم ناداروں کیلئے کماتے ہو، صلۂ رحمی کرتے ہو، معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتے ہو، مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہو اور حق کے کاموں میں (دوسروں کی) مدد کرتے ہو، میں تم کو پناہ دیتا ہوں، واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے ربّ کی عبادت کرو۔" حضرت ابوبکرؓ واپس لوٹ آئے ابن دغنہ بھی ان کے ساتھ مکّہ معظّمہ پہنچا۔ شام کو ابنِ دغنہ اشرافِ قریش کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ ابوبکرؓ جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے، کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو ناداروں کیلئے کماتا ہے، صلۂ رحمی کرتا ہے، جو لوگ معاشرہ پر بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتا ہے، مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے، حق کے کاموں میں (دوسروں کی) مدد کرتا ہے (میں ان کو امان دیتا ہوں)۔" قریش نے ابن دغنہ کی امان کو مسترد نہیں کیا البتہ ابن دغنہ سے اتنا کہا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ "وہ اپنے ربّ کی عبادت اپنے گھر میں کریں، اُسی میں نماز پڑھیں اور جو چاہیں پڑھیں، ہمیں اپنی قرأت سے تکلیف نہ دیں (گھر میں بھی) بلند آواز سے نہ پڑھیں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور اولاد فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں۔" ابن دغنہ نے یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ سے کہدیں۔ حضرت ابوبکرؓ کچھ عرصہ تک ان شرائط پر قائم رہے، اپنے گھر میں اپنے ربّ کی عبادت

---

[۱] صحیح بخاری ابواب فضائل الصّدیقؓ عن ابی درداءؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب المساجد باب المسجد یکون فی الطریق۔ [۳] صحیح بخاری ابواب فضائل الصّدیق رضؓ۔ [۴] صحیح بخاری ابواب مناقب الصّدیق رضؓ عن عبداللہ بن عمروؓ و کتاب التفسیر سُورۃ المؤمن۔

کرتے، نماز میں بلند آواز سے قرأت نہ کرتے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ قرأت کرتے۔ ایک دن اُنہیں کیا سُوجھی کہ اپنے گھر کے باہر میدان میں اُنہوں نے ایک مسجد بنالی، اُسی میں نماز پڑھنے لگے اور (بلند آواز سے) قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ مشرکین کی عورتوں اور بچّوں کو اُن کی قرأت بہت اچھی معلوم ہوتی، حضرت ابوبکرؓ کے پاس ان کا ہجوم ہو جاتا وہ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھتے رہتے (اور اُن کی قرأت سُنتے رہتے تھے) حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے۔ جب قرآن مجید پڑھتے تو اُنہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا۔ مشرکین میں سے اشرافِ قریش (نے جب یہ بات دیکھی تو بہت) خوف زدہ ہوئے۔ انہوں نے ابنِ دغنہ کو بلوایا اور اُس سے کہا کہ ہم نے تمہاری امان پر ابوبکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے ربّ کی عبادت کریں لیکن انہوں نے اس سے تجاوز کیا اور اپنے گھر کے باہر میدان میں مسجد بنالی ہے اور (اب) علی الاعلان نماز اور قرآن پڑھتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچّے فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں لہٰذا تم انہیں (علی الاعلان نماز پڑھنے اور قرأت کرنے سے) منع کرو۔ اگر وہ اپنے گھر کے اندر رہ کر اپنے ربّ کی عبادت کر سکتے ہیں تو کریں اگر وہ نہ مانیں اور علی الاعلان ہی نماز پڑھیں اور قرأت کریں تو اُن سے کہدو کہ تمہارا ذمّہ تمہیں واپس کر دیں کیونکہ ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری امان کو ٹھکرادیں کیونکہ ہم ابوبکرؓ کے علی الاعلان نماز پڑھنے کو برقرار نہ رہنے دیں گے۔ ابنِ دغنہ یہ باتیں سُن کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ ابن دغنہ نے کہا "تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس شرط پر تم سے معاہدہ کیا تھا، اگر تم اس شرط پر قائم ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میرا ذمّہ مجھے واپس کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اہلِ عرب یہ بات سُنیں کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن میری امان کو ٹھکرا دیا گیا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ عزّ وجلّ کی امان سے راضی ہوں"۔ [1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نکاح ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ صدّیقہ مطہرہؓ کو دو مرتبہ خواب میں دیکھا، آپؐ نے دیکھا کہ ایک لڑکی ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہے۔ ایک شخص اُس کو گود میں اُٹھا کر کہتا ہے کہ یہ آپؐ کی بیوی ہیں، آپؐ مُنہ کھول کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عائشہؓ ہیں۔ (خواب ہی میں) آپؐ فرماتے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو جائے گا۔ [2]

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ پاکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغامِ نکاح دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میں تو آپؐ کا بھائی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اللہ کے دین اور اُس کی شریعت میں میرے (دینی) بھائی ہو (حقیقی بھائی نہیں ہو لہٰذا) وہ میرے لئے حلال ہیں"۔ [3]

الغرض ماہ شوّال ۱۰ سنہ قبل ہجرت میں (حضرت ابوبکرؓ نے) حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نکاح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کر دیا [4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مہر میں پانچ سو درہم ادا کئے۔ [5]

ہجرتِ مدینہ جب کُفّارِ مکّہ کی ایذا رسانیوں میں شدّت ہوئی تو مسلمین نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت شروع کی، حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کی تیاری کی اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، تم ابھی ٹھہرو، اُمّید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میرے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ وکتاب النکاح باب نکاح الابکار۔ [3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج الصغار من الکبار۔ [4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار وصحیح مسلم کتاب النکاح (شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں کیا آپؐ کو اُمید ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت ابو بکر صدّیق رضؓ رُک گئے، پھر اُنہوں نے سفرِ ہجرت کیلئے دو اونٹنیوں کو چار مہینے تک خوب درخت سمر کے پتّے کھلا کر تیار کیا [1]

نبوّت کے تیرہ سال بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مدینہ منوّرہ ہجرت کرنے کا حکم ملا، ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت آپؐ حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر پر کپڑا لپیٹے ہوئے ایسے وقت تشریف لا رہے ہیں کہ اس سے پہلے اس وقت کبھی تشریف نہیں لائے۔ حضرت ابو بکر صدّیق رضؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، اللہ کی قسم آپؐ اِس وقت جو تشریف لا رہے ہیں تو ضرور کوئی اہم کام ہے"۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے۔ آپؐ نے اجازت طلب کی، آپؐ کو اجازت دی گئی۔ پھر آپؐ اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا "یہاں جو لوگ موجود ہیں اُنہیں باہر کر دو"۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپ پر میرا باپ قربان ہو جائے یہ تو آپؐ ہی کے گھر والے ہیں۔ یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں عائشہؓ اور اسماءؓ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم مل گیا ہے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے اِن دو اُونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی آپؐ لے لیجئے، ان دونوں کو میں نے سفر کیلئے ہی تیار کیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا، میں قیمتاً لوں گا"۔ حضرت عائشہؓ وغیرہ نے جلدی سے سفر کیلئے سامان تیار کیا، ایک چمڑے کے تھیلے میں کچھ کھانا رکھ دیا۔ حضرت اسماءؓ نے اپنے ازار بند کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اُس سے تھیلے کا مُنہ باندھ دیا۔ اُس دن سے ان کا لقب ذات النّطاقین (دو کمر بند والی) ہو گیا۔

ضروری تیّاری کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ اپنی سواریوں پر روانہ ہو گئے اور غارِ ثور میں جا کر چھپ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ اس غار میں تین رات رہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے حضرت عبد اللہؓ بھی رات غار ہی میں گذارتے تھے، وہ اس زمانہ میں ایک سمجھدار اور ذہین نوجوان تھے۔ صبح کے وقت (سے پہلے) وہ چلے جاتے اور مکّہ معظّمہ میں قریش کے ساتھ اِس طرح صبح کرتے گویا کہ اُنہوں نے رات بھی وہیں گذاری ہے۔ جو بات وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ کے خلاف وہاں سُنتے اُسے ذہن میں محفوظ کر لیتے اور اندھیرا ہو جانے کے بعد (غار میں آکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتا دیتے۔ حضرت ابو بکرؓ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ غار کے پاس بکریاں چراتے تھے۔ جب کچھ رات گذر جاتی تو وہ ان بکریوں کو غار کے پاس لے آتے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ بکریوں کا دودھ پی لیا کرتے۔ پھر صبح کو اندھیرے ہی میں حضرت عامرؓ بکریوں کو وہاں سے ہانک کر غار سے دور چلے جاتے۔ ہر رات کو وہ ایسا ہی کرتے رہے، کسی چرواہے کو اُن کی اس بات کا علم نہ ہو سکا۔

قریش نے ان لوگوں کو تلاش کرنے کیلئے آدمی مقرر کئے۔ وہ تلاش کرتے کرتے غار کے مُنہ تک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اُوپر دیکھا تو اُن کے قدم نظر آئے۔ کہنے لگے "اے اللہ کے نبیؐ، اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ لیگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابو بکرؓ خاموش رہو، ان دو آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے، ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب الھجرۃ عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

ایسے لشکروں سے مدد دی جو نظر نہ آتے تھے (الغرض) اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات کو پست کر دیا[عہ] (اور وہ دونوں بخیر و عافیت غار میں رہے)

اس سفر میں رہنمائی کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلۂ بنو دیل میں سے ایک شخص کو اُجرت پر ملازم رکھا تھا۔ یہ شخص بنو عبد بن عدی کے گھرانے کا ایک فرد تھا اور راستہ بتانے میں بڑا ماہر تھا۔ یہ شخص عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور ابھی تک کافر تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور حضرت ابوبکرؓ نے اُسے اپنا امین بنایا تھا اور (غار پہنچکر) دونوں اُونٹنیاں اُس کے حوالہ کر دی تھیں اور اس سے تین رات کے بعد بوقت صبح اُونٹنیاں لانے کا وعدہ لے لیا تھا (حسبِ وعدہ وہ اُونٹنیاں لے کر آگیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اندھیرے ہی میں غارِ ثور سے روانہ ہو گئے، حضرت عامرؓ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اُس رہبر نے انہیں ساحل کے راستہ پر لگا دیا۔ یہ لوگ (دن بھر) چلتے رہے، رات کو بھی سفر جاری رہا اور دوسرے دن بھی دوپہر تک جاگتے رہے (اور سفر جاری رکھا) چلتے چلتے راستہ میں ایک پتھر دکھائی دیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پتھر کے قریب گئے، پتھر کے دامن میں کچھ سایہ تھا، حضرت ابوبکرؓ نے پتھر کو صاف کیا اور اُس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ایک پوستین بچھا دیا جس کو وہ اپنے ساتھ لیکر چلے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اِدھر اُدھر گھومتے رہے اور یہ دیکھتے رہے کہ پکڑنے والوں میں سے تو کوئی اِس طرف نہیں آرہا۔ اِتنے میں اُنہیں ایک چرواہا نظر آیا جو کچھ بکریاں لئے ہوئے سایہ کی تلاش میں اسی پتھر کی طرف چلا آرہا تھا جس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آرام فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے پوچھا تم کس کے غلام ہو۔ اُس نے کہا میں فلاں شخص کا غلام ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "کیا تمہاری بکریوں (کے تھنوں) میں دودھ ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "کیا تم (ہمارے لئے) دودھ دوہو گے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ یہ کہکر اُس نے ایک بکری پکڑی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُس سے کہا "اس کے تھن صاف کرو"۔ (اُس نے ایسا ہی کیا) پھر اُس نے ایک ہانڈی میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے برتن میں سے اُس میں پانی ملایا یہاں تک کہ وہ دودھ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر وہ اس دودھ کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پینے کے لئے آپؐ کو پیش کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پیا۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کو دودھ پلا کر بہت خوش ہوئے۔

وہاں سے پھر یہ لوگ آگے روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ ایک ہی اُونٹنی پر سوار تھے حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابوبکرؓ بوڑھے معلوم ہوتے تھے اور لوگ اُنہیں پہچانتے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جوان معلوم ہوتے تھے اور کوئی آپؐ کو پہچانتا نہ تھا۔ مکّہ والوں نے جو آدمی آپؐ کے پکڑنے کیلئے روانہ کئے تھے وہ آپؐ تک پہنچکر حضرت ابوبکرؓ سے پوچھتے "اے ابوبکرؓ، یہ تمہارے آگے کون ہے؟" حضرت ابوبکرؓ یہ کہدیتے "یہ ایک شخص ہے جو مجھے راستہ بتاتا ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ کی مُراد راستہ سے راہِ خیر ہوتی تھی اور پوچھنے والا راہِ سفر سمجھ کر واپس ہو جاتا تھا[عہ]

سراقہ کا تعاقب اِسی اثناء میں کُفّارِ قریش کے قاصد سراقہ بن مالک بن جُعشُم کے پاس آئے اور اُنہیں خبر دی کہ کُفّارِ قریش نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لانے یا قتل کرنے کے انعام میں ہر ایک کے عوض

عہ "بڑو نہیں" سے "پست کر دیا" تک سُورۂ توبہ کی آیت ۴۰ کا ترجمہ ہے۔

[عہ] ان لوگوں کو یہ علم نہیں تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی پکڑ کر لانا ہے اور نہ انہیں یہ علم تھا کہ جن کو گرفتار کرنا ہے وہ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ سفر کر رہے ہیں۔

سَو اُونٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سراقہ اُس وقت اپنی قوم مُدلج کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آن میں سے آیا اور مجلس کے پاس آکر کھڑا ہوگیا، اُس نے کہا "اے سراقہ، بے شک میں نے ابھی چند لوگوں کو ساحل پر دیکھا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمدؐ اور آپؐ کے ساتھی ہیں۔" سراقہ سمجھ تو گئے کہ بے شک وہ وہی ہیں لیکن اُس سے کہدیا کہ وہ محمدؐ اور آپؐ کے ساتھی نہیں ہیں تم نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا، وہ ابھی ہماری آنکھوں کے سامنے سے گئے ہیں۔ یہ کہکر سراقہ کچھ دیر اور مجلس میں بیٹھے رہے، پھر وہاں سے اُٹھ کر اپنے مکان میں آئے۔ اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ گھوڑا لیکر باہر جائے اور ٹیلے کے پیچھے اُسے لیکر کھڑی ہوجائے۔ پھر سراقہ نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کی چھت پر سے باہر نکل گئے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اُسے تیزی سے دوڑاتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اُس پر سے گر پڑے۔ پھر اُٹھے، اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اور فال نکالی، فال میں وہ بات نکلی جو اُنہیں پسند نہیں تھی لیکن اُنہوں نے فال کی پرواہ نہ کی اور گھوڑے پر سوار ہوکر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف بڑھے اور آپؐ کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ ان کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرأت سُنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں دیکھا تو عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سوار ہمارے قریب آگیا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" پھر آپؐ نے مڑکر دیکھا اور دُعا کی کہ اے اللہ اسے گرادے۔ سراقہ کے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں اور پھر وہ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ میرے لئے دُعا فرمائیں (اب) میں آپؐ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی، آپؐ کی دُعا سے انہیں نجات ملی۔ اس کے بعد اُنہوں نے گھوڑے کو ڈانٹا۔ بڑی مشکل سے اُس کے پیر باہر نکلے۔ گھوڑا سیدھا کھڑا ہوا اور ہنہنانے لگا، اُس کے پیر باہر نکالنے کی وجہ سے دھوئیں کے مانند بہت سا غبار اُڑا اور آسمان کی طرف بلند ہوگیا سراقہ نے پھر تیروں سے فال نکالی اور پھر وہی چیز نکلی جو اُنہیں پسند نہیں تھی۔ پھر انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو امان کے ساتھ پکارا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھی ٹھہر گئے۔ سراقہ سوار ہوکر اُن کے پاس پہنچے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے اُن تک پہنچنے میں جو دقّت پیش آئی اُس سے میں نے سمجھ لیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کام ضرور غالب ہوجائے گا۔ پھر سراقہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ کی قوم نے آپؐ کیلئے انعام مقرر کیا ہے اور وہ آپؐ کے ساتھ ایسا ایسا کرنا چاہتے ہیں۔" پھر سراقہؓ نے آپؐ کو زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا، آپؐ نے کچھ نہیں لیا۔ سراقہؓ نے کہا "آپؐ مجھے حکم دیجئے (میں حکم کی تعمیل کروں گا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم یہیں ٹھہرو اور کسی کو ہم تک نہ آنے دو اور نہ کسی پر ہمارا حال ظاہر کرو۔" سراقہؓ نے کہا "میرے لئے ایک پروانۂ امن لکھ دیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عامرؓ کو حکم دیا کہ وہ پروانۂ امن تحریر کردیں۔ اُنہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ میں پروانۂ امن لکھ دیا۔ سراقہؓ اب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دوست بن گئے۔ انہیں جو شخص بھی راستہ میں ملتا اُس سے کہتے کہ وہ ادھر نہیں ہیں اور یہ کہہ کر اُسے واپس کردیتے۔

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ آگے روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیاس محسُوس ہوئی، اتنے میں آپؐ کا گذر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے (چرواہے سے اجازت لیکر) ایک پیالہ میں دودھ دوہا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لاکر پلایا، دودھ پلاکر حضرت ابوبکرؓ بہت محظوظ ہوئے۔

مدینہ منوّرہ میں آمد اثناءِ راہ میں حضرت زبیرؓ مع چند مسلم تاجروں کے مُلک شام سے آتے ہوئے ملے۔ حضرت

زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو پہننے کیلئے سفید کپڑے پیش کئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے وہ کپڑے پہن لئے)

مدینہ منورہ کے مسلمین نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو وہ ہر روز صبح کے وقت مقام حرّہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے آتے اور دوپہر تک انتظار کرنے کے بعد واپس ہوتے تھے۔ ایک دن جب وہ واپس ہو گئے تو مدینہ کا ایک یہودی کسی کام سے ایک ٹیلہ پر چڑھا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید لباس پہنے ہوئے مدینہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ دیکھتے ہی وہ بے ساختہ چیخا کہ اے جماعتِ عرب، وہ تمہارا مقصود آپہنچا۔ یہ آواز سنتے ہی تمام مسلمین ہتھیار لے کر اُمنڈ پڑے اور مقام حرّہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف مڑ گئے اور مدینہ کی بلندی پر بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں نزول فرمایا۔ وہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا۔

حضرت ابوبکرؓ لوگوں سے ملاقات کیلئے کھڑے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ کو اللہ کا رسول سمجھ رہے تھے اور اُنہیں سے ملاقات کر رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ پر اپنی چادر سے سایہ کر لیا۔ اُس وقت لوگوں نے سمجھا کہ اللہ کے رسولؐ یہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس محلّہ میں چودہ[14] دن قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ ہی کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اور اُس میں نماز پڑھتے رہے۔ پھر آپؐ نے انصار کو بُلوایا۔ انصار حاضرِ خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا "آپ دونوں امن کے ساتھ چلئے ہم اطاعت کریں گے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ لوگ بھی آپؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ مدینہ منورہ میں ہر طرف یہی چرچا تھا کہ اللہ کے رسولؐ آگئے اور ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کی اُونٹنی اُس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں بعد میں مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انشاء اللہ ہماری منزل یہی ہے" پھر آپؐ نے فرمایا "یہاں سب سے قریب کس کا گھر ہے؟" حضرت ابوایوب انصاریؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرے گھر کا دروازہ ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا تم جاؤ اور ہمارے لیٹنے کا انتظام کرو"۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا "آپ دونوں اللہ کی برکت کے ساتھ اُٹھئے (اور مکان میں آرام فرمائیے)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اُن کے مکان میں تشریف لے گئے۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی بیوی اُمِّ بکر حضرت ابوبکرؓ نے قبیلۂ کلب کی ایک عورت سے جس کو اُمِّ بکر کہتے تھے شادی کی تھی جب انہوں نے ہجرت کی تو اُسے طلاق دیدی۔[2]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بیماری مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بخار آنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے

---

[1] سورۂ توبہ آیت ۴۰ و صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الھجرۃ عن ابن عباسؓ و عائشہ صدیقہؓ و اسماءؓ و براءؓ و انسؓ و ابی بکر صدیقیؓ و باب علامات النبوۃ و کتاب البیوع باب اذا اشتری طعاما فوضعہ عند البائع عن عائشہ صدیقہؓ و کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم و ذریتہ عن عبداللہ بن سلامؓ و باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ و باب مناقب المھاجرین و کتاب المغازی و باب غزوۃ الرجیع عن عائشہ صدیقہؓ۔ صحیح مسلم میں بھی بعض جستہ جستہ واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ۔

پاس جاتے، اُن کے رخسار پہ پیار کرتے اور پوچھتے "اے بیٹی تم کیسی ہو؟"[1]

حضرت ابوبکرؓ کی بیماری تقریباً اسی زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کو بھی بخار آنے لگا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اُن کی مزاج پرسی کیلئے تشریف لیجاتیں اور پوچھتیں "اے ابّا جان، کیسے مزاج ہیں؟" حضرت ابوبکرؓ بخار میں یہ شعر پڑھتے :-

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ — ہر شخص اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے

وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ — اور موت اُسکی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے[2]

جنگِ بدر میں شرکت جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگِ بدر کے متعلق مشورہ کیا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدّیقؓ ہی نے جاں نثاری کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔[3]

جب اسلامی فوج میدانِ جنگ میں پہنچ گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوج کو ترتیب دیا۔ پھر آپؐ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے بڑی آہ وزاری کے ساتھ دُعا کی، حتّٰی کہ آپؐ کی چادر شانوں پر سے گر گئی۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ آئے، انہوں نے چادر کو اُٹھا کر آپؐ کے شانوں پر ڈالدیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پکڑ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، بس کافی ہے، آپؐ بہت منّت والحاح سے دُعا کر چکے۔ بے شک جو وعدہ اللہ نے آپؐ سے کیا ہے وہ اُسے پُورا کرے گا"۔[4]

مسلمین اور کافروں میں جنگ ہوئی۔ مسلمین فتح یاب ہوئے، ستّر کافر مارے گئے اور ستّر گرفتار ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان قیدیوں کے متعلق مشورہ لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "یہ ہمارے عزیز ہیں، کچھ مال لیکر انہیں چھوڑ دیجئے اور اس مال سے کُفّار سے مقابلہ کرنے کی تیّاری کیجئے"۔ حضرت عمرؓ نے یہ مشورہ دیا کہ سب کو قتل کر دیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند آئی، آپؐ نے کافروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ رائے پسند نہ آئی کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ کُفّار کی طاقت ٹوٹ جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس پر خفگی کا اظہار کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اس خفگی کا علم ہونے کے بعد بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے خفگی کے ساتھ ہی معافی کا بھی اعلان فرما دیا۔[5]

حضرت ابوبکرؓ کی امامت ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہیں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ اِتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ مؤذّن نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہوں"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کہا "ہاں، میں پڑھا دوں گا"۔ (الغرض اقامت کہی گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے نماز شروع کی) اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے، لوگوں نے (حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کرنے کے لئے) ہاتھ پہ ہاتھ مارا لیکن حضرت ابوبکرؓ متوجّہ نہیں ہوئے کیونکہ وہ نماز میں کسی طرف متوجّہ نہیں ہوتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ ہاتھ مارے تو حضرت ابوبکرؓ متوجّہ ہوئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے ہیں (حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے فرمایا "اپنی جگہ پر رہو"۔ حکم کی تعمیل میں وہ کچھ دیر ٹھہرے، پھر دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور (اس بات پر) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا (اور انہیں اس قابل سمجھا کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب فی درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم والقمیص فی الحرب وکتاب التفسیر سورۃ القمر وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکۃ عن عمرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] سورۃ التوبۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملائکۃ فی غزوۃ بدر عن عمرؓ۔

موجودگی میں نماز پڑھائیں) پھر حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے اور صف میں آکر شامل ہو گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ سلام کے بعد آپؐ نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ اپنی جگہ پر رہو تو کس چیز نے تمہیں اس بات سے روکا۔" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "ابوقحافہؓ کے بیٹے کی یہ شان نہیں کہ اللہ کے رسُول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے" (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس عُذر کو قبول فرمایا اور کچھ نہ کہا) پھر آپؐ نے لوگوں سے پوچھا "تم نے ہاتھ پر ہاتھ کیوں مارے تھے، جب تم میں سے کوئی ایسی بات دیکھے تو سُبحان اللہ کہے، البتّہ عورتیں ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔" [1]

وفد بنو تمیم کی آمد | ایک دن بنو تمیم کا ایک وفد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر قَعقاع بن مَعبَدؓ کو امیر بنا دیجئے، حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر اَقرَعؓ بن حابِس کو امیر بنا دیا جائے (تو زیادہ مناسب ہے،) حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم نے میری مخالفت میں یہ مشورہ دیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں، میری قطعًا یہ نیّت نہیں تھی"۔ دونوں بحث کرنے لگے اور آوازیں کچھ بلند ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو! اللہ اور رسُولؐ سے آگے نہ بڑھو"۔ یعنی بغیر مشورہ طلب کئے مشورہ نہ دیا کرو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو، نبیؐ کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو"۔ [2]

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں تلخ کلامی | ایک دن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا، حضرت ابوبکرؓ نے جلدی میں اُنہیں بُرا بھلا کہدیا۔ اس کے بعد نادم ہوئے اور (معافی مانگنے کی غرض سے) حضرت عمرؓ کے گھر پہنچے اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے معافی مانگی لیکن حضرت عمرؓ نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دیکھا تو (لوگوں سے) فرمایا "تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آرہے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے خدمتِ اقدس میں پہنچکر سلام کیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، اللہ تمہیں معاف فرمائے، اللہ تمہیں معاف فرمائے"۔ تھوڑی دیر میں حضرت عمرؓ بھی نادم ہوئے اور (معافی مانگنے کیلئے) حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے، وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ وہاں سے سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نے حضرت عمرؓ کو دیکھا تو آپؐ) کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ کیفیت دیکھکر ڈر گئے اور اپنے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم، میری ہی زیادتی تھی۔ اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم میری ہی زیادتی تھی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا، تم لوگوں نے جُھٹلایا اور صرف ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی، انہوں نے اپنی جان اور مال سے میری مدد کی تو کیا تم میری خاطر بھی میرے دوست کو نہ چھوڑو گے؟ کیا میری خاطر بھی تم میرے دوست کو نہ چھوڑو گے"۔ اس واقعہ کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو نہیں ستایا۔ [3]

حضرت ابوبکرؓ اور فکرِ آخرت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اپنا کپڑا تکبّر سے گھسیٹتا ہوا چلیگا اللہ قیامت کے دن اُس کی طرف نظر تک نہ کریگا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میرے کپڑے کا ایک دامن

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاوّل۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الحجرات عن عبداللہ بن زبیرؓ۔
[3] صحیح بخاری باب فضائل الصدیق عن ابی الدرداءؓ۔

لٹک جاتا ہے اگرچہ میں کوشش کرتا رہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یقیناً تم تکبّر سے ایسا نہیں کرتے۔"[1] (یعنی تمہاری نیت لٹکانے کی نہیں ہوتی لہٰذا اس کا لٹک جانا تکبّر میں شمار نہیں ہوگا)

جنگِ اُحد میں شرکت | حضرت ابوبکرؓ جنگِ اُحد میں شریک تھے۔ جنگ کے بعد جب کُفّار کا تعاقب کیا گیا تو تعاقب کرنے والوں میں بھی وہ شامل تھے۔ ان تعاقب کرنے والوں کے متعلّق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ {آل عمران ۱۷۲}

جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور رسُولؐ کی آواز پر لبّیک کہا (اور کُفّار کا تعاقب کیا) اُن میں سے نیکی کرنے والوں اور ڈرنے والوں کیلئے اجرِ عظیم ہے۔[2]

حضرت عائشہ صدّیقہ طاہرہ مطہّرہؓ پر تہمت | جنگِ مُرَیسیع سے لَوٹتے وقت منافقین نے حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ایک مہینہ کے بعد جب اس تہمت کا علم ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لے کر اپنے والدین کے ہاں آگئیں۔ یہاں آکر اُنہوں نے اپنی والدہ محترمہ حضرت اُمِّ رومانؓ سے اس خبر کی تصدیق کی اور اس کے بعد رونا شروع کر دیا۔ دو رات اور ایک دن مسلسل روتی رہیں۔ نہ آنسو تھمتا تھا نہ نیند آتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت اُمِّ رومان نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس بیٹھے بیٹھے صبح کر دی۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس رونے سے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا جگر پھٹ جائے گا۔ اسی اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "اے عائشہؓ تمہارے متعلّق مجھے یہ خبر ملی ہے، اگر تم بَری ہو تو اللہ ضرور تمہاری بریّت نازل فرمائے گا اور اگر تم سے گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کرو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب اپنی بات ختم کی تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "آپ میری طرف سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں کیا جواب دوں" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اپنی والدہ سے کہا "آپ میری طرف سے جواب دیجئے۔" اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ایک مختصر تقریر کی اور "فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ" کہہ کر لیٹ گئیں۔ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے اُٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بَری کر دیا۔[3]

حضرت ابوبکرؓ نے یہ پُورا زمانہ جو ایک مہینہ سے تجاوز کر گیا تھا بڑے صبر و تحمّل سے گُذارا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کو بَری کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ اب وہ حضرت مِسطحؓ کو جو تہمت لگانے والوں میں شامل تھے کچھ نہ دیں گے۔ اس قسم کے مُطابق اُنہوں نے حضرت مِسطحؓ کی امداد بند کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ {نور ۲۲}

اہلِ فضل اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں، محتاجوں اور ہجرت کرنیوالوں کو کچھ نہ دیں گے، اُن کو چاہیئے کہ معاف کر دیں (اے مؤمنو!) کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیتِ بالا کے نازل ہوتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم مجھے اپنی بخشش بہت پسند ہے، اللہ کی قسم

---

[1] صحیح بخاری باب فضائل الصدّیقؓ عن ابن عمرؓ [2] صحیح مسلم باب من فضائل طلحہؓ و زبیرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک کتاب التفسیر کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب التوبۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ہیں یہ نفقہ بند نہیں کروں گا"۔ غرض یہ کہ اُنہوں نے حضرت مِسطح رضؓ کا وظیفہ پھر جاری کر دیا۔[1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے کو مغفرتِ الٰہی کا اہل ثابت کر دیا اور مغفرت کی جو شرط تھی اُسے پُورا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت اور مغفرت پر یہ ایک کھُلی دلیل ہے۔

تعبیرِ خواب کا ایک واقعہ | ایک دن ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک چھتری ہے۔ اس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے لوگ اُسے اُٹھا رہے ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک رسّی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔ آپؐ اُس رسّی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ آپؐ کے بعد ایک اور شخص نے اُس کو پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص نے اُس کو پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا۔ پھر ایک اور شخص نے اُس کو پکڑا، پہلے وہ رسّی ٹوٹ گئی اور پھر جُڑ گئی اور وہ بھی اُس رسّی کے ذریعہ اوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس خواب کی تعبیر بیان کروں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھّا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "وہ چھتری اسلام ہے اور اُس میں سے گھی اور شہد جو ٹپک رہا ہے وہ قرآن اور اُس کی حلاوت ہے، اسکے اُٹھانے والے قرآن کے حاصِل کرنے والے ہیں، کم یا زیادہ۔ اور وہ رسّی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمایا ہے۔ اُسی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ آپؐ کو اُوپر چڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے گا۔ آپؐ کے بعد ایک اور شخص اُس کو پکڑ کر اوپر چڑھ جائے گا، پھر ایک اور شخص اُوپر چڑھ جائے گا، پھر ایک اور شخص اُس کو پکڑ کر اُوپر چڑھیگا تو وہ رسّی ٹوٹ جائے گی"۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، بتائیے میں نے ٹھیک تعبیر دی ہے یا غلط؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ ٹھیک کچھ غلط"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کو اللہ کی قسم جو کچھ میں نے غلط کہا ہے وہ بتا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم نہ دو"۔[2]

جنگِ فزارہ | تقریباً اسی زمانہ میں بمقام فزارہ سے جنگ ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقابلہ کیلئے اسلامی فوج روانہ کی اور اس فوج پر حضرت ابوبکرؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ جب اسلامی فوج قبیلۂ فزارہ کے چشمہ کے قریب پہنچی تو حضرت ابوبکرؓ نے فوج کو اُترنے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل میں تمام فوج اُتر گئی، پھر حضرت ابوبکرؓ نے ہر طرف سے حملہ کا حکم دیا۔ اسلامی لشکر نے حملہ کیا اور (بڑی آسانی سے) مسلمین چشمہ پر پہنچ گئے۔ کچھ کافروں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے بڑی ہوشیاری سے دشمن کی عورتوں اور بچّوں کو گھیر کر گرفتار کر لیا اور ان سب کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سلمہؓ کو انعام میں ایک لونڈی دی۔[3]

حضرت ابوبکرؓ کے فاقہ کا ایک واقعہ | ایک دن کا ذکر ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر سے نکلے، راستہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اِس وقت نکلنے کا کیا سبب ہے؟" حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا "بھوک کی وجہ سے ہم گھر سے نکلے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے نکلنے کا بھی یہی سبب ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک و کتابُ التفسیر و کتابُ الشہادات۔ [2] صحیح بخاری کتاب تعبیر الرؤیا عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتابُ الرؤیا عن ابن عباسؓ و ابی ھُریرۃؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب التنفیل عن سلمۃ بن اکوعؓ رضؓ۔

دونوں کے ہمراہ ایک انصاری کے ہاں تشریف لے گئے، اُنہوں نے گوشت اور کھجوروں سے آپؐ کی اور ان دونوں کی تواضع کی۔[1]

صلح حُدیبیہ | ماہ ذوقعدہ ۶ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کرنے کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی ساتھ تھے، مشرکین نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ میں داخِل ہونے سے روکنے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "کیا تمہاری رائے ہے کہ میں ان کافروں کو غارت کردوں؟" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ تو بیت اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں، آپؐ کا منشاء کسی کو قتل کرنا یا کسی سے لڑنا تو ہے نہیں، آپؐ چلئے تو سہی، اگر کوئی ہمیں روکے گا تو پھر ہم اُس سے لڑیں گے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تو اللہ کا نام لے کر چلو۔"[2]

الغرض مشرکین نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ میں داخِل ہونے سے روک دیا۔ طرفین سے گفت وشنید کا سلسلہ شروع ہوا۔ مُشرکین کی طرف سے عروہ بن مسعود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے کہا "اے محمدؐ، بتاؤ کیا تم اپنی قوم کو نیست ونابود کردوگے، کیا تم نے کسی عربی شخص کے متعلّق سُنا ہے کہ اُس نے اپنی قوم کو نیست ونابود کیا ہو، اور اگر معاملہ دوسرا ہوا (یعنی تم شکست کھا گئے تو پھر کیا ہوگا) اور آثار تو ایسے ہی نظر آرہے ہیں کیونکہ میں تمہارے ساتھ مختلف قسم کے لوگ دیکھ رہا ہوں اور وہ اسی بات کے اہل ہیں کہ تم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں" اس بات پر حضرت ابوبکرؓ (کو غصّہ آگیا اور اُنہوں) نے عروہ سے کہا "جا اور بیہودہ بکواس کرتا پھر، کیا ہم آپؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟" عروہ نے پوچھا "یہ کون ہیں؟"[3] لوگوں نے کہا "یہ ابوبکرؓ ہیں"۔ عروہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اگر مجھ پر تمہارا احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک ادا نہیں کرسکا ہوں تو میں ضرور تمہیں جواب دیتا"۔ یہ کہکر عروہ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات کرنے لگا۔[4]

یہ واقعہ حضرت ابوبکرؓ کی جرأتِ ایمانی کی کتنی زبردست شہادت ہے۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے تصوّر کو بھی برداشت نہ کرسکے۔

مزاج شناسِ رسُولؐ: حضرت ابوبکر صدّیقؓ | عروہ گفت وشنید کے بعد واپس چلا گیا۔ مشرکین کی طرف سے سب کے آخر میں سہیل آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مشرکین کے درمیان ایک مدّت کیلئے صلح کا عہد وپیمان ہوگیا صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکّہ معظّمہ کا کوئی مرد مسلم ہوکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے گا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے واپس کردیں گے اور اگر کوئی مسلم مرتد ہوکر مکّہ معظّمہ چلا جائے گا تو کُفّار اُسے واپس نہ کریں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ شرط منظور کرلی لیکن مسلمین پر یہ شرط گراں گذری۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ "کیا آپؐ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (بے شک میں سچّا نبی ہوں)"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (بے شک ہم حق پر اور کُفّار باطِل پر ہیں)" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہمارے مقتول جنّت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے؟"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ ..... الخ عن ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن مسورؓ ومروانؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد۔
[4] چھ سال سے زائد عرصہ کے بعد عروہ نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا اس لئے پہچان نہ سکا۔ پھر دوسرے امکانات بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ہوسکتا ہے کہ عروہ کی بینائی کمزور ہوگئی ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ عروہ کی پُشت کی طرف ہوں وغیرہ وغیرہ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں" (ایسا ہی ہوگا) حضرت عمرؓ نے عرض کیا " پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں ان سے دبیں اور واپس چلے جائیں خصوصًا اس حالت میں کہ اللہ ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " میں اللہ کا رسُولؐ ہوں، میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ وہی میرا مددگار ہے وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک میں نے یہ کہا تھا لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال کریں گے"۔ اُنہوں نے عرض کیا "نہیں یہ تو نہیں کہا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " تو پھر تم ضرور بیت اللہ کا طواف کروگے"۔ اس گفت وشنید کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا "کیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "بے شک وہ اللہ کے سچّے نبی ہیں"۔ اُنہوں نے کہا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا " تو پھر ہم کیوں اپنے دینی معاملات میں ان سے دبیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے شخص، بے شک وہ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور وہ اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کرسکتے، وہی ان کا مددگار ہے۔ ان کے فیصلہ پر مضبوطی سے جمے رہو، اللہ کی قسم وہ یقینًا حق پر ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم کعبہ کا طواف کریں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بات کہی تھی لیکن کیا آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ ہم اسی سال طواف کریں گے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا " تو بس پھر تم ضرور بیت اللہ کا طواف کروگے"۔ بعد میں حضرت عمرؓ اس گفتگو (پر بہت نادم ہوئے اور اس) کے کفّارہ میں بہت سے عمل کرتے رہے۔[1]

حضرت ابوبکرؓ نے بالکل وہی جواب دئے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دئے تھے۔ یہ بات حضرت ابوبکرؓ کی قوّتِ ایمانی کی کتنی زبردست دلیل ہے۔ ان کا مزاج، مزاجِ رسُولؐ میں گم ہوگیا تھا۔ اگر ایسا شخص مؤمن نہ ہو تو پھر کون ہوگا اگر ایسا شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جانشین نہ ہو تو پھر کون ہوگا، یقینًا وہی اس بات کے اہل تھے کہ سب سے پہلے خلیفہ بنائے جائیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی خشیت | صلح حدیبیہ کے بعد ایک دفعہ حضرت ابوسفیانؓ (بحالتِ کفر) چند لوگوں کے ساتھ حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت سلمانؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے (حضرت ابوسفیانؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا " اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر (ابھی تک) اپنے مقام پر نہیں پہنچیں" (یعنی ابھی تک یہ قتل نہیں ہوا) حضرت ابوبکرؓ نے (ابوسفیانؓ کی تالیف قلوب کرتے ہوئے) کہا "کیا تم قریش کے بزرگ اور اُن کے سردار کے متعلّق ایسی بات کہتے ہو" یہ کہکر حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو اس بات کی اطّلاع دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، شاید تم نے اُن کو ناراض کر دیا، اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو اپنے ربّ کو ناراض کیا"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت سلمانؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے "اے بھائیو، کیا میں نے تمہیں ناراض کیا"۔ اُنہوں نے کہا "نہیں، اے ہمارے بھائی، اللہ آپکو بخشے"۔[2]

حضرت ابوبکرؓ کا امیرِ حُجّاج بنایا جانا | ۹ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو امیر بناکر

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد عن مسور بن مخرمہؓ۔ [2] صحیح مسلم باب من فضائل سلمانؓ عن عائذ بن عمرو رضؓ۔

مکّہ معظّمہ روانہ کیا تاکہ لوگ ان کی امارت میں حج ادا کریں۔

حضرت ابوبکرؓ کے روانہ ہونے کے بعد سُورۂ برأۃ کا کچھ حصّہ نازل ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا تاکہ وہ ان آیات کے حکم کے مُطابق مشرکوں سے بیزاری کا اعلان کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی بحیثیت امیر ان احکام پر عمل کرنے کیلئے بہت سے اعلان کرنے والے مقرّر کئے۔ یہ لوگ قربانی کے دن منیٰ میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ اِس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکیگا اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کر سکیگا۔[1]

اصحابِ صفّہ کی دعوت مسجدِ نبوی میں حصولِ دین کی خاطر چند لوگ رہا کرتے تھے۔ یہ سب فقراء تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت ابوبکرؓ ان میں سے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے کیلئے گھر لے گئے۔ مہمانوں کو گھر پر چھوڑ کر وہ شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ جاتے وقت اُنہوں نے اپنے لڑکے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ مہمانوں کی خبر گیری کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے شام کے وقت اُن کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن مہمانوں نے میزبان کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُن سے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ سخت گیر آدمی ہیں وہ میری بُری طرح خبر لیں گے لہٰذا آپ کھانا تناول فرمالیجئے۔ مہمانوں نے پھر بھی انکار کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے رات کا کھانا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں کھایا، پھر وہیں ٹھہر گئے، عشاء کی نماز پڑھی۔ عشاء کی نماز کے بعد پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں ٹھہر گئے، کافی رات گذرنے کے بعد گھر واپس آئے۔ جب گھر پہنچے تو بیوی نے کہا "تم اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے؟" حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "کیا تم نے اُنہیں کھانا نہیں کھِلایا؟" بیوی نے کہا "کھانا اُن کو پیش کیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے جب تک آپ نہ آئیں کھانے سے انکار کر دیا۔" حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کے مارے کہیں جا کر چھپ گئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے نالائق!" پھر انہیں خوب بُرا بھلا کہا۔ پھر کہا "میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو آجا۔" حضرت عبدالرحمٰنؓ حاضر ہو گئے اور کہا "اللہ کی قسم میرا کوئی قصور نہیں ہے، آپ ان سے پوچھ لیجئے۔" یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے مہمانوں سے کہا "آپ کو گوارا (ہو یا) نہ ہو آپ کھانا کھائیے، اللہ کی قسم میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔" مہمانوں نے کہا "اللہ کی قسم اگر آپ نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ایسی بُری رات میں نے کبھی نہیں دیکھی افسوس، آپ مہمانی قبول کیوں نہیں کرتے۔" پھر کچھ دیر بعد فرمایا "لاؤ کھانا لاؤ۔ یہ قسم شیطانی تھی۔" (کھانا لایا گیا) حضرت ابوبکرؓ نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا، مہمانوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اُس کے نیچے کھانا اور بڑھ جاتا تھا۔ مہمان سب سیر ہو گئے اور کھانا جس قدر تھا اُس سے زیادہ بچ گیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کھانے کی طرف دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا "اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ماجرا ہے۔" اُنہوں نے کہا "اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ اس وقت پہلے سے تگنا ہے۔" پھر حضرت ابوبکرؓ اس کھانے کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے، وہاں اُس کو آدمیوں کی ایک کثیر تعداد نے کھایا۔[2]

حضرت ابوبکرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مہمانوں کی قسم تو سچّی ہو گئی اور میری قسم

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب ما یستر من العورۃ وکتابُ الحج باب لا یطوف بالبیت عریان وکتابُ المغازی وصحیح مسلم کتابُ الحج باب لا یحج البیت مشرک عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابواب مواقیت الصّلوٰۃ باب السمر مع الاھل عن عبدالرحمٰنؓ وباب علامات النبوّۃ وصحیح مسلم باب اکرام الضیف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

عہ بے ساختہ جو قسمیں زبان سے نکلتی ہیں اُن پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے "لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ"

جھوٹی ہوگئی"۔ یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں تمہاری قسم سب سے زیادہ پوری ہوئی اور تم سب سے بہتر ہو"۔ [1]

حضرت ابوبکرؓ بحیثیت سپہ سالار | تقریباً ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کئی موقعوں پر حضرت ابوبکرؓ کو اسلامی فوج کا سپہ سالار بناکر جہاد کیلئے روانہ فرمایا۔ [2]

حجۃُ الوداع سنہ ۱۰ھ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بھی حجۃ الوداع میں شریک تھے، وہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے (اس لئے اُنہوں نے حجِ قران کیا [3]، یعنی ایک ہی احرام سے حج اور عمرہ دونوں ادا کئے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ | وفات سے چند دن پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا، آپؐ نے فرمایا "بے شک اللہ نے اپنے ایک بندے کو دُنیا اور آخرت میں (سے کسی ایک کو پسند کرنے کا) اختیار دیدیا ہے، اس نے آخرت کو پسند کرلیا ہے"۔ تمام صحابہؓ میں ابوبکرؓ ہی وہ شخص تھے جو سمجھ گئے کہ وہ بندے خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور عرض کیا "ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا "تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر اپنی صحبت اور مال سے احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں، اگر اپنی اُمّت میں سے مَیں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی دوستی اور محبّت ہی کیا کم ہے، مسجد میں آنے کیلئے تمام گھروں کے دروازے بند کردئے جائیں سوائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے" (صرف ان کا دروازہ مسجد میں کھُل سکتا ہے) [4]

حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جب مرض الموت نے غلبہ کیا تو آپؐ نے حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات تک نماز پڑھاتے رہے۔ سب سے پہلی نماز جو حضرت ابوبکرؓ نے پڑھائی وہ عشاء کی نماز تھی [5]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مرض میں افاقہ محسُوس کیا تو آپؐ دو آدمیوں کے سہارے باہر تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب اُنہوں نے محسُوس کیا کہ آپؐ تشریف لارہے ہیں تو پیچھے ہٹے تاکہ آپؐ کیلئے جگہ خالی کردیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء کررہے تھے اور باقی تمام صحابہؓ حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء کررہے تھے [6]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن تھا، صبح کا وقت تھا، حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے حجرہ کا پردہ کھولا اور صحابہؓ کی طرف نظر کی۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے محسُوس کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لارہے ہیں تو پیچھے ہٹے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو (آپؐ باہر تشریف نہ لاسکے) اور پردہ ڈالدیا۔ [7]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ (غالباً حضرت ابوبکرؓ نے قسم کا کفّارہ دیدیا ہوگا) [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسامۃ بن زیدؓ عن سلمۃ بن اکوعؓ۔ [3] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی سعیدؓ وابواب المناقب باب قول النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سُدّوا ..... وصحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب من قام الی جنب الامام لعلّۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ عن انسؓ۔ [8] نیک کام کرنے کے خیال سے قسم کا کفّارہ ادا کرکے قسم توڑ دینا قسم کے پُورا کرنے کے مترادف ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات اور حضرت ابوبکرؓ کی استقامت جس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی اُس وقت حضرت ابوبکر صدّیقؓ اپنے مکان پر تھے جو مقام سُنح میں واقع تھا۔ خبر ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ سیدھے مسجد میں گئے، پھر حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان میں داخل ہوئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسدِ اطہر کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک کھولا اور آپؐ کا بوسہ لیا پھر رونے لگے اور یہ فرمایا "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں۔ اے اللہ کے نبی، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ آپؐ پر دو موتیں کبھی جمع نہ کرے گا سوائے اُس موت کے جو اللہ نے آپؐ کیلئے لکھ دی تھی اور وہ آپؐ کو حاصل ہو چکی (اب آپؐ دوبارہ زندہ ہوکر نہیں آئیں گے اور نہ دوبارہ موت آئے گی) آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ ہیں"۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدّیقؓ باہر تشریف لائے، اُس وقت حضرت عمرؓ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے "اللہ کی قسم، اللہ (تعالیٰ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پھر زندہ کریگا اور آپؐ (مفسد اور منافقین) لوگوں کے ہاتھ اور پیر کاٹیں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس عقیدہ کی تردید گھر کے اندر ہی کر دی تھی۔ باہر آکر اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "اے قسم کھانے والے بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ نے تقریر بند نہیں کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پھر کہا "بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ پھر بھی نہ بیٹھے۔ یہ دیکھکر حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے تشہد پڑھنا شروع کر دیا۔ لوگ اُن کی طرف متوجّہ ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو (تنہا) چھوڑ دیا۔ بالآخر حضرت عمرؓ بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا "امّا بعد، تم میں سے جو شخص محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کرتا تھا تو (اُسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ) محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات پا گئے، اور جو شخص اللہ عزّ و جلّ کی عبادت کرتا تھا تو (وہ جان لے کہ) بے شک اللہ زندہ ہے، اُسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ عزّ و جلّ نے فرمایا ہے:-

(۱) اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ (الزمر ۳۰) (اے رسُولؐ) بیشک آپؐ بھی مرنیوالے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔

(۲) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ {آل عمران ۱۴۴}

اور محمّدؐ، اللہ کے رسُولؐ ہی تو ہیں۔ (رسُول ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ان کو موت نہ آئے) ان سے پہلے بھی بہت سے رسُول گذر چکے ہیں (اُن کو بھی موت آئی تھی) لہٰذا اگر یہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اُلٹے پیر کفر کی طرف واپس ہو جاؤ گے، اور جو شخص ایسا کریگا وہ (اپنا نقصان کریگا) اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ تو شکر گزار بندوں کو ہی کو اجر عطاء فرماتا ہے۔

اُس وقت لوگوں کی وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آلِ عمران کی یہ آیت کسی کے ذہن میں نہیں تھی۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے اُسے تلاوت کیا (تو سب کو یاد آگئی) پھر ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔ ہر شخص اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا[1]

خلافتِ صدّیقؓ کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اشارے

(۱) وفات سے چند دن پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا کہ مسجد میں کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے سب

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیّت وباب مناقبِ ابی بکرؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ووفاتہ عن عائشہ صدیقہؓ۔

بند کر دئے جائیں سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے۔

نمازِ باجماعت کا مرکز ہونے کے علاوہ مسجد اُس زمانہ میں عدالت بھی تھی۔ ایوان حکومت بھی تھی۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کو بار بار سرکاری و عدالتی کاموں کے سلسلہ میں مسجد میں آنا ہو اُسی کو حق پہنچتا ہے کہ اُس کے گھر کا ایک دروازہ مسجد میں کھلتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے دروازہ کو بند نہ کرایا تاکہ انہیں بار بار مسجد آنے میں تکلیف نہ ہو۔

(۲) مرض الموت میں جب شدّت ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز کیلئے تشریف نہ لا سکے، آپؐ نے فرمایا "ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا گیا کہ ابو بکرؓ بہت نرم دل آدمی ہیں وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی حکم دیا، آپؐ سے پھر وہی بات کہی گئی، آپؐ نے تیسری مرتبہ حکم دیا کہ ابو بکرؓ نماز پڑھائیں پھر فرمایا "تمہاری مثال صواحبِ یوسفؑ کی سی ہے"۔ الغرض حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔[۲]

نماز دینی کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام ہے۔ جب اس کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکرؓ کو منتخب فرمایا تو ظاہر ہے کہ دوسرے کاموں میں بھی اُن ہی کی امامت منظور تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے دوسرے کی امامت کی ترغیب کو آپؐ نے اتنا بُرا سمجھا جتنا کہ زنانِ مصر کی ترغیب کو۔

(۳) سنہ ۹ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکرؓ کو حاجیوں کا امیر بنا کر روانہ کیا[۳] گویا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکرؓ کو نماز میں بھی نائب بنایا اور حج میں بھی۔

(۴) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک میدان میں جمع ہیں۔ میں ایک کُنویں پر کھڑا ہوں۔ میں نے اُس میں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی کھینچا، پھر ابو بکرؓ نے دو ایک ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا اللہ انہیں معاف فرمائے۔ پھر عمرؓ نے ڈول لے لیا۔ ان کے ہاتھ میں وہ ڈول چرس بن گیا، یہاں تک کہ (ان کے پانی کھینچنے سے) سب سیراب ہو گئے"۔[۴]

اس حدیث میں خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ضعف سے مُراد مُدّتِ خلافت کا کم ہونا ہے۔ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ڈول کے چرس بن جانے سے مُراد خلافت اور معاشی وسائل کی زیادتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی سیرابی اور حضرت ابو بکرؓ کے ضعف سے یہی مُراد ہے جو اُوپر لکھا گیا۔ اس سے استحکامِ سلطنت مُراد نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت عمرؓ کا انتظامِ سلطنت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکرؓ کے انتظامِ سلطنت سے زیادہ مستحکم تھا اور یہ سراسر باطل ہے۔

(۵) ایک عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی، آپؐ نے اُسے حکم دیا کہ وہ پھر کبھی آئے۔ اُس عورت نے پوچھا اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکرؓ کے پاس آنا"۔[۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتابُ المساجد باب الخوخۃ والممرّ فی المسجد عن ابی سعیدؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب حدّ المریض ان یشہد الجماعۃ عن عائشہؓ
[۳] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب مایستر من العورۃ وکتابُ الحج باب لایطوف بالبیت عریان وکتابُ المغازی وصحیح مسلم کتابُ الحج باب لا یحج البیت مشرکٌ۔
[۴] صحیح بخاری ابواب علامات النّبوّۃ عن عبداللہ بن عمرؓ وابواب فضائل الصّدیق رضؓ۔ [۵] صحیح بخاری ابواب فضائل الصّدیقؓ عن جبیر بن مطعمؓ وکتابُ الاحکام وصحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔

اس حدیث میں کتنا صاف اشارہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بلا فصل ہوں گے۔
(۶) مرض الموت میں ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارادہ کیا کہ حضرت ابو بکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بُلا کر وصیّت لکھوا دیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کہنے والے کچھ اور کہیں اور تمنّا کرنے والے تمنّا کریں، لیکن پھر آپؐ نے یہ فرما کر لکھوانے کا ارادہ ترک کر دیا کہ اللہ اور مؤمنین کسی دوسرے کو پسند نہ کریں گے سوائے ابو بکرؓ کے (لہٰذا لکھوانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں)[1]

خلافتِ راشدہ کا آغاز

حضرت ابو بکر صدّیقؓ کا انتخاب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تکفین و تدفین سے پہلے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ امیر کا تقرر ہو جائے اور اُس کی امارت میں تمام امور انجام پائیں اور کوئی بھی وقت اُمّت پر ایسا نہ گذرے کہ وہ بے امیر کے زندگی گذاریں۔ اس مقصد کیلئے انصار سقیفۂ بنو ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی (کہ انصار امیر کے انتخاب کیلئے جمع ہو گئے ہیں) تو اُنہوں نے (بھی اس معاملہ کو اہم سمجھا اور) حضرت ابو بکرؓ سے کہا ہمیں بھی (وہاں) چلنا چاہیئے۔ حضرت ابو بکرؓ چلنے کیلئے تیّار ہو گئے، پھر وہ دونوں مع حضرت ابو عبیدہ بن الجرّاحؓ کے وہاں پہنچے۔ انصار نے مشورہ دیا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ حضرت عمرؓ نے اس کا جواب دینا چاہا تو حضرت ابو بکرؓ نے اُنہیں روک دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تقریر شروع کی اور بڑی بلیغ تقریر کی۔ دورانِ تقریر انہوں نے مشورہ دیا کہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر ہو۔ حضرت ابو بکرؓ کی تقریر ختم ہوئی تو حضرت حباب بن المنذرؓ نے کہا "واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ (بات یہی ٹھیک ہے کہ) ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "نہیں (یہ مناسب نہیں، کہیں دو امیر بھی ہو سکتے ہیں) امیر تو ہم ہی ہوں گے اور تم ہمارے وزیر ہو گے کیونکہ قریش گھرانے کے لحاظ سے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں لہٰذا تم عمر بن خطّابؓ یا ابو عبیدہؓ کی بیعت کر لو"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں، بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں"۔ ایک انصاری نے پھر دو امیروں کی تجویز پر زور دیا، اس پر لوگوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے فوراً حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کر لی۔ ان کا بیعت کرنا تھا کہ تمام لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ایک شخص نے (جو غالباً منافق ہوگا) کہا کہ تم نے سعد بن عبادہؓ (کا مشورہ نہ مان کر اُن) کو رُسوا کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ نے انہیں رسوا کیا (یعنی اُن کی تجویز اسی مصلحت کے خلاف تھی لہٰذا اللہ نے اُسے منظور نہیں ہونے دیا)"[2]

کتنے پُرخلوص تھے یہ لوگ! ایک دوسرے کی فضیلت کے کیسے معترف تھے، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کا نام لیتے ہیں، وہ حضرت ابو بکرؓ کا نام لیتے ہیں۔ اختلافِ رائے تو ہوتا ہے لیکن فوراً ہی سب کو حضرت ابو بکرؓ کی شخصیّت نمایاں نظر آتی ہے۔ کوئی اپنی تجویز پر ضد نہیں کرتا، اصرار نہیں کرتا، فوراً سب بیعت کر لیتے ہیں، خلوص اور للّٰہیت کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ باب ما رخص للمریض عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف عن عمرؓ و باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی سنائی کہ "حکمران قریش میں سے ہوں گے"، حضرت سعدؓ نے کہا "تم نے سچ کہا" (مسند احمد) اس کے بعد دو امیروں کی تجویز ختم ہو گئی۔

ماحول میں امیر کا انتخاب ہوجاتا ہے۔ لڑانے والے لڑانا چاہتے ہیں لیکن وہ اللہ کی رضاء کے جویا، لڑنے کا خیال تک نہیں کرتے۔ رضی اللہ عنہم۔

بیعت عامّہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے دوسرے دن حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا۔ اُس وقت حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "مجھے یہ اُمّید تھی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے بعد انتقال فرمائیں گے لیکن اللہ نے اپنے رسُولؐ کیلئے اس چیز کے مقابلہ میں جو تمہارے پاس ہے اُس چیز کو پسند کیا جو اُس کے پاس ہے۔ بہرصورت اگر محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم انتقال فرماگئے (تو کیا ہوا) اللہ نے تم لوگوں میں ایک نور نازل کردیا ہے جس سے تم ہدایت پاتے رہوگے۔ اسی کے ذریعہ اللہ نے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہدایت کی ی۔ ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی ہیں اور وہ غار میں بھی آپؐ کے ساتھی تھے۔ یہ سب مسلمین سے زیادہ تمہارے امور کے والی ہونے کے مستحق ہیں لہٰذا تم سب کھڑے ہوجاؤ اور ان کی بیعت کرلو۔" حضرت عمرؓ نے (تقریر ختم کی اور) حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ منبر پر چڑھئے بڑے اصرار کے بعد وہ منبر پر چڑھے، پھر تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی [1]

مُہرِ نبوی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مُہر بنوائی تھی، آپؐ اُسے اپنے ہاتھ (کی اُنگلی) میں پہنا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ مُہر اُنہوں نے اپنے ہاتھ (کی اُنگلی) میں پہن لی [2]

حضرت ابوبکرؓ کی معاشی حالت حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ بنائے گئے تو فرمایا "میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کے اخراجات کیلئے کافی ہے لیکن اب میں مسلمین کے کام میں مشغول ہوگیا ہوں (اب مجھے اتنی فرصت نہیں ملیگی کہ اپنا پیشہ جاری رکھ سکوں) لہٰذا ابوبکرؓ کے اہل وعیال اس مال (یعنی بیت المال) سے اپنی گذر اوقات کیلئے لیا کریں گے اور میں مسلمین کیلئے کام کرتا رہوں گا۔" [3]

بحرین کا خراج حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہوجانے کے کچھ عرصہ بعد بحرین کا خراج مدینہ منوّرہ پہنچا۔ حضرت ابوبکرؓ نے منادی کرائی کہ جس شخص سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا اُس کا آپؐ پر کچھ قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ یہ اعلان سُن کر حضرت جابرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دفعہ لپ بھر کر مجھ سے فرمایا تھا کہ بحرین کے مال میں سے میں تمہیں اتنا اتنا مال دوں گا۔" حضرت ابوبکرؓ نے انہیں کچھ نہیں دیا (نہ کوئی جواب دیا) حضرت جابرؓ دوبارہ گئے (اور مال کا مطالبہ کیا) حضرت ابوبکرؓ نے اِس مرتبہ بھی کچھ نہیں دیا۔ حضرت جابرؓ تیسری مرتبہ گئے لیکن پھر بھی حضرت ابوبکرؓ نے انہیں کچھ نہیں دیا۔ حضرت جابرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "میں نے آپ سے سوال کیا، آپ نے مجھے کچھ نہیں دیا، پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ اگر دینا ہے تو دے دیجئے، ورنہ میرے ساتھ بخل سے کام لیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تم مجھ پر بخل کا الزام لگاتے ہو حالانکہ بخل سے زیادہ بُری کونسی بیماری ہے۔" حضرت ابوبکرؓ نے تین دفعہ اس جملہ کو دوہرایا پھر فرمایا "میں ہر دفعہ تمہیں دینے کا ارادہ کرتا تھا، نہ دینے کا تو مطلق خیال نہ تھا۔" پھر حضرت ابوبکرؓ نے ایک لپ بھر کر انہیں دیا اور اُن سے کہا اسے گِنو، اُنہوں نے اس کو گِنا تو وہ پانچ سَو تھے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس سے دوگنے اور لے لو۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف وکتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ھل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاجارۃ باب من تکفل عن میّت دینا عن جابرؓ وکتاب فرض الخمس باب من الدلیل علی ان الخمس ..... وکتاب المغازی باب قصّۃ عمّان وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسُئل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ..... نحوہٗ۔

حضرت فاطمہؓ کا ورثہ طلب کرنا حضرت ابوبکرؓ کی اتباعِ سُنّت میں شدّت جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ اُن کے پاس آئیں اور اُن سے کہا کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی میراث تقسیم کر کے اُن کا حصّہ اُنہیں دیدیں۔ یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جائداد نہیں چھوڑی تھی سوائے خیبر کی باقی ماندہ آراضی کے اور اُس جائداد کے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بغیر جنگ کے عطا فرمائی تھی یعنی فدک کی آراضی اور مدینہ منوّرہ کے اموال۔ ان تمام جائدادوں میں سے حضرت فاطمہؓ نے اپنا حصّہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے (ورثہ نہیں ہے) ہاں آلِ محمدؐ اس مال میں سے اپنے کھانے وغیرہ کے لئے لے سکتے ہیں" یہ سُنکر حضرت فاطمہؓ خفا ہو گئیں۔ (اُنہیں غالباً یہ گمان ہوا کہ اب اُنہیں اس میں سے کچھ نہیں ملیگا) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا کرتے تھے، میں وہی کروں گا جو آپؐ کرتے تھے (یعنی اس ترکہ کو اُسی طرح خرچ کروں گا جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا کرتے تھے) کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپؐ کی کسی بھی سنّت کو چھوڑ دوں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔" یہ سُنکر حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر (اس سلسلہ میں) کوئی بات نہیں کی (کیونکہ اُنہیں اطمینان ہو گیا کہ ان کو اس مال میں سے حسبِ دستور ملتا رہے گا اور اُن کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں ہو گی) [1]

حضرت عمرو بن الحارثؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا سوائے ہتھیار کے، ایک سفید خچّر کے اور زمین کے جو بطور صدقہ چھوڑی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا تھا کہ میرے ورثاء دینار (وغیرہ) تقسیم نہ کریں۔ میری بیویوں کے اخراجات اور عامل کی تنخواہ دینے کے بعد جو کچھ میں چھوڑ جاؤں وہ صدقہ ہے۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ اور حضرت عمرو بن الحارثؓ کی بیان کردہ احادیث کی روشنی میں حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کیا اُس میں وہ حق بجانب تھے۔

ابتداء میں حضرت فاطمہؓ کے خفا ہونے کی وجہ غلط فہمی تھی کیونکہ کسی ادنیٰ مُومن سے بھی یہ توقّع نہیں کی جا سکتی کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فیصلہ سُن کر اُس کو برضاء و رغبت قبول نہ کرے چہ جائیکہ حضرت فاطمہؓ سے جو ایمان کے درجۂ علیا پر فائز ہیں اُن سے کیسے یہ توقّع کی جا سکتی ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فیصلہ سُن کر ناراض ہو جائیں اور اسے برضاء و رغبت قبول نہ کریں۔ جو غلط فہمی انہیں ہوئی تھی وہ بھی حضرت ابوبکرؓ کی مُومنانہ یقین دہانی پر کہ وہ سُنّت کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے دور ہو گئی اور وہ مطمئن ہو گئیں اور پھر کچھ نہ بولیں بلکہ خاموشی سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیصلہ اور حضرت ابوبکرؓ کے جذبۂ اتّباعِ سُنّت سے راضی ہو کر واپس چلی آئیں۔

حضرت فاطمہؓ کے حضرت ابوبکرؓ سے ترکِ کلام کو بعض مؤرخین اور دشمنانِ اسلام نے بڑی رنگ آمیزی سے بیان کیا ہے۔ ترکِ کلام سے مُراد وہی ہے جو اوپر ہم نے نقل کیا، یعنی ورثہ کی تقسیم کے سلسلہ میں انہوں نے پھر کوئی بات نہیں کی۔ اگر ترکِ کلام سے مطلق ترکِ کلام مُراد ہے تو یہ بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ آخر وہ کیا بات کرتیں اور کیوں کرتیں۔ کیا حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و کتاب الفرائض و صحیح مسلم کتاب الجہاد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب نفقۃ نساء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بعد وفاتہ و صحیح مسلم کتاب الجہاد۔

ابو بکرؓ اُن کے محرم تھے کہ بار بار ان کے پاس آتیں اور بات کرتیں۔ نامحرم مرد سے عورت کی ملاقات شرعًا نامناسب ہے لہٰذا حضرت فاطمہؓ کا دوبارہ نہ آنا بالکل مناسب تھا اور اسی طرح بات نہ کرنا بھی عین اصولِ شریعت کے مطابق تھا۔

ازواجِ مطہراتؓ اور تقسیمِ وراثت تقریبًا اسی زمانہ میں ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابو بکرؓ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ وہ مالِ فَے میں سے اُن کے حصّہ کی قیمت اُنہیں ادا کر دیں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ازواجِ مطہراتؓ کو اس مطالبہ سے روک دیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، ہاں اس میں سے آلِ محمدؐ اپنے اخراجات کیلئے لے سکتے ہیں"۔ یہ سُن کر ازواجِ مطہراتؓ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔[1]

حضرت عبّاسؓ کا مطالبہ اسی زمانہ میں حضرت عبّاسؓ نے بھی فَدَک میں سے اپنی میراث طلب کی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، ہاں اس میں سے آلِ محمدؐ اپنے اخراجات کیلئے لے سکتے ہیں"۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت کے ساتھ حُسنِ سلوک اپنی قرابت کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے"۔[2]

مسیلمہ کذّاب کا خروج۔ جنگِ یمامہ اسی زمانہ میں مسیلمہ کذّاب نے خروج کیا (حضرت ابو بکرؓ نے اس کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر روانہ کیا)

حضرت حمزہؓ کے قاتل حضرت وحشیؓ جو عہدِ رسالت میں مسلم ہو چکے تھے اپنے دل میں کہنے لگے کہ میں مسیلمہ سے لڑنے کیلئے ضرور جاؤں گا شاید میں اُسے قتل کر کے حمزہؓ کے قتل کی تلافی کر سکوں۔ لہٰذا وہ بھی اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کیلئے روانہ ہوئے۔ دورانِ جنگ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص دیوار کی اوٹ میں کھڑا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ خاکستری رنگ کا اُونٹ ہے۔ اس کے بال پراگندہ تھے (حضرت وحشی نے اس پر حملہ کیا) اور اپنے بھالے کو اُس کی دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھ کر اُس کے کندھوں کے پار کر دیا۔ اسی اثناء میں ایک انصاری نے دوڑ کر اس کے سر پر ایک تلوار ماری۔ ایک لڑکی (جو مسیلمہ کی عقیدت مند تھی) اپنے مکان کی چھت سے یہ ماجرا دیکھ رہی تھی بطورِ افسوس وہ کہنے لگی "ہائے امیر المؤمنین کو ایک حبشی غلام نے مار ڈالا"۔[3]

قرآن مجید کا سرکاری نسخہ مسیلمہ کذّاب سے لڑائی کے زمانہ میں ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ یمامہ کے مقام پر سخت لڑائی ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ اس طرح جنگوں میں قرآن مجید کے حافظ شہید ہوتے چلے جائیں اور قرآن مجید کا بہت سا حصّہ ضائع ہو جائے، لہٰذا قرآن مجید کو (کتابی شکل میں) جمع کر لیجئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "وہ کام میں کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کام بہت اچھا ہے"۔ (حضرت ابو بکرؓ اس کام پر راضی نہیں ہوئے) حضرت عمرؓ بار بار کہتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ بار بار انکار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ کا شرح صدر ہو گیا (وہ سمجھ گئے کہ دین کی خدمت اور علم کی حفاظت تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کرتے رہے ہیں لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے) اور اب وہ حضرت عمرؓ کی رائے سے متفق ہو گئے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث نحوہٗ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث نحوہٗ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ احد، باب قتل حمزہؓ عن جعفر بن عمروؓ۔ [4] حضرت فاطمہؓ بیمار ہو گئیں (بیہقی) اسی بیماری میں چھ ماہ بعد ان کی وفات ہو گئی (صحیح بخاری) لہٰذا

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلوایا اور اُن سے جنگِ یمامہ کی کیفیت، حضرت عمرؓ کا مشورہ، اپنا انکار اور پھر شرح صدر کا تمام ماجرا بیان کیا۔ پھر فرمایا "تم جوان اور قوی آدمی ہو، تمہاری عقل بھی اچھی ہے، لہٰذا تم پر جھوٹ اور نسیان کا دھبہ نہیں لگایا جا سکتا، تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے وحی لکھا کرتے تھے لہٰذا تم یہ کام سنبھالو اور قرآن مجید کو جمع کر لو۔" زیدؓ کہتے ہیں "اگر مجھے پہاڑ ہٹانے کا حکم دیتے تو یہ میرے لئے قرآن مجید کے جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔" حضرت زیدؓ نے کہا "آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے۔" حضرت عمرؓ بھی موجود تھے لیکن خاموش بیٹھے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ بار بار حضرت زیدؓ سے کہتے رہے اور وہ بار بار انکار کرتے رہے حتّٰی کہ اُن کا بھی شرح صدر ہو گیا۔ پھر اُنہوں نے قرآن مجید کو کھالوں، شانہ کی ہڈیوں اور کھجوروں کے پٹھوں سے (جن پر عہدِ رسالت میں قرآن مجید لکھا گیا تھا) جمع کر لیا۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں سُورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے صرف حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی ملیں (اگرچہ دوسری آیتیں متعدد لوگوں کے پاس لکھی ہوئی موجود تھیں) الغرض قرآن مجید کتابی شکل میں جمع ہو گیا۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پاس رکھا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی۔ [1]

زکوٰۃ دینے سے انکار اور ارتداد کا فتنہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہوتے ہی عرب کے بعض لوگوں نے کفر اختیار کر لیا (یعنی زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا) حضرت عمرؓ نے کہا "آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں حالانکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اُس وقت تک لڑوں جب تک وہ لا الٰہ الّا اللہ نہ کہیں، پھر جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تو اُس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا مگر کلمہ کا جو حق ہے وہ اس سے ضرور لیا جائے گا اور اس کا حساب اللہ کے ذمّہ ہوگا۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں ضرور اُس سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا۔ (یعنی جو نماز تو پڑھے گا لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا) اللہ کی قسم اگر ایک بھیڑ کا بچّہ بھی جو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیا کرتے تھے مجھے نہ دیں گے تو میں ضرور اُن سے اس بچّہ کو روک لینے پر جنگ کروں گا۔" حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم، اللہ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو کھول دیا تھا، بعد میں میں سمجھ گیا کہ یہ حق ہے۔" (یعنی جنگ کرنا ضروری ہے) [2]

وفد بُزاخہ کی آمد | (ارتداد سے توبہ کرنے کے بعد) بُزاخہ کا ایک وفد دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطی کی معذرت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "تم اونٹ کی دُموں کو پکڑے رہو (یعنی اپنے کاروبار میں مشغول رہو) یہاں تک کہ اللہ اپنے نبیؐ کے خلیفہ اور مہاجرین کو ایسی بات دکھا دے جس سے وہ تم کو معذور سمجھیں۔" [3]

حضرت اُمِّ ایمنؓ سے مُلاقات | حضرت اُمِّ ایمنؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش کی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (اکثر) ان سے ملاقات کیلئے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "ہمارے ساتھ اُمِّ ایمنؓ کے ہاں چلو، ہم اُن سے ملاقات کریں جیسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے ملاقات کرتے تھے۔" الغرض یہ لوگ حضرت اُمِّ ایمنؓ کے ہاں گئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے پوچھا "آپ کیوں روتی ہیں، جو چیز رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے۔" حضرت اُمِّ ایمنؓ نے کہا "میں اِس لئے نہیں رو رہی ہوں کہ میں یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسُولؐ کیلئے بہتر ہے بلکہ میں تو اس لئے رو رہی

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ التوبۃ عن زید بن ثابتؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ عن ابی ہریرۃؓ وکتاب استتابۃ المرتدین و المعاندین وقتالہم وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف عن طارق رضؓ۔

ہوں کہ آسمان سے وحی آنی بند ہوگئی"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی بے ساختہ رونے لگے۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی کتاب الزکوٰۃ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا عامل بنا کر روانہ کیا اور زکوٰۃ کی وصولیابی کے سلسلہ میں انہیں ایک کتاب لکھ کر دی جس کا مضمون یہ تھا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ زکوٰۃ کے فرائض ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین پر فرض کئے ہیں اور یہ وہ فرائض ہیں جن کا حکم اللہ نے اپنے رسُولؐ کو دیا تھا۔ مُسلمین میں سے جس شخص سے اس تحریر کے مُطابق زکوٰۃ مانگی جائے وہ زکوٰۃ دیدے اور جس شخص سے اس سے زیادہ مانگی جائے وہ زیادہ نہ دے۔

۲۴ اُونٹوں اور اس سے کم میں ہر پانچ اُونٹوں پر ایک بکری دینا فرض ہے۔ جب ۲۵ اُونٹ ہوجائیں تو ۳۵ تک ایک ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں لی جائے گی جو دوسرے سال میں لگ چکی ہو۔ جب ۳۶ اُونٹ ہوجائیں تو ۴۵ تک ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں لی جائے گی جو تیسرے سال میں لگ چکی ہو۔ جب ۴۶ اُونٹ ہوجائیں تو ۶۰ تک ایک ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں لی جائے گی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو اور نر کی جفتی کے قابل ہو۔ ۶۱ سے ۷۵ تک ایسی اونٹنی لی جائیگی جو پانچویں سال میں لگ چکی ہو۔ ۷۶ سے ۹۰ تک ایسی دو اُونٹنیاں لی جائیں گی جو تیسرے سال میں لگ چکی ہوں۔ پھر ۹۱ سے ۱۲۰ تک ایسی دو اُونٹنیاں لی جائیں گی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہوں اور نر کی جفتی کے قابل ہوں۔ جب ۱۲۰ سے زیادہ ہوجائیں تو (جتنی زیادہ ہوں ان میں سے) ہر چالیس پر ایک اُونٹنی جو تیسرے سال میں لگ چکی ہو اور ہر پچاس پر ایک اونٹنی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو۔ جس کے پاس صرف چار اُونٹ ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، اگر مالک دینا چاہے تو (اپنی طرف سے) دیدے البتّہ جب پانچ اونٹ ہوں تو پھر اُن میں ایک بکری فرض ہے۔

بکریوں کی زکوٰۃ یہ ہے کہ جب چرنے والی بکریوں کی تعداد چالیس ہوجائے تو ۱۲۰ تک ایک بکری فرض ہے۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں فرض ہیں۔ ۲۰۱ سے ۳۰۰ تک تین بکریاں فرض ہیں۔ جب ۳۰۰ سے زیادہ ہوجائیں تو (جتنی زیادہ ہوں ان میں سے) ہر سَو میں ایک بکری فرض ہے۔ اگر بکریوں کی تعداد چالیس سے کم ہو تو ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں، اگر مالک دینا چاہے تو دیدے۔

چاندی میں چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔ اگر کسی کے پاس صرف ۱۹۰ درہم ہوں تو اُن میں کوئی زکوٰۃ نہیں اگر مالک دینا چاہے تو دیدے۔

اگر کسی پر ایسی اُونٹنی زکوٰۃ میں دینا فرض ہو جو پانچویں سَال میں لگ چکی ہو لیکن اُس کے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو تو اس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو چوتھے برس میں لگ چکی ہو اور اُس کے ساتھ دو بکریاں اگر میسّر ہوں ورنہ ۲۰ درہم لے لئے جائیں گے۔ جس شخص پر ایسی اونٹنی فرض ہو جو چوتھے سَال میں لگ چکی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو تو اس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو پانچ سال میں لگ چکی ہو اور عامل اُسے ۲۰ درہم یا دو بکریاں دیدیگا۔ جس شخص پر ایسی اونٹنی فرض ہو جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو لیکن (اس کے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو البتّہ) اُس کے پاس ایسی اونٹنی ہو جو تیسرے سَال میں لگ چکی ہو تو وہی اس سے لے لی جائے گی اور اُس کے ساتھ دو بکریاں یا ۲۰ درہم اور لئے جائیں گے اور جس پر ایسی اونٹنی فرض ہو جو تیسرے سَال میں لگ چکی ہو (لیکن اس کے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو تو) اُس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو اور عامل اُسے ۲۰ درہم یا دو بکریاں دیگا۔ اسی طرح اگر کسی پر تیسرے سَال والی اونٹنی فرض ہو اور

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ و کتاب الفضائل باب من فضائل امّ ایمنؓ عن انسؓ۔

وہ اس کے پاس نہ ہو تو اُس سے ایسی اونٹنی لے لی جائے گی جو دوسرے سال میں لگ چکی ہو اور اس کے ساتھ اسے ۲۰ درہم یا دو بکریاں اور دینی ہوں گی۔ زکوٰۃ میں بوڑھی بکری نہ دیجائے نہ عیب دار بکری دیجائے۔ نہ بکرا دیا جائے۔ اگر عامل لینا چاہے تو لے سکتا ہے[1]

کتاب کا مضمون جہاں ختم ہوا وہاں حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر لگا دی[2]

حضرت فاطمہؓ کی وفات اور حضرت علیؓ کا بیعت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع نہ دی اور خود ہی نمازِ جنازہ پڑھا کر رات کے وقت انہیں دفن کر دیا۔

حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کے چہروں میں خفگی کے آثار دیکھے کیونکہ انہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی (حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں ان کی تیمارداری کی وجہ سے لوگوں نے ان کو معذور سمجھا تھا لیکن اب یہ بات لوگوں کو ناگوار تھی) لہٰذا حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے صلح و صفائی اور بیعت کرنے کی خواہش کی (تاکہ لوگوں کی ناراضگی کا سبب ختم ہو جائے) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہلوایا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور اپنے ساتھ کسی کو نہ لائیں (غالباً) اس خیال سے کہ حضرت عمرؓ نہ آئیں (تاکہ تنہائی میں بے تکلفی سے بات ہو سکے) حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "واللہ آپ اُن کے پاس اکیلے نہ جائیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "مجھے ان سے کیا خطرہ ہے؟ میں تنہا ہی جاؤں گا"۔ غرض یہ کہ حضرت ابوبکرؓ اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ نے تشہّد پڑھا، پھر فرمایا "یقیناً ہم آپ کی فضیلت اور جو کچھ (بزرگی) اللہ نے آپ کو عطا کی ہے اُسے پہچانتے ہیں اور جو خیر (یعنی خلافت وغیرہ) اللہ نے آپ کو دی ہے اُس پر آپ سے حسد نہیں کرتے لیکن (ہمیں اس بات کا ملال ہے کہ) آپ اس (مال کے) معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہم سے مشورہ تک نہیں لیتے) حالانکہ ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے اس میں ہمارا بھی حصّہ ہے (حصّہ اگر نہیں مل سکتا تھا تو مشورہ ہی میں ہمیں شریک کر لیا جاتا)"۔ حضرت علیؓ کی ان باتوں پر حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے بات ختم کی تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کے جواب میں فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت (سے حُسنِ سلوک) مجھے اپنی قرابت کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے، اور جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان اس مال کے معاملہ میں اختلاف ہوا (تو بات یہ ہے کہ) میں اس سلسلہ میں جہاں تک کہ نیکی و بھلائی کرنے کا تعلّق ہے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا اور نہ میں اس معاملہ میں اُس سُنّت کو چھوڑتا ہوں جس سُنّت پر کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمل کرتے دیکھا ہے (کیونکہ سُنّت کی پیروی مشورہ سے بے نیاز ہے لہٰذا ملال کی کوئی وجہ نہیں ہے)" حضرت ابوبکرؓ کی اس وضاحت کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا "میں (آج) زوال کے بعد (تمام لوگوں کی موجودگی میں) بیعت کر لوں گا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تشہّد پڑھا۔ پھر حضرت علیؓ کی کیفیت، بیعت کرنے میں تاخیر اور اُن کی معذرت بیان کی۔ پھر حضرت علیؓ نے (تقریر کی) تشہّد پڑھا، مغفرت کی دُعا کی اور حضرت ابوبکرؓ کی عظمت بیان کی، پھر فرمایا "بیعت کرنے میں اس وجہ سے دیر نہیں ہوئی کہ ہمیں ابوبکرؓ سے اس معاملہ میں کسی قسم کا حسد تھا اور نہ اس وجہ سے کہ ہمیں ان کی فضیلت کا جو اللہ نے انہیں عطا فرمائی ہے انکار تھا، البتہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ فی ابواب عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس (ترکہ) میں ہم اپنے کو حصّہ دار سمجھتے تھے، ابوبکرؓ جب اس (ترکہ کے) معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہمیں مشورہ میں بھی شریک نہیں کیا تو ہمیں ملال تھا)۔" حضرت علیؓ کی اس تقریر (اور بیعت) کے بعد تمام مسلمین ان سے خوش ہو گئے۔ سب نے کہا "تم صحیح بات کو پہنچ گئے۔" الغرض اس نیک کام کی طرف رجوع کرنے کے بعد تمام مسلمین ان سے (حسبِ سابق) محبّت کرنے لگے [1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :-

(۱) حضرت علیؓ نے ملال کی وجہ سے بیعت میں دیر کی۔

(۲) حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے نہ کسی قسم کا بغض تھا نہ حسد۔

(۳) حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کے معترف تھے۔

(۴) حضرت علیؓ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے، انہوں نے اس پر غاصبانہ قبضہ نہیں کیا ہے۔

(۵) حضرت ابوبکرؓ اور تمام صحابۂ کرامؓ قرابتِ رسولؐ کا کتنا احترام کرتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ سے خفا نہیں ہوئے بلکہ ان کی قدر و منزلت کرتے رہے۔

(۶) معروف کے خلاف کام کرنے کو صحابۂ کرامؓ اچھا نہیں سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے ناخوش رہنے لگے۔

(۷) حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ سے کسی قسم کا خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے۔

(۸) حضرت علیؓ کے ملال اور اس کے تذکرہ سے حضرت ابوبکرؓ رونے لگے، گویا وہ حضرت علیؓ کے ملال کو اپنا ملال سمجھتے تھے۔

(۹) حضرت علیؓ اپنے کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے تھے۔ اس معاملہ میں انہوں نے نہ کوئی شکایت کی نہ حسد کیا، ان کا ملال صرف اموال کی حد تک تھا اور بس۔

(۱۰) حضرت ابوبکرؓ سختی کے ساتھ سُنّت کی پیروی کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اُن کے اس دعویٰ پر کوئی ردّ و قدح نہیں کی نہ اموال کے خرچ کے سلسلہ میں کوئی اعتراض کیا۔

(۱۱) حضرت علیؓ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی اور اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔

(۱۲) تمام مسلمین نے ان کے عذر کو قبول کر لیا اور پھر بدستور محبّت کرنے لگے۔

کتنے اچھے تھے یہ لوگ جن کے کردار کی ایک جھلک اس واقعہ سے ظاہر ہو رہی ہے، کتنے اچھے ہیں وہ نتائج جو اس واقعہ سے برآمد ہوتے ہیں لیکن افسوس، دشمنانِ اسلام اسی واقعہ سے وہ چیزیں اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اس میں کہیں نہیں دکھائی دیتیں۔ حضرت علیؓ کو غلط فہمی کی بناء پر جو عارضی ملال تھا وہ دور ہو گیا، ان کے دل بالکل صاف ہو گئے۔ وہ ایکدوسرے کی فضیلت کے معترف تھے لیکن وائے افسوس دشمنانِ اسلام اب بھی یہی کہے جا رہے ہیں کہ وہ ایکدوسرے کے دشمن تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت فاطمہؓ کے انتقال کی خبر نہ کی۔ اس بات کو بھی بعض لوگوں نے نمک مرچ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔

لگاکر بیان کیا ہے، حالانکہ یہ کوئی عجیب بات نہ تھی۔ شادیاں ہوجاتی تھیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع نہ ہوتی تھی۔ ایسا بھی واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص کی وفات ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس کی مَوت کی اطلاع نہیں دی گئی اور رات ہی کو اُسے دفن کر دیا گیا۔ اِس قسم کے اور بھی کئی واقعات ہیں جن کو بغیر کسی رنگ آمیزی کے بیان کیا جاتا ہے۔ رات کا وقت تھا، حضرت ابوبکرؓ اکثر مقام سُنح میں جو مدینہ کے بالائی حصّہ میں واقع تھا رہا کرتے تھے، ہوسکتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا ہو اور قریب قریب کے لوگوں کی معیّت میں تدفین کا کام سرانجام دیدیا ہو۔[1]

مقدّس جنگیں | مقدس جنگوں کا سلسلہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے جاری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں واضح ہدایتیں نازل فرمائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا (اے مؤمنو!)

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُونَ ۝ (۹/۲۹)

اُن اہلِ کتاب سے جنگ کرو جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اُسکے رسُولؐ نے حرام کر دی ہیں اور نہ وہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں۔ (اور اُس وقت تک جنگ کرتے رہو) جب تک وہ ماتحت ہوکر جزیہ نہ ادا کریں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ (۹/۱۲۳)

اے ایمان والو! اپنے پڑوسی کافروں سے جنگ کرو اور ہونا یہ چاہیئے کہ کافر تم میں سختی (یعنی قوّت و شجاعت) محسُوس کریں اور (اے مؤمنو!) یہ سمجھ لو کہ اللہ متّقیوں کے ساتھ ہے (کسی قسم کی زیادتی نہ کرو اس لئے کہ یہ تقوے کے خلاف ہے)

اسلامی حکومت یا خلافتِ راشدہ ایک اصولی حکومت ہوتی ہے، ایک تحریک ہوتی ہے۔ اُس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی حکومت نہ صرف یہ کہ خود تسلیم کرے بلکہ دوسروں سے بھی تسلیم کرائے۔ اور اگر کوئی شخص یا ریاست اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت تسلیم کرنے سے انکار کرے تو اُسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آزاد رہے، خود مختار اور باعزّت رہے اور جو چاہے کرے۔ عزّت کا تعلّق ایمان باللہ کے ساتھ ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت پر ایمان نہیں رکھتا وہ کسی عزّت کا مستحق نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے قوانین کا احترام نہیں کرتا وہ اپنا احترام کھو بیٹھتا ہے۔ پھر اس کے لئے یہی لازمی ہے کہ وہ اپنی کمتری تسلیم کرے، حکومتِ الٰہیّہ کو برتر سمجھے اور اُس کے عملی ثبوت کیلئے حکومتِ الٰہیّہ کو جزیہ ادا کرے، اگر وہ یہ نہیں کرتا تو پھر اسلامی تحریک اپنی ترقی و ترویج کی خاطر، حکومتِ الٰہیّہ کے دفاع، بقاء و تحفّظ کی خاطر راستہ میں آنے والی تمام رکاوٹوں اور خطرات کو صاف کرتی ہے اور یہیں سے جہاد کا آغاز ہوتا ہے۔

یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مندرجہ بالا احکامِ الٰہی کی تعمیل میں پڑوسی حکومت سے

---

[1] یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے پردہ کی وصیّت کر دی تھی لہٰذا حضرت علیؓ نے اس وصیّت پر عمل کرتے ہوئے رات ہی کو دفن کر دیا اور تمام لوگوں کو اطلاع نہ دی (فتح الباری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

سب سے پہلی جنگ مُوتہ کے مقام پر لڑی۔ دوسری مرتبہ اسی پڑوسی مُلک سے جنگ کرنے کیلئے آپؐ تبوک روانہ ہوئے پھر تیسری مرتبہ اُسی جنگ کو جاری رکھنے کیلئے آپؐ نے وفات سے چند دن پہلے جیش اُسامہؓ تیار کیا۔ جہادوں کا یہی وہ سلسلۂ زرّیں ہے جو دورِ خلافت میں جاری رہا اور جس کے نتیجہ میں قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے تختے الٹ دئے گئے۔ ان خزانوں کا مال و دولت مسلمین کے قبضہ میں آیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پُورا ہوا جو اس نے جماعت المسلمین سے کئی سال پہلے کیا تھا اور ایسے وقت میں کیا تھا کہ اس وقت اس قسم کا وعدہ پُورا ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ فَلِلّٰہِ الحمد۔

جنگ روم (جنگ یرموک[1]) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رومیوں سے جنگ کیلئے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

یرموک کے مقام پر جنگ شروع ہوئی۔ دورانِ جنگ صحابہؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا "آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔" حضرت زبیرؓ نے کہا "میں حملہ کروں گا تو تم میرا ساتھ نہ دے سکو گے۔" انہوں نے کہا "ہم ایسا نہیں کریں گے۔" الغرض حضرت زبیرؓ نے حملہ کیا اور کُفّار کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل گئے، کوئی اُن کا ساتھ نہ دے سکا۔ پھر وہ واپس ہوئے اور کُفّار کی طرف مُنہ کیا تو کُفّار نے اُن کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اُن کے شانہ پر دو ضربیں ماریں۔ ان دونوں ضربوں کے نشان کندھوں پر باقی رہ گئے۔ ان دونوں ضربوں کے درمیان وہ ضرب تھی جو جنگِ بدر میں لگی تھی۔ اُن کے بیٹے عروہؓ کہتے ہیں کہ بچپن میں مَیں ان ضربوں میں اُنگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا اس جنگ میں حضرت زبیرؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اُس وقت ان کی عمر (تقریباً) دس سال تھی۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں گھوڑے پر سوار کر کے ایک شخص کے سپرد کر دیا تھا۔

الغرض مسلمین کی فتح ہوئی اور کُفّار شکست کھا کر بھاگ گئے۔[1]

اسی جنگ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک غلام بھاگ کر رومیوں سے جا ملا تھا اور اُن کے ایک گھوڑے پر دشمن نے قبضہ کر لیا تھا۔ جب مسلمین کی فتح ہو گئی تو حضرت خالدؓ نے وہ غلام اور گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو واپس کر دیا۔[2]

حضرت ابوبکرؓ کی ایک عورت سے ملاقات اور نہی عن المنکر ایک دن حضرت ابوبکرؓ قبیلۂ اَحْمس کی ایک عورت کے ہاں جس کا نام زینب بنت مہاجر تھا تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتی۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ وہ بات کیوں نہیں کرتی۔ لوگوں نے بتایا کہ اُس نے خاموش رہ کر حج کرنے کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "بات کرو، یہ چیز جائز نہیں ہے۔ یہ جاہلیّت کے اعمال میں سے ایک عمل ہے۔" یہ سُن کر اُس عورت نے بات کی، اُس نے پوچھا "تم کون ہو؟" حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا "میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں"۔ اُس نے پوچھا "کون سے مہاجرین؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "قریش میں سے۔" اُس نے پوچھا "قریش کے کس قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "تم بہت سوال کرنے والی ہو۔ میں ابوبکرؓ ہوں۔" اُس نے پوچھا "جاہلیّت کے بعد یہ خیر جو اللہ نے بھیجی ہے اس پر ہم کب تک باقی رہیں گے۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "تم لوگ اس خیر پر اُس

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم عن ابن عمرؓ و مناقب زبیرؓ عن عروہؓ و کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب قتل ابی جہل۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم عن ابن عمرؓ۔ [1] یرموک شام کے ایک موضع کا نام ہے۔

وقت تک قائم رہو گے جب تک تمہارے امام اس پر قائم رہیں گے۔" اس نے پوچھا "امام سے کیا مراد ہے؟" حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "کیا تمہاری قوم میں رئیس اور شریف نہیں ہوتے تھے جن کے احکام کی اطاعت کیجاتی تھی" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "امام سے وہی لوگ مُراد ہیں جو لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں"۔ [1]

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات پیر کا دن تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئیں حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا "تم نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "تین سفید سحولی سُوتی کپڑوں میں جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ"۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا "رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "پیر کے دن"۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا "آج کونسا دن ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "آج پیر کا دن ہے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "آج رات سے پہلے مجھے اپنی موت کی توقّع ہے"۔ پھر اُنہوں نے اُس کپڑے کو دیکھا جو وہ پہنے ہوئے تھے اور جس میں اُن کی تیمارداری ہو رہی تھی۔ اس میں کچھ زعفران لگی ہوئی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "اس کپڑے کو دھو ڈالنا اور دو کپڑے اور لے کر مجھے ان کا کفن دے دینا"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا "یہ تو پُرانا کپڑا ہے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "نئے کپڑے کا بہ نسبت مُردے کے زندہ زیادہ حقدار ہے، یہ کفن تو یقیناً بوسیدہ ہونے کیلئے ہی ہے"۔ الغرض شام کو اُن کی وفات ہو گئی اور صبح ہونے سے پہلے وہ دفن کر دیئے گئے [2] وفات کے وقت اُن کی عمر ۶۳ سال کی تھی [3]

فضائلِ صدّیقؓ

(۱) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اپنی صحبت اور اپنی دولت سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکرؓ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے اگر اپنے ربّ کے علاوہ اپنی اُمّت میں سے میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی اخوّت اور محبّت (ہی کیا کم ہے) مسجد میں کھُلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے"۔ [4]

(۲) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنّت کے تمام دروازوں سے لوگوں کو بُلایا جائے گا۔ نمازی کو نماز کے دروازے سے، مجاہد کو جہاد کے دروازے سے، روزہ دار کو باب الرّیان سے، صدقہ دینے والوں کو باب الصّدقہ سے" حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، ہر دروازے سے بلانے کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہے جو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، اور میں اُمّید کرتا ہوں کہ ان میں سے تم بھی ہو گے"۔ [5]

(۳) ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد فرمایا "ایک شخص بیل کو ہانکتا ہوا لے جا رہا تھا کہ اثنائے سفر میں وہ اُس بیل پر سوار ہو گیا اور اُس کو مارا۔ بیل نے کہا ہم اس کام کیلئے نہیں پیدا کئے گئے، ہمیں تو کھیتی کیلئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایام الجاہلیۃ عن قیسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین عن عائشۃ صدیقہؓ و ابواب اُخریٰ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم سن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المساجد باب الخوخۃ والممر فی المسجد عن ابی سعیدؓ و کتاب المناقب و صحیح مسلم باب مناقب ابی بکرؓ عن ابن مسعودؓ و ابی سعیدؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح بخاری کتاب الصوم باب الرّیان عن ابی ہریرۃؓ و ابواب فضائل الصدیقؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [1] سحول یمن کے ایک قصبہ کا نام ہے۔

پیدا کیا گیا ہے۔" لوگوں نے کہا "سُبحان اللہ، بَیل بات کرتا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لاتے ہیں۔" آپؐ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا نام لیا حالانکہ وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "ایک شخص اپنی بکریوں کے پاس تھا کہ اسی اثناء میں ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری کو لے گیا۔ اُس شخص نے بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ بھیڑیے نے کہا درندوں کے دن کون ان کی نگرانی کرے گا جس دن سوائے میرے کوئی ان کا نگراں نہ ہوگا۔" لوگوں نے کہا "سُبحان اللہ، بھیڑیا بات کرتا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لاتے ہیں۔" [1]

یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کی قوتِ ایمانی اور صدّیقیت کی کتنی زبردست شہادت ہے، یقیناً وہ اس قابل تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد خلیفہ ہوتے۔

(۴) اصحابِ صفّہ میں سے تین آدمیوں کی دعوت کا ایک واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے حالات میں پہلے گذر چکا ہے۔ اُس موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تھا "تم سب سے بہتر ہو۔" [2]

(۵) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسُول بنا کر بھیجا، تم نے تکذیب کی، اور ابوبکرؓ نے تصدیق کی، پھر اپنی جان اور مال سے میری مدد کی، تو کیا تم میری خاطر میرے دوست کو (نہیں) چھوڑو گے" (یعنی میری خاطر اُسے کسی قسم کا رنج و صدمہ نہ پہنچاؤ) یہ فرمان سُننے کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ [3]

بھلا جو شخص نازک ترین دَور میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اپنی جان اور اپنے مال کو قربان کرے اُس کے ایمان میں بھی شبہ ہو سکتا ہے؟۔

(۶) مَردوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا "لوگوں میں آپؐ کا سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ"۔ پھر میں نے پُوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے والد" (یعنی ابوبکرؓ) [4]

حضرت ابوبکر حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کو "ہمارے سردار" کہا کرتے تھے اور سب سے بہتر خیال کرتے تھے۔ [5]

حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ کی منزلت حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سب سے بہتر کون شخص ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "ابوبکرؓ"۔ [6]

حضرت علیؓ ایک اور موقع پر حضرت ابوبکرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یقیناً ہم آپ کی فضیلت اور جو بزرگی اللہ نے آپ کو دی ہے اُس کے معترف ہیں اور جو خیر اللہ نے آپ کو دی ہے اُس پر آپ سے حسد نہیں کرتے۔" [7]

کتنے پُرخلوص ہیں یہ لوگ کہ ایک دوسرے کی فضیلت کے معترف ہیں۔ آپس میں کتنی محبّت و یگانگت ہے، نہ کوئی بغض ہے نہ عداوت، نہ حسد ہے نہ انکارِ فضیلت۔ دشمنانِ اسلام کچھ بھی کہیں، کچھ بھی لکھیں، ان کی تقریروں اور تحریروں کی ان ٹھوس دلائل و حقائق کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب بعد حدیث الغار عن ابی ہریرۃؓ ابواب فضائل الصدیقؓ و صحیح مسلم باب من فضائل ابی بکرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ۔ [3] صحیح بخاری فضائل الصدّیقؓ عن ابی درداءؓ۔ [4] صحیح بخاری باب فضائل الصدیقؓ عن عمروؓ و کتاب المغازی باب غزوۃ السلاسل۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم و کتاب المناقب باب مناقب بلالؓ۔ [6] صحیح بخاری باب فضائل الصدیق عن محمد بن علی۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث عن عائشۃ صدیقہؓ۔

آلِ ابوبکرؓ کی برکتیں | حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا کون معترف نہیں تھا، ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی حضرت اُسید بن حضیرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مخاطب کر کے کہا تھا "اے آلِ ابوبکرؓ، یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے" (یعنی آلِ ابوبکرؓ کے ذریعہ بہت سی برکتیں حاصل ہوئی ہیں) [1]

حضرت ابوبکرؓ کو جنّت کی بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ اریس کی منڈیر پر پیر لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت ابوموسیٰؓ آئے، اُنہوں نے سلام کیا اور واپس جاکر (باغ کے) دروازہ پر بیٹھ گئے اور دربانی کے فرائض انجام دینے لگے۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے پوچھا "کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "ابوبکرؓ"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "ٹھہریے"۔ یہ کہکر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ابوبکرؓ آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو اجازت دو اور جنّت کی بشارت دو"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "اندر آئیے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو جنّت کی بشارت دی ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ اندر آئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی داہنی جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے دو پیر اُسی طرح کُنویں میں لٹکا لئے جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لٹکا رکھے تھے۔ [2]

دربارِ رسالت سے صدّیقیّت کی سَنَد | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُحد پہاڑ پر چڑھے، آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے، پہاڑ ہلنے لگا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُحُد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدّیق اور دو شہید ہیں"۔ [3]

نبوّت کے بعد صدّیقیّت ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ بھلا جس شخص کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے صدّیقیّت کی سند ملی ہو اُس کے ایمان میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ ان کے ایمان میں شبہ کرنے والا مکذّبِ رسُولؐ ہی ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں۔

قربتِ نبوی | حضرت علیؓ فرماتے ہیں "میں اکثر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا کرتا تھا، آپؐ فرماتے تھے میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ میں نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ چلے"۔ [4]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے کس قدر پُرخلوص محبّت تھی، دشمنانِ اسلام نے اُس کو کیا سے کیا بنا دیا۔

جنّت کی دوبارہ بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "آج کون روزہ سے ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج جنازہ کے ساتھ کون گیا؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں نے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "آج بیمار کی عیادت کس نے کی؟" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میں نے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص میں یہ چیزیں جمع ہو گئیں وہ جنّت میں داخل ہو گیا"۔ [5]

حضرت ابوبکرؓ، حضرت انسؓ کی نظر میں | حضرت انسؓ کہتے ہیں "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے عمل جیسے عمل تو نہیں کئے لیکن کیونکہ میں ان لوگوں سے محبّت کرتا ہوں اس لئے اُمّید کرتا ہوں کہ (آخرت

---

[1] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن علیؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن ابی ہریرہؓ وباب من فضائل ابی بکرؓ۔

میں) ان کے ساتھ ہوں گا"۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماعِ صحابہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں "ہم، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں لوگوں کی فضیلت بیان کرتے تھے تو ہم سب سے افضل ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے، پھر عمرؓ کو، پھر عثمانؓ کو"۔[2]

حضرت ابوبکرؓ کا علم اور فقاہت

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات سے چند دن پہلے ایک خطبہ دیا، آپؐ نے فرمایا "بے شک اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا تھا کہ وہ خواہ اُس چیز کو پسند کرے جو اللہ کے پاس ہے یا دُنیا میں رہنا پسند کرے تو اس بندے نے اُس چیز کو پسند کر لیا جو اللہ کے پاس ہے"۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکر صدّیقؓ رونے لگے اور عرض کیا "آپؐ پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں"۔ لوگوں کو یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی، وہ کہنے لگے ان بزرگ کو دیکھو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو ایک بندے کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں۔ حضرت ابوسعید خُدریؓ فرماتے ہیں "میں نے بھی اپنے دل میں یہی سوچا کہ یہ بزرگوار کیوں رو رہے ہیں، اگر اللہ نے اپنے کسی بندے کو دُنیا اور اُس چیز میں جو اللہ کے پاس ہے اختیار دیا اور اُس نے اُس چیز کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے، ہم اُس وقت تو نہ سمجھ سکے کہ اس کا کیا مطلب ہے لیکن بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ) وہ بندے خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی تھے۔ ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ عالِم تھے (یہی وجہ ہے کہ وہ فوراً سمجھ گئے کہ اس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کی طرف اشارہ ہے)"۔[3]

حضرت ابوبکرؓ کے عادات و خصائل

حضرت ابوبکرؓ بہت نرم دل اور رقیق القلب تھے۔[4]

نماز بڑے انہماک سے پڑھتے، کسی طرف متوجّہ نہیں ہوتے تھے۔ نماز میں بہت روتے تھے۔[5]

اپنی غلطی تسلیم کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے کچھ جھگڑا ہو گیا تو فوراً اپنی غلطی تسلیم کر لی اور معافی مانگی، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بھی اپنی زیادتی کا اعتراف کیا۔[6] ایک مرتبہ اصحابِ صفّہ کی دعوت کے سلسلہ میں کھانا نہ کھانے پر قسم کھالی، پھر اپنی قسم کو توڑ دیا اور فرمایا یہ شیطانی قسم تھی۔

مہمانوں کا بڑا خیال رکھتے، اصحابِ صفّہ کی دعوت کے سلسلہ میں اپنے بیٹے کو خاص طور پر ہدایت کی، پھر جو کوتاہی بظاہر انہیں نظر آئی اس کوتاہی پر اپنے بیٹے پر سخت برہم ہوئے۔[7]

جب تک قسم کا کفّارہ نازل نہ ہوا اپنی قسم نہ توڑتے تھے لیکن جب قسم کا کفّارہ نازل ہو گیا تو کفّارہ دے کر قسم

---

[1] صحیح بخاری مناقب عمرؓ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام عن سہل بن سعدؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب فضائل الصدیق عن ابی درداءؓ۔ [7] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ باب السمر مع الاھل وباب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ۔

توڑ دیتے تھے۔ فرماتے تھے "جب میں کسی بات پر قسم کھالیتا ہوں، پھر اُس کے خلاف کرنا بہتر ہوتا ہے تو میں اللہ کی رخصت (یعنی کفّارہ) کو قبول کرتے ہوئے (قسم توڑ دیتا ہوں اور) وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔" [1]

احترامِ رسولؐ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بے حد احترام کرتے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکے، کہنے لگے "ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ شان نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے نماز پڑھائے"۔ (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے قدر بتاتے ہوئے ابو قحافہ کا بیٹا کہا، ابو بکرؓ نہ کہا) [2]

احترامِ رسُولؐ کی یہ شان واقعی صدّیق ہی کا حق ہے۔ ایسے شخص کے ایمان کا بھلا کیا ٹھکانہ ہے۔

بُرے کام سے نفرت، عید کے دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات | ایک دفعہ عید کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کیلئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس دن حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں مقیم تھے۔ جس وقت حضرت ابو بکرؓ گھر میں داخل ہوئے اُس وقت دو لڑکیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کپڑا اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے گھر میں داخل ہوتے ہی کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر میں یہ شیطانی باجے!" یہ کہکر اُن لڑکیوں کو دھمکایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُنہ کھول کر فرمایا "اے ابو بکرؓ! انہیں چھوڑ دو، ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے"۔ [3]

حضرت ابو بکرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کتنا ادب ملحوظ تھا اور منکر کو روکنے میں کتنے مستعد رہتے تھے۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

جہاد اور جنگی مہارت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپؐ نے متعدد مواقع پر حضرت ابو بکرؓ کو سپہ سالار بنایا اور ان کی امارت میں مسلمین کو فتح ہوتی رہی۔ [4]

خدمتِ رسُولؐ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کے بڑے شائق تھے۔ خدمت کر کے بہت خوش ہوتے تھے۔ سفرِ ہجرت کے بیان میں ایسے کئی واقعات لکھے جا چکے ہیں۔

اتّباعِ سُنّت | اتّباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے۔ ترکِ سُنّت کو گمراہی سمجھتے تھے۔ [5]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقرباء سے محبّت | حضرت ابو بکرؓ فرماتے تھے "محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی چاہتے ہو تو اُسے آپؐ کے اہلِ بیت میں تلاش کرو" (یعنی ازواجِ مطہّراتؓ اور دیگر اقارب سے محبّت کرو) [6]

ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رشتہ داروں سے صلۂ رحمی مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے"۔ [7]

ایک دن حضرت ابو بکرؓ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے چلے تو راستہ میں حضرت حسنؓ کو دیکھا کہ بچّوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے انہیں اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور فرمایا "میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں تم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مشابہ ہو۔ علیؓ کے مشابہ نہیں ہو"۔ حضرت ابو بکرؓ یہ فرما رہے تھے اور حضرت علیؓ ہنس رہے تھے۔ [8]

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپس میں کتنی محبّت کرتے تھے اور آپس میں کتنے بے تکلّف تھے، دشمنانِ اسلام نے کیا سے کیا بنا دیا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ 'لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم' عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام عن سہلؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب العیدین عن عائشۃ صدیقہؓ فی ابواب غیر واحد۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الفضیل عن سلمہؓ وصحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اسامۃ بن زیدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس کتاب المغازی غزوۃ خیبر وغیرہ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب قرابۃ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابن عمرؓ۔ [7] صحیح بخاری باب مناقب قرابۃ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عقبہ بن حارثؓ۔

تقویٰ | حضرت ابوبکرؓ تقوے کے لحاظ سے بہت بلند مقام پہ تھے۔ اُن کا ایک غلام تھا جو اُنہیں کچھ خراج دیا کرتا تھا، حضرت ابوبکرؓ اُس خراج میں سے کھالیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا، حضرت ابوبکرؓ نے اُس میں سے کچھ کھایا۔ غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز ہے۔ اُنہوں نے پوچھا کیا چیز ہے۔ غلام نے کہا ایّامِ جاہلیّت میں میں نے کہانت کی تھی (یعنی کسی کو آئندہ کی خبر دی تھی) حالانکہ میں کہانت اچھی طرح جانتا نہ تھا، میں نے تو اُسے دھوکا دیا تھا، اب وہ مجھ سے ملا اور اُس نے یہ چیز مجھے (بطورِ انعام) دی ہے اور اُسی چیز میں سے آپ نے کھایا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ (اپنے حلق میں) داخل کیا اور پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر کے نکال دیا۔[1]

حکمِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا | حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی۔ تہمت لگانے والوں میں حضرت مِسطحؓ بھی تھے جن کے اخراجات ابوبکرؓ برداشت کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بَری کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھالی کہ اب مِسطحؓ کو کچھ نہ دونگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اہلِ فضل کو ایسی قسم نہ کھانی چاہیئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فوراً حکمِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور مِسطحؓ کا وظیفہ پھر جاری کر دیا۔[2]

غیرت | ایک دن قبیلۂ بنو ہاشم کے چند آدمی حضرت ابوبکرؓ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے ہاں گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان آدمیوں کو دیکھا تو اُن کو یہ بات ناگوار گذری (کہ اُن کی بیوی کے پاس آدمی آئیں) پھر اُنہوں نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بیشک اللہ نے اسماءؓ کو ایسی باتوں سے بچا لیا ہے۔" پھر آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا آپؐ نے فرمایا "کوئی مَرد ایسی عورتوں کے پاس نہ جائے جن کے شوہر گھر پر موجود نہ ہوں جب تک اُس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور نہ ہوں۔"[3]

نفاق کا خوف اور اُس سے بیزاری | ایک دن حضرت ابوبکرؓ کی ملاقات حضرت حنظلہؓ سے ہوئی، حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے حنظلہؓ کیا حال ہے؟" حضرت حنظلہؓ نے کہا "حنظلہؓ منافق ہو گیا۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "سُبحان اللہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" اُنہوں نے کہا "جب ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ جنّت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، پھر جب ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے چلے آتے ہیں تو بیویوں، بچّوں اور مال میں پھنس جاتے ہیں اور بہت سی باتیں بھُول جاتے ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کیفیت تو ہماری بھی ہوتی ہے۔" الغرض دونوں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ حضرت حنظلہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، حنظلہؓ منافق ہو گیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا بات ہے؟" حضرت حنظلہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ جنّت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہیں، پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو بیویوں، بچّوں اور مال میں پھنس جاتے ہیں اور بہت سی باتیں بھُول جاتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہر وقت تمہاری وہی حالت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے اور ہر وقت (اُسی چیز کی) یاد رہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں پر تم سے سلام کریں اور مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہؓ کبھی یہ (کیفیّت) اور کبھی وہ (کیفیّت)"، آپؐ نے اس جملہ کو تین دفعہ دوہرایا (یعنی اتنا ہی کافی ہے کہ کبھی تمہاری یہ کیفیّت ہو اور کبھی وہ)[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایّام الجاھلیۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتابُ التوبۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ السلام باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ التوبۃ باب فضل دوام الذکر عن حنظلہؓ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرنا ایک دن حضرت عمرؓ اپنے بتوں کے پاس سو رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص گائے کا ایک بچہ لایا اور اُس کو ذبح کیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ایک شخص کے چیخنے کی آواز آئی اور وہ اس زور سے چیخا کہ اتنی سخت (اور زوردار) آواز میں نے کبھی نہیں سُنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا "اے دشمن، ایک عجیب بات ہے، ایک فصیح مرد ہے جو یہ کہتا ہے لاالٰہ الّااللہ"۔ یہ آواز سُن کر اور لوگ تو چلے گئے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کرلوں کہ اس (آواز) کی پشت پر کیا ہے۔ اُس شخص نے پھر اُسی طرح چیخ کر وہی الفاظ دوہرائے"۔ دوبارہ یہ آواز سُن کر میں کھڑا ہوا اور وہاں سے چلا آیا۔ پھر تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ یہ چرچا ہونے لگا کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہیں [1]

اس واقعہ کے بعد بھی حضرت عمرؓ نے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ اپنی بہن اور بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ کو اسلام لانے کی وجہ سے رسّیوں میں باندھ کر مارا کرتے تھے [2]

بہرحال اسلام کی صداقت نے اُن پر اثر کیا اور وہ مُسلم ہوگئے۔ اُن کا مُسلم ہونا تھا کہ کافروں نے ان کے مکان کو گھیر لیا اور کہنے لگے "عمرؓ بے دین ہوگیا"۔ حضرت عمرؓ ڈر کی وجہ سے گھر میں بیٹھے رہے (باہر نہ نکلے) اتنے میں عاص بن وائل سہمی آیا جو بنو سہم قبیلہ کا ایک فرد تھا۔ ایّامِ جاہلیّت میں یہ قبیلہ حضرت عمرؓ کے قبیلہ کا حلیف (دوست) تھا۔ عاص نے پوچھا "اے عمرؓ تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "تمہاری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مُسلم ہوگیا تو مجھے قتل کردیں گے"۔ عاص نے کہا "تم پر کوئی قابو نہیں پا سکتا، تم بے خوف رہو"۔ پھر عاص باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام وادی لوگوں سے پُر ہے۔ عاص نے پوچھا "تم کہاں جارہے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم ابن خطّاب کے پاس جارہے ہیں کیونکہ وہ بے دین ہوگیا ہے"۔ عاص نے کہا "میں ان کا حمایتی ہوں، کوئی ان پر قابو نہیں پا سکتا"۔ یہ سن کر سب لوگ چلے گئے۔ [3] حضرت عمرؓ (کے خلاف یہ شورش ہنگامی تھی۔ حضرت عمرؓ کا وہ کچھ نہ بگاڑ سکے بلکہ ہوا یہ کہ ان) کے اسلام لانے کے بعد سے اسلام کو غلبہ حاصل ہونا شروع ہوا۔ [4]

ہجرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت سے چند ماہ قبل بیس آدمیوں کی ایک جماعت نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی اس جماعت میں شامل تھے۔ [5]

اذان کیلئے مشورہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح بلایا جائے۔ کسی نے کچھ رائے دی اور کسی نے کچھ۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی مقرر کردیجئے جو اذان دے دیا کرے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "اُٹھو اور اذان دو"۔ [6]

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن سعید بن زیدؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن عمرؓ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن مسعودؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عن براءؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب الاذان و صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب بدء الاذان عن عمرؓ و انسؓ۔

جنگ بدر میں شرکت جب جنگِ بدر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے مشورہ لیا تو حضرت ابو بکرؓ کے بعد سب سے پہلے آپ ہی نے اپنی جاں نثاری کا یقین دلایا تھا۔[1]

الغرض حضرت عمرؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے ہی بدر میں قتل ہونے والے کافروں کے گرنے کے مقامات بتادئے تھے، آپؐ فرماتے تھے "انشاء اللہ کل یہاں فلاں شخص گرے گا۔" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپؐ نے جو حدود معیّن کر دی تھیں اُنہوں نے اُن سے تجاوز نہیں کیا۔ پھر وہ سب ایک کنویں میں ڈالدئے گئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے اور فرمایا "مجھ سے جو وعدہ میرے ربّ نے کیا تھا میں نے اُسے پالیا۔ کیا تمہیں بھی وہ چیز مل گئی جس کا وعدہ تم سے تمہارے ربّ نے کیا تھا۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپ بے روح جسموں سے بات کر رہے ہیں!" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم (اِس وقت) ان سے زیادہ میری بات کو نہیں سُن رہے، البتہ یہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔"[2]

اسیرانِ جنگِ بدر کے متعلق حضرت عمرؓ کا مشورہ۔ البغض فی اللہ کا مظاہرہ جنگِ بدر میں ستّر کافر قید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قیدیوں کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "فدیہ لیکر چھوڑ دیجئے، شاید اللہ انہیں اسلام کی توفیق دے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے خطّاب کے بیٹے تمہاری کیا رائے ہے؟" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "میری رائے تو یہ ہے کہ آپؐ انہیں ہمارے حوالہ کر دیں تاکہ ہم ان کی گردن اُڑا دیں، عقیل کو علیؓ کے حوالہ کیجئے، میرے فلاں عزیز کو میرے حوالہ کیجئے تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں کیونکہ یہ لوگ کفر کے مہرے اور سردار ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لیکر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

دوسرے دن حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ کیوں رو رہے ہیں، اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی روؤنگا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی بنالوں گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس واقعہ کی وجہ سے رو رہا ہوں جو فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا" (یعنی فدیہ لینا اللہ کو ناپسند ہوا اور اللہ تعالیٰ نے خفگی کا اظہار کیا)[3]

حضرت حفصہؓ کا نکاح حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ سے کر دیا تھا۔ جنگِ بدر کے بعد مدینہ منوّرہ میں حضرت خنیسؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کو حضرت حفصہؓ کی شادی کی فکر ہوئی۔ اُنہوں نے حضرت حفصہؓ کو حضرت عثمانؓ پر پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "میں غور کروں گا۔" حضرت عمرؓ نے کچھ دن انتظار کیا، پھر حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہؓ کا نکاح آپ سے کر دوں، حضرت ابو بکرؓ خاموش ہوگئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس خاموشی سے حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کے جواب سے زیادہ صدمہ ہوا۔ کچھ ہی دن گذرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے (فوراً) حضرت حفصہؓ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت ابو بکرؓ ملے، کہنے لگے، تم مجھ سے خفا ہوگئے ہوگے اس لئے کہ میں نے کوئی جواب نہیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر [2] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب قتل ابی جہل و صحیح مسلم کتاب الجنۃ والنار عن عمرؓ (اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ان کافروں کو سنا دیں) [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملئکۃ عن عمرؓ۔

دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں نے اس لئے جواب نہیں دیا تھا کہ مجھے علم تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور میں آپؐ کے راز کو ظاہر نہ کر سکتا تھا (اِس لئے میں نے کوئی جواب نہیں دیا) ہاں اگر آپؐ ارادہ ترک کر دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا"۔ [1]

وفدِ بنو تمیم کی آمد | قبیلۂ بنو تمیم کا ایک وفد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر قعقاعؓ کو امیر بنا دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ان پر اقرعؓ کو امیر بنا دیجئے (تو زیادہ مناسب ہے) حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم نے میری مخالفت میں یہ مشورہ دیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میری قطعًا یہ نیّت نہیں تھی"۔ دونوں بحث کرنے لگے اور آوازیں کچھ بلند ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فورًا تنبیہ کی۔ فرمایا "اے ایمان والو، اللہ اور رسُولؐ سے آگے نہ بڑھو (یعنی بغیر مشورہ طلب کئے مشورہ نہ دو) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے، اور اے ایمان والو، نبیؐ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایکدوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح ان کے روبرو بلند آواز سے بات نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو"۔ (حجرات ۲) ان آیات کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات کرتے تو اس قدر آہستہ بات کرتے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا۔ [2]

جنگِ اُحد میں شرکت | حضرت عمرؓ جنگِ اُحد میں شریک تھے جنگ کے بعد ابوسفیانؓ (جو اُس وقت کافر تھے) پہاڑی پر چڑھے اور پوچھا "کیا اس قوم میں محمدؐ موجود ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو جواب نہ دو"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "کیا ابوبکرؓ ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جواب نہ دو"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "کیا عمرؓ ہیں؟" پھر خود ہی کہنے لگے "یہ سب قتل ہو گئے" (اس موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب دینے کی ممانعت نہیں کی تو) حضرت عمرؓ نے بے ساختہ کہا "اے اللہ کے دشمن تو غلط کہتا ہے اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے"۔ [3]

پردہ کا مشورہ | تقریبًا اسی زمانہ میں حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "کاش آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کو پردہ کا حکم دیدیتے اس لئے کہ آپؐ کے ہاں اچھے اور بُرے سب ہی قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں"۔ [4]

حضرت عمرؓ اس طرح بار بار پردہ کیلئے مشورہ دیتے رہے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ کا حکم نہیں دیا (آپؐ وحی الٰہی کا انتظار کرتے رہے) ازواجِ مطہراتؓ رات کے وقت بستی کے باہر قضائے حاجت کیلئے جایا کرتی تھیں، ایک رات کو ایسا ہوا کہ زوجۂ مطہرہؓ حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ قضائے حاجت کیلئے نکلیں، وہ دراز قامت تھیں لہٰذا حضرت عمرؓ نے انہیں پہچان لیا اور اُنہیں مخاطب کر کے کہا "اے سودہؓ ہم نے تمہیں پہچان لیا"۔ یہ بات اُنہوں نے اس لئے کہی کہ انہیں اس بات کی خواہش تھی کہ کسی طرح پردہ کا حکم نازل ہو جائے۔ [5]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ناموس کا بہت زیادہ احترام ملحوظ تھا۔

حضرت جابرؓ کا قرضہ | حضرت جابرؓ پر بہت قرضہ تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی برکت سے معجزانہ طور پر پُورا قرضہ ادا ہو گیا اور حضرت جابرؓ کیلئے بھی بہت سا (مال) بچ گیا۔ حضرت جابرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر عن ابنِ عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الحجرات) عن ابن زبیرؓ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن براءؓ وکتاب الجہاد ما یکرہ من التنازع۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الاحزاب) [5] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب عن عائشۃ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتاب السلام۔

بات کی اطلاع دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابنِ خطّابؓ کو بھی اطلاع کر دو"۔ حضرت جابرؓ نے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں تمہارے ہاں) جا رہے تھے میں تو اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اب (تمہارے) اُس (مال) میں ضرور برکت ہوگی (اور تمہارا قرضہ ادا ہو جائے گا)"[1]

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں تلخ کلامی ایک دن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جلدی میں حضرت عمرؓ کو بُرا بھلا کہہ ڈالا، بعد میں نادم ہوئے اور حضرت عمرؓ کے گھر پہنچے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے معافی مانگی لیکن حضرت عمرؓ نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ وہاں سے سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ نے سلام کیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تمہیں معاف کرے"۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی نادم ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ یہ سُن کر وہ بھی سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نے اُنہیں دیکھا تو آپؐ) کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ ڈر گئے اور اپنے دونوں گھٹنوں کے بَل بیٹھ کر عرض کیا "اللہ کی قسم اے اللہ کے رسُولؐ، میری ہی زیادتی تھی"۔ دو دفعہ اُنہوں نے یہی جملہ دوہرایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا، تم لوگوں نے جُھٹلایا اور صرف ابوبکرؓ نے تصدیق کی۔ انہوں نے اپنی جان اور مال سے میری مدد کی، تو کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میری ہی خاطر میرے دوست کو چھوڑ دو (اُسے کسی قسم کا رنج نہ پہنچاؤ)" دو مرتبہ آپؐ نے یہی فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو نہیں ستایا۔[2]

احترامِ رسُولؐ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ اپنی بیوی پر چِلّائے۔ بیوی نے اُنہیں سخت جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کو یہ بات ناگوار گُذری، بیوی نے کہا "تم کو میرا جواب دینا کیوں ناگوار گُذرا، نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویاں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیدیتی ہیں اور بعض ان میں سے دن بھر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات نہیں کرتیں"۔ حضرت عمرؓ یہ سُنکر ڈر گئے، کہنے لگے جس نے ایسا کیا وہ سخت خسارہ میں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے کپڑے پہنے اور اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے فرمایا "اے حفصہؓ، کیا تم میں سے کوئی دن دن بھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ناراض رکھتی ہے"۔ حضرت حفصہؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تو وہ خسارہ میں رہے گی اور نامُراد ہوگی۔ کیا اُسے یہ ڈر نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور وہ ہلاک و برباد ہو جائے گی۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ بات نہ کیا کرو، نہ کسی بات میں اُلٹ کر جواب دیا کرو، نہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ترکِ کلام کیا کرو۔ کچھ تمہیں ضرورت ہوا کرے مجھ سے مانگ لیا کرو، اور دیکھو تم دھوکے میں نہ آجانا کیونکہ تمہاری پڑوسن (یعنی عائشہؓ) تم سے زیادہ حسین اور تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب ہیں (کہیں ان کی طرح تم بھی ناز کرنے لگو)"۔

حضرت حفصہؓ کو نصیحت کرنے کے بعد حضرت عمرؓ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس گئے۔ وہ حضرت عمرؓ کی رشتہ دار تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے بھی اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے فرمایا "تم ہر معاملہ میں دخل دیتے ہو اور اب یہ چاہتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب اذا قاصّ فی الدَّین ثمراً عن جابرؓ۔

[2] صحیح بخاری باب مناقب الصدیق عن ابی الدرداءؓ

ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواجؓ کے معاملہ میں بھی دخل دو۔" حضرت عمرؓ کو ان کی اس بات سے اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ ان کو نصیحت نہ کر سکے اور واپس چلے آئے [1]

واقعۂ ایلاءؔ پر حضرت عمرؓ کی پریشانی ایک دن ایسا ہوا کہ ازواجِ مطہراتؓ نے جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرچ کا مطالبہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مطالبہ کو ناپسند فرمایا اور خفگی کا اظہار کیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی (پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ آپؐ کے گرد غمگین اور خاموش بیٹھی ہوئی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا میں کوئی ایسی بات کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائیں۔ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کاش آپؐ خارجہ کی بیٹی (یعنی میری بیوی) کو دیکھتے کہ اگر وہ مجھ سے خرچ کا مطالبہ کرتی تو میں کھڑے ہو کر اس کا گلا گھونٹتا۔" یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا "یہ سب میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ اُٹھے اور حضرت عائشہؓ کا گلا گھونٹنے لگے۔ حضرت عمرؓ اُٹھے اور حضرت حفصہؓ کا گلا گھونٹنے لگے۔ وہ دونوں کہنے لگیں "ہم وہ چیز آپؐ سے کبھی نہ مانگیں گے جو آپؐ کے پاس نہ ہو۔" (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے جانے کے بعد) ازواجِ مطہراتؓ کے اس مطالبہ پر ناراض ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اُن کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔

حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم کھانے کی خبر نہ ہوئی۔ وہ مدینہ کی بلندی پر بنو اُمیّہ بن زید کے محلّہ میں رہتے تھے۔ ایک انصاری اُن کے پڑوسی تھے۔ حضرت عمرؓ اور وہ انصاری باری باری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے۔ جس دن حضرت عمرؓ آتے تو اُس دن کی تمام خبریں وہ انصاریؓ کو سنا دیا کرتے اور جس دن وہ انصاری آتے تو اُس دن کی تمام خبریں وہ واپس جا کر حضرت عمرؓ کو سُنا دیتے۔

ان دنوں میں مدینہ منوّرہ میں اکثر اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ غسّان (امیرِ شام) مسلمین سے جنگ کی تیّاری کر رہا ہے (ہر وقت حملہ کا خطرہ لگا ہوا تھا) ایک دن ایسا ہوا کہ وہ انصاری اپنی باری کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، رات کو جب وہ لَوٹ کر آئے تو حضرت عمرؓ کے دروازہ کو بڑے زور سے کھٹکھٹایا اور کہا "کیا وہ سو رہے ہیں۔" حضرت عمرؓ (ان کی اس بات سے ڈر گئے) باہر نکلے تو انصاری نے کہا "ایک بڑا حادثہ ہو گیا۔" حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا غسّان آ گیا۔" اُنہوں نے کہا "اس سے بھی بڑا حادثہ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجؓ کو طلاق دے دی۔" یہ سُنتے ہی حضرت عمرؓ نے کہا "حفصہؓ نقصان میں رہی اور نامراد ہو گئی، میں تو پہلے ہی سمجھ رہا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا۔"

صبح کو حضرت عمرؓ کپڑے وغیرہ پہن کر گھر سے روانہ ہوئے اور فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ حجروں کی طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھر میں رونا ہو رہا ہے اور ہر بیوی کے گھر والے اُس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ پردہ کے احکام ابھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ عن عمرؓ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ وباب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امرأۃ ..... عن عائشۃ صدیقہؓ وباب الایلاء عن عائشۃؓ وعمرؓ (خط کشیدہ الفاظ طرف صحیح مسلم میں ہیں صحیح مسلم میں کتاب الطلاق دو جگہ ہے) [2] بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کو ایلاء کہتے ہیں۔

تک نازل نہیں ہوئے تھے، لہٰذا حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کے گھر گئے اور اُن سے کہا "اے صدیقؓ کی بیٹی، تمہارا یہ کیا حال ہوگیا ہے کہ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذاء دینے لگی ہو۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "تم کو مجھ سے اور مجھ کو تم سے کیا مطلب، تم اپنی گھٹڑی (یعنی اپنی بیٹی) کی خبر لو۔" وہاں سے حضرت عمرؓ سیدھے حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت حفصہؓ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم کیوں رو رہی ہو، کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نامناسب بات نہ کہنا) اللہ کی قسم تم جانتی ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تم سے (زیادہ) محبت نہیں کرتے، اور اگر میں نہ ہوتا تو ابھی تک تم کو طلاق دے چکے ہوتے۔ اچھا بتاؤ کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں طلاق دیدی ہے؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "مجھے نہیں معلوم"۔ یہ کہکر وہ زار و قطار رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس وقت کہاں ہیں؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "آپؐ اپنے بالاخانہ میں ہیں"۔ حضرت عمرؓ وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ کچھ دیر ان لوگوں کے پاس بیٹھے، پھر ان کی بے چینی نے ان پر غلبہ کیا تو اُنہوں نے سوچا کہ اس معاملہ کی تحقیق کریں۔ وہ بالاخانہ پر چڑھے، بالاخانہ کی چوکھٹ پر ایک حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا میرے لئے اجازت لو۔ وہ اندر گیا۔ اجازت طلب کی، لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ دیر بعد غلام نے آکر حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ واپس آکر منبر کے پاس بیٹھ گئے۔ اُن کی بے چینی نے پھر غلبہ کیا۔ وہ پھر گئے اجازت طلب کی لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ پھر منبر کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ اُن کی بے چینی نے پھر غلبہ کیا اور وہ پھر بالاخانہ پر چڑھے۔ اس مرتبہ بھی اجازت نہیں ملی۔ حضرت عمرؓ نے ذرا بلند آواز سے کہا "شاید رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خیال ہے کہ میں حفصہؓ کیلئے (سفارش کرنے) آیا ہوں، اللہ کی قسم اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی گردن مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن ماردوں۔" یہ کہہ کر وہ واپس روانہ ہوئے ہی تھے کہ یکایک غلام نے آواز دی، غلام نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو اجازت دیدی"۔ حضرت عمرؓ اندر گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا تہ بند اچھی طرح لپیٹ لیا۔ اس تہ بند کے علاوہ آپؐ کے پاس کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔ (عُسرت کی وجہ سے عام طور پر صحابہؓ کی بھی یہی حالت تھی) آپؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چٹائی پر کوئی بستر وغیرہ نہیں تھا۔ آپؐ کے پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے، حضرت عمرؓ اندر پہنچے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چمڑے کے ایک تکیہ سے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے سلام کیا اور کھڑے کھڑے ہی عرض کیا "کیا آپؐ نے اپنی ازواجؓ کو طلاق دے دی؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نظر اُٹھا کر اُنہیں دیکھا اور فرمایا "نہیں، میں نے ایک مہینہ کیلئے ایلاء کیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ اکبر"۔ پھر کھڑے کھڑے ہی عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ کچھ دل بہلانے کی باتیں کروں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "ہم قریشی مرد، اپنی عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے، پھر ہم ایسے مَردوں کے پاس آئے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے حضرت عمرؓ نے کہا "آپؐ دیکھئے، میں حفصہؓ کے پاس گیا تھا اور میں نے اُن سے کہا تھا کہ کسی گھمنڈ میں نہ رہنا، تمہاری پڑوسن (یعنی عائشہؓ) تم سے زیادہ حسین اور تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت اُمّ سلمہؓ کا واقعہ سُنایا۔ اس کو سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے جب حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مُسکراتے دیکھا تو بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے نظر اُٹھا کر رسُولُ اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کو دیکھا، اُنہیں ایسی کوئی چیز دکھائی نہیں دی جو نظر کو روکتی سوائے تین کھالوں کچھ جَو کے اور کچھ پتّوں کے جو گھر کے ایک کونہ میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ عُسرت دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ رونے لگے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیوں روتے ہو؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیسے نہ روؤں، آپؐ اپنی اُمّت کیلئے فراخی کی دُعا کیجئے۔ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور یہ آپؐ کی کُل کائنات ہے، بازو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ فارس اور رُوم کے لوگ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں عیش کر رہے ہیں۔ ان کو خوب وسعت و فراخی دی گئی ہے، دُنیا کی کونسی نعمت ہے جو انہیں نہ ملی ہو حالانکہ وہ (خالص) اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا "اے ابنِ خطّابؓ! کیا تمہیں شک ہے کہ انہیں ان کے اعمال کی جزاء دنیوی زندگی میں دیدی گئی ہے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کیلئے دُنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے استغفار کیجئے"۔ اس کے بعد اُنہوں نے عرض کیا "آپؐ کو اپنی بیویوں کے متعلّق پریشانی کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپؐ انہیں طلاق دے دیں تو اللہ، اُس کے فرشتے، مَیں، ابوبکرؓ اور تمام مؤمن آپؐ کے ساتھ ہیں مسجد میں لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی، کیا میں انہیں مطلع کر دوں کہ آپؐ نے اُنہیں طلاق نہیں دی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو مطلع کر دو"۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر اور باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غصّہ بالکل زائل ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ وہاں سے روانہ ہوئے اور مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قسم کو ۲۹ دن ہو گئے تو حضرت عمرؓ اُن کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالاخانہ پر سے اُترے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "۲۹ دن ہوئے ہیں (ابھی مہینہ پُورا نہیں ہوا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے"۔ یہ کہہ کر آپؐ ازواجِ مطہّراتؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ [1]

جنگِ مُریسیع میں حضرت عمرؓ کی شرکت حضرت عمرؓ جنگِ مُریسیع میں شریک تھے۔ اسی جنگ میں عبداللہ بن اُبَی منافق نے کہا تھا کہ اب ہم مدینہ جانے کے بعد ان ذلیل لوگوں (یعنی مُسلمین) کو مدینہ سے نکالدیں گے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبَی کو بُلا کر پوچھا، اُس نے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے سُورۂ منافقون کی آیتیں نازل فرما کر اس منافق کی تکذیب کر دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا ہم اس خبیث کو قتل نہ کر دیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، لوگ چرچا کریں گے کہ وہ (یعنی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) اپنے صحابہ کو بھی قتل کر دیتے ہیں"۔ [2]

جنگِ خندق میں حضرت عمرؓ کی شرکت حضرت عمرؓ جنگِ خندق میں شریک ہوئے۔ ایک دن لڑائی میں اتنے مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز فوت ہو گئی (نمازِ خوف کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت عمرؓ کُفّارِ قریش کو بُرا بھلا کہتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مَیں بھی نہیں پڑھ سکا" پھر سب نے پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ عن عمرؓ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہٗ عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ ..... عن عائشۃ صدیقہؓ وباب الایلاء عن عمرؓ وعائشۃ صدیقہؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ینہٰی من دعوی الجاہلیۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ وعلیؓ وکتاب الصلوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التغلیظ فی تفویت العصر۔

صلح حُدَیبیہ ماہ ذوقعدہ ۶ھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عُمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ کُفّارِ مکّہ نے آپؐ کو مکّہ معظّمہ میں داخِل ہونے سے روکدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حُدیبیہ کے مقام پر فروکش ہوگئے۔ کُفّارِ مکّہ سے گُفت وشُنید کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو مکّہ معظّمہ روانہ کیا۔ ان کے جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین سے بیعت لی۔ پندرہ سَو آدمیوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کی۔ اس بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہیں۔ جس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیعت لینی شروع کی حضرت عمرؓ اپنی منزل میں تھے، انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کا رُخ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ہے (سب اُدھر ہی چلے جارہے ہیں) تو اُنہوں نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا معاملہ ہے، واپسی میں فلاں انصاری سے میرا گھوڑا بھی لیتے آنا۔ حضرت عبداللہ بن عُمرؓ خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیعت لے رہے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فوراً بیعت کرلی اور پھر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی۔ حضرت عمرؓ اُس وقت ہتھیار پہن رہے تھے (ہتھیار پہنکر) وہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے اور بیعت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیعت لیتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ کو سہارا دیا وہ اسی طرح سہارا دئے رہے یہاں تک سب نے بیعت کرلی۔

کُفّار کے نمائندے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گفت وشنید کیلئے آتے رہے۔ سب کے آخر میں سہیل آیا اُس کے آنے کے بعد مسلمین اور کافروں کے درمیان ایک صلح نامہ تحریر کیا گیا۔ منجملہ اور شرائط کے صلح نامہ میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ مسلمین اِس سال عمرہ نہ کریں بلکہ آئندہ سال کریں اور یہ کہ اہلِ مکّہ میں سے اگر کوئی مرد مسلم ہوکر مدینہ منوّرہ چلا جائے تو مسلمین اُسے واپس کردیں گے اور اگر مسلمین میں سے کوئی مُرتد ہوکر مکّہ معظّمہ چلا آئے تو کُفّار اُسے واپس نہیں کرینگے۔

صحابہؓ کرام اس دوسری شرط سے راضی نہیں تھے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے بھی منظور کرلیا۔ صحابہؓ پر یہ شرط بہت گراں گذری۔ اسی اثناء میں سہیل کے لڑکے ابوجندلؓ جو مسلم ہوچکے تھے بیڑیاں پہنے ہوئے وہاں پہنچے۔ سہیل نے کہا ابوجندلؓ کو واپس کرو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابھی صلح نامہ کی تکمیل نہیں ہوئی۔ سہیل نے کہا تو پھر صلح نہیں ہوگی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِس ایک آدمی کو مستثنےٰ کردو۔" سہیل نے صاف انکار کردیا۔ ابوجندلؓ نے کافی ظلم سہے تھے اب ان کا پھر واپس کیا جانا مسلمین پر بہت شاق گذرا۔ حضرت عمرؓ غم اور ایمانی جوش سے بے تاب ہوگئے۔ عرض کیا "کیا آپؐ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، "کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "کیا ہمارے مقتول جنّت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے؟"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں دبیں اور واپس چلے جائیں خصوصًا اس حالت میں کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے" (یعنی ان کی قوّت توڑنے والا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اللہ کا رسُولؐ ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ وہ میرا مددگار ہے وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اُس کا طواف کریں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال کعبہ جائیں گے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "جی نہیں، یہ تو نہیں کہا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تم یقیناً کعبہ جاؤگے اور اُس کا طواف کروگے"۔ حضرت عمرؓ غم میں بھرے ہوئے وہاں سے چلے آئے، اُن سے صبر نہ ہوسکا تو وہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا "اے ابوبکرؓ کیا یہ اللہ کے سچّے

نبی نہیں ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں"۔ اُنہوں نے پوچھا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں دبیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "بے شک وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے، وہی ان کا مددگار ہے، وہ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا لہٰذا تم ان کے حکم پر مضبوطی سے عمل کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کیا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں فرمایا تھا مگر کیا تم سے یہ فرمایا تھا کہ تم اسی سال کعبہ جاؤ گے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تو پھر تم ضرور کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے"۔ حضرت عمرؓ بعد میں اس سوال و جواب پر بہت نادم ہوئے اور اس کے کفّارہ میں بہت سی نیکیاں کیں۔

الغرض صلح نامہ کی تکمیل ہوگئی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُدیبیہ ہی میں اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کر دیا اور سر منڈا دیا۔ صحابۂ کرامؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | صلح حُدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ کا غم و اضطراب۔ پیچ و تاب اور سوال و جواب ان کے جذبۂ احترامِ رسولؐ اور قوّتِ ایمانی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی شان، عزّت و وقار کیلئے لڑنے، مرنے کیلئے بے چین ہیں۔ جان کی بازی لگانے کیلئے تیّار ہیں لیکن کوئی ایسی شرط منظور کرنے کے لئے تیّار نہیں جس سے شانِ رسالت کو ذرا سی بھی ٹھیس پہنچے۔ ایمان و احترامِ رسولؐ کا ایک بحرِ ذخّار ہے جس کے تلاطم کا یہ ایک مظاہرہ ہے۔ ان کی پوری زندگی میں اسی جذبہ و احترام کی جھلک نظر آتی ہے۔ کہیں ازواجِ مطہّراتؓ کو پردہ کرانے کا مشورہ ہے، کہیں اپنی صاحبزادی اور دوسری ازواجِ مطہّراتؓ کو احترامِ رسولؐ کیلئے نصیحت ہے۔ کہیں کسی منافق کے قتل کی اجازت طلبی ہے، کہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز کو اتنا پست کر دینا ہے کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کہیں مسجدِ نبوی میں بلند آواز کرنے پر تنبیہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر صلح حدیبیہ کے موقع پر جو سوال کئے اُس کے متعلق خیال آیا کہ کہیں یہ بھی شانِ رسولؐ کے خلاف نہ ہوں تو اس کے کفّارہ میں بہت کچھ کیا اور ڈرتے رہے کہ کہیں گرفت نہ ہو جائے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

صلح حُدیبیہ کے بعد واپسی کا منظر۔ حضرت عمرؓ کی خشیت | صلح کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے۔ اثنائے سفر میں رات کے وقت حضرت عمرؓ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ پھر پوچھی پھر جواب نہیں دیا، پھر پوچھی پھر جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ اپنے دل میں کہنے لگے "اے عمرؓ، تیری ماں تجھ کو روئے تو نے متواتر تین مرتبہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے اونٹ کو تیز کیا اور مسلمین سے آگے نکل گئے وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں اُن کے معاملہ میں قرآن نہ نازل ہو جائے۔ کچھ دیر بعد اُنہوں نے سُنا کہ ایک آدمی اُنہیں آواز دے رہا ہے۔ آواز سُن کر وہ بہت خوف زدہ ہوئے۔ وہ سمجھے کہ ضرور اُن کے سلسلہ میں قرآن نازل ہوا ہے۔ حکم کی تعمیل میں وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو مجھ پر ایک سُورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، جن پر سورج طلوع ہوتا ہے"۔ یہ کہہ کر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُورۂ فتح تلاوت فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد سُورۂ ممتحنہ کی آیتیں نازل ہوئیں جن میں منجملہ اور احکام کے یہ بھی حکم تھا کہ کافر عورتوں کو اپنی زوجیت میں نہ رکھو۔ حضرت عمرؓ نے فوراً حکمِ الٰہی کی تعمیل کی اور اپنی دونوں مشرکہ بیویوں کو طلاق دیدی۔ ایک اُن میں سے فریہ بنتِ ابی اُمیّہ تھی اور دوسری بنتِ جرول خزاعی تھی [1]

جنگِ خیبر میں شرکت | حضرت عمرؓ جنگِ خیبر میں شریک ہوئے خیبر جاتے وقت وہ اپنے اُونٹ پر سَوار تھے۔ راستہ میں حضرت عامرؓ نے حدی خوانی شروع کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عامرؓ سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت فرمائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کسی کیلئے استغفار کرتے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ وہ شخص عنقریب شہید ہو جائے گا حضرت عمرؓ نے استغفار سُن کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے ہمیں عامرؓ سے (مزید) فائدہ کیوں نہ اُٹھانے دیا"۔ (یہ بھی اور زندہ رہتے تو اور دین کی خدمت کرتے) [2]

جنگ کے دَوران ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دُوں گا جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے"۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اُس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی"۔ [3]

حضرت عمرؓ کی فیّاضی | حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین ملی تھی، اُنہوں نے اُس کو صدقہ کرنا چاہا اور اس سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مشورہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے۔ میرے خیال میں اس سے بہتر کوئی مال مجھے نہیں ملا، آپؐ مجھے (اس کے صدقہ کرنے کے سلسلہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو"۔ حضرت عمرؓ نے اُس کو اللہ کے راستہ میں مندرجہ ذیل شرائط پر وقف کر دیا۔

(۱) زمین نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ ورثہ میں تقسیم کی جائے۔

(۲) اس کی پیداوار فقراء، اقرباء، مُسافر، مہمان، غلاموں کی آزادی اور اللہ کے راستہ کے تمام کاموں کیلئے وقف ہوگی۔

(۳) اس کا متولّی معروف کے مطابق اس میں سے کھا سکتا ہے اور کھِلا سکتا ہے لیکن مال جمع نہیں کر سکتا۔ [4]

حضرت عمرؓ کا ایک مشورہ | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوہُریرہؓ کو اپنی دونوں جوتیاں دے کر فرمایا "جاؤ اور ہر اُس شخص کو جو اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور دل میں اُسے اِس بات کا پُورا یقین ہو، جنّت کی بشارت دیدو"۔ حضرت ابوہریرہؓ روانہ ہوئے۔ راستہ میں اُنہیں حضرت عمرؓ ملے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "اے ابوہریرہؓ، یہ جوتیاں کیسی ہیں؟" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ جوتیاں دیکر بھیجا ہے اور یہ ہدایت کی ہے کہ ہر اُس شخص کو جو دل کے یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں، جنّت کی بشارت دیدوں"۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ واپس چلو۔ حضرت ابوہریرہؓ واپس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ پیچھے پیچھے حضرت عمرؓ بھی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت عمرؓ کی شکایت کی اور سارا قصّہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ سے اس زیادتی کا سبب دریافت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج و کتاب الشروط و کتاب الصلح و کتاب فرض الخمس و ابواب المناقب کتاب المغازی و کتاب الجہاد و کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الایمان و کتاب الامارۃ و کتاب الحج۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد و غزوۃ خیبر عن سلمہؓ (حضرت عامرؓ جنگ خیبر میں شہید ہو گئے) [3] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ
[4] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف و صحیح مسلم کتاب الہبۃ باب الوقف عن ابن عمرؓ۔

کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں کیا آپؐ نے ابو ہریرہؓ کو خوشخبری کا اعلان کرنے کیلئے بھیجا تھا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ایسا نہ کیجیے، مجھے ڈر ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے اور (غلط فہمی کی بناء پر) عمل چھوڑ بیٹھیں گے، لہٰذا آپؐ انہیں عمل کرنے کیلئے چھوڑ دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا انہیں چھوڑ دو (کہ عمل کرتے رہیں)"[1]

حضرت عمرؓ کا جوشِ ایمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت حاطبؓ نے کفارِ مکہ کو اس بات کی اطلاع دینے کی غرض سے ان کے نام ایک خط روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو حضرت حاطبؓ سے جواب طلب کیا۔ حضرت حاطبؓ نے اپنی صفائی پیش کی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اس نے اللہ اور رسولؐ اور مؤمنین کی خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ بدر میں شریک تھے اور کیا خبر اللہ نے اہلِ بدر سے کہہ دیا ہو کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا"۔ (یعنی جس نے بدر جیسے نازک موقع پر ساتھ دیا ہو اُس پر خواہ وہ کچھ بھی کرے غدّاری کا شبہ کرنا صحیح نہیں) یہ سُن کر حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہا "اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔[2]

اللہ اللہ کتنا ایمان تھا۔ اُدھر اللہ اور رسولؐ کی خیانت پر غم و غصّہ اور قتل کرنے کا ارادہ، اِدھر اللہ اور رسولؐ کی بات سُنتے ہی گریہ وزاری اور سرِ تسلیم خم ہے۔

فتحِ مکّہ فتحِ مکّہ کے موقع پر بھی حضرت عمرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اسی موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تو حضرت عمرؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، آج آپؐ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے قصداً ایسا کیا ہے"۔[3]

نوٹ:۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر نماز کیلئے نیا وضو کرتے تو یہ کام سُنّت ہو جاتا اور پھر ساری اُمّت کو ایسا ہی کرنا پڑتا، اگر کوئی نہ کرتا تو گنا ہگار ہوتا۔ لیکن

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ[4] — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمین پر تخفیف کو پسند فرماتے تھے۔

اس لئے ایک مرتبہ ترک کر کے اُمّت کیلئے ترک کا جواز فراہم کر دیا، اور اب یہ کام صرف مستحب رہ گیا۔

جنگِ حُنین حضرت عمرؓ جنگِ حُنین میں بھی شریک تھے اور بڑی پامردی کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹے رہے۔ دورانِ جنگ جب ایک موقع پر نومسلمین کی غلطی سے مسلمین میں افراتفری پھیل گئی اور نومسلم بھاگنے لگے تو حضرت ابو قتادہؓ حضرت عمرؓ سے ملے۔ حضرت ابو قتادہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یہ کیوں بھاگ رہے ہیں؟)" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ کا حکم اسی طرح ہے"۔[5]

طائف کے محاصرہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ جعرانہ میں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے جنگِ حُنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرمایا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس وفضل من شہد بدرًا وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی وکتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ وکتاب الاستئذان وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر [3] صحیح مسلم باب جواز الصلوٰت کلّہا بوضوءٍ واحدٍ عن بریدۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یصلّی بعد العصر من الفوائت عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب غزوۃ حُنین وطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وکتاب الجہاد باب استحباب القاتل سلب القتیل وباب غزوۃ حنین عن براءؓ وسلمۃ رضؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خمس میں سے حضرت عمرؓ کو ایک لونڈی عنایت فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے اُسے مکّہ معظّمہ میں ایک مکان میں ٹھہرا دیا۔

مقامِ جعرانہ میں حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایّامِ جاہلیّت میں میں نے ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی وہ نذر مجھ پر ابھی باقی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس نذر کو پُورا کرو"۔ (حضرت عمرؓ مکّہ معظّمہ چلے گئے اور) مسجدِ حرام میں اعتکاف کیا۔ ابھی وہ اعتکاف ہی میں تھے کہ اُنہیں باہر سے شور و غُل کی آواز سُنائی دی۔ یہ اُن قیدیوں کی آواز تھی جنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آزاد کر دیا تھا، وہ (خوشی میں) چلّا رہے تھے "ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آزاد کر دیا"۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا "یہ شور و غُل کیسا ہے؟" لوگوں نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (جنگِ حُنین کے) تمام قیدی آزاد کر دئے"۔ یہ سُنتے ہی حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے کہا "اے عبداللہ جاؤ اور اُس لونڈی کو آزاد کر دو"۔ [1]

ادائے رسُولؐ پر مٹ جانا اسی کا نام ہے۔ حضرت عمرؓ کو آزاد کرنے کا حکم نہیں ملا ہے پھر بھی آزاد کر رہے ہیں صرف اس لئے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آزاد کر دیا ہے۔ کیا ایسے شخص کے ایمان میں شبہ ہو سکتا ہے؟

ابن صیّاد کو قتل کرنے کی اجازت طلب کرنا صاف ابن صیّاد نے بچپن میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُس سے ملاقات ہوئی۔ وہ ابھی لڑکا ہی تھا۔ کہنے لگا "کیا آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اُڑا دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ وہی (دجّال) ہے تو تم اس پر قابو نہیں پا سکتے اور اگر یہ وہ نہیں تو پھر اس کے قتل سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا" (کیونکہ بچپن میں دعویٰ نبوّت کی کوئی اہمیّت نہیں) بڑا ہو کر ابن صیّاد مُسلم ہو گیا تھا۔ [2]

حضرت عمرؓ بحیثیت عامل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کئی مرتبہ حضرت عمرؓ کو عامل بنایا۔ آپؐ ہر مرتبہ اُنہیں کچھ نہ کچھ معاوضہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؐ نے اُنہیں کچھ مال دیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اُسے دے دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے لے لو، مالدار ہو جاؤ اور پھر صدقہ و خیرات کرتے رہو"۔ [3]

جس شخص کے استغناء کا یہ عالم ہو بھلا اُس سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ کسی وقت بھی مال و دولت پر فریفتہ ہو گا، کسی کی حق تلفی کریگا۔ ہرگز نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ قبیلۂ بنو طے کی طرف عامل بنا کر بھیجے گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں سب سے پہلا صدقہ کا مال جس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کے چہروں کو روشن کر دیا تھا بنو طے کے صدقہ کا مال تھا جسے لیکر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا"۔ [4]

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل مقرّر کیا۔ حضرت عمرؓ نے تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لی۔ صرف تین آدمیوں نے یعنی ابن جمیل، حضرت خالدؓ اور حضرت عبّاسؓ نے زکوٰۃ نہیں دی۔ حضرت عمرؓ نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن عمرو بن تغلب، کتاب الصّوم ابواب الاعتکاف و صحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر عن ابن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات و کتاب الادب و کتاب الجہاد و صحیح مسلم کتاب الفتن ذکر ابن صیّاد عن ابن عمرؓ و ابی سعید خدریؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[3] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکّام عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل غفار عن عمرؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابنِ جمیل تو اس لئے نہیں دیتا کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اُسے غنی کر دیا (اب وہ ناشکری کرتا ہے اور اللہ کے راستہ میں مال نہیں دیتا) اور خالدؓ پر تو تم زیادتی کرتے ہو انہوں نے اپنے ہتھیار اللہ کے راستہ میں دیدئے ہیں رہے عبّاسؓ تو اُن کا صدقہ مجھ پر ہے اور اس کے ساتھ اس کے مثل اور بھی ہے۔ اے عمرؓ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے (لہٰذا میں ان کی طرف سے زکوٰۃ ادا کروں گا، وہ میرے چچا ہیں)" [1]

منافقین کے معاملہ میں حضرت عمرؓ کی سختی تقریباً اسی زمانہ میں حضرت علیؓ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک منافق جس کا نام عبداللہ بن ذی الخویصرہ تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تجھ پر افسوس، اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا، کیا میں تمام رُوئے زمین پر سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں ہوں" حضرت عمرؓ (کو اس شخص کی اس گستاخی پر غصّہ آیا) کہنے لگے "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو، اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ تم اُن کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے، وہ لوگ مسلمین کو قتل کریں گے، بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو اس طرح ان کو ہلاک کر ڈالوں گا جس طرح قومِ عاد و ثمود کے لوگ ہلاک کئے گئے تھے۔" [2]

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان کے خلاف کوئی بات سُننا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کی بیتابی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ گستاخی کرنے والے کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص کو قتل کرنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس میں یہ بھی مصلحت ہو سکتی ہے کہ خلفاء ذاتی اعتراض کو برداشت کریں اور سُنّتِ نبویؐ سے سبق حاصل کریں۔

جنگِ تبوک میں شرکت حضرت عمرؓ جنگِ تبوک میں بھی شریک ہوئے۔

تبوک کے قیام کے دوران زادِ راہ ختم ہو گیا۔ لوگ فاقہ میں مبتلا ہو گئے، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "کیا ہم اپنے اونٹ نحر کر لیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُونٹ نحر کرنے کی اجازت دیدی۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور عرض کیا "اگر ایسا کیا گیا تو سواریوں کی قلّت ہو جائے گی، آپؐ ایسا کیجئے کہ باقی ماندہ زادِ راہ منگا کر برکت کی دُعا کیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس مشورہ کو قبول فرمایا، باقی ماندہ زادِ راہ جمع کر کے برکت کی دُعا کی، تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور کھانے سے اپنے برتن بھر لئے۔ [3]

حجّۃ الوداع میں شرکت حضرت عمرؓ حجۃ الوداع میں بھی شریک تھے۔ حضرت عمرؓ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے لہٰذا اُنہوں نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا بلکہ دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد احرام کھولا۔ [4]

حضرت عمرؓ کا اعترافِ حق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جب مرض الموت کی شدّت ہوئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہلوایا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے (ازراہِ کسرِ نفسی) حضرت عمرؓ سے کہا "تم پڑھا دو" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی تقدیم الزکوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن ابی سعیدؓ و ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام و کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وہو غیر شاک عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام عن عائشۃ صدیقہؓ۔

تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا احساس وفات سے چار دن پہلے جمعرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہوگئی، آپؐ نے فرمایا "کاغذ لے آؤ، میں تمہیں کچھ لکھوا دوں تاکہ لکھنے کے بعد تم بھولو نہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اس وقت آپؐ کو تکلیف ہے (اور مزید تکلیف دینا مناسب نہیں) تمہارے پاس قرآن تو موجود ہی ہے (پھر تحریر کی ضرورت ہی کیا ہے؟) بلکہ اللہ کی (پوری) شریعت (قرآن وحدیث ہمارے پاس موجود ہے وہ) ہمارے لئے کافی ہے"۔ لوگوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا لکھوا لیا جائے کسی نے کہا ایسی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے حق میں نہیں تھے انہوں نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کیا آپؐ (دنیا سے) رخصت ہو رہے ہیں (اگر یہ بات ہے تو پھر لکھوا ہی لیا جائے)" الغرض (سب کی متفقہ رائے یہی ہوئی کہ لکھوا لینا چاہئے، لہٰذا) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریر کرانا یاد دلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی ہی تین وصیتیں کر دیں اور پھر فرمایا "اب چلے جاؤ"۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عمرؓ کا صدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر تقریر کرنے لگے۔ کہنے لگے "اللہ کی قسم، اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اٹھائے گا اور آپؐ (مفسد لوگوں کے) ہاتھ پیر کاٹیں گے"۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "اے قسم کھانے والے، بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ برابر تقریر کرتے رہے۔ انہوں نے پھر بیٹھنے کیلئے کہا لیکن حضرت عمرؓ نے تقریر جاری رکھی۔ یہ حالت دیکھکر حضرت ابوبکرؓ نے تشہد پڑھا اور تقریر شروع کر دی، لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوگئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے (کچھ دیر بعد کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کی تقریر سننے لگے) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور بے شک اللہ زندہ ہے، وہ کبھی نہ مرے گا"۔ پھر یہ آیتیں تلاوت کیں:۔

(۱) اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ {زمر ۳۰}
(اے رسولؐ) بیشک آپؐ مرنیوالے ہیں اور وہ بھی مرنیوالے ہیں۔

(۲) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ {آل عمران ۱۴۴}
محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں، تو کیا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اُلٹے پاؤں کفر کی طرف واپس ہو جاؤ گے؟

آلِ عمران کی اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ کو یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، صدمہ کے باعث حضرت عمرؓ کھڑے نہ رہ سکے اور زمین پر گر گئے۔[3]

حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد خلیفہ کے انتخاب کیلئے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "ہمیں بھی وہاں چلنا چاہئے"۔ حضرت ابوبکرؓ چلنے کیلئے تیار ہوگئے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ ابن الجراح کے ہمراہ وہ دونوں سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے (انتخاب کے سلسلہ میں بات شروع ہوئی تو) انصار نے مشورہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء بالمخضب عن عائشہؓ وابن عباسؓ وکتاب الاذان باب حدّ المریض ان یشہد الجماعۃ وباب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ وباب انما جعل الامام لیؤتم بہ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم عن ابن عباسؓ وکتاب الجہاد باب جوائز الوفد وکتاب فرض الخمس باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتاب الوصیۃ باب ترک الوصیۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت وباب مناقب ابی بکرؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہؓ۔

دیا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ حضرت عمرؓ نے اس کا جواب دینا چاہا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے انہیں روک دیا حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم میں نے گفتگو کرنے کا ارادہ اس لئے کیا تھا کہ میرے ذہن میں ایک بہت اچھی بات آئی تھی مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں اس بات تک ابوبکرؓ کی رسائی نہ ہو۔" الغرض حضرت ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی اور بڑی بلیغ تقریر کی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "ہم امیر ہوں اور تم وزیر ہو۔" حضرت حباب بن المنذرؓ نے کہا "واللہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہئے (یہی مناسب ہے)" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "نہیں (کہیں دو امیر بھی ہو سکتے ہیں) امیر تو ہم ہی میں سے ہو، تم ہمارے وزیر ہو (امیر کا قریش میں سے ہونا زیادہ مناسب ہے، اس لئے کہ) قریش باعتبار گھرانے کے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں، لہٰذا تم عمرؓ یا ابو عبیدہؓ کے ہاتھ پہ بیعت کر لو۔" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں، بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پہ بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کر لی، پھر تمام لوگوں نے بیعت کر لی [1]

انتخاب کے دوسرے دن حضرت عمرؓ نے عام لوگوں میں خطبہ دیا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے کہا "مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بعد انتقال فرمائیں گے لیکن اللہ نے اپنے رسولؐ کیلئے اس چیز کے مقابلہ میں جو تمہارے پاس ہے اس چیز کو پسند کیا جو اس کے پاس ہے۔ اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے (لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں) اللہ نے تم لوگوں میں ایک نور نازل کر دیا ہے جس سے تم ہدایت پاتے رہو گے، اسی کے ذریعہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی تھی۔ ابوبکرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، غار کے ساتھی ہیں۔ یہ تمام مسلمین سے زیادہ تمہارے امور کے والی ہونے کے مستحق ہیں۔ لہٰذا کھڑے ہو جاؤ اور ان کی بیعت کرو۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "آپ منبر پر چڑھئے"۔ بڑے اصرار کے بعد وہ منبر پہ چڑھے، پھر تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ [2]

جنگِ یمامہ اور قرآن مجید کا سرکاری نسخہ | حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ یمامہ کے مقام پہ ایک خونریز جنگ واقع ہوئی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "یمامہ کے مقام پہ شدت سے جنگ ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ جنگوں میں قرآن مجید کے حافظ شہید ہوتے چلے جائیں اور اس طرح قرآن مجید کا بہت سا حصہ تلف ہو جائے لہٰذا آپ قرآن مجید کو (تحریری شکل میں) جمع کر لیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ کام بہت اچھا ہے۔" حضرت عمرؓ بار بار اس کام پر زور دیتے رہے اور حضرت ابوبکرؓ ہر بار انکار کرتے رہے۔ بالآخر حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر ہو گیا اور وہ حضرت عمرؓ کی رائے سے متفق ہو گئے (وہ سمجھ گئے کہ دین کی خدمت اور علم کی حفاظت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرتے رہے لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے)

الغرض قرآن مجید کا ایک سرکاری نسخہ تیار کیا گیا۔ [3]

حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں مرتدین سے جنگ | جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "آپ ان سے کیسے لڑ سکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں، پھر جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو محفوظ کر لیا، البتہ ان سے کلمہ کا حق لیا جائیگا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف عن عمرؓ و باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف عن انسؓ و کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ التوبۃ) عن زید بن ثابتؓ۔

اور اُن کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (لہٰذا وہ ان سے ضرور لیا جائے گا) اللہ کی قسم، اگر وہ ایک بھیڑ کا بچہ بھی جو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیا کرتے تھے روک لیں گے تو میں اس کے روک لینے پر ضرور ان سے جنگ کروں گا۔" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اللہ نے ابوبکرؓ کا شرح صدر کر دیا تھا اور (بعد میں) میں بھی سمجھ گیا کہ وہی حق ہے (جو وہ کہتے ہیں) [1]

نوٹ:۔ حضرت عمرؓ نے حدیث کو بطور حجّت پیش کیا، حضرت ابوبکرؓ نے اسی حدیث کے الفاظ "الا بحقّہ" سے استدلال کر کے مال کا حق وصول کرنے کیلئے جہاد کیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ دونوں حدیث کو حجّتِ شرعیہ سمجھتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا۔ [2] (حضرت عمرؓ نے ان کے انتقال کے بعد خلافت کا عہدہ سنبھال لیا)

حضرت عمرؓ کی خلافت کی طرف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اشارے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان میں بہت سے لوگ جمع ہیں، میں ایک کنویں پر کھڑا ہوا ہوں۔ میں نے اُس کُنویں سے جتنا پانی اللہ نے چاہا کھینچا۔ پھر ابوبکرؓ کھڑے ہوئے، اُنہوں نے دو ایک ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں ضعف تھا (یعنی ان کو حکومت کرنے کا وقت کم ملا) اللہ انہیں معاف فرمائے۔ پھر عمرؓ نے ڈول لیا، ان کے ہاتھ میں وہ ڈول چَرَس بن گیا (پھر انہوں نے پانی کھینچا) یہاں تک کہ سب سیراب ہو کر واپس چلے گئے۔" (یعنی ان کا دورِ حکومت طویل تھا، معاشی وسائل کی فراوانی تھی، انہوں نے سب کو سیراب کر دیا، سب کی معاشی حالت اچھی ہو گئی) [3]

اس حدیث میں حضرت عمرؓ کی خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے اور اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رعایا خوش حال و فارغ البال تھی، وہ سیر ہو گئے تھے، اُن کو مزید مال کی ضرورت نہ رہی تھی۔

مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ اُس حدیث میں بھی حضرت عمرؓ کی خلافت کی طرف لطیف اشارہ ہے جس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ الفاظ مروی ہیں "میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ"۔ یہ الفاظ آپؐ کی زبانِ مبارک سے بار بار ادا ہوئے ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ نے بیان کیا ہے۔ [4]

حضرت عمرؓ کو خلافت کی خواہش نہیں تھی حضرت عمرؓ نے امارت کی خواہش کبھی نہیں کی، وہ خود فرماتے ہیں:-

مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَۃَ اِلَّا یَوْمَئِذٍ۔ — میں نے امارت کی خواہش کبھی نہیں کی سوائے اُس دن کے (جس دن جنگِ خیبر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا میں کل جھنڈا اُس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے) [5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الاحکام باب الاستخلاف۔ [3] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام وابواب فضائل الصدیقؓ عن ابن عمرؓ وصحیح مسلم باب من فضائلِ عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقبِ ابی بکرؓ وصحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ عن علیؓ۔ [5] صحیح مسلم باب من فضائل علی ابن ابی طالبؓ۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر اپنے ہاتھ میں پہن لی [1] اور

قرآن مجید کا سرکاری نسخہ قرآن مجید کے سرکاری نسخہ کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ [2]

حضرت عمرؓ کا آئینِ عدالت ایک دن حضرت عمرؓ نے فرمایا "رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں وحی کے ذریعہ لوگوں کا مواخذہ ہوتا تھا، اب وحی تو منقطع ہوگئی لہٰذا ہم تمہارے ظاہری اعمال کی بنیاد پر مواخذہ کریں گے، جس کا ظاہر اچھا ہوگا ہم اُسے امن دیں گے اور (اپنا) مقرب بنائیں گے۔ ہمیں اس کے پوشیدہ حالات سے کوئی تعلّق نہ ہوگا، اس کی پوشیدہ باتوں کا حساب اللہ لیگا۔ اور جس کی بُرائی ہم پر ظاہر ہوگی تو ہم اس کو امن نہیں دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے کہ میرے پوشیدہ کام اچھے ہیں (یا میری نیّت اچھی ہے، میری نیّت نافرمانی یا غدّاری کی نہیں تھی)" [3]

حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کو متولّی بنانا قبیلۂ بنو نضیر کے وہ اموال جو مدینہ منوّرہ میں تھے اور جو اللہ نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بطورِ فَے (یعنی بغیر جنگ کے) عطا فرمائے تھے، آپؐ کی زندگی میں آپؐ کے قبضہ میں رہے، آپؐ کی وفات کے بعد یہ اموال خلفاء کے قبضہ میں رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دو سال بعد ان اموال کو حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کی تولیت میں اس شرط پر دیدیا کہ وہ ان اموال کو اسی طرح خرچ کریں گے جس طرح رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کرتے تھے۔ [4]

خیبر اور فدک کی آراضی وغیرہ کو حضرت عمرؓ نے اپنے قبضہ میں رکھا۔ ان کے متعلّق حضرت عمرؓ نے فرمایا "یہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وقف ہے اسے آپؐ نے اپنے (سرکاری) مصارف اور حوائج کیلئے جو وقتاً فوقتاً آپؐ کو پیش آتے تھے محفوظ کر لیا تھا اور اب یہ خلیفۂ وقت کے قبضہ میں رہے گا (تاکہ وہ ان سے سرکاری ضروریات کو پورا کر سکے)" [5]

حضرت قدامہ بن مظعونؓ کو عامل بنانا حضرت قدامہ بن مظعونؓ بدری صحابی ہیں۔ یہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ماموں تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں بحرین پر عامل مقرر فرمایا۔ [6]

مکّہ معظّمہ میں گورنر مقرّر کرنا حضرت عمرؓ نے حضرت نافع بن عبدالحارث سے کہا کہ مکّہ میں کسی (مناسب آدمی) کو گورنر بنادیں۔ انہوں نے ابن ابزیؓ کو گورنر مقرّر کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب عسفان کے مقام پر حضرت عمرؓ کی ملاقات حضرت نافعؓ سے ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اُن سے دریافت کیا کہ اُنہوں نے کس کو گورنر مقرّر کیا۔ حضرت نافعؓ نے کہا "ابن ابزی کو"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کون ابن ابزی؟" انہوں نے کہا "ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم نے آزاد کردہ غلام کو ان پر حاکم بنادیا!" انہوں نے کہا "وہ اللہ عزّوجلّ کی کتاب کے قاری ہیں اور فرائض کے عالم ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "بے شک تمہارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ اس کتاب کے ذریعہ بہت سی قوموں کو بلند کرے گا اور بہت سی قوموں کو ذلیل کرے گا"۔ [7]

مزید گورنروں کا تقرّر حضرت عمرؓ نے آذربائیجان میں حضرت عُتبہ بن فَرقَد کو گورنر مقرر کیا۔ [8] ایک اور صوبہ پر حضرت ابنِ ساعدی کو گورنر مقرّر کیا۔ [9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ہل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن زیدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب الشہداء العدول عن عبداللہ بن عتبہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [7] صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلّمہ عن عامرؓ۔ [8] صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابی عثمان رح۔
[9] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ..... الخ عن ابن ساعدی۔

کوفہ پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو گورنر مقرر کیا، اہلِ کوفہ نے ان کی شکایت کی تو ان کی جگہ حضرت عمارؓ کو گورنر مقرر کیا۔ پھر حضرت سعدؓ کو بلا کر شکایت کی تحقیق کی، حضرت عمرؓ نے کہا "ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تم نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھتے تھے" اُنہوں نے کہا میں بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق نماز پڑھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میرا بھی تمہارے متعلق یہی گمان تھا۔" پھر حضرت عمرؓ نے اُنہیں چند لوگوں کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا، ان لوگوں نے کوفہ جا کر تحقیقات کی، تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ کے خلاف تمام الزامات بے بنیاد تھے[1]

عاملین کو اُجرت دینا حضرت عمرؓ اپنے عاملین زکوٰۃ کو اُجرت دیا کرتے تھے۔ حضرت ابن ساعدی کہتے ہیں "حضرت عمرؓ نے مجھے عامل بنایا، میں نے مال لا کر حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے مجھے اُجرت دینے کا حکم دیا۔ میں نے کہا میں نے تو یہ کام اللہ کیلئے کیا ہے (لہٰذا) میری مزدوری تو اللہ کے ذمہ ہے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "جو تمہیں دیا جائے وہ لے لیا کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہی فرمایا تھا کہ جو چیز بغیر مانگے مل جائے اُسے لے لو (پھر اُس میں سے) کھاؤ اور صدقہ دو۔"[2]

معاشی پالیسی۔ عوام کیلئے معاش و لباس وغیرہ کا انتظام

حضرت عتبہ بن فرقدؓ کو ہدایت ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ کو جو آذربائیجان میں گورنر تھے لکھا۔ "اے عتبہ بن فرقد جو مال تمہارے پاس ہے یہ نہ تمہاری جانفشانی سے حاصل ہوا ہے نہ تمہارے باپ کی جانفشانی سے حاصل ہوا ہے، نہ تمہاری والدہ کی جانفشانی سے حاصل ہوا ہے۔ لہٰذا مسلمین کو ان کے مکانوں پر بھرپور طریقہ سے وہ چیز پہنچا دو جو بھرپور طریقہ پر تم اپنی قیام گاہ پر دیتے ہو (یعنی مسلمین کو آمد و رفت کی تکلیف نہ دو) تم کو عیش پسندی، مشرکین کے طور طریقے اور ریشم پہننے سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے البتہ دو (چار) اُنگل حاشیہ کی اجازت دی ہے۔"[3]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کو عوام کی آسائش کا بہت خیال تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ حدیث کو حجتِ شرعیہ تسلیم کرتے تھے۔

اقربا نوازی پر دینی خدمات کو ترجیح ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ کی خواتین میں کچھ دوپٹے تقسیم کئے، ایک بہت عمدہ دوپٹہ باقی رہ گیا۔ ایک شخص نے کہا "اس دوپٹہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو جو آپ کی زوجیت میں ہیں دے دیجئے (یعنی حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ علیؓ کو دیدیجئے)" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اُمِّ سلیطؓ اس کی زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اُمِّ سلیطؓ وہ انصاری خاتون ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور جنگِ اُحد میں ہمارے لئے پانی کی مشک اُٹھا اُٹھا کر لا رہی تھیں۔"[4]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ شرفِ صحابیت اور دینی خدمات کو دوسری باتوں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ کہنے والے نے صرف یہ نہیں کہا کہ "آپ اپنی بیوی کو دے دیجئے" بلکہ ساتھ میں یہ بھی کہا "وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں" تاکہ اسی خیال سے اپنی بیوی کو دینے پر مائل ہو جائیں لیکن حضرت عمرؓ کب ایسی باتوں میں آنے والے تھے، اُنہوں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب وجوب القراءۃ عن جابر بن سمرۃؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ ..... الخ عن ابن ساعدیؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابی عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن ثعلبۃؓ۔

وہی کیا جو حق و عدل کا تقاضہ تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بازار میں چلے جارہے تھے کہ راستہ میں ایک عورت ملی، اس نے کہا "اے امیر المؤمنین، میرا شوہر مرگیا ہے اور ننھے ننھے بچے چھوڑ گیا ہے۔ اللہ کی قسم نہ ان کے پاس اتنی رقم ہے کہ پائے ہی پکا کر پیٹ بھر لیں۔ نہ کھیتی ہے، نہ دودھ والے جانور ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں انہیں بجّو نہ کھا جائے (یعنی بھوک سے ہلاک نہ ہوجائیں) میں خُفاف بن اِیما، غفاریؓ کی بیٹی ہوں جو حدیبیہ میں شریک تھے۔" حضرت عمرؓ ٹھہر گئے۔ فرمایا "مرحبا، تم تو بہت قریب کی قرابت دار نکلیں"۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ اپنے گھر گئے اور ایک قوی اُونٹ پر جو گھر میں بندھا ہوا تھا دو بوجھ غلّہ کے لاد دئے، اُن کے اوپر کچھ درہم اور کچھ کپڑے بھی رکھ دئے۔ پھر اُونٹ کی لگام اُس عورت کے ہاتھ میں دیکر فرمایا "اسے لے جاؤ یہ ہرگز ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ اس سے بہتر تمہیں اور دیدیگا"۔ ایک شخص نے کہا "اے امیر المؤمنین، آپ نے اس عورت کو بہت دے دیا۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تیری ماں تجھ کو روئے، اللہ کی قسم، میں نے اس کے باپ اور بھائی کو دیکھا ہے وہ ایک قلعہ کو زمانۂ دراز تک گھیرے رہے اور اسے فتح کر کے ہی چھوڑا، پھر ہم نے ان دونوں کی محنت کا ثمرہ اپنے درمیان تقسیم کیا"[1]

حضرت عمرؓ کے الفاظ "یہ ہرگز ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ اس سے بہتر تمہیں اور دے دیگا" سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے نظامِ حکومت میں بیواؤں کی خبر گیری کا مستقل اہتمام تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو اہلِ عراق کی بیوہ عورتوں کو بھی اس حال میں کر دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں ہونگی[2]

حضرت عمرؓ کے اس قول سے ثابت ہوا کہ عراق کے علاوہ تمام بیواؤں کے معاش کا ایسا مستقل انتظام قائم ہوچکا تھا کہ کوئی بیوہ عورت کسی کی محتاج نہیں تھی۔ اور اگر حضرت عمرؓ کچھ دن اور زندہ رہتے تو عراق کی بیواؤں کو بھی فارغ البال کر دیتے لیکن اس بات کے کہنے کے تین دن بعد ان کا انتقال ہوگیا۔[3]

حضرت عمرؓ کی سادگی، عوام النّاس میں روپیہ کی تقسیم | حضرت مالک بن اوسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر والوں کے پاس بیٹھا تھا کہ یکایک حضرت عمرؓ کا قاصد آیا۔ اُس نے کہا امیر المؤمنین کے پاس چلو۔ میں اُس کے ہمراہ چلا گیا۔ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کھجور کی چھال سے بُنے ہوئے ایک پلنگ پر بیٹھے ہیں۔ اُن کے اور پلنگ کے درمیان بستر وغیرہ کچھ نہیں تھا، اُس وقت وہ ایک چمڑے کی مسند سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے اُنہیں سلام کیا سلام کر کے میں بیٹھ گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے مالک، تمہاری قوم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے ہیں اور میں نے اُنہیں کچھ مال دینے کا حکم دیدیا ہے لہٰذا وہ مال تم لیکر ان لوگوں میں تقسیم کر دو"۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین، اگر یہ کام میرے علاوہ آپ کسی اور کے سپرد کرتے تو اچھا ہوتا (لیکن وہ نہ مانے اور) اُنہوں نے مجھ ہی سے کہا "اے شخص اس کو لے لو (اور تقسیم کر دو)"[4]

مالداروں سے زیادہ غرباء کی رعایت | حضرت عمرؓ مالداروں سے زیادہ غریبوں کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے اپنے ایک غلام کو جس کا نام ہُنَیّ تھا ایک چراگاہ پر نگراں مقرر کیا اور اس کو ہدایت کی کہ مسلمین سے بہت عاجزی سے پیش آنا، مظلوم کی بددُعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددُعا مقبول ہوتی ہے اور اس چراگاہ میں ان لوگوں کے مویشی داخل ہونے دینا جن کے پاس تھوڑے سے اونٹ اور تھوڑی سی بکریاں ہیں اور خبردار عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عثمان بن عفانؓ کے گلّے کو اس میں نہ آنے دینا کیونکہ ان کے مویشی اگر ہلاک ہوجائیں گے تو وہ کھیتی اور باغ سے اپنا کام نکال لیں گے لیکن تھوڑے اونٹ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن اسلم۔ [2] صحیح بخاری مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوس رضؓ۔

اور تھوڑی بکریوں والے کے مویشی اگر ہلاک ہوجائیں گے تو وہ اپنے اہل وعیال کو میرے پاس لے آئے گا اور کہیگا "اے امیر المؤمنین، اے امیر المؤمنین (میں تو مفلس ہوگیا)" یہ کہکر حضرت عمرؓ نے فرمایا "(جب وہ اس حالت میں آئے گا تو) کیا میں اُس کے اہل وعیال کو یونہی چھوڑ دوں گا (کہ وہ بھوکے مرجائیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اُن کے اخراجات کی پوری ذمہ داری مجھ پر ہوگی، مجھے انہیں چاندی سونا دینا پڑے گا) لہٰذا پانی اور گھاس دینا میرے نزدیک بہ نسبت سونا اور چاندی دینے کے زیادہ آسان ہے۔ اور اللہ کی قسم لوگ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ (سرکاری چراگاہ بناکر) میں نے ان پر ظلم کیا ہے، اس لئے کہ یہ شہر (اور صحرا) سب ان ہی کے ہیں، انہوں نے جاہلیّت میں ان کیلئے جنگیں لڑی ہیں اور زمانۂ اسلام میں ان پر (قبضہ رکھتے ہوئے) اسلام قبول کیا ہے، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر (فوجی ضرورت کے) کچھ جانور میری تحویل میں نہ ہوتے جن کو میں اللہ کے راستہ میں (جہاد وغیرہ کیلئے) سواری کے واسطے دیتا ہوں تو عوام کے شہروں (وغیرہ) کی ایک بالشت زمین کو بھی (سرکاری) چراگاہ نہ بناتا (بلکہ تمام زمینیں عوام الناس کے کام آتیں اور ان ہی میں تقسیم ہوتیں)"[1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رعایا کے اخراجات کے انتظام کی ذمہ داری حکومت کے ذمہ ہے اور حضرت عمرؓ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔

آئندہ نسلوں کی معاش کا فکر | حضرت عمرؓ کو آئندہ آنے والی نسلوں کے معاش کا بھی قبل از وقت فکر رہتا تھا، حضرت عمرؓ فرماتے تھے "اگر آئندہ آنے والے مسلمین کا خیال نہ ہوتا تو میں جو گاؤں فتح ہوتا اُس کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔"[2] (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمام مفتوحہ علاقے تقسیم نہیں کئے لہٰذا حضرت عمرؓ نے بھی تقسیم نہیں کئے)

اموالِ کعبہ کی تقسیم کا ارادہ اور اتباعِ سُنّت | ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ کعبہ میں جو سونا اور چاندی ہے اُسے لوگوں میں تقسیم کر دیں، ایک شخص نے کہا "آپ ایسا نہیں کر سکتے"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیوں؟" اُس نے کہا "آپ کے ساتھیوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ) نے تو ایسا نہیں کیا۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "ان ہی دونوں کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔" (یہ کہہ کر اپنے ارادہ سے باز رہے)[3]

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اتباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے اور عقل اور مصلحت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا وظائف مقرر کرنا | حضرت عمرؓ نے (دینی خدمات وغیرہ کے صلہ میں) بیت المال سے لوگوں کے وظیفے مقرر کئے۔ مہاجرین اوّلین میں سے ہر ایک کا وظیفہ چار ہزار (درہم) مقرر کیا لیکن اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا۔ ایک شخص نے کہا "عبداللہ بن عمرؓ بھی تو مہاجرین (اوّلین) میں سے ہیں پھر آپ نے اُنہیں چار ہزار سے کم کیوں دیا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "انہوں نے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی تھی (یعنی ان کی ہجرت آزادانہ نہیں تھی اس لئے وہ پورے وظیفہ کے حقدار نہیں ہیں)"[4]

معاش کی فراوانی | الغرض حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگوں کی معاشی حالت بہت اچھی ہوگئی۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ دو کپڑے بھی ہر ایک شخص کو میسّر نہ تھے۔ بعض کو ایک کپڑا ہی میسّر ہوتا تھا اور وہ اسی میں نماز پڑھ لیتا تھا۔ بعض لوگوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ عن اسلم۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب کسوۃ الکعبۃ عن ابی وائلؓ وکتاب الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عمرؓ۔

کے پاس ایک کپڑا بھی اتنا چھوٹا ہوتا تھا کہ سجدہ میں شرمگاہ کھل جاتی تھی۔[1]

جب لوگ خوشحال ہو گئے تو ایک دن حضرت عمرؓ نے فرمایا "جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت دو"۔ اس حکم کی تعمیل میں تمام لوگ دو کپڑوں میں نماز پڑھنے لگے۔[2]

مال و دولت کی اتنی فراوانی ہو گئی کہ ایک دن حضرت عمرؓ فرمانے لگے "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ سارا سارا دن بھوک سے بیقرار رہتے تھے، آپؐ کو ردّی کھجور بھی میسّر نہ آتی تھی کہ اس سے ہی پیٹ بھر لیں (اور اب یہ فراوانی!)"[3]

یہ ہے حضرت عمرؓ کا عہد حکومت! اور یہ ہیں اسلامی نظامِ معیشت کے برکات!

قحط سالی۔ بارش کے لئے دُعاء ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بارش نہ ہونے سے قحط کے آثار نمایاں ہو گئے حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کو دُعاء کیلئے لے گئے اور پھر اس طرح دُعاء کی "اے اللہ (پہلے تو) ہم اپنے نبیؐ (کی دُعاء) کے وسیلہ سے تجھ سے دُعاء کرتے تھے اب (کیونکہ وہ ہم میں موجود نہیں ہیں اس لئے) ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے چچا (کی دُعاء) کے وسیلہ سے دُعاء کرتے ہیں ہم پہ بارش نازل فرما"۔ (اللہ تعالیٰ نے دُعاء قبول فرمائی اور) بارش ہونے لگی۔[4]

حضرت عمرؓ کا ایک خطبہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا، خطبہ میں آپ نے سورۂ نحل پڑھی، جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو منبر سے اُتر کر سجدہ کیا، لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر اسی سورت کو تلاوت کیا لیکن سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ نہیں کیا، فرمایا "ہم سجدوں کی آیتوں پر سے گذرتے ہیں، جس نے سجدہ کر لیا تو اُس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو اُس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ نے ان سجدوں کو لازمی نہیں کیا، لہٰذا جو چاہے سجدہ کرے (اور جو چاہے نہ کرے)"[5]

حج کے مسائل اور حضرت عمرؓ

اہلِ عراق کا میقات جب عراق فتح ہوا تو وہاں کے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجد کیلئے قرن کو میقات مقرر کیا ہے اور وہ ہمارے راستہ سے ہٹ کر ہے، اگر ہم وہاں جائیں تو مشقت ہوگی"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم اپنے راستہ میں وہ مقام تلاش کرو جو قرن کے محاذی ہے (بس وہی تمہارے لئے میقات ہوگا)" پھر حضرت عمرؓ نے (تحقیق کر کے) ذاتِ عرق کو ان کیلئے میقات مقرر کر دیا۔[6]

حج تمتع اور حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حج تمتع نہ کرنے کی ترغیب دی، حضرت ابو موسیٰؓ نے پوچھا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ نے حج اور عمرہ کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احرام نہیں اُتارا جب تک قربانی کے جانور کو ذبح نہ کر لیا (لہٰذا میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیا جائے) دوسرے یہ کہ یہ کچھ اچھا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ رات عورتوں کے ساتھ گذاریں اور صبح کو حج کیلئے روانہ ہو جائیں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الستر باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد عن ابی ہریرۃؓ وباب اذا کان الثوب ضیقاً عن سہلؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الستر باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاستسقاء عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری ابواب سجود القرآن عن ربیعۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک (صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کا میقات ذات عرق ہی کو مقرر کیا تھا شاید حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی اور جب اطلاع ہوئی تو اسی کے میقات ہونے کا اعلان کر دیا) [7] عمرہ کر کے احرام اتار دے اور حج کیلئے دوبارہ احرام باندھے۔ ایسے حج کو حج تمتع کہتے ہیں اس شخص کیلئے قربانی واجب ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

(کچھ تو فصل ہونا چاہیئے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ عمرہ کر کے احرام نہ اُتارا جائے۔ اسی احرام سے حج بھی کیا جائے)"[1]

حج تمتّع کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ کا رجوع ایک دن حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا۔ دورانِ خطبہ اُنہوں نے فرمایا "اللہ اپنے رسُولؐ کیلئے جو چاہتا ہے اور جس وجہ سے چاہتا ہے حلال کرتا ہے۔ قرآن کا ہر حکم اپنی جگہ پر (حق کے ساتھ) نازل ہوا ہے لہٰذا تم حج اور عمرہ کو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے پُورا کرو۔ حج کو عمرہ سے علیٰحدہ کرو (یعنی حج تمتّع کرو) اس لئے کہ اس میں حج بھی پُورا ہوتا ہے اور عُمرہ بھی، عورتوں سے مستقل طور پر نکاح کرو (عارضی طور پر نکاح نہ کرو) اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جس نے ایک خاص مدّت کیلئے کسی عورت سے نکاح کیا ہوگا تو میں اُسے ضرور سنگسار کر دوں گا۔"[2]

حج کی سُنّتیں اور حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حج کے دوران حضرت عمرؓ حجرِ اسود کے پاس پہنچے، اُس کا بوسہ لیا، پھر فرمایا "مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع، اگر میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی بوسہ نہ لیتا (میرا بوسہ لینا سُنّت کی اتباع میں ہے اور بس)"[3]

ایک مرتبہ حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور اس سے چمٹ گئے، پھر فرمایا "میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے کہ تجھ سے بہت محبّت کرتے تھے (اس لئے میں بھی محبّت کرتا ہوں)"[4]

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سُنّت کے بہت سختی سے پابند تھے، خواہ اس سُنّت کی مصلحت انکی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

ایک مرتبہ حج کے دوران کعبہ کا طواف کرتے وقت تین چکّر دوڑ کر لگائے، پھر فرمایا "اس دوڑنے کی اب ہمیں کیا ضرورت ہے، یہ تو ہم نے مشرکین کو (اپنی قوّت) دکھانے کے لئے کیا تھا اور اب مشرکین کو اللہ نے نیست و نابود کر دیا (اب کس کے دکھانے کیلئے دوڑ کر چکّر لگائیں، اب اس کا کوئی مقصد باقی نہیں رہا)" پھر فرمایا "یہ ایک فعل ہے جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا لہٰذا ہم اُسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔"[5]

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ اتباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے، اُن سُنّتوں کو بھی نہیں چھوڑتے تھے جن کا مقصد باقی نہیں رہا تھا۔

دورانِ حج حضرت عمرؓ نے ۱۰ ذوالحجہ کو صبح کی نماز بمقام جمع ادا کی، پھر تھوڑی دیر وہاں اور ٹھہرے اور فرمایا "مشرکین اُس وقت تک یہاں سے روانہ نہ ہوتے تھے جب تک سُورج نہ نکل آئے اور بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی مخالفت کی (آپؐ طلوعِ آفتاب سے پہلے اس مقام سے کوچ فرمایا کرتے تھے)" یہ کہکر حضرت عمرؓ طلوعِ آفتاب سے پیشتر وہاں سے روانہ ہو گئے۔[6]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سختی سے سُنّت کی پیروی کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور تراویح ایک مرتبہ رمضان کی ایک رات کو حضرت عمرؓ مسجد تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مسجد میں مختلف جماعتیں ہو رہی ہیں اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں (ان متفرّق جماعتوں کو دیکھکر) کہنے لگے "اگر میں ان تمام لوگوں کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو (سُنّت کے) زیادہ مثل ہوگا۔" آخر اُنہوں نے اس

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الحج باب فی نسخ التحلل عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فی المتعۃ بالحج والعمرۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب ما ذکر فی الحجر الاسود عن عابسؓ و صحیح مسلم کتاب الحج عن عابسؓ وابن عمرؓ وعبداللہ بن سرجسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب تقبیل الحجر عن سویدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الرمل فی الحج والعمرۃ عن اسلم۔ [6] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب متی یدفع من جمع عن عمرو بن میمونؒ۔

بات کا پختہ ارادہ کر لیا اور ان سب کو جمع کر کے حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کو نمازِ تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کی امامت میں اکثر لوگ اوّل شب ہی تراویح پڑھ لیا کرتے تھے (لیکن حضرت عمرؓ آخری شب میں تراویح یعنی تہجّد ادا کرتے تھے) ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ پھر کسی رات کو مسجد تشریف لے گئے، لوگ حسبِ معمول ایک ہی امام کے پیچھے قیام اللّیل میں مصروف تھے۔ حضرت عمرؓ یہ سماں دیکھکر فرمانے لگے "یہ بدعت اچھی ہے" (یعنی متروکہ سُنّت کو از سرِ نو جاری کر دینا ہی اچھی بدعت ہو سکتی ہے نہ کہ کسی نیک کام کا ایجاد کرنا) پھر فرمایا "جس وقت یہ سوتے ہوتے ہیں وہ وقت اس وقت سے افضل ہے جس وقت یہ نماز پڑھتے ہیں یعنی آخری شب میں (قیام اللّیل افضل ہے)"[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تراویح تین دن پڑھا کر اس خیال سے چھوڑ دی تھی کہ کہیں آپؐ کے ہمیشہ پڑھنے سے اُمّت پر لازمی نہ ہو جائے اور پھر وہ اُسے ادا نہ کر سکے (تو گناہگار ہو)[2] اس واقعہ کے بعد مختلف جماعتیں ہونے لگیں اور بعض اکیلے ہی پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہ طریقہ حضرت عمرؓ کے وقت تک جاری رہا۔ کیونکہ لازمی ہونے کا اندیشہ تو اب باقی نہ رہا تھا لہٰذا حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس عمل کو جو آپؐ کو محبوب تھا لیکن آپؐ کو مصلحتاً چھوڑنا پڑا تھا پھر جاری کر دیا۔ بدعت اس فعل کو کہتے ہیں جس کا پہلے سے نمونہ موجود نہ ہو، کیونکہ متروکہ سُنّت کو جاری کرنے کا عمل پہلے کبھی نہیں ہوا تھا لہٰذا متروکہ سُنّت کو جاری کرنے کا نمونہ پہلے سے موجود نہیں تھا۔ اسی بنیاد پر لُغوی اعتبار سے حضرت عمرؓ نے اس کے جاری کرنے کو بدعت کہدیا۔ ورنہ اصطلاحِ شرع میں بدعت اس نیک عمل کو کہتے ہیں جس کا نمونہ سُنّت میں موجود نہ ہو۔ تراویح کا نمونہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں موجود تھا لہٰذا تراویح باصطلاحِ شرع بدعت نہیں ہے جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا اور پھر اس اندیشہ سے چھوڑ دیا کہ اُمّت پر لازمی نہ ہو جائے اُس کام کو مستحب کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے تراویح مستحب ہے نہ کہ سُنّت۔ اگر آپؐ ہمیشہ پڑھتے رہتے تو سُنّت ہو جاتی اور پھر اس کا پڑھنا لازمی ہوتا اور ترک کرنا گناہ ہوتا۔

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ اتّباعِ سُنّت، ترویجِ سُنّت اور احیائے سُنّت کے بڑے شیدائی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

جہاد فی سبیل اللہ کا اہتمام

حضرت عمرؓ نے جہاد کا اہتمام بدستور جاری رکھا۔ بڑے بڑے شہروں میں مشرکوں سے لڑنے کیلئے لشکر روانہ کئے ان جنگوں کے نتیجہ میں ایک شخص ہُرمُزان نامی مُسلم ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے جنگوں کے سلسلہ میں اس سے مشورہ کیا۔ ہُرمُزان نے کہا "شہروں کی مثال اور مُسلمین کے ان دشمنوں کی مثال جو ان شہروں میں رہتے ہیں اس پرندے کے مثل ہے جس کا سر ہو، دو بازو ہوں، دو پیر ہوں، اگر ایک بازو توڑ دیا جائے تو اُس کے دونوں پیر ایک بازو اور سر کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں پیر سر کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے اور اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پیر، دونوں بازو اور سر سب بیکار ہو جائیں گے۔ سر تو کسریٰ ہے، ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے۔ لہٰذا آپ مسلمین کو حکم دیجئے کہ کسریٰ کی طرف جائیں۔"

---

[1] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

الغرض حضرت عمرؓ نے حضرت نعمان بن مُقرّن کی امارت میں ایک لشکر کِسریٰ کی طرف روانہ کیا۔ جب اسلامی لشکر دشمن کے مُلک میں پہنچا تو کِسریٰ کا عامِل چالیس ہزار فوج لیکر مقابلہ کیلئے آیا۔ عامل کے ترجمان نے مسلمین سے کہا "تم میں سے ایک آدمی مجھ سے بات کرے۔" حضرت مغیرہؓ نے کہا "(میں بات کرتا ہوں) جو تیرا جی چاہے مجھ سے پوچھ" اُس نے کہا "تم کون لوگ ہو" حضرت مغیرہؓ نے کہا "ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم سخت بدبختی اور شدید مصیبت میں مبتلا تھے (تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ) بھوک میں چمڑے اور کھجور کی گٹھلیوں کو چوسا کرتے تھے۔ چمڑے اور بالوں کی پوشاک پہنتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پرستش کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ یکایک آسمانوں اور زمین کے مالک نے جس کا ذکر بلند ہے، جس کی عظمت جلیل ہے ہماری طرف ایک نبیؐ بھیجا جن کے ماں باپ کو ہم اچھی طرح جانتے تھے، ہمارے نبیؐ، ہمارے ربّ کے رسُولؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے لڑیں یہاں تک کہ تم اللہ کی پرستش کرو یا جزیہ ادا کرو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمارے ربّ کا یہ پیغام بھی ہمیں پہنچایا ہے کہ جو شخص ہم میں سے مقتول ہوگا وہ جنّت میں ایسے آرام سے رہیگا کہ اس جیسا آرام اُس نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اور جو شخص ہم میں سے باقی رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو جائے گا۔"

(اس تقریر کے بعد حضرت مغیرہؓ نے چاہا کہ لڑائی فوراً شروع کر دی جائے۔ انہوں نے حضرت نعمانؓ کو مشورہ دیا کہ لڑائی شروع کر دی جائے۔ حضرت نعمانؓ نے کہا کہ ہم فلاں وقت جنگ شروع کریں گے، حضرت مغیرہؓ نے اصرار کیا تو) حضرت نعمانؓ نے کہا تم تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ اکثر جنگوں میں شریک ہوئے ہو اور کبھی تمہیں ندامت و ذلّت سے سابقہ نہیں پڑا (یعنی فتح ہی ہوتی رہی، باوجود اس کے تم جنگ کی سُنّت کو بھول گئے) میں بھی اکثر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا ہوں، آپؐ جب دن میں اوّل وقت جنگ نہیں کرتے تو پھر انتظار کرتے یہاں تک کہ جب ہوائیں چلنے لگتیں اور نمازوں کا وقت آجاتا تو جنگ شروع کرتے [1]

جہاد کے لئے سواریوں کا انتظام جہاد کیلئے حضرت عمرؓ نے سواریوں کا ایک مستقل نظام قائم کیا تھا۔ ان سواریوں کے لئے وہ چراگاہوں کو مخصوص کر لیا کرتے تھے [2]

فوجی کمک کا اہتمام۔ حضرت اُویس قرنیؓ کی آمد (حضرت عمرؓ نے مختلف صوبوں سے فوجی کمک منگوانے کا اہتمام کیا) جب اہلِ یمن کی کمک آتی تو حضرت عمرؓ ان سے دریافت کرتے "کیا تم میں کوئی شخص اویس بن عامرؓ نامی ہے"۔ (جواب ملتا نہیں ہے) آخر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ یمن کی فوجی کمک کے ساتھ حضرت اُویسؓ بھی مدینہ منوّرہ پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تم اُویس بن عامرؓ ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہارا تعلّق مراد قبیلہ سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہارا تعلّق قرن سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "تم کو برص تھا اور اب اچھے ہو گئے ہو، صرف ایک درہم کی جگہ باقی رہ گئی ہے؟" حضرت اُویسؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "تمہاری والدہ (زندہ) ہیں؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے "تمہارے پاس اہلِ یمن کی کمک کے ساتھ اُویس بن عامر قرنی مرادی آئیں گے، انہیں برص ہوگا، وہ اللہ سے دُعا کریں گے تو اللہ انہیں شفا عطا فرمائے گا (جب وہ تمہارے پاس پہنچیں گے تو صرف ایک درہم کے برابر برص باقی ہوگا۔ ان کی والدہ (اس وقت زندہ) ہونگی، وہ اپنی والدہ کے (بہت) فرماں بردار ہوں گے۔ اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اُن کی قسم کو پُورا کرے گا، اگر ہو سکے تو ان سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن جبیر بن حیّۃ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب عن اسلم

دُعائے مغفرت کرانا"۔ یہ حدیث سُنا کر حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "میرے لئے دُعائے مغفرت کیجئے"۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کے لئے دُعاء کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا "کہاں جانے کا ارادہ ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "کوفہ کا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "کیا وہاں کے حاکم کو لکھدوں (کہ وہ آپ کی مہمانی کرے)" حضرت اُویسؓ نے کہا "مسکین لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے" (حضرت اُویسؓ کوفہ چلے گئے) آئندہ سال سردارانِ کوفہ میں سے ایک سردار حج کرنے کیلئے آئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے حضرت اُویسؓ کا حال دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا "میں نے انہیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ گھر شکستہ اور سامان بہت کم تھا"۔ [1]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی پر کامل یقین تھا، اسی لئے وہ بار بار یمن سے آنے والوں میں حضرت اُویسؓ کو تلاش کرتے رہتے تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُویسؓ سے دعائے مغفرت کرانے کا ایک عام حکم دیا تھا لیکن حضرت عمرؓ نے باوجود اس کے کہ وہ حضرت اُویسؓ سے بدرجہا افضل تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی تعمیل میں ان سے اپنے لئے دُعا کرائی۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں بھی ثابت ہوئیں :-

(۱) حضرت عمرؓ اہل اللہ کی قدر و منزلت کرتے تھے۔

(۲) حضرت عمرؓ کو آخرت کی بڑی فکر تھی۔ دُعائے مغفرت کیلئے وہ بہت بے چین رہتے تھے۔

(۳) حضرت اُویسؓ کی زندگی راہبانہ نہیں تھی بلکہ وہ ایک مجاہد تھے۔ فوجی کمک کے ساتھ مدینہ منوّرہ پہنچے اور پھر کوفہ کی چھاؤنی میں اقامت اختیار کی۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کا اختلاف جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متروکہ املاک میں سے وہ املاک جو مدینہ منوّرہ میں تھی حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کی تولیت میں دیدی تھی، کچھ عرصہ بعد اس کے انتظامات اور اخراجات کے سلسلہ میں ان دونوں کے درمیان کچھ اختلاف ہوگیا۔ دونوں فیصلہ کیلئے حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ اجازت لیکر (مکان کے) اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "میرے اور ان غلط کو، گنہگار، بدعہد اور خائن کے درمیان تصفیہ کر دیجئے"۔ اس کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ حضرت عثمانؓ اور اُن کے ساتھیوں نے کہا "اے امیر المؤمنین، ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر ہی دیجئے اور ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اچھا ٹھہرو (میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں) میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے"۔ ان سب نے کہا "بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا ہی فرمایا ہے"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ سے پُوچھا "میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ ارشاد فرمایا تھا؟" ان دونوں نے کہا "بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل اُویسؓ۔ [2] حضرت عبّاسؓ حضرت علیؓ کے چچا تھے، غصہ میں اپنے بھتیجے کو جو چاہا کہدیا اگرچہ ان کے نزدیک حقیقتاً حضرت علیؓ ایسے نہیں تھے، ان کا آپس کا اختلاف صرف غلط فہمی کی بنیاد پر تھا اور وہ بھی صرف تنظیمی اُمور کے سلسلہ میں۔

نے یہ ارشاد فرمایا تھا "۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اب میں تم سے اس معاملہ میں گفتگو کرتا ہوں۔ بے شک اللہ نے اس مالِ غنیمت میں سے ایک چیز کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص کر لیا تھا، آپؐ کے علاوہ (اس میں سے اللہ نے) کسی کو کچھ نہیں دیا "۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ {حشر ۶}

اور وہ چیز جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو عطا کی جس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ سوار (وہ رسولؐ ہی کیلئے مخصوص ہے) اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے (بغیر جنگ کے بھی) تسلّط دیدیتا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا "(اس آیت کی رُو سے) یہ مال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص تھا پھر بھی اللہ کی قسم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو اپنی ذات پر ہی صرف نہیں کیا بلکہ تمہیں بھی دیتے رہے، اور نہ آپؐ نے یہ کیا کہ سارا مال تمہیں دے دیا ہو (اپنے لئے کچھ نہ رکھا ہو) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں سے تم سب کو دیا اور بہت کچھ تم لوگوں میں تقسیم بھی کر دیا یہاں تک کہ (تھوڑا سا) مال باقی رہ گیا، اس مال میں سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ لے لیا کرتے تھے اور اس کے بعد جو بچتا تھا اُسے اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔ میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم اس بات سے واقف ہو؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے اللہ کی قسم دیکر پوچھا "کیا تم بھی اس بات سے واقف ہو؟" ان دونوں نے کہا "ہاں" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا "پھر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی (ابوبکرؓ ان کے جانشین ہوئے) ابوبکرؓ نے کہا "میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں (لہٰذا یہ مال اب میرے قبضہ میں رہے گا، الغرض) اُنہوں نے اس مال کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس میں اُسی طرح تصرّف کیا جس طرح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے (یعنی سُنّت کے مُطابق خرچ کرتے رہے) کچھ عرصہ بعد تم دونوں ان کے پاس آئے (اے عباسؓ) تم تو اپنے بھتیجے کا ورثہ طلب کرتے تھے اور یہ اپنی بیوی کا حصّہ طلب کرتے تھے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا "رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے"۔ کیا تم نے اُنہیں غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھا؟ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس میں بے شک سچّے، نیکوکار، ہدایت یافتہ اور تابع حق تھے۔ پھر اللہ نے ابوبکرؓ کو وفات دی تو میں ابوبکرؓ کا جانشین ہوا۔ اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک میں اس پر قابض رہا اور اس مال میں اسی طرح تصرّف کرتا رہا جس طرح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کرتے تھے، کیا تم مجھے غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھتے ہو، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بے شک اس کے تصرّف میں سچّا، نیکوکار، ہدایت یافتہ اور حق کا تابع تھا"۔ دو سال گذرنے کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور مجھ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ تم دونوں کی بات ایک تھی، تم دونوں کا معاملہ ایک تھا، اے عباسؓ تم اپنے بھتیجے کے مال میں سے مجھ سے (ورثہ) طلب کرتے تھے اور یہ یعنی علیؓ اپنی بیوی کا ورثہ طلب کرتے تھے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ پھر میں نے اس بات کو مناسب سمجھا کہ اس کو تمہاری تحویل میں دیدوں، میں نے تم سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو اس شرط پر تمہارے حوالہ کر دوں کہ اللہ کے عہد اور میثاق پر کاربند رہتے ہوئے اس میں اسی طرح تصرّف کرو گے جس طرح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ابوبکرؓ نے اور مَیں نے اپنی خلافت میں اب تک کیا ہے۔ تم دونوں نے

کہا کہ اس کو ہمارے حوالہ کر دو (ہمیں یہ شرط منظور ہے) میں نے اس شرط پر اس کو تمہارے حوالہ کر دیا۔" پھر حضرت عمرؓ نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے یہ مال ان کو اس شرط پر دیا تھا؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے کہا "میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے یہ مال اس شرط پر تمہارے حوالہ کیا تھا" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تو کیا اب تم مجھ سے اس کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتے ہو، اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں میں قیامت تک اس معاملہ میں اسکے خلاف نہیں کروں گا۔ اگر تم اس کے انتظام سے عاجز ہو گئے تو مجھے واپس کر دو، میں تمہاری طرف سے اس کیلئے کافی ہوں"[1]۔ (اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کو قانون سمجھتے تھے اور سُنّت سے سرِ مو انحراف کرنے کو حرام سمجھتے تھے)

حضرت عمرؓ کے دَورے

سفرِ شام | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام سَرغ میں پہنچے تو اُن کی ملاقات حضرت ابو عبیدہؓ کے لشکر کے امیروں سے ہوئی۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ شام میں طاعون کی بیماری پھیل رہی ہے (وہاں جانا مناسب نہیں) یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے مہاجرین اوّلین کو بُلایا اور ان سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ ان کی رائیں مختلف ہو گئیں بعض کہنے لگے چلنا چاہیئے کیونکہ ہم ایسے کام کیلئے آئے ہیں جس کو بغیر کئے واپس ہونا مناسب نہیں، بعض نے کہا، آپ کے ہمراہ بڑے بڑے مرتبہ کے لوگ اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھی ہیں ان کو ایسی وبا میں نہ لیجائیے حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا "تم لوگ چلے جاؤ"۔ پھر انصار کو بُلایا اور اُن سے مشورہ کیا، اُنہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا، حضرت عمرؓ نے کہا "تم لوگ چلے جاؤ"۔ پھر فرمایا "قریش کے بڑے بڑے لوگ جنہوں نے فتح مکّہ کے بعد (طلب علم اور جہاد کے لئے) ہجرت کی تھی اگر یہاں موجود ہوں تو اُنہیں بُلاؤ"۔ حکم کی تعمیل میں یہ لوگ حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے ان سے بھی مشورہ کیا۔ ان سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ یہاں سے واپس ہو جانا چاہیئے کیونکہ ایسی وباء (کی موجودگی میں اس) کی طرف پیش قدمی کرنا مناسب نہیں۔ یہ مشورہ سُنتے ہی حضرت عمرؓ نے اعلان کر دیا کہ میں (کل) علی الصباح یہاں سے (واپس) روانہ ہو جاؤنگا تم لوگ بھی واپس چلو۔ حضرت ابو عبیدہؓ (جو اُس وقت وہاں پہنچ چکے تھے) کہنے لگے "کیا آپ تقدیرِ الٰہی سے بھاگتے ہیں؟" حضرت عمرؓ نے کہا "اے ابو عبیدہؓ، کاش یہ بات تمہارے علاوہ اور کسی نے کہی ہوتی"۔ پھر فرمایا "ہاں ہم تقدیرِ الٰہی سے بھاگ کر تقدیرِ الٰہی کی طرف جاتے ہیں، بتاؤ اگر تمہارا اُونٹ ایسے جنگل میں چلا جائے جس میں دو میدان ہوں ایک تر و تازہ، دوسرا خشک، تم اُونٹ کو تر و تازہ میدان میں چراؤ گے تو یہ تقدیرِ الٰہی سے ہوگا یا نہیں اور اگر تم خشک میدان میں چراؤ گے تو یہ تقدیرِ الٰہی سے ہوگا یا نہیں (دونوں میدانوں میں چرانا تقدیرِ الٰہی ہی سے ہوگا باوجود اس کے تم تر و تازہ میدان میں چراؤ گے، خشک میدان کی طرف اپنے اونٹ کو نہیں لیجاؤ گے بالکل اسی طرح دونوں مقامات میں سے ہم اُس مقام کی طرف جا رہے ہیں جس میں عافیت ہے)" حضرت عمرؓ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آگئے، وہ کسی کام سے گئے ہوئے تھے، وہ کہنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؓ وکتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر وکتاب النفقات وکتاب الفرائض وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفئ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے، اُنہوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا یہ صرف صحیح بخاری کتاب الاعتصام میں ہے۔ حضرت عباسؓ کے مذکورہ بالا الفاظ کے بجائے اس میں صرف "ظالم" ہے۔

لگے مجھے اس مسئلہ کا علم ہے، میں نے خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ نے فرمایا تھا "جب تم یہ سُنو کہ کسی مُلک میں طاعون کی وباء پھیل رہی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر طاعون کی وباء ایسے ملک میں پھیل جائے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ نے حدیث سُن کر اللہ کا شکر ادا کیا اور مدینہ منوّرہ کو واپس روانہ ہو گئے[1]

یہ واقعہ حضرت عمرؓ کی فراستِ ایمانی کی کتنی بڑی دلیل ہے۔ اُنہوں نے تقدیر کے مسئلہ کو جو انتہائی دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے کس خوبصورتی سے سلجھا دیا اور اُس بات کا ارادہ کیا جس کی تائید بعد میں حدیث نے کر دی۔

اس واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت عمرؓ حدیث کو حجّت شرعیہ سمجھتے تھے اور اس کی موافقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔

مقامِ جابیہ میں حضرت عمرؓ کا ورود | ایک مرتبہ دَورہ کرتے ہوئے حضرت عمرؓ جابیہ نامی مقام تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچکر آپ نے خطبہ دیا۔ خطبہ میں فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے البتہ دو، تین یا چار اُنگل تک (ریشمی حاشیہ لگانے کی) اجازت دی ہے"۔[2]

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کو ابدی قانون تسلیم کرتے تھے اور اُس کی اشاعت کرتے تھے۔

سُنّت کی خلاف ورزی پر سزا | حضرت عمرؓ کی شروع خلافت میں دو تین سال تک حسب دستورِ نبوی (ایک مجلس کی) تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں، لوگوں نے پَے در پَے (ایک مجلس میں) تین طلاقیں دینی شروع کر دیں (یہ شریعت کے ساتھ ایک مذاق تھا) حضرت عمرؓ نے فرمایا "جس کام میں لوگوں کو مہلت و آسانی دی گئی تھی اُس کام میں یہ لوگ عجلت سے کام لے رہے ہیں (یعنی طلاق اس طرح ہونی چاہیئے تھی کہ ایک طُہر میں ایک طلاق۔ دوسرے طُہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طُہر میں تیسری طلاق۔ ظاہر ہے کہ اس طرح طلاق دینے میں کم از کم دو مہینے لگتے تھے، اس عرصہ میں طلاق دینے والا اپنی غلطی محسُوس کر کے تیسری طلاق سے پہلے رجوع کر سکتا تھا۔ یہ مہلت ایک قسم کی آسانی تھی، لوگوں نے بہ یک وقت ایک ہی طُہر میں تین طلاقیں دینی شروع کر دیں، پھر حسب قانونِ نبی رجوع بھی کر لیا کرتے۔ حضرت عمرؓ کو شریعت کے ساتھ یہ مذاق پسند نہ آیا۔ اُنہوں نے فرمایا) تو کیوں نہ ہم یہ طلاقیں ان پر نافذ کر دیں"۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے (ایک مجلس میں دی ہوئی) تین طلاقوں کو اُن پر نافذ کر دیا (اور مذاق کی سزا میں رجوع کرنے سے اُن کو روک دیا)[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں شرعاً و قانوناً ایک ہی ہوتی ہیں، تین نہیں ہوتیں۔ ایسی تین طلاقوں کے بعد حقِّ رجوع یا حقِّ نکاح باقی رہتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص شریعت کے ساتھ مذاق کرے تو خلیفۂ وقت کو اختیار ہے کہ وہ ایسا کرنے والے کو مناسب سزا دے۔ حضرت عمرؓ نے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کی، قانون وہی رہا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی، حضرت عمرؓ بطور سزا کے علیحدہ کر دیا کرتے تھے نہ کہ قانوناً۔

مجلسِ شوریٰ | مشورہ کیلئے حضرت عمرؓ نے ایک مجلسِ شوریٰ کی تشکیل دی۔ یہ مجلس شرکائے بدر میں سے اکابر صحابہؓ پر مشتمل تھی لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو باوجود ان کی کم سنی کے حضرت عمرؓ (مجلسِ شوریٰ میں شریک کرتے اور اُن کو) اپنے قریب بٹھلاتے۔ ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ ان کے مثل ہمارے بھی بیٹے ہیں ان کو تو (باوجود کم سنی کے) آپ ہمارے ساتھ بٹھلاتے ہیں (ہمارے بیٹوں کو شوریٰ میں شریک کیوں نہیں کرتے) حضرت عمرؓ نے کہا اس کی وجہ تو تمہیں بھی معلوم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون و صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس عن سوید۔ [3] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاث عن ابن عباسؓ۔

ہوگی۔ پھر ایک دن حضرت عمرؓ نے ارکان مجلسِ شوریٰ کو بُلایا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھی بُلوایا۔ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے پوچھا "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ الخ کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟" ان میں سے بعض نے کہا "اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں نصرت اور فتح دی جائے تو اللہ کی حمد کریں اور اس سے معافی مانگیں"۔ بعض نے کچھ نہ کہا (خاموش رہے) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا "کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟" حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عرض کیا "(نہیں) اس سورت میں اللہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آپؐ کی موت کی خبر دی ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو"۔ [1]

عید کی نماز اور خطبہ | حضرت عمرؓ پہلے عید کی نماز پڑھتے پھر خطبہ دیتے تھے۔ حضرت ابوعبیدؒ کہتے ہیں "ایک دفعہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی۔ حضرت عمرؓ نے پہلے عید کی نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔ خطبہ میں فرمایا "اے لوگو بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں دنوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک وہ دن جس دن تم اپنے روزوں کے بعد افطار کرتے ہو (یعنی عیدالفطر) اور دوسرا وہ دن جس دن تم قربانی کا گوشت کھاتے ہو (یعنی عیدالاضحیٰ)"۔ [2]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کی اشاعت کرتے تھے اور اُسے واجب التعمیل سمجھتے تھے۔

وفدِ طَے کی آمد | حضرت عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں "ایک مرتبہ میں ایک وفد کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے ایک ایک آدمی کو اُس کا نام لیکر بُلایا (لیکن مجھے چھوڑ دیا) میں نے کہا "اے امیرالمؤمنین، کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیوں نہیں۔ تم اسلام لائے جب اوروں نے کفر کیا، تم آگے بڑھے جبکہ دوسروں نے پیٹھ موڑی۔ تم نے عہد کو پُورا کیا جبکہ دوسروں نے عہد کو توڑ دیا۔ تم نے حق کو پہچان لیا جبکہ دوسروں نے انکار کیا"۔ میں نے کہا تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں (اگر آپ میرا نام نہ لیں یا مجھے مؤخر کر دیں) [3]

تعمیرِ مسجدِ نبوی | حضرت عمرؓ کے وقت تک مسجدِ نبوی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی، اس کی چھت لکڑیوں کی تھی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مسجد میں توسیع کی، عہدِ نبوی کی بنیادوں پر اُسے اینٹوں اور لکڑیوں سے دوبارہ تعمیر کیا اور ستون وہی لگا دئے (جو پہلے سے چلے آرہے تھے) [4]

یہودیوں کی جلاءِ وطنی | ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی جائداد کی دیکھ بھال کیلئے خیبر گئے۔ یہودیوں نے اُنہیں زدوکوب کیا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے ایک تقریر کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کے مالوں کی بابت معاملہ کیا تھا، آپؐ نے یہودیوں سے فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تم کو قائم رکھے گا ہم بھی تمہیں قائم رکھیں گے۔ اب یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ عبداللہؓ اپنی جائداد پر گئے تھے، رات کے وقت ان پر ظلم کیا گیا، ان کے دونوں ہاتھ پیر توڑ دئے گئے۔ یہودیوں کے علاوہ اور کون ہمارا دشمن ہے، ہمارا شبہ ان ہی پر ہے۔ لہٰذا اب میں ان کو جلاءِ وطن کر دینا مناسب سمجھتا ہوں"۔ الغرض حضرت عمرؓ نے ان کو نکالنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ (یہودیوں کو معلوم ہوا تو) ابوحقیق کی اولاد میں سے ایک شخص آیا اور اُس نے کہا "اے امیرالمؤمنین کیا آپ ہم کو نکال دیں گے حالانکہ محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ہم کو یہاں قائم کیا تھا اور یہاں کے مالوں کی بابت ہم سے معاملہ کیا تھا"

---

[1] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام وکتابُ المغازی ابواب فتح مکّۃ وکتابُ التفسیر (سورۃ اذا جآء) عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب مایوکل من لحوم الاضاحی وکتابُ العیدین۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی قصّۃ وفد طَیِّیءٍ عن عدیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب بنیان المسجد عن ابن عمرؓ۔

حضرت عمرؓ نے کہا "کیا تو سمجھتا ہے کہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ قول بھُول گیا ہوں کہ آپؐ نے تجھ سے فرمایا تھا "تیرا کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا، تیرا اونٹ تجھے کئی رات لئے پھریگا"۔ اُس نے کہا یہ تو ابوالقاسم کا مذاق تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے"۔ الغرض حضرت عمرؓ نے اُنہیں تیما اور اریحا کی طرف نکال دیا اور اُن کے میوہ جات، اُونٹ اور اسباب، عماریوں اور رسّیوں وغیرہ کی قیمت اُنہیں دیدی۔[1]

یہودیوں کی جلاوطنی کے بعد حضرت عمرؓ نے خیبر کو مسلمین میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے ازواج مطہراتؓ کو اختیار دیا کہ وہ زمین اور پانی لے لیں یا غلّہ وغیرہ کی مقررہ مقدار جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ملتی تھی لیتی رہیں۔ اس اختیار کی بنیاد پر بعض ازواجِ مطہراتؓ نے زمین اور پانی لے لیا اور بعض نے غلّہ وغیرہ کی وہی مقدار لینا پسند کیا جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ملتی تھی یعنی سالانہ ۸۰ وسق کھجور اور ۲۰ وسق جَو۔[2]

مجوس سے جزیہ | حضرت عمرؓ نے کافی عرصہ تک مجوس سے کوئی جزیہ نہیں لیا۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے شہادت دی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہَجَر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا تو پھر حضرت عمرؓ نے بھی مجوس سے جزیہ لینا شروع کر دیا۔[3]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ حدیث کو واجب التعمیل، حجّتِ شرعیّہ اور ماخذ قانون سمجھتے تھے۔

محرّمات سے نکاح | وفات سے ایک سال پہلے حضرت عمرؓ نے حکم جاری کیا کہ مجوس کے ایسے تمام نکاح جو اُنہوں نے محرم رشتہ داروں سے کئے ہیں (ختم کر دئے جائیں اور میاں بیوی میں) تفریق کرادی جائے۔[4]

تحریم خمر کے متعلق خطبہ | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ نے فرمایا "بیشک جب شراب کی حُرمت نازل ہوئی تو شراب پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ انگور سے، کھجور سے، گیہوں سے، شہد سے اور جَو سے لیکن (درحقیقت شراب انہی چیزوں پر موقوف نہیں بلکہ) شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے (یعنی جس سے عقل میں فتور آجائے)"۔[5]

حضرت عمرؓ کا آخری حج | وفات سے چند روز پہلے حضرت عمرؓ نے حج کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں میں مہاجرین میں سے چند آدمیوں کو جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے قرآن شریف پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دن جبکہ میں منیٰ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے خیمہ میں پہنچا تو وہ اُس وقت حضرت عمرؓ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یکایک وہ وہاں سے واپس ہو کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے اگر تم اس آدمی کو دیکھو (تو تمہیں بڑا تعجّب ہو) جو آج امیرالمؤمنین کے پاس آیا اور کہنے لگا "اے امیرالمؤمنین کیا آپ کو فلاں شخص کی ضرورت ہے جو کہتا ہے کہ اگر عمرؓ کی وفات ہو گئی تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا اور اللہ کی قسم ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہو گئی تھی اور پھر خیریت کے ساتھ انجام کو پہنچی (اسی طرح اُس شخص کی بیعت بھی خیریت کے ساتھ انجام کو پہنچیگی)"۔ حضرت عمرؓ اس بات کو سُن کر بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا "انشاء اللہ شام کے وقت میں کھڑے ہو کر (تقریر کروں گا اور) تمام لوگوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار کروں گا جو اُمورِ خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "میں نے کہا اے امیرالمؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موقعہ ہے۔ جاہل اور رذیل ہر قسم کے لوگ یہاں جمع ہیں۔ جب آپ تقریر کرنے کھڑے ہوں گے تو یہی لوگ آپ کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط فی المزارعۃ عن ابن عمرؓ وکتاب المزارعۃ (صحیح مسلم باب "المساقاۃ والمعاملۃ بجزءٍ من الثمر" میں صرف تیما اور اریحا کی طرف نکالنے کا ذکر ہے) [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ) عن ابنِ عمرؓ وکتاب الاشربۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب البیوع باب المساقاۃ والمعاملۃ بجزءٍ عن ابن عمرؓ

قریب ہوں گے ۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ کچھ فرمائیں اور اُڑانے والے اس کو اُڑا کر اس کی حفاظت نہ کریں اور جہاں اُسے رکھنا چاہیئے وہاں نہ رکھیں (آپ کی تقریر کے مفہوم کو بدل کر لوگوں کے سامنے پیش کریں، لوگوں کو دھوکا دیں اور فتنہ پیدا کریں) لہٰذا آپ اتنا انتظار کریں کہ مدینہ پہنچ جائیں، کیونکہ مدینہ دار الہجرۃ والسّنّۃ ہے وہاں آپ سمجھدار اور اہلِ شرف آدمیوں کو چُن کر اُن کے سامنے جو کچھ کہنا ہو کہیں تاکہ اہلِ علم آپ کی بات سُنکر اُس کو اُس کے محل پر رکھیں۔" حضرت عمرؓ نے (اس مشورہ کو قبول فرمالیا اور) فرمایا "اللہ کی قسم میں مدینہ میں سب سے پہلے یہی تقریر کروں گا۔" [1]

حضرت عمرؓ کا اہم خطبہ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ذوالحجہ کے آخر میں ہم مدینہ پہنچے۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو میں آفتاب کے ڈھلتے ہی جلدی سے مسجد پہنچا۔ میں نے سعید بن زیدؓ کو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے پایا۔ میں بھی اُن کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ اُن کو آتا ہوا دیکھکر میں نے سعید بن زیدؓ سے کہا آج عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو کبھی نہ کہی ہوگی۔ سعیدؓ نے میری بات کا انکار کیا اور کہا مجھے یہ اُمید نہیں ہے کہ عمرؓ (آج) ایسی بات کہیں گے جو کبھی نہ کہی ہوگی۔ الغرض حضرت عمرؓ منبر پر آکر بیٹھ گئے۔ جب مؤذّن اذان دیکر خاموش ہوگئے تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوگئے۔ اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد میں (اِس وقت) ایسی بات کہہ رہا ہوں جس کا کہنا میرے لئے مقدّر تھا۔ میں نہیں جانتا کہ میرا یہ کہنا میری موت کا پیش خیمہ ہو جو اسے سمجھ لے اور یاد کرلے اُسے چاہیئے کہ جہاں وہ پہنچے اس بات کو بھی پہنچائے اور جس کو یاد نہ رہے تو میں اُس کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تھا اور اپنی کتاب آپؐ پر نازل فرمائی تھی۔ اُسی نازل شدہ کتاب میں آیۂ رجم بھی ہے جس کو ہم نے پڑھا، سمجھا اور یاد کیا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سنگسار کیا ہے اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا ہے، مجھے یہ ڈر ہے کہ ایک مدّت گذرنے کے بعد کہیں کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم سنگسار کا حکم اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے اور اس طرح وہ اللہ کے اس فریضہ کو جس کو اللہ نے نازل فرمایا ترک کر کے گمراہ نہ ہو جائے۔ خبردار سنگسار کی سزا حق ہے اور کتاب یعنی شریعتِ الٰہیّہ میں اب بھی موجود ہے۔ یہ سزا اس مرد یا عورت کے لئے ہے جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے بشرطیکہ اس کے اس فعل پر عینی گواہ موجود ہوں یا حمل ہو یا وہ خود زنا کا اعتراف کرے اور یہ بات بھی اللہ کی کتاب یعنی شریعت میں ہے اور ہم اسے پڑھا کرتے تھے کہ اپنے باپوں سے بیزار نہ ہونا، اپنے باپوں سے بیزار ہونا کفر ہے۔ خبردار رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرنا جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ کی تعریف کی جاتی ہے (میرے متعلّق) بس یہ کہنا کہ اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُولؐ، اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم میں سے بعض آدمی یہ کہتا ہے کہ اگر عمرؓ مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا اور (خبردار) کوئی شخص یہ کہکر فریب نہ دے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت بھی تو یکایک بغیر مشورہ کے ہوئی تھی اور اس کا انجام بخیر ہوا (لہٰذا بغیر مشورہ کے ہماری اس بیعت کا انجام بھی بخیر ہوگا) بے شک ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہی ہوئی تھی لیکن اللہ نے اس کی بُرائی سے (سب کو) بچالیا (یعنی یکایک بیعت کر لینے سے جن خدشات کا خطرہ تھا وہ ظہور پذیر نہیں ہوئے) تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس میں ابوبکرؓ جیسی فضیلت ہو۔ اب جس کسی شخص نے مسلمین کے مشورہ کے بغیر کسی دوسرے شخص کی بیعت کر لی تو اُس کی اور اُس کے متّبع کی بیعت نہ کی جائے۔ خصوصًا اس اندیشہ سے بھی ان کی بیعت سے گریز کیا جائے کہ وہ دونوں تو بہر حال قتل کر دئے جائینگے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی تو ابوبکرؓ ہم سب سے بہتر تھے۔ انصار نے ہمیں پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ سب بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہوگئے (اور خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں مشورہ کرنے لگے) مہاجرین (کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ) ابوبکرؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلیٰ من الزنا اذا احصنت عن ابن عباس رضؓ۔

کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا ہم سب انصاری بھائیوں کے پاس چلیں (ابوبکرؓ نے اس رائے کو قبول کرلیا) ہم سب انصار کی طرف روانہ ہوئے۔ علیؓ، زبیرؓ اور ان کے ساتھی ہمارے ساتھ نہ گئے۔ جب ہم انصار کے قریب پہنچے تو ان میں سے دو نیک بخت آدمیوں سے ہماری ملاقات ہوئی، اُنہوں نے انصار کے میلانِ خاطر کا ذکر کیا اور ہم سے کہا "اے گروہِ مہاجرین تم کہاں جارہے ہو"۔ ہم نے کہا "ہم انصاری بھائیوں کے پاس جارہے ہیں"۔ اُنہوں نے کہا "نہیں تم کو وہاں نہیں جانا چاہیئے تم اپنا کام کرلو" (وہ بھی تمہاری بات تسلیم کرلیں گے) میں نے کہا "اللہ کی قسم ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے"۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ بنو ساعدہ کے سائبان میں پہنچے۔ اُن لوگوں کے بیچ میں ہم نے ایک شخص کو کمبل اوڑھے دیکھا۔ میں نے پوچھا "یہ کون ہے؟" لوگوں نے کہا "سعد بن عبادہؓ ہیں"۔ میں نے کہا "ان کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے کہا "انہیں بخار ہے"۔ پھر ہم تھوڑی دیر بیٹھے رہے، انصار کے خطیب نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا "ہم لوگ انصار ہیں اور اسلام کے لشکر ہیں۔ اے مہاجرین تم قلیل ہو، تمہاری قوم میں سے چند لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو ہماری جڑ سے علیحدہ کردیں اور اُمورِ خلافت سے ہمیں دور رکھیں"۔ جب وہ خطیب خاموش ہوگیا تو میں نے چاہا کہ میں کچھ بولوں، میں نے ایک ایسی بات سوچی تھی جو مجھے بہت اچھی معلوم ہورہی تھی، میں چاہ رہا تھا کہ اس کو ابوبکرؓ کے سامنے بیان کردوں لیکن میں انکا ایک حد تک لحاظ بھی کرتا تھا، جب میں نے بولنا چاہا تو ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا "اپنی جگہ پر (بیٹھے) رہو"۔ میں نے ان کو خفا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ انہوں نے تقریر شروع کی اور وہ مجھ سے زیادہ حلم اور وقار کے مالک تھے۔ اللہ کی قسم میری سمجھ میں جو جو باتیں آئی تھیں اور جو مجھ کو اچھی معلوم ہورہی تھیں اُن کو اُنہوں نے اسی طرح یا اس سے بھی زیادہ خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا "اے انصار تم نے جو جو فضیلتیں اپنی بیان کیں بے شک تم ان کے لائق ہو، مگر یہ امرِ خلافت تو قریش ہی کیلئے زیادہ مناسب ہے، کیونکہ قریش از روئے نسب اور گھر کے سارے عرب سے افضل ہیں۔ میں تمہاری امارت کیلئے دو آدمیوں کو پسند کرتا ہوں، ان میں سے تم جس کی چاہو بیعت کرلو"۔ پھر اُنہوں نے میرا اور ابوعبیدہؓ کا جو ہمارے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ پکڑا۔ اُنہوں نے جو کچھ فرمایا اُس میں مجھے بجز اس بات کے اور کوئی چیز بُری نہیں معلوم ہوئی، اللہ کی قسم مجھے اپنی گردن کا مارا جانا اس قوم کی سرداری سے جس میں ابوبکرؓ ہوں بہتر معلوم ہوتا تھا، اے اللہ، (ابھی تک تو یہی حالت ہے) یہ دوسری بات ہے کہ موت کے وقت میرا نفس مجھے وہ چیز اچھی کرکے دکھائے جو اس وقت اچھی نہیں دکھائی دیتی، پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا ہم اُس کی جڑ اور اس کے اہم ستون ہیں لہٰذا ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے۔ اس تجویز پر کچھ گڑبڑ ہونے لگی، آوازیں بلند ہونے لگیں، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں اختلاف نہ ہوجائے، میں نے کہا "اے ابوبکرؓ اپنا ہاتھ تو دراز کیجیے"، انہوں نے ہاتھ دراز کیا۔ میں نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار نے بھی (فوراً) بیعت کرلی (اس طرح) ہم سعد بن عبادہؓ پر غالب آگئے (اُن کی تجویز منظور نہیں ہوئی) ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہؓ کو رسوا کردیا (یعنی اُن کی تجویز نہ مان کر انہیں ذلیل کردیا) میں نے کہا اللہ نے انہیں ذلیل کیا ہے (یعنی یہ سب کچھ اللہ کی تقدیر کے مطابق اور اُس کے قانون کے موافق ہوا ہے) اللہ کی قسم جو اُمور ہمیں درپیش تھے اُن میں سے ابوبکرؓ کی بیعت سے زیادہ اہم کوئی کام نہیں تھا، اگر ہم لوگوں کو چھوڑ کر چلے جاتے اور ابوبکرؓ کی بیعت نہ ہوتی تو وہ اپنے میں سے کسی شخص کی بیعت کرلیتے، پھر یا تو ہمیں بھی ان کی متابعت کرنی پڑتی خواہ ہم اس سے راضی (ہوں یا) نہ ہوں یا مخالفت کرتے تو بڑی خرابی ہوتی۔ (اے لوگو) جس نے مسلمین کے مشورہ کے بغیر کسی شخص کی بیعت کی تو نہ اُس کی پیروی کی جائے اور نہ اُس شخص کی جس کی اُس نے بیعت کی ہے (خاص کر)

اس اندیشہ سے کہ وہ دونوں قتل نہ کردئے جائیں" (اور وہ بھی خطرہ میں مبتلا ہو جائے، اس لئے کہ مشورہ سے منتخب کردہ امیر کے ہاتھ پر جب بیعت ہو جائے پھر بھی وہ شخص جس نے بغیر مشورہ بیعت کی تھی اور وہ جس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی دونوں اپنی ضد پہ رہیں تو ازروئے قانونِ اسلامی وہ قتل کردئے جائیں گے) [1]

وفات سے چند دن پہلے خطبہ | وفات سے چند دن پہلے حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کیا، پھر فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مُرغ نے میرے تین ٹھونگیں ماریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے، بعض لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنا خلیفہ نامزد کر دیجئے (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ اپنے دین اور خلافت اور اُس چیز کو جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تھا ضائع نہ کرے گا، اگر میری موت جلد ہی واقع ہو جائے تو مشورہ کرنے کے بعد خلافت ان چھ آدمیوں[2] میں رہیگی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض لوگ جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے مارا ہے اس کام میں اسلام پر طعن کرتے ہیں، اگر اُنہوں نے (پھر) ایسا کیا تو وہ اللہ کے دشمن اور گمراہ کافر ہیں، میں اپنے بعد اتنا پیچیدہ مسئلہ کوئی نہیں چھوڑ رہا ہوں جتنا پیچیدہ کلالہ کی وراثت کا مسئلہ ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ کو اتنا دریافت نہیں کیا جتنا کلالہ کے مسئلہ کو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھ پر کسی مسئلہ میں اتنی سختی نہیں کی جتنی کہ اس مسئلہ میں کی، حتیٰ کہ (ایک دن) آپؐ نے اپنی انگشت مبارک میرے سینہ میں ماری اور فرمایا "اے عمرؓ کیا تمہیں وہ آیت کافی نہیں جو گرمی کے موسم میں اُتری تھی اور جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے"۔ پھر حضرت عمرؓ نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا "اگر میں زندہ رہا تو کلالہ کے متعلق ایسی فیصلہ کُن وضاحت کروں گا کہ ہر شخص اس کے مطابق فیصلہ کر سکیگا خواہ اُس نے قرآن پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو"۔ پھر فرمایا "الٰہی میں تجھے ان لوگوں پر گواہ بناتا ہوں کہ جنہیں میں نے شہروں کی حکمرانی دی ہے، میں نے اُنہیں اس لئے مقرر کیا ہے کہ وہ انصاف کریں، لوگوں کو دین سکھائیں اور اپنے نبیؐ کی سُنّت کی تعلیم دیں، مالِ غنیمت ان میں تقسیم کریں اور جس بات میں انہیں کوئی دشواری پیش آئے تو اس بات میں میری طرف رجوع کریں"، پھر فرمایا "اے لوگو! تم دو درختوں کو کھاتے ہو، میں ان کو خبیث سمجھتا ہوں یعنی پیاز اور لہسن کو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ جب کسی شخص سے ان دونوں چیزوں کی بدبو محسوس کرتے تو حکم دیتے (کہ اسے مدینہ سے نکال دیا جائے، آپؐ کے حکم کی تعمیل میں) اسے بقیع کی طرف نکالدیا جاتا تھا، لہٰذا جو شخص ان دونوں چیزوں کو کھائے تو انہیں اچھی طرح پکا کر ان کی بدبو مار دے"۔ [2]

اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ سیاست کے ساتھ ساتھ مسائل پر بھی روشنی ڈالا کرتے تھے حتیٰ کہ آداب طعام کی بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔

وفات سے چار روز قبل | وفات سے چار روز قبل حضرت عمرؓ نے اپنے تحصیل داروں یعنی حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور حضرت عثمان بن حُنیفؓ سے پوچھا "تم لوگوں نے کیا کیا؟ کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ (تو نہیں) ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈالدیا ہو جس کی وہ متحمل نہ ہو" (یعنی لگان زیادہ تو مقرر نہیں کر دیا) ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے اتنا ہی لگان مقرر کیا ہے جتنا زمین کی استطاعت ہے۔ استطاعت سے زیادہ لگان ہم نے مقرر نہیں کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم الحبلی من الزنا عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما عن معدانؓ۔

[2] حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

"پھر غور کرو کہ کہیں تم نے کسی زمین پر اتنا خراج نہ مقرر کر دیا ہو کہ وہ اس کی طاقت سے باہر ہو"۔ ان دونوں نے کہا "نہیں"۔ [1]

خلیفہ بھی ہمدرد، اُس کے تحصیلدار بھی ہمدرد۔ کتنے اچھے تھے وہ لوگ اور کتنا اچھا تھا وہ زمانہ! کافروں کے ساتھ بھی ہمدردی کرتے تھے، ان پر زیادہ لگان لگانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مشورہ ان ہی ایام میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی بہن حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کسی کو خلیفہ نامزد کرنیکا ارادہ نہیں رکھتے"۔ اُنہوں نے کہا "وہ بیشک ایسا کریں گے"۔ یہ سُنکر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ضرور اس معاملہ میں حضرت عمرؓ سے گفتگو کریں گے۔ الغرض وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کا حال دریافت کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے لوگوں کا حال بتایا۔ پھر کہا "لوگ کہتے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔ بتائیے، اگر آپ کا کوئی چرواہا ہو اور وہ آپ کے اُونٹوں یا بکریوں کو چھوڑ کر آپ کے پاس چلا آئے تو کیا آپ یہ نہیں سمجھیں گے کہ اُس نے مویشی کو ضائع کر دیا اور (جب یہ بات ہے تو) لوگوں کی نگہبانی تو مویشی کی نگہبانی سے بھی زیادہ ضروری ہے"۔ حضرت عمرؓ نے ان کے قول سے موافقت کی، پھر کچھ دیر کیلئے سر جھکایا (اور کچھ سوچنے لگے) پھر سر اُٹھایا اور فرمایا "بیشک اللہ عزّ وجلّ اپنے دین کی حفاظت کریگا، اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا، اور اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں تو ابوبکرؓ نے خلیفہ مقرر کیا تھا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سمجھ گئے کہ جب انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر کیا ہے تو پھر اب وہ آپؐ کے برابر کسی کو کوئی درجہ نہیں دینگے اور آپؐ کی اتباع میں کسی کو خلیفہ نہیں بنائینگے۔ [2]

وفات سے تین دن پہلے وفات سے تین دن پہلے حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر میں زندہ رہا تو عراق کی بیوہ عورتوں کو بھی اس حالی میں کر دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں ہوں گی"۔ [3]

یہ ہے اسلام کا نظامِ معیشت! اسلامی سلطنت میں کوئی محتاج نہ رہنے پائے۔ حضرت عمرؓ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ پُوری سلطنت میں کوئی محتاج نہیں رہا۔ عراق کیونکہ نیا نیا فتح ہوا تھا لہٰذا وہاں کی عورتوں کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا تھا، بیواؤں کے اِس ہمدرد کو اُنکا غم گھلائے جا رہا تھا۔

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ حضرت عمرو بن میمونؒ کہتے ہیں "جس دن حضرت عمرؓ شہید ہوئے میں کھڑا ہوا تھا، میرے اور حضرت عمرؓ کے درمیان سوائے عبداللہ بن عباسؓ کے اور کوئی نہ تھا (حضرت عمرؓ امامت کیلئے آگے بڑھے) اُن کا دستور تھا کہ جب وہ دو صفوں کے درمیان سے گذرتے تو کہتے برابر ہو جاؤ (اسی طرح وہ صفوں کو سیدھا کرتے رہتے تھے) پھر جب وہ دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل باقی نہ رہا تو آگے بڑھتے اور تکبیرِ تحریمہ کہتے، پہلی رکعت میں اکثر سُورۂ یوسف یا سُورۂ نحل یا اسی کے مثل کوئی سُورت پڑھتے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں (اور پہلی رکعت میں شامل ہو جائیں) حسبِ معمول اُس دن بھی یہی کیا۔ ابھی وہ تکبیر ہی کہنے پائے تھے کہ اُنہوں نے کہا مجھے کُتّے نے قتل کر دیا۔ آپ پر حملہ کرنیوالا ایک غلام تھا، اُس نے دو دھاری خنجر سے آپ کو زخمی کر دیا، پھر وہ خنجر لئے ہوئے بھاگا، دائیں بائیں جس پر اُس کا گذر ہوتا اُسے وہ خنجر مارتا، یہاں تک کہ اُس نے تیرہ [13] آدمیوں کو زخمی کر دیا۔ ان میں سے سات آدمی مر گئے، مسلمین میں سے ایک شخص نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اُس پر اپنا باران کوٹ ڈال دیا۔ جب اُسے یہ اندیشہ ہوا کہ اب وہ پکڑ لیا جائے گا تو اُس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا"۔

حضرت عمرؓ (جب زخمی ہو گئے تو انہوں) نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں آگے کر دیا۔ جو لوگ حضرت عمرؓ کے قریب تھے اُنہیں تو اس بات کا علم تھا (کہ حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے) لیکن جو لوگ مسجد کی اطراف میں تھے اُنہیں کچھ نہ معلوم ہوا (کہ کیا واقعہ گذرا) البتہ جب اُنہیں حضرت عمرؓ کی آواز سُنائی نہ دی تو اُن کی زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکلے "سُبحان اللہ، سبحان اللہ"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے ابن عباسؓ، دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا ہے"۔ وہ تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر دیکھتے رہے، اس کے بعد آئے اور کہنے لگے "آپ کو مغیرہؓ کے غلام نے قتل کیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اس کاریگر نے"؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔

عمرؓ نے فرمایا "اللہ اُسے غارت کرے میں نے تو اُسے عُمدہ بات کا حکم دیا تھا (اُس کی خیر خواہی کی تھی) اللہ کا شُکر ہے کہ اُس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ پہ نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو (اے ابن عباسؓ) بیشک تم اور تمہارے والد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں غلام بہت ہو جائیں اور عباسؓ کے پاس سب سے زیادہ غلام تھے اُنہوں نے مجھ سے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ایسا کروں (کہ غلاموں کو اپنے پاس رہنے دوں) اور اگر آپ چاہیں تو میں ان سب کو قتل کر دوں، میں نے کہا تھا کہ یہ بات ٹھیک نہیں اس لئے کہ وہ تمہاری زبان میں گفتگو کرنے لگے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں (پھر انہیں قتل کیسے کیا جا سکتا ہے، رہی یہ بات کہ وہ سب منافق ہیں تو ان کے دلوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، ہم تو صرف ظاہری اعمال کا محاسبہ کر سکتے ہیں)" اِس گفتگو کے بعد حضرت عمرؓ کو اُن کے گھر لیجایا گیا لوگوں کے رنج و غم کا یہ حال تھا کہ گویا اس دن سے پہلے انہیں کوئی مصیبت پہنچی ہی نہ تھی۔ کوئی کہتا تھا "کوئی فکر کی بات نہیں (اچھے ہو جائیں گے)" کوئی کہتا تھا "مجھے ان کی طرف سے اندیشہ ہے (بچنا مشکل ہے)" پھر کھجور کا شربت لایا گیا حضرت عمرؓ نے اُسے پیا تو وہ اُن کے پیٹ سے نکل گیا۔ اس کے بعد دودھ لایا گیا، اُنہوں نے دودھ پیا وہ بھی پیٹ سے نکل گیا جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو سمجھ گئے کہ اب بچ نہیں سکتے۔ اس کے بعد اُن کے پاس لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ لوگ آتے تھے اور اُن کی تعریف کرتے تھے[1]

خشیت اور امر بالمعروف اتنے میں ایک انصاری نوجوان حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ اُس نے کہا "اے امیر المؤمنین اللہ کی بشارت سے آپ خوش ہو جائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں آپ کا کیا مرتبہ ہے، آپ قدیم الاسلام ہیں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے، پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپنے انصاف کیا، پھر ان تمام (فضائل) کے بعد آپ کو شہادت نصیب ہوئی"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے بھتیجے کاش یہ چیزیں برابر سرابر ہی ہو جائیں، نہ کوئی عذاب ہو نہ کوئی ثواب[2]"۔ پھر وہ نوجوان واپس ہوا تو حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ اُس کا ازار زمین سے مَس کر رہا ہے۔ فرمایا "اس لڑکے کو واپس بُلاؤ"۔ (لوگوں نے اُسے بُلایا) حضرت عمرؓ نے اس لڑکے سے فرمایا "اے بھتیجے اپنا کپڑا اُونچا کرو کیونکہ اس سے کپڑا بھی صاف رہے گا اور تمہارے رب کے نزدیک یہ پرہیز گاری کی بات بھی ہے۔"[3]

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے کہا "دیکھو مجھ پر کس قدر قرض ہے؟" حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار (درہم) یا اس کے لگ بھگ قرضہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر اس قرض کیلئے عمرؓ کی اولاد کا مال کافی ہو جائے تو ان ہی کے مال سے قرضہ ادا کر دینا ورنہ پھر بنو عدی بن کعب سے سوال کرنا۔ اگر ان کے مال بھی کافی نہ ہوں تو پھر قریش سے (مدد) طلب کرنا۔ ان کے علاوہ کسی سے سوال نہ کرنا (بہر صورت) اس قرض کو میری طرف سے ادا کر دینا۔"[4]

(نوٹ:۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس قرض کے ضامن بن گئے لہٰذا حضرت عمرؓ مقروض نہیں رہے۔)

حضرت عمرؓ کے چہرے سے بہت ہی فکر کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے (ان کو تسلّی دینے کیلئے) عرض کیا "اے امیر المؤمنین، اگر آپ کو موت آ گئی تو غم کیا ہے؟ آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت پائی ہے اور حقِ صحبت کو اچھی طرح ادا کیا ہے۔ پھر جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی تو وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ نے ابوبکرؓ کی صحبت پائی اور اُن کے حقِ صحبت کو بھی اچھی طرح ادا کیا، جب اُن کی وفات ہوئی تو وہ بھی آپ سے راضی تھے، اس کے بعد آپ نے ان کے صحابہ کی صحبت اُٹھائی اور اُن کا حقِ صحبت اچھی طرح ادا کیا۔ اور اگر آپ اُن سے جُدا ہوں گے تو (اس حال میں جُدا ہوں گے کہ) وہ آپ سے راضی ہوں گے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم نے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اور آپ کی رضامندی کا ذکر کیا تو یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا اور

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلّم وابواب مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ۔

یہ فکر جو تم مجھ میں دیکھ رہے ہو یہ تمہاری وجہ سے ہے اور تمہارے اصحاب کی وجہ سے ہے، اللہ کی قسم اگر میرے پاس دنیا بھر کا سونا ہوتا تو قبل اس کے کہ میں عذابِ الٰہی کو دیکھوں وہ سب فدیہ میں دے دیتا (اور عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتا)" [1]

اللہ اکبر کتنا خوف ہے، کتنی خشیت ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو اپنے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا احسان سمجھ رہے ہیں۔

اپنے بعد کے مسلمین کی فکر میں گھلے جا رہے ہیں۔

یہ ہیں عمر فاروقؓ اور یہ ہے ان کا مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں!۔ افسوس ہے کہ معاندینِ اسلام نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ پر افترا پردازی کرتے ہوئے کیسے کیسے کلمے حضرت عمرؓ کے حق میں ان کی زبان سے نکلوائے ہیں جو ہماری تاریخ کی زینت بنے ہوئے ہیں، مزید افسوس اِس بات کا ہے کہ ان اکاذیب اور اباطیل پر اکثر لوگ اعتماد کرتے ہیں اور سلفِ صالحین کے متعلق بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ تمام صحابۂ کرامؓ حضرت عمرؓ سے خوش تھے اور بنو ہاشم کے چشم و چراغ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی ان سے خوش تھے اور نہ صرف خوش تھے بلکہ ان کے مدّاح تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہُ۔

حضرت عمرؓ کی وفات

شہادت اور مدینۃ الرسولؐ میں وفات کی تمنّا حضرت عمرؓ اس طرح دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت دے۔ [2]

حضرت عمرؓ کی یہ دونوں آرزوئیں پوری ہوئیں۔

جوارِ رسولؐ میں دفن ہونے کی تمنّا ان تمنّاؤں کے علاوہ ایک تمنّا یہ بھی تھی کہ جوارِ رسولؐ میں جگہ مل جائے، لہٰذا حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے کہا "اُمّ المؤمنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ عمر بن خطابؓ آپ کو سلام کہتا ہے، امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر المؤمنین (کی حیثیت سے بات) نہیں (کر رہا) ہوں۔ پھر ان سے کہنا کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیدیں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں پہنچے۔ وہ اُس وقت رو رہی تھیں۔ حضرت عبداللہؓ نے سلام و پیام پہنچایا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھ چھوڑی تھی لیکن اب میں ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (اس خوش خبری کے ساتھ) واپس حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے اُٹھاؤ، ایک شخص نے اُنہیں اپنے سہارے سے بٹھا دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہؓ سے پوچھا "کیا خبر لائے؟" اُنہوں نے کہا "اے امیر المؤمنین حضرت عائشہؓ نے آپ کو اجازت دے دی"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اس جگہ (مدفون ہونے) سے زیادہ مجھے اور کسی بات کا فکر نہ تھا"۔ پھر فرمایا "اے لوگو! جب میں مر جاؤں تو مجھے اُٹھا کر وہاں لیجانا، پھر حضرت عائشہؓ کو سلام کرنا، پھر (اے عبداللہ) ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطابؓ پھر اجازت طلب کرتا ہے۔ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمین کے

---

[1] صحیح بخاری ابواب مناقب عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فی ابواب فضائل المدینۃ

قبرستان میں لاکر دفن کر دینا۔" [1]

مرنے کے بعد دوبارہ اجازت طلب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ زندگی میں کہیں مُروّتاً اجازت نہ دیدی ہو، اگر دل سے اجازت دی ہوگی تو مرنے کے بعد اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

اللہ رے تقویٰ اس مردِ مجاہد کا!

زندگی کے آخری لمحات | کچھ دیر بعد اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ تشریف لائیں، ان کے ساتھ اور بھی عورتیں تھیں جب وہ تشریف لائیں تو مرد باہر آگئے۔ حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور روتی رہیں۔ کچھ دیر بعد مَردوں نے اجازت مانگی تو وہ مکان کے اندر چلی گئیں۔ مکان کے اندر بھی روتی رہیں [2]

روتے روتے حضرت حفصہؓ کی آواز بلند ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے آواز سُنی تو فرمایا "اے حفصہؓ کیا تم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہیں سُنا کہ آپؐ نے فرمایا ہے "جس پر چیخ کر رویا جائے (اور وہ منع نہ کرے) تو اُس پر (بھی) عذاب ہوتا ہے"۔ [3]

حضرت صہیبؓ کو حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی تو (فوراً) حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سامنے کھڑے ہوکر رونے لگے۔ روتے روتے (بے ساختہ) یہ الفاظ منہ سے نکل جاتے "ہائے میرے بھائی"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا "اے امیر المؤمنین، اللہ کی قسم آپ پر رو رہا ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم تمہیں علم ہوگا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جس پر نوحہ کیا جائے اُس پر عذاب ہوتا ہے"۔ [4]

کس قدر فکرِ آخرت ہے، ڈر رہے ہیں کہ اگر بُرے کام سے نہ روکوں گا تو عذاب ہوگا، کیسی حالت ہوچکی ہے لیکن حدیث کی اشاعت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مشغول ہیں۔ بُرا کام تو کُجا بُرے کام کے پیش خیمہ سے منع کر رہے ہیں۔ "ہائے میرے بھائی" کے الفاظ بھی برداشت نہیں ہوتے کہیں ایسا نہ ہو کہ معاملہ نوحہ تک پہنچ جائے۔

وصیّت | لوگوں نے کہا "اے امیر المؤمنینؓ کچھ وصیّت فرمائیے، کسی کو خلیفہ بنا دیجئے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "خلافت کا مستحق میں عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقّاصؓ سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وفات تک ان سے خوش رہے۔ لہٰذا یہ لوگ جس کو میرے بعد خلیفہ بنا دیں تو بس وہی خلیفہ ہے۔ اسکی بات سُننا اور اطاعت کرنا"۔ [5]

(نوٹ :- مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ اِن لوگوں کی اہلیّت اور بزرگی کے معترف تھے۔
لیکن تاریخ میں ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو بھی اہل نہیں سمجھتے تھے، تاریخ کی روایت بالکل جھوٹ ہے)

پھر فرمایا کہ عبداللہ بن عمرؓ تمہارے پاس موجود رہیں گے لیکن خلافت میں ان کا کوئی حصّہ نہیں۔ اگر خلافت سعدؓ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں ورنہ جو شخص خلیفہ بنایا جائے وہ ان سے مدد لے۔ میں نے جو ان کو معزول کیا تھا تو ناقابلیّت یا خیانت کے سبب سے معزول نہیں کیا تھا [6]

لوگوں نے کہا "آپ خود خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرما دیتے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اگر میں خلیفہ بناؤں تو (یہ کام بُرا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجآء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و ابواب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب المیّت یعذّب ببکاء اہلہ علیہ عن انسؓ وابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب المیّت یعذّب ببکاء اہلہ علیہ عن ابی موسیٰؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجآء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عمرو بن میمونؒ۔ [6] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ۔

نہیں کیونکہ) خلیفہ اُنہوں نے بنایا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوبکرؓ، اور اگر نہ بناؤں تو اُنہوں نے نہیں بنایا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم"۔ اس جواب پر لوگوں نے ان کی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں تو رغبت کرنے والا، ڈرنے والا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ برابر سرابر چھوٹ جاؤں، نہ مجھے ثواب ملے نہ مجھ پر عذاب ہو، میں اس بار کو زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اُٹھانے کیلئے تیار نہیں ہوں"۔ [1]

وصیت کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا "میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرینِ اوّلین سے اچھا برتاؤ کرے، اُن کے حق کو پہچانے اور اُن کی عزّت کی حفاظت کرے۔ میں اُس کو انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کی وصیّت کرتا ہوں جنہوں نے مہاجرین اور ایمان کو جگہ دی (خلیفہ کو چاہیئے کہ) وہ ان میں سے نیکی کرنیوالوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان میں سے خطاکار کرنیوالوں کو معاف کرے۔ میں اُسے تمام شہروں کے مُسلمین کے ساتھ بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ اسلام کے پُشت پناہ، مال حاصِل کرنے والے اور دشمن کو جلانے والے ہیں۔ ان سے ان کا مال اُن کی رضامندی سے لیا جائے اور اسی قدر لیا جائے جو ان کی حاجت سے زیادہ ہو۔ اور میں آئندہ ہونے والے خلیفہ کو وصیّت کرتا ہوں کہ وہ اعراب کے ساتھ بھی نیکی کرے کیونکہ وہی اصل عرب اور اسلام کا مادّہ ہیں، ان سے ان کے معمولی قسم کے مال لئے جائیں اور ان کے فقیروں میں تقسیم کر دئے جائیں اور میں اُسے اللہ اور رسُولؐ کے ذمّہ کی بھی وصیّت کرتا ہوں کہ ان کیلئے ان سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو پُورا کرے، ان کی حفاظت کیلئے لڑے اور اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ (جزیہ کا) بوجھ نہ ڈالے [2]۔ وہ تمہارے نبی کا ذمّہ ہیں اور تمہارے متعلّقین کے رزق کا ذریعہ ہیں"۔ [3]

الغرض کچھ دیر بعد ۶۳ سال کی عمر میں حضرت عمرؓ کی وفات ہوگئی۔ [4]

حضرت عمرؓ کا جنازہ | جب حضرت عمرؓ کا جنازہ پلنگ پر رکھدیا گیا تو لوگوں نے چاروں طرف سے جنازہ کو گھیر لیا اور اُن کیلئے دُعائے خیر کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ فرماتے ہیں "میں بھی اُن لوگوں میں کھڑا ہوا تھا کہ یکایک ایک شخص میرے پیچھے آکر کھڑا ہوگیا اور اپنی کُہنی میرے کندھے پر رکھ کر کہنے لگا "اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے، تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا کہ اُس کے مثل عمل کر کے مجھے اللہ سے ملنا تمہارے جیسے عمل کر کے ملنے سے زیادہ محبوب ہو، اللہ کی قسم مجھے اُمید تھی کہ اللہ تمہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جمع کر دے گا اس لئے کہ میں اکثر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس طرح فرماتے سُنا کرتا تھا "میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے، میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے"۔ حضرت ابنِ عبّاسؓ کہتے ہیں "میں نے مُڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص علیؓ ہیں"۔ [5]

کچھ دیر بعد جنازہ کو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان پر لیجایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو سلام کیا اور کہا "عمر بن خطّابؓ اجازت مانگتے ہیں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا "انہیں داخل کرو"۔ جنازہ اندر لیجایا گیا اور حضرت عمرؓ اپنے ساتھیوں کے پاس دفن کر دئے گئے۔ [6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب استخلاف ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب آمان النساء و قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و اجوارنا تمانع عثمانؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الوصاۃ باہل الذمّۃ عن جویریۃ بن قدامہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بمکّۃ والمدینۃ عن معاویہؓ وغیرہ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ عن ابنِ عبّاسؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [6] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمان رضؓ۔

حضرت عمرؓ کے فضائل

حضرت عمرؓ کا علم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ مجھے پیش کیا گیا، میں نے خوب پیا، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کی سیری میرے ناخنوں میں سے نکل رہی ہے، پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن خطابؓ کو دیدیا۔" صحابہؓ نے پوچھا "اس کی تعبیر آپؐ نے کیا لی؟" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علم"۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علومِ ربانی کا بڑا وافر حصّہ حضرت عمرؓ کو عطا کیا گیا تھا۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے، کیا ایسے شخص کے ایمان کے متعلّق کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟

حضرت عمرؓ کا وجود فتنوں کیلئے رکاوٹ ایک دن صحابہؓ کی مجلس میں حضرت عمرؓ نے فرمایا "رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جو فتنوں کے متعلّق ہے تم میں سے سب سے زیادہ کسے یاد ہے۔" حضرت حذیفہؓ نے کہا "مجھے یاد ہے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم بڑے جری ہو۔" حضرت حذیفہؓ نے کہا "آدمی کا فتنہ اُس کی بیوی، اُس کے مال، اُس کی اولاد اور اُس کے پڑوسی میں ہوتا ہے اور اس فتنہ کو نماز، روزہ، صدقہ اور امر و نہی مٹاتے رہتے ہیں۔" حضرت عمرؓ نے کہا "میری مُراد اِس فتنہ سے نہیں بلکہ اُس فتنہ سے ہے جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا۔" حضرت حُذیفہؓ نے کہا "اے امیر المؤمنین آپ کو اس کی کیا فکر ہے، آپ کے اور اس کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔" حضرت عمرؓ نے پوچھا "وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "توڑا جائے گا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "تو پھر وہ کبھی بند نہ ہوگا؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت حذیفہؓ سے پوچھا گیا وہ دروازہ کون تھا؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا "عمرؓ"۔ پوچھا گیا "کیا عمرؓ بھی دروازہ کو جانتے تھے؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "ہاں، اتنی اچھی طرح جانتے تھے جتنی اچھی طرح دن کے بعد رات کے آنے کو جانتے تھے۔" [2]

جنّت کی بشارت ایک دن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے، واپس آکر آپؐ نے وضو کیا اور چاہ اریس کی مُنڈیر پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ آپؐ کو تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے، آپؐ کو سلام کیا اور واپس آکر (باغ کے) دروازہ پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے پوچھا "کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "ابو بکرؓ"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا ٹھہریئے، پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ابو بکرؓ آئے ہیں، اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی بشارت دو۔" حضرت ابو بکرؓ اندر تشریف لائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے بشارت سُنائی، پھر وہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کُنوئیں میں پیر لٹکا کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اجازت طلب کی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی بشارت دو۔" حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے انہیں بشارت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ العلم باب فضل العلم عن ابنِ عمرؓ و ابواب مناقب عمرؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب الصّلاۃ کفّارۃ و کتابُ الزکوٰۃ و کتابُ الصّوم و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب بیان ان الاسلام بدأ غریبًا و کتاب الفتن۔

سُنائی۔ حضرت عمرؓ کنوئیں کی مُنڈیر پہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بائیں جانب آکر بیٹھ گئے۔[1]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنّت میں ہوں، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محل کے پہلو میں ایک عورت وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ عمر بن خطابؓ کا محل ہے۔ میں نے چاہا کہ میں اندر جا کر محل کو دیکھوں لیکن مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آگئی اور میں واپس چلا آیا"۔ حضرت عمرؓ یہ سُن کر رونے لگے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا میں آپؐ پر غیرت کروں گا؟"[2]

بھلا جس کو زندگی میں جنّت کی بشارت مل جائے، اُس کے انجام کا کیا کہنا! کیا ایسے آدمی کے ایمان میں بھی شک ہو سکتا ہے؟

شہادت کی سند | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُحد پہاڑ پر چڑھے، آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس پر پیر مارا اور فرمایا "ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدّیق اور دو شہید ہیں"۔[3]

قربتِ نبوی | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر فرمایا کرتے تھے "میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے۔ میں نے، ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں، ابوبکرؓ و عمرؓ چلے"۔[4]

حضرت عمرؓ سے شیطان بھی ڈرتا ہے | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آپؐ کے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی، اُس وقت آپؐ کے پاس کچھ قرشی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپؐ سے بلند آواز سے بات کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کی آواز سُنتے ہی پردہ کے پیچھے جا کر چُھپ گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی۔ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ آپؐ کو ہنستا رکھے (آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ان عورتوں پر تعجّب ہے کہ تمہاری آواز سُنتے ہی پردہ کے پیچھے چلی گئیں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ زیادہ مستحق ہیں کہ وہ آپؐ سے ڈریں"۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ان عورتوں سے کہا "اے اپنی جان کی دُشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہیں ڈرتیں؟" ان عورتوں نے کہا "تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں سخت مزاج ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمرؓ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب شیطان تم کو کسی راستہ میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ کو اختیار کر لیتا ہے"۔[5]

بھلا کیا ٹھکانہ ہے حضرت عمرؓ کے ایمان کا! کیا ایسے شخص پر شیطان غالب آسکتا ہے۔ کیا شیطان کے غلبہ سے ایسا شخص کوئی غلط کام کر سکتا ہے، افسوس ہے اُن لوگوں پر جو حضرت عمرؓ کے متعلّق بدگمانی کرتے ہیں۔

محدّث (یعنی صاحبِ الہام) ہونے کی بشارت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو اُمّتیں تم سے پہلے گذر چکی ہیں اُن میں محدّث ہوتے تھے (یعنی ان کے دل میں بعض باتیں القاء کی جاتی تھیں) اور اگر اِس اُمّت میں بھی محدّث ہیں تو یقیناً عمر بن خطابؓ ان میں سے ہیں"۔[6]

---

[1] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ و مناقب عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ عن ابی ہریرہؓ و مناقب عمرؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن علیؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس عن سعد بن ابی وقّاصؓ و مناقب عمرؓ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب بعد حدیث الغار عن ابی ہریرہؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم من فضائل

حضرت عمرؓ کی قوتِ ایمانی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک شخص بیل کو ہانکتا ہوا لیجا رہا تھا اثنائے راہ میں وہ اُس پر بیٹھ گیا اور اُس کو مارنے لگا۔ بیل نے کہا ہم اس لئے پیدا نہیں کئے گئے، ہم تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔" لوگوں نے کہا "سبحان اللہ، بیل باتیں کرتا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ اتنے میں ایک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ایک بکری لے گیا۔ اُس شخص نے بھیڑیئے کا پیچھا کیا اور وہ بکری اُس سے چھڑالی۔ بھیڑیئے نے کہا آج تو تم نے چھڑالی لیکن درندوں کے دن ان کا محافظ کون ہوگا، اُس دن میرے علاوہ ان کا کوئی نگراں نہیں ہوگا"۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی"۔ جس وقت آپؐ یہ باتیں فرما رہے تھے اُس وقت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ (اے اللہ کے رسولؐ) آپؐ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ اُنہوں نے پوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کے والد سے (یعنی ابوبکرؓ سے)" اُنہوں نے پوچھا "پھر کس سے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عمر بن خطابؓ سے"۔[2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ محبوبِ رسولؐ ہیں اور جو شخص محبوبِ رسولؐ ہو اُس سے محبت کرنا ہی ایمان کی نشانی ہے اور اس سے بُغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

حضرت عمرؓ کی فضیلت اور اجماعِ صحابہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں لوگوں کی فضیلت بیان کرتے تھے تو سب سے افضل ابوبکرؓ کو سمجھتے، پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو۔[3]

حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ کی نظر میں حضرت عائشہؓ نے روضۂ رسولؐ میں ایک جگہ اپنے لئے مخصوص کر رکھی تھی جب کوئی صحابی اس بات کی خواہش کرتا تو انکار کر دیتیں لیکن جب حضرت عمرؓ نے وہاں دفن کئے جانے کی اجازت مانگی تو فوراً اجازت دیدی اور فرمایا کہ ان کو اپنے اُوپر ترجیح دیتی ہوں۔[4]

حضرت عمرؓ کی فضیلت اور حضرت علیؓ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "ابوبکرؓ"۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "عمرؓ"۔[5]

حضرت عمرؓ کے جنازہ کو مخاطب کر کے حضرت علیؓ نے فرمایا "تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا کہ اس کے مثل عمل کر کے مجھے اللہ سے ملنا تمہارے جیسے عمل کر کے ملنے سے زیادہ محبوب ہو"۔[6]

بھلا کوئی ٹھکانہ ہے حضرت عمرؓ کی نیک عملی کا کہ حضرت علیؓ بھی ان کی پیروی کو اتنا محبوب سمجھتے ہیں کہ کسی دوسرے کو ان کے مقابلہ میں قابلِ پیروی نہیں سمجھتے۔ یہ ہے حضرت عمرؓ کی شان حضرت علیؓ کی نظر میں۔ کاش تمام لوگ حضرت علیؓ کے نقشِ قدم پر چل کر حضرت عمرؓ کی پیروی کو باعثِ سعادت سمجھیں۔

حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں "مجھ سے چند صحابہؓ نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء عن ابی ہریرۃؓ باب مناقب ابی بکرؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل ابوبکرؓ۔ [2] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ۔ [3] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب مناقب عثمانؓ و کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حضّ..... الخ۔ [5] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ۔ [6] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ عن ابن عباسؓ و مناقب عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔

حدیث بیان کی منجملہ ان کے حضرت عمرؓ بھی ہیں اور وہ مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" [1]

حضرت انسؓ کے محبوب حضرت عمرؓ حضرت انسؓ فرماتے ہیں "مجھے اُمید ہے کہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ ہونگا اس لئے کہ میں ان سے محبّت کرتا ہوں اگرچہ میں اُن کے مثل عمل تو نہیں کرسکا۔" [2]

حضرت عمرؓ، حضرت اسلمؓ کی نگاہ میں حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد (آپ سے) زیادہ کسی کو نیکوکار اور زیادہ سخی نہیں دیکھا (نیکی اور سخاوت میں جس کو دیکھا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کم ہی پایا) یہاں تک کہ یہ دونوں باتیں حضرت عمرؓ پر آکر ختم ہی ہوگئیں (پھر کسی میں وہ باتیں اس قدر بدرجۂ اتم نہیں پائی گئیں)" [3]

غلبۂ اسلام اور حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں "جب سے عمرؓ اسلام لائے ہم برابر غالب رہے۔" [4]

حضرت عمرؓ کی دین داری رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں۔ یہ لوگ کُرتے پہنے ہوئے تھے، کسی کا کُرتہ چھاتی تک تھا کسی کا اور نیچے (اسی طرح لوگ پیش کئے جاتے رہے یہاں تک کہ) پھر میرے سامنے عمرؓ پیش کئے گئے۔ وہ اپنا کُرتہ گھسیٹتے ہوئے جارہے تھے۔" لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دین"۔ [5]

بھلا جو شخص اتنا دیندار ہو اُس پر دنیا طلبی کا گمان ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت عمرؓ کی دینداری پر شک کرنا حدیث کی تکذیب ہے، اور یہ صریح کفر ہے۔

حضرت عمرؓ کو تقوے اور اجرِ عظیم کی سند اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ {حجرات ۳}

جو لوگ اللہ کے رسُولؐ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں، اللہ نے اُن کے دلوں کو تقوے کیلئے آزمالیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ اتنی آہستہ بات کرتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ [6]

آیت اور حدیثِ مذکورہ کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت عمرؓ میں تقوے کی فراوانی تھی اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حضرت عمرؓ کیلئے مغفرت بھی ہے اور اجرِ عظیم بھی۔ کیا اب بھی کسی کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوسکتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے عادات و خصائل

احترامِ رسُولؐ ایک دن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوالات کی کثرت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غصّہ آگیا، آپؐ نے فرمایا جو چاہو پوچھو۔ ایک شخص نے پوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "حذافہ" دوسرے نے پُوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سالم"۔ اس کے بعد بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بار بار فرماتے رہے "پوچھو"۔ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مبارک پر غصّہ کے آثار دیکھے تو فوراً

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا و صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر۔ [2] صحیح بخاری مناقب عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری باب مناقب عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب عمرؓ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب عمرؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ عن ابی سعید رضؓ
[6] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن زبیرؓ۔

دو زانو بیٹھ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ہم اللہ عزّ وجلّ سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے ربّ ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے اور محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے نبی ہونے سے راضی ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے [1]

ایک مرتبہ کسی سفر میں ان کے لڑکے عبداللہؓ کا اُونٹ بار بار رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے نکل جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے "اے عبداللہ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے کسی کو نہیں بڑھنا چاہیئے"۔ [2]

واقعۂ ایلاء میں جگہ جگہ احترامِ رسُولؐ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ کہیں اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کو سرزنش ہے، کہیں فہمائش ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ کلام نہ کیا کرو۔ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "اللہ کی قسم اگر آپؐ حفصہؓ کی گردن مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن مار دوں"۔ [3]

احترامِ عمِّ نبیؐ اور کسرِ نفسی | حضرت عمرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت عبّاسؓ کا بھی احترام کرتے تھے۔ جب قحط پڑا تو ان سے دُعا کرائی اور اُن کی دُعا کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش کیلئے دُعا کی۔ [4]

احترامِ مسجدِ نبوی | ایک مرتبہ عید کے دن مسجد کے صحن میں کچھ حبشی اپنے ہتھیاروں سے جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کر رہے تھے، اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے، اُنہوں نے حبشیوں کو مارنے کیلئے کنکر اُٹھائے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے حُجرہ کے دروازہ پر کھڑے تھے، آپؐ نے فرمایا "اے عمرؓ رہنے دو"۔ [5]

حضرت عمرؓ نے ایک دن دیکھا کہ دو آدمی مسجدِ نبوی میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں بُلوایا اور پوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم طائف کے رہنے والے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر تم اِس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے تھے"۔ [6]

احترامِ منبرِ رسُولؐ | کچھ لوگ مسجدِ نبوی میں جمع ہوئے۔ ایک شخص نے کہا "اگر میں اسلام لانے کے بعد اور کوئی کام نہ کروں سوائے حاجیوں کے پانی پلانے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ دوسرے نے کہا "اگر اسلام لانے کے بعد میں کوئی عمل نہ کروں سوائے مسجدِ حرام کو آباد کرنے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ تیسرے نے کہا "جہاد فی سبیل اللہ ان کاموں سے افضل ہے"۔ حضرت عمرؓ نے ان کی یہ گفتگو سُنی تو دھمکایا اور فرمایا کہ منبرِ رسُولؐ کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو، جمعہ کی نماز کے بعد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ بات دریافت کروں گا، اسی اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سُورۂ توبہ کی چند آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے۔ [7]

اولاد کی ذہانت سے خوش ہونا | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جسکے پتّے نہیں گرتے۔ وہ درخت مُسلم کے مثل ہے۔ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟" لوگ جنگلوں کے درختوں کا نام لینے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں "میں سمجھ گیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں کہتے ہوئے شرمایا (اور خاموش رہا)" بالآخر لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ ہی بتا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ کھجور کا درخت ہے"۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس بات کا ذکر حضرت عمرؓ سے کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر تم بتا دیتے تو وہ مجھے اتنے اور اتنے (مال) سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحلم باب الغضب فی الموعظۃ وباب من برک علیٰ رکبتیہ وکتاب الصلوٰۃ باب وقت الظہر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن ابن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ، وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہ عن ابنِ عبّاسؓ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب ایلاء وغیرہ عن عمرؓ وعائشہؓ وابن عبّاسؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ذکر العبّاسؓ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری وصحیح مسلم کتاب العیدین۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی المسجد عن سائبؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ عن نعمان بن بشیرؓ۔

زیادہ محبوب ہوتا۔"[1]

فکرِ آخرت و خشیتِ الٰہی | حضرت عمرؓ نے ایک دن مسجد کے دروازہ پر ایک ریشمی جوڑا بکتے ہوئے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کاش آپؐ اس جوڑے کو خرید لیں اور جمعہ، عید اور وفود کی آمد کے وقت اسے پہن لیا کریں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو"۔ کچھ دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ریشمی حلّے آئے، آپؐ نے اُس میں سے ایک حلّہ حضرت عمرؓ کو عطاء فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اُس دن تو آپؐ نے اُس ریشمی حلّہ کے متعلق ایسا ایسا فرمایا تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہیں اس لئے نہیں دیا ہے کہ تم پہنو"۔ الغرض حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔[2]

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ریشمی قمیص تحفہ میں آئی، آپؐ نے اُسے پہنا۔ پھر وہ قمیص حضرت عمرؓ کو بھیجدی۔ کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے جبریلؑ نے اس کے پہننے سے منع کر دیا"۔ حضرت عمرؓ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو) روتے ہوئے آئے اور عرض کیا "جس چیز کو آپؐ نے پسند نہ فرمایا اُسے آپؐ نے مجھے دیدیا، اب میرا کیا حال ہوگا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہیں پہننے کیلئے نہیں دی بلکہ اس لئے دی ہے کہ اسے بیچ دو"۔ حضرت عمرؓ نے اسے دو ہزار درہم میں بیچ دیا۔[3]

ایک مرتبہ حضرت حکیم بن حزامؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ اس حدیث کو سننے کے بعد سے حضرت حکیمؓ اپنا حق بھی کسی سے نہ لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو بُلایا تاکہ اُن کا وظیفہ اُنہیں دیں۔ اُنہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ (کی خشیت کا یہ عالم ہوا کہ مسلمین کو مخاطب کر کے اُنہوں) نے فرمایا "اے مسلمو! میں حکیمؓ پر تمہیں گواہ کرتا ہوں۔ میں مالِ فَیٔ میں سے اُن کا حق اُنہیں دیتا ہوں، وہ لینے سے انکار کرتے ہیں"۔[4]

علمی مسائل کی تحقیق | حضرت عمرؓ علمی مسائل کی تحقیق بھی خوب کرتے تھے۔ مثلاً کلالہ کے مسئلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار دریافت کیا۔[5]

ایک مرتبہ حضرت یعلیٰ بن اُمیہؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں تو یہ ہے کہ جب تمہیں کافروں کے فتنہ کا اندیشہ ہو تو نماز میں قصر کر لینے میں کوئی گناہ نہیں لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں (اب سفر میں قصر کیوں کیا جائے) حضرت عمرؓ نے فرمایا جس طرح تمہیں تعجب ہوا، مجھے بھی ہوا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک صدقہ ہے (یعنی امن کی حالت میں قصر کرنے کی اجازت ایک صدقہ ہے) لہٰذا تم اس صدقہ کو قبول کرو"۔[6]

تعلیم دین کا اہتمام | حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کو اس بات کی خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھائیں۔[7]

حدیث کی حفاظت کا اہتمام | ایک دن حضرت ابو موسیٰؓ حضرت عمرؓ سے ملنے گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اجازت

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب یلبس احسن ما یجد عن ابن عمرؓ وکتاب العیدین وکتاب الجہاد۔ [3] صحیح مسلم کتاب اللباس عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ عن حکیمؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً عن معدانؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ عن یعلیٰؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً۔۔۔ عن معدانؓ

[8] اُس وقت تک مَردوں پر ریشمی لباس پہننا حرام نہیں ہوا تھا۔

مانگی، حضرت عمرؓ کسی کام میں بہت زیادہ مشغول تھے، انہیں اجازت نہیں دی۔ جب اس کام سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو موسیٰؓ جا چکے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "کیا عبداللہ بن قیسؓ کی آواز میں نے نہیں سُنی تھی؟ اُن کو اندر آنے کی اجازت دو۔" کسی نے کہا "وہ تو چلے گئے"۔ حضرت عمرؓ نے انہیں بُلوایا اور پوچھا "تمہیں انتظار کرنے سے کونسی چیز مانع تھی"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "میں نے تین دفعہ اجازت لی، مجھے اجازت نہیں ملی لہٰذا میں چلا گیا کیونکہ ہمیں اسی بات کا حکم دیا گیا ہے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت لے اور اُس کو اجازت نہ ملے تو اُس کو واپس چلا جانا چاہیئے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اِس پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تمہیں ایسی سزا دوں گا جو باعث عبرت ہوگی (تاکہ کسی جھوٹے کو فرضی حدیث بیان کرنے کی ہمّت نہ ہو)" حضرت ابو موسیٰؓ گھبرائے ہوئے انصار کی مجلس کی طرف گئے اور اُن سے گواہی کیلئے کہا۔ اُنہوں نے کہا "ہم میں سے کوئی (بڑا) آدمی گواہی نہیں دے گا بلکہ وہ گواہی دے گا جو ہم میں سب سے چھوٹا ہے یعنی ابو سعید خُدریؓ"۔ (مطلب یہ تھا کہ بچّوں کو بھی یہ حدیث معلوم ہے) حضرت ابو سعیدؓ ان کے ساتھ گئے اور گواہی دی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی گواہی سُن کر فرمایا "یہ حکم مجھ پر مخفی رہا، بازاروں میں تجارت نے مجھے مشغول رکھا"[1] (اتنے میں حضرت اُبَیّ بن کعبؓ بھی وہاں آگئے) حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "یہ اُبَی بن کعبؓ بھی اس کے گواہ ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "بے شک وہ بھی عادل ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے ابو الطّفیلؓ، یہ ابو موسیٰؓ کیا کہتے ہیں"۔ حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے کہا "میں نے بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اسی طرح سُنا ہے"۔ اس کے بعد حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے کہا "اے ابن خطّابؓ تم اصحابِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر عذاب نہ بنو"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "سُبحان اللہ (سختی کرنا مقصد نہیں تھا بات صرف اتنی سی تھی کہ) میں نے ایک حدیث سُنی تو میں نے اسے بہتر سمجھا کہ اس کی تحقیق کی جائے (تاکہ کوئی شخص ہر سُنی سُنائی بات کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسُوب کرنے کی جُرأت نہ کر سکے)"[2]

مالی جہاد نفس کے جہاد کے ساتھ حضرت عمرؓ مالی جہاد میں بھی حصّہ لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے اللہ کے راستہ میں ایک گھوڑا کسی کو دیا۔ کچھ عرصہ بعد اُس گھوڑے کو بکتا ہوا دیکھا تو چاہا کہ اُسے خرید لیں۔ خریدنے سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ وہ اس گھوڑے کو خرید سکتے ہیں یا نہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُسے نہ خریدو، اپنے صدقہ کو واپس نہ لو خواہ وہ تمہیں ایک ہی درہم میں کیوں نہ مل رہا ہو"۔[3]

رِقّتِ قلبی ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ حضرت اُمِّ ایمنؓ سے ملاقات کرنے کو گئے۔ ان دونوں کو دیکھکر وہ رونے لگیں، اُنہوں نے حضرت اُمِّ ایمنؓ سے پوچھا "کیوں روتی ہو؟ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے (اس دُنیا سے) بہتر ہے"۔ حضرت اُمِّ ایمنؓ نے کہا "میں اس لئے نہیں رو رہی ہوں، میں تو اس لئے رو رہی ہوں کہ (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال سے) آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی"۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی بے ساختہ رونے لگے[4]

دینی معلومات کیلئے حیاء نہ کرنا ایک دن حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا "مجھے رات کو جنابت ہو جاتی ہے تو کیا بحالتِ جنابت ہم میں سے کوئی سو سکتا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع باب الخروج فی التجارۃ عن ابی موسیٰؓ وکتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثاً وصحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان عن ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ہل یشتری صدقتہ عن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل اُمِّ ایمنؓ عن انسؓ (حضرت اُمِّ ایمنؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش کی تھی صحیح مسلم) [5] حضرت عبداللہ بن قیسؓ

شرمگاہ دھوکر وضو کر لیا کرو اور پھر سو جایا کرو۔" [1]

غیرت اور احکامِ رسولؐ کا احترام | حضرت عمرؓ بہت غیرت دار آدمی تھے، اسی لئے ازواجِ مطہراتؓ کو بھی پردہ کرانے کا بار بار مشورہ دیتے تھے۔ ان کی بیوی مسجد میں آکر صبح و عشاء کی نماز جماعت سے پڑھتی تھیں کسی نے ان سے کہا "تم کیوں گھر سے نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمرؓ اسے پسند نہیں کرتے، انہیں غیرت آتی ہے"۔ بیوی نے کہا "انہیں مجھے منع کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟" اُس شخص نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان انہیں روکتا ہے کہ "اللہ کی بندیوں کو مسجد جانے سے نہ روکو"۔ [2]

حکمِ رسولؐ کا کس قدر احترام ہے، اتنی زیادہ غیرت ہوتے ہوئے بھی اپنی بیوی کو مسجد جانے سے نہیں روکتے۔

اللہ اور رسولؐ کے احکام پر شدت سے عمل | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سُنا۔ فرمایا "خبردار، اللہ تم کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ بس جو شخص قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے"۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم اس کے بعد میں نے نہ کبھی خود غیر اللہ کی قسم کھائی اور نہ حکایۃً غیر اللہ کی قسم کو بیان کیا"۔ [3]

عدل و انصاف | حضرت عمرؓ عدل و انصاف میں بہت ممتاز تھے۔ وفات کے وقت ایک انصاری نوجوان نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا تھا "آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ عدل و انصاف کرتے رہے"۔ [4]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر | امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بھی بہت سختی سے پابند تھے۔ عین اس عالم میں جبکہ شدید ترین زخموں سے چُور تھے، جو کچھ پلایا جاتا تھا باہر نکل آتا تھا۔ جاں کنی کا عالم تھا کہ ایک نوجوان کے ازار کو لٹکا ہوا دیکھکر بے چین ہو جاتے ہیں، اُس کو بُلا کر ازار اُونچا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ [5]

جاں کنی کا عالم ہے چیخ کر رونے کی آواز سُنتے ہیں تو فوراً منع کرتے ہیں۔ [6]

حضرت عمرؓ نوحہ کرنے والوں کو لکڑی اور پتھر سے مارتے تھے اور اُن کے مُنہ میں خاک ڈالتے تھے۔ [7]

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ایک مہاجر صحابی تشریف لائے، حضرت عمرؓ نے انہیں پکار کر کہا "یہ کونسا وقت ہے؟" (یعنی اتنی دیر میں کیوں آئے) اُنہوں نے جواب دیا کہ میں کسی کام میں مشغول تھا (دفعۃً) اذان کی آواز سُنائی دی، لہٰذا میں وضو کر کے فوراً آگیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا "صرف وضو کرنا بھی (غلطی ہے) حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے"۔ [8]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا "کون درہموں کو سونے کے عوض فروخت کرتا ہے"۔ حضرت طلحہؓ نے کہا "ہمیں سونا بتاؤ اور پھر دوبارہ آؤ جب ہمارا خادم آجائیگا تو ہم درہم تمہیں دیدیں گے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہرگز نہیں، یا تو درہم ابھی دو ورنہ سونا واپس کر دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "چاندی کو سونے کے عوض فروخت کرنا سود ہے سوائے اس صورت کے کہ سودا نقد ہو"۔ [9]

عُجب سے منزّہ۔ اعمالِ نیک پر فخر نہیں کرتے تھے | ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابو موسیٰؓ سے کہنے لگے "کیا تم اسے پسند

---

[1] صحیح بخاری کتاب الغسل باب نوم الجنب باب الجنب یتوضأ، عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب لا تحلفوا آبائکم عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الایمان۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن انسؓ وغیرہ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض۔ [8] صحیح بخاری باب فضل الغسل یوم الجمعۃ و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن ابن عمرؓ۔ [9] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربا۔

کرتے ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہمارا اسلام، ہجرت، جہاد اور تمام نیک اعمال برقرار رکھے جائیں اور جس قدر اعمال ہم نے بعد میں کئے ہیں اُن سے برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم ہم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جہاد کئے ہیں۔ نمازیں پڑھی ہیں۔ روزے رکھے ہیں۔ نیکیاں کی ہیں۔ ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلم ہوئے ہیں۔ ہم بے شک ان اعمال سے بھی ثواب کی اُمید رکھتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اُس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ہمارے عہدِ رسالت کے اعمال قائم رہیں اور جس قدر اعمال ہم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کئے ہیں اُن میں برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ اسی گفتگو کے سلسلہ میں حضرت ابو موسیٰؓ کے صاحبزادہ حضرت ابو بردہؓ نے ایک دن حضرت ابن عمرؓ سے کہا "اللہ کی قسم، آپ کے والد یقیناً میرے والد سے بہتر تھے"۔[1]

جذبۂ ضیافت ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ فاقہ سے تھے۔ جب سخت بھوک لگی تو حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور انہیں قرآن مجید کی ایک آیت سُنائی۔ حضرت عمرؓ گھر میں گئے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے اندر آنے کیلئے دروازہ کھولا۔ حضرت ابو ہریرہؓ آگے بڑھے تو بھوک کی وجہ سے مُنہ کے بَل گر پڑے (حضرت عمرؓ دروازہ کھول کر اندر چلے گئے، اُنہیں حضرت ابو ہریرہؓ کے گرنے کی خبر نہیں ہوئی۔ گرنے کے کچھ دیر بعد) حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے سرہانے کھڑے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اُنہیں دودھ پلایا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ جب حضرت عمرؓ سے ملے تو اپنی بھوک کا حال سُنایا اور کہا کہ میری بھوک دور کرنے کا ذمّہ اُنہوں نے اُٹھایا جو اس کام کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر مجھے تمہاری ضیافت نصیب ہوتی تو وہ مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتی"۔[2]

حضرت عمرؓ کی غیرتِ ایمانی جب منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبیّ کی موت واقع ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دامن پکڑ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ فلاں دن اس نے یہ یہ کہا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے اور فرمایا "اے عمرؓ ہٹ جاؤ"۔ انہوں نے پھر عرض کیا "یہ تو منافق ہے اور منافق کیلئے استغفار کرنے کی اللہ نے ممانعت فرمائی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "استغفار کرنے کا مجھے اختیار دیا گیا ہے، اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہو سکتی ہے تو میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اللہ تعالیٰ نے آئندہ کیلئے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی ممانعت فرما دی۔ اللہ تعالیٰ کی اس تائید کے باوجود حضرت عمرؓ اپنی اس جُرأت پر تعجّب کرتے تھے اور فرماتے تھے (کہ حکمِ الٰہی کی تائید کے باوجود یہ حقیقت ہے) کہ اللہ اور اس کا رسُولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں"۔[3]

سُنّت کی جستجو ایک دفعہ (عید کے موقع پر) حضرت عمرؓ نے حضرت ابو واقد لیثیؓ سے دریافت کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کونسی سُورتیں پڑھتے تھے؟" حضرت ابو واقدؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (عید کی نماز میں) سُورۂ 'ق' اور سُورۂ قمر تلاوت کرتے تھے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی بردۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کُلُوا من طیّبات عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من الصّلوٰۃ علی المنافقین وکتاب التفسیر سُورۃ التوبۃ وکتاب اللباس ورواہ مسلم فی صحیحہ مختصراً فی باب فضائل عمرؓ وکتاب صفات المنافقین عن ابن عمرؓ وجابرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب العیدین۔ حضرت عمرؓ نے توثیق کیلئے دریافت کیا یا اس لئے دریافت کیا کہ بعد میں آنے والے خلفاء کو یہ سبق دیں کہ وہ سُنّت کی جستجو اور اُس پر عمل کرنے کے سلسلہ میں کوتاہی نہ کریں۔

سُنّت سے محبّت | ایک مرتبہ مدینہ منوّرہ میں وبا پھیل گئی حضرت عمرؓ کے سامنے سے جنازہ گُذرا۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا "واجب ہوگئی"۔ پھر دوسرا جنازہ گُذرا۔ لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "واجب ہوگئی"۔ پھر تیسرا جنازہ گُذرا، لوگوں نے اس کی برائی کی حضرت عمرؓ نے فرمایا "واجب ہوگئی"۔ حضرت ابو الاسوّدؒ نے پُوچھا "اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوگئی؟" حضرت عمرؓ نے کہا میں نے تو اسی طرح کہا ہے جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہا تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "جس مسلم پر چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں اللہ اُسے جنّت میں داخل کریگا"۔ صحابہؓ نے پوچھا "تین؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تین بھی"۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا "دو؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دو بھی"۔ [1]

حجرِ اسود کو محض سُنّت کی اتّباع میں چُوم لیا کرتے تھے۔ طواف کرتے وقت بیان کرتے تھے کہ رمل کا مقصد باقی نہیں رہا لیکن کیونکہ رمل کرنا سُنّت ہے لہٰذا ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ [2]

حُبِّ رسُولؐ | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ مجھے اپنی جان کے علاوہ سب سے زیادہ محبوب ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یہ کافی) نہیں ہے۔ جب تک تم مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ سمجھو (صحیح معنوں میں محبِّ رسُولؐ نہیں بن سکتے)" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمرؓ۔ اب (تم حقیقی معنوں میں محبِّ رسُولؐ ہوئے)" [3]

خلافِ سُنّت قراءت پر غصّہ | ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ہشام بن حکیمؓ کو سُورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا۔ ان کا طرزِ قراءت اُس طریقہ کے خلاف تھا جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو سکھایا تھا۔ حضرت عمرؓ کو (بہت غصّہ آیا اور) قریب تھا کہ اُن کے ساتھ جلدی کریں لیکن اُنہوں نے اُن کو مُہلت دی یہاں تک کہ اُنہوں نے نماز ختم کی۔ نماز کے بعد حضرت عمرؓ اُن کو کھینچتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ "یہ اس طریقہ سے قراءت نہیں کر رہے تھے جس طریقہ سے آپؐ نے مجھے قراءت سکھائی تھی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو چھوڑ دو" (انہوں نے چھوڑ دیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "سُناؤ"۔ حضرت ہشامؓ نے قراءت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُننے کے بعد فرمایا "اسی طرح نازل ہوئی ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا "تم سُناؤ"۔ حضرت عمرؓ نے قراءت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُننے کے بعد فرمایا "اس طریقہ سے بھی نازل ہوئی ہے"۔ پھر فرمایا "بے شک یہ قرآن سات لہجوں میں نازل کیا گیا ہے ان میں سے تمہیں جو لہجہ آسان معلوم ہو اُس لہجہ سے پڑھ سکتے ہو"۔ [4]

سخاوت | اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے بہت زیادہ مشتاق رہتے تھے۔ خیبر کی زمین جو ان کے خیال میں ان کا سب سے بہتر مال تھا اللہ کے راستہ میں خیرات کر دی۔ [5]

اصابتِ رائے اور مردم شناسی | حضرت عمرؓ بڑے صائب الرّائے اور مردم شناس تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں "میں نے حضرت عمرؓ کو جب کسی بات کے متعلّق یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اُسے ایسا سمجھتا ہوں تو وہ ویسا ہی ہوتا جیسا وہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک۔ [3] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب کیف کان یمین رسُولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عبداللہ بن ہشامؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب کلام الخصوم بعضہم فی بعض عن عمرؓ وکتاب فضائل القرآن باب سبعۃ احرف۔
[5] صحیح بخاری کتاب الشروط عن ابن عمرؓ۔

گمان کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثنار میں ایک خوبصورت آدمی اُن کے پاس سے گذرا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اگر میرا خیال غلط (نہیں) ہے تو یہ شخص اپنے اُسی دین پر ہے جو ایّامِ جاہلیّت میں تھا، یا یہ کبھی کاہن تھا"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ نے فرمایا "اس شخص کو میرے پاس لاؤ"۔ وہ شخص آپ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے اُس سے وہی بات کہی۔ اُس نے کہا آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایک مسلم سے اس قسم کی باتیں کی گئی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں تمہیں قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ"۔ اُس نے کہا "ہاں میں ایّامِ جاہلیّت میں کاہن تھا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "سب سے زیادہ تعجّب انگیز بات جو تم نے اپنی جِنّیہ سے سُنی کونسی تھی؟" اُس نے کہا "ایک دن میں بازار میں چلا جارہا تھا کہ وہ میرے پاس آئی، مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ وہ بہت خوفزدہ ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی کیا تم نے دیکھا کہ اس وقت جنّات کس حیرت کے عالم میں ہیں، وہ (اپنے غلبہ سے) مایوس ہوچکے ہیں، مغلوبیت ان پر منڈلا رہی ہے اور کیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اب وہ اُونٹ والوں، چادر اوڑھنے والوں کے تابع ہونے والے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم سچ کہتے ہو"۔ [1]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی ازواجؓ سے کچھ ناراض ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے ازواجِ مطہّراتؓ کو سمجھایا کہ تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے اللہ تم سے بہتر بیویاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عطار فرما سکتا ہے۔ ایک زوجۂ مطہّرہؓ نے کہا "اے عمرؓ، کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نصیحت نہیں کرسکتے جو تم اُن کی ازواج کو نصیحت کرتے ہو"۔ حضرت عمرؓ کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے نبیؐ کی بیویو!)

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ الخ {تحریم ۵}

اگر نبیؐ تم کو طلاق دے دے تو اللہ تمہارے بدلہ میں تم سے بہتر مسلمہ مؤمنہ فرمانبردار.... بیویاں ان کو عطار کردے گا۔ [2]

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰے بنا لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رائے کو منظور فرما کر مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰے بنانے کا حکم نازل فرمایا۔ [3]

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اپنی ازواجؓ کو پردہ کرائیے"۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ [4]

جنگِ بدر کے قیدیوں کے متعلّق حضرت عمرؓ نے جو مشورہ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید فرمائی۔ [5]

عِلمی مشاغِل | حضرت عمرؓ کو علمی باتوں سے گہری دلچسپی تھی۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے صحابۂ کرامؓ سے پوچھا "کیا تم جانتے ہو کہ اس آیت کا کیا مفہوم ہے؟"

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۶۶}

کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو اچھا سمجھتا ہے کہ اُس کا ایک باغ ہو جس میں کھجور اور انگور کے درخت ہوں، اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں۔ اس میں ہر قسم کے میوے ہوں۔ پھر اُس شخص کو بڑھاپا آجائے اور اُس کی اولاد چھوٹی ہو (ایسی حالت میں) اس باغ کو بُولگ جائے، تمام درخت جل جائیں (تو بتاؤ اُس پر کیا گذرے گی) اللہ اسی طرح آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابنِ عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ تفسیرُ اتخذوا من مقام ابراہیمؑ مصلّٰی وسُورۃ التحریم) [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ) [4] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ تفسیرُ اتخذوا من مقامِ ابراہیمؑ مصلّٰی) [5] صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔

سب نے کہا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے غصّہ سے فرمایا "یا تو جاننے کا اقرار کرو یا یہ کہو کہ ہم نہیں جانتے"۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "مجھے اس کا کچھ علم ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے بھتیجے بیان کرو، اپنے کو حقیر نہ سمجھو"۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "اس میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کس عمل کی؟" حضرت ابن عباسؓ نے کہا "عمل کی"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اس آیت میں اُس شخص کی مثال بیان کی گئی ہے جس نے پہلے تو اچھے اچھے عمل کئے، پھر اللہ نے اُس کی طرف شیطان بھیجا (شیطان کے بہکانے سے) اُس نے بُرے عمل کئے اور نیک عملوں کو غارت کر دیا"[1] (جس طرح باغ والے کو عین ضرورت کے وقت باغ کے پھل کام نہ آئے اسی طرح آخر وقت میں بُرے عمل کرنے والے کو اُس کے اچھے عمل جو اُس نے پہلے کئے تھے کام نہیں آئیں گے)"

حضرت عمرؓ عید کا اضافہ نہ کر سکے ایک مرتبہ یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم لوگ ایک آیت پڑھتے ہو، اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کونسی آیت؟" اُنہوں نے کہا:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ {مائدہ} آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا "مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی۔ اللہ کی قسم ہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عرفہ کے دن بروز جمعہ عرفات میں تھے جب یہ آیت نازل ہوئی"[2] (یعنی حضرت عمرؓ نے باوجود علم کے عرفہ کو عید مقرر نہیں کیا)

حکمِ الٰہی کے سامنے حضرت عمرؓ کا جھک جانا ایک مرتبہ عُیینہ بن حصن بن حذیفہ اپنے بھتیجے حضرت حُر بن قیسؒ کے پاس آئے۔ حضرت حُرؒ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے۔ ان ہی لوگوں پر حضرت عمرؓ کی مجلس شوریٰ مشتمل تھی، یہ سب لوگ عالمِ دین تھے، ان میں بوڑھے، جوان ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔ عُیینہ نے حضرت حُر سے کہا "حضرت عمرؓ کے ہاں تمہارا بڑا مرتبہ ہے، میرے حاضر ہونے کی بھی اجازت دلوا دو"۔ حضرت حُر نے کہا "میں اجازت دلوا دوں گا"۔ عیینہ (کو اجازت ملی، وہ) جب حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے "اللہ کی قسم نہ تو آپ ہمیں کچھ دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان آپ انصاف کرتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ کو غصّہ آگیا، یہاں تک کہ اُنہوں نے مارنے کا ارادہ کیا۔ حضرت حُرؒ نے کہا "اے امیر المؤمنین، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا ہے:-

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ○ {اعراف ۱۹۹} معاف کر دیا کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

اور (اے امیر المؤمنین) بیشک یہ شخص جاہلوں میں سے ہے"۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں "حضرت عمرؓ نے اُس سے کچھ نہ کہا اور وہ (ہمیشہ) کتابُ اللہ کے مقابلہ میں اپنے ارادہ سے رُک جایا کرتے تھے (کتابُ اللہ کے مطابق عمل کرتے تھے)"[3]

حضرت عمرؓ کے حق میں کہاں حضرت ابنِ عباسؓ کی یہ شہادت اور کہاں وہ تاریخی خرافات جو ان کی طرف منسوب ہیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے پُوچھا "اگر میں جُنبی ہو جاؤں اور مجھے پانی نہ ملے تو کیا کروں؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا "نماز نہ پڑھو (جب تک نہانہ لو)" حضرت عمارؓ نے جو اُس وقت وہاں موجود تھے کہا "اے امیر المؤمنین کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ اور میں ایک لشکر میں تھے، دونوں جنبی ہو گئے، پانی نہ مل سکا تو آپ نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں نے مٹی میں لوٹ لگائی اور نماز پڑھ لی (پھر اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کیا گیا)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ البقرۃ) عن ابن عباسؓ وعبید بن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ المائدۃ) عن طارقؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ الاعراف) عن ابن عباس وکتابُ الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مجھ سے) فرمایا "تمہارے لئے بس اتنا کافی تھا کہ دونوں ہاتھ زمین پر مارتے پھر (ہاتھوں پر) پھونک مارتے پھر ان دونوں سے اپنے چہرہ پر اور دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مسح کر لیتے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے عمارؓ (مجھے تو یاد نہیں) اللہ سے ڈرو (یہ تم کیا کہہ رہے ہو)" حضرت عمارؓ نے کہا "آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے بیان نہ کروں!" حضرت عمرؓ نے کہا "(نہیں، ضرور بیان کرو، مگر) تمہاری روایت کی ذمّہ داری تم ہی پر ہوگی (مجھ پر نہیں ہوگی اس لئے کہ مجھے تو یاد ہی نہیں)"[1]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ کی یادداشت اور اُن کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے حدیث کو تسلیم کر لیا اور اپنے فتوے سے رجُوع کر لیا۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قُربت پر حضرت عمرؓ کا فخر کرنا حضرت عمرؓ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیّت میں رہے۔ آپؐ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

جب حبشہ کے مہاجرین جن میں حضرت اسماءؓ بنتِ عُمیسؓ بھی تھیں کشتی میں سوار ہو کر مدینہ منوّرہ پہنچے تو ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت اسماءؓ سے کہا "ہم نے ہجرت میں تم پر سبقت کی (یعنی مدینہ منوّرہ ہم تم سے پہلے پہنچے) لہٰذا ہم تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقدار ہیں"۔ حضرت اسماءؓ خفا ہو گئیں اور کہنے لگیں "اے عمرؓ ہم نے غلط بات کہی، اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے، جاہلوں کو نصیحت کیا کرتے تھے اور ہم حبشہ میں دشمن کے مُلک میں ایک دور دراز مقام پر تھے (وہاں ہمیں تکلیفیں پہنچتی تھیں) اور یہ سب کچھ ہم اللہ اور رسُولؐ کیلئے برداشت کرتے تھے"۔ پھر حضرت اسماءؓ نے اس کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ تم سے زیادہ میرے حقدار نہیں ہو سکتے، ان کی اور اُن کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو! تمہاری دو ہجرتیں ہیں"۔[2]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمانؓ کا اسلام قبول کرنا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوتِ اسلام کے آغاز کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت عثمانؓ نے اسلام قبول کر لیا۔[3]

حضرت عثمانؓ کی ہجرت جب کفارِ مکّہ کے مظالم نے شدّت اختیار کی تو حضرت عثمانؓ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے دو ہجرتیں کیں، ایک مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ مدینہ منوّرہ کی طرف۔[4]

جنگِ بدر سے غیر حاضری حضرت عثمانؓ جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی زوجہ جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی تھیں ان ایّام میں سخت بیمار ہو گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (ان کو تیمارداری کے لئے مدینہ منوّرہ میں چھوڑ دیا اور بطور تسلّی کے) اُن سے فرمایا "بے شک تمہیں وہی اجر ملیگا جو بدر میں شریک ہونیوالوں کو ملیگا اور (مالِ غنیمت میں سے تمہیں اُتنا ہی) حصّہ بھی ملیگا (جتنا شریک ہونے والوں کو ملیگا)"[5]

---

[1] صحیح مسلم کتاب التیمم عن عبدالرحمٰن بن ابزیؓ۔ [2] صحیح مسلم باب من فضائل جعفرؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ عن عبیداللہ بن عدیؒ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ عن عبیداللہ بن عدیؒ وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب اذا بعث الامام رسولاً فی حاجۃ عن ابن عمرؓ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمانؓ حکماً بدری صحابی ہیں۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ جنگِ بدر میں شریک ہوں لیکن مجبوراً نہ ہوسکے۔ شریک نہ ہونے پر وہ غمگین تھے، یہی وجہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی کرنی پڑی۔

جنگِ اُحد میں شرکت | حضرت عثمانؓ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چند لوگوں کو ایک گھاٹی پر متعیّن کر دیا تھا اور اُن سے یہ فرما دیا تھا کہ بغیر میری اجازت کے یہاں سے نہ ہٹنا، لیکن ان میں سے کچھ لوگوں نے فتح ہوتے ہی اس جگہ کو چھوڑ دیا۔ اس نافرمانی کی وجہ سے مسلمین سخت آزمائش میں مُبتلا ہو گئے اور بعض لوگ بھاگنے لگے۔ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں جب چند منافقین نے ان کے خلاف سازش کی تو ان کی تنقیص میں ایک بات یہ بھی کہی کہ وہ بھی جنگِ اُحد میں بھاگ گئے تھے۔ ایک شخص نے اعتراضاً اس بات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کیا، اُنہوں نے ان کے بھاگ جانے کو تسلیم کیا اور یہ آیت پڑھی :-

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ {آل عمران ۱۵۵} بیشک اللہ نے ان لوگوں کو (جن کے قدم میدانِ جنگ میں اُکھڑ گئے تھے) معاف کر دیا۔ یقیناً اللہ بخشنے والا، بردبار ہے۔

پھر فرمایا "اللہ نے تو معاف کر دیا لیکن تم معاف کرنے کیلئے تیار نہیں"۔ اس پر وہ لاجواب ہو گیا۔[1]

بیعتِ رضوان | جب کُفّارِ مکّہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عُمرہ کرنے سے روک دیا تو اُن سے گفتگو کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو اُن کے پاس بھیجا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کام کیلئے حضرت عثمانؓ کو اس لئے منتخب کیا کہ مکّہ والوں میں وہ بہت باعزّت تھے۔ حضرت عثمانؓ کے مکّہ جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کیلئے بیعت لی۔ تمام لوگوں نے بیعت کی، حضرت عثمانؓ کیونکہ موجود نہیں تھے اس لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے"۔ پھر اس کو اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا "یہ عثمانؓ کی بیعت ہے"۔[2]

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ۔ گویا حضرت عثمانؓ بڑے شاندار طریقہ پر بیعتِ رضوان میں شریک تھے کیونکہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ {فتح ۱۸} کے بمصداق بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے لہٰذا حضرت عثمانؓ سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت

حضرت عثمانؓ کا خلیفہ منتخب ہونا | حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا تھا کہ خلافت کا مستحق میں علیؓ، عثمانؓ زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی انتقال کے وقت تک ان سے راضی رہے (لہٰذا ایسی کوئی بات نہیں جو ان کی خلافت کے سلسلہ میں مانع ہو) بس جس شخص کو یہ لوگ میرے بعد خلیفہ بنا دیں تو وہی خلیفہ ہے، اس کی بات سُننا اور اس کی اطاعت کرنا۔

الغرض حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد یہ چھ آدمی امارت کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد و کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب و کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب عثمانؓ عن ابن عمرؓ۔

[2] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ عن ابن عمرؓ۔

کہا" اس کام میں ہم میں سے تین آدمی باقی تین آدمیوں کے حق میں دستبردار ہوجائیں"۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "میں علیؓ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں"۔ حضرت طلحہؓ نے کہا "میں عثمانؓ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کہا "تم میں سے کون اس امارت سے دستبردار ہوتا ہے، جو شخص دستبردار ہوجائے گا ہم انتخابِ امیر کا فیصلہ اُسی کے سپرد کردیں گے اور اس پر اللہ اور اسلام کا واسطہ ہوگا کہ وہ اپنے دل میں جس کو بہتر سمجھتا ہو اُسے خلیفہ مقرر کردے" حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا "میں تو تم سے اس معاملہ میں جھگڑنے والا نہیں ہوں (مجھے خلافت کی خواہش نہیں) اگر تم لوگ چاہو تو مَیں تم میں سے ایک کو منتخب کردوں، بتاؤ کیا تم اس کام کو میرے حوالہ کرتے ہو، مجھ پر اللہ کا واسطہ ہوگا کہ میں تم میں سے جو بہتر ہو اُسے خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہ کروں"۔ ان دونوں نے کہا "ہاں (ہمیں منظور ہے)" یہ جواب سُنکر حضرت عبدالرحمٰنؓ انتخاب کے کام میں مشغول ہوگئے۔ تین راتیں انہوں نے اس کام میں صَرف کردیں۔ ان راتوں میں وہ بہت کم سوئے۔ لوگ آتے تھے اور اُنہیں مشورہ دیتے تھے۔ تیسری رات کو وہ حضرت مِسوَر بن مخرمہؓ کے مکان پر آئے۔ زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت مِسوَرؓ جاگ گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان سے کہا جاؤ زبیرؓ اور سعدؓ کو بُلا لاؤ۔ حضرت مِسوَرؓ ان دونوں کو بُلا کر لائے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دونوں سے مشورہ کیا، پھر حضرت علیؓ کو بُلوایا اور رات گئے تک ان سے بات کرتے رہے۔ حضرت مِسوَرؓ کہتے ہیں "جب علیؓ ان کے پاس سے اُٹھے تو (ایسا محسُوس ہوتا تھا کہ) حضرت علیؓ کے دل میں خلافت کی خواہش تھی اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کو ان سے کچھ اندیشہ تھا"۔ حضرت علیؓ کے جانے کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کو بلوایا۔ جب وہ آگئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ اُن سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوگئی۔ صبح کی نماز کے بعد تمام لوگ منبر کے پاس جمع ہوگئے۔ پھر سب مہاجرین و انصار اور کُل اُمرائے لشکر طلب کئے گئے۔ اُمرائے لشکر حضرت عمرؓ کے ساتھ حج میں شریک تھے (اور ابھی مدینہ منوّرہ ہی میں تھے کہ حضرت عمرؓ شہید ہوگئے) جب سب لوگ جمع ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "تمہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قرابت اور اسلام میں قدامت کی فضیلت حاصل ہے۔ اگر میں تمہیں خلیفہ بناؤں تو تم انصاف کرنا اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو تم ان کی بات سُننا اور اطاعت کرنا"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے بھی یہی باتیں کیں۔ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ ان سے عہد لے چکے تو ایک خطبہ دیا۔ خطبہ میں اُنہوں نے (حمد و ثنا کے بعد کہا) "امّا بعد، اے علیؓ، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے لہٰذا تم میری طرف سے اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرنا"۔ حضرت علیؓ (سمجھ گئے کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ ہونے والے ہیں تو قبل اس کے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ اس بات کا اعلان کریں انہوں) نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کرکے کہا "میں اللہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اُن کے بعد کے دونوں خلفاء کی سُنّت پر تم سے بیعت کرتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا "اپنا ہاتھ اُٹھاؤ"۔ (اُنہوں نے ہاتھ اُٹھایا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اُن کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی (اگرچہ وہ زبانی بیعت تو پہلے ہی کر چکے تھے) پھر مہاجرین و انصار، امرائے لشکر اور تمام مسلمین نے بیعت کی[1]

کتنی خوبصورتی اور خلوص کے ساتھ یہ معاملہ طے ہوگیا لیکن افسوس ہے کہ دشمنانِ اسلام نے مختلف قسم کی افترا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب مناقبِ عثمانؓ عن عمرو بن میمونؒ و کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس عن مِسوَر بن مخرمہؓ۔

پردازیاں کرکے اِسے کیا سے کیا بنادیا اور ہمارے مؤرخین نے بھی بغیر تحقیق وتنقید کے ان افتراء پردازیوں کو اپنی اپنی کتابوں میں درج کرلیا۔

حدیث میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کی طرف اشارہ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ اریس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں جنّت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عمرؓ آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بھی جنّت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بھی جنّت کی بشارت دی اور ایک آزمائش کی اطلاع دی جو اُنہیں پہنچنے والی تھی۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عثمانؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر اپنے ہاتھ میں پہن لی۔[2]

مسجدِ نبوی کی تعمیر وتوسیع مسجدِ نبوی میں کچھ توسیع حضرت عمرؓ نے کی تھی، حضرت عثمانؓ نے اس میں مزید اضافہ کیا اور مسجد کو پہلے سے بہت زیادہ وسیع کردیا۔ دیواریں (چونہ) گچ کی بنوائیں اور اُن میں منقّش پتّھر لگوائے۔ ستون بھی نقشین پتّھروں کے بنوائے اور چھت ساکھو کی لکڑی کی بنوائی۔[3]

حضرت عثمانؓ کی تعمیر پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا، حضرت عثمانؓ نے فرمایا تم لوگوں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا ہے اور بے شک میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے "جس نے اللہ (کی رضامندی) کیلئے مسجد بنوائی تو اللہ اُس کیلئے اسی کے مثل جنّت میں مکان بناتا ہے"۔[4] (اس حدیث کی روشنی میں میں نے اس قسم کی مسجد بنوائی ہے لہٰذا اعتراض کی کوئی وجہ نہیں ہے)

تنبیہی اعلان برائے نمازِ جمعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانوں میں جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو مُسلمین کی تعداد بہت زیادہ ہوچکی تھی (اذان کی آواز سب تک نہیں پہنچتی تھی) اس لئے حضرت عثمانؓ نے زوراء کے مقام پر ایک اعلان کا اضافہ کردیا (تاکہ بازار والے متنبّہ ہوجائیں)۔[5]

حضرت ابوذرؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کا اختلاف حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت ابوذرؓ ملک شام میں اقامت پذیر تھے۔ ان میں اور حضرت امیر معاویہؓ میں (جو وہاں گورنر تھے) مندرجہ ذیل آیت کے سلسلہ میں کچھ اختلاف ہوگیا:-

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ---- (توبۃ ۳۴)

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (ان کو دردناک عذاب ہوگا)

حضرت امیر معاویہؓ کہتے تھے کہ یہ آیت اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے حضرت ابوذرؓ کہتے تھے کہ ہمارے اور اہلِ کتاب دونوں کے متعلّق نازل ہوئی ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی شکایت لکھی (کہ وہ مال جمع کرنے کو قطعًا ناجائز کہتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو لکھا کہ وہ مدینہ منوّرہ آجائیں۔ حضرت ابوذرؓ مدینہ منوّرہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب مناقب ابی بکرؓ عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ہل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب بنیان المسجد عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من بنی مسجدًا وصحیح مسلم باب فضل بناء المسجد وکتاب الزہد۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الاذان یوم الجمعۃ عن سائبؓ۔

آگئے۔ مدینہ منورہ میں لوگ ان کے پاس کثرت سے آنے جانے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اُنہوں نے اُن کو پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا (حضرت ابوذرؓ پریشان ہوگئے تو) اُنہوں نے اس کا ذکر حضرت عثمانؓ سے کیا۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا "اگر تم چاہو تو قریب ہی کہیں منتقل ہو جاؤ (تاکہ تمہیں سکون مل جائے)" حضرت ابوذرؓ رَبَذہ مقام میں منتقل ہوگئے۔[1]

حج تمتّع کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا اختلاف | حضرت عثمانؓ نے حجِ تمتّع سے منع کیا، ان کا خیال تھا کہ حج اور عمرہ دونوں کو (علیٰحدہ علیٰحدہ احرام کے ساتھ) جمع نہ کیا جائے۔ جب حضرت علیؓ نے ان کی یہ بات سُنی تو کہنا شروع کیا "لَبَّیْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ" یعنی میں حج اور عمرہ دونوں کے لئے حاضر ہوں اور اسی کا حکم دینے لگے حضرت عثمانؓ نے ان کی یہ بات سُنی تو اس سلسلہ میں ان سے گفتگو کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "کیا آپ اُس چیز سے منع کرتے ہیں جس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "تم مجھے چھوڑ دو"۔ حضرت علیؓ نے کہا "میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا، اور نہ کسی کے کہنے سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کو چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ہم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیت میں حج تمتّع کیا ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم اُس وقت خوف کی حالت میں تھے"۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ نے حج اور عمرہ دونوں کیلئے لبّیک کہنا شروع کر دیا (حضرت عثمانؓ خاموش ہوگئے)[2]

ارکانِ حج میں سُنّت کی پیروی | دورانِ حج حضرت عثمانؓ مزدلفہ میں اقامت گزیں ہوئے (دس ذوالحجہ کی رات وہاں گذاری پھر) خوب روشنی ہونے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "اگر امیر المؤمنین اِس وقت چلدیں تو سُنّت کے مطابق ہو"۔ عبدالرحمٰن بن یزیدؒ کہتے ہیں "میں نہیں جانتا کہ ابن مسعودؓ کا یہ قول پہلے واقع ہوا یا حضرت عثمانؓ کا (مزدلفہ سے) کوچ پہلے واقع ہوا (یعنی حضرت عثمانؓ سُنّت کے مطابق ہی وہاں سے روانہ ہوگئے اور) پھر وہ برابر لبّیک کہتے رہے یہاں تک کہ قربانی کے دن جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔[3]

صدقات کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستور العمل کی پیروی | محمد بن حنفیہؒ کہتے ہیں "اگر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی کچھ بُرائی کرتے تو اُس دن ضرور کرتے جس دن کچھ لوگ آئے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے عاملوں کی شکایت کی۔ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا 'یہ کتاب لیکر عثمانؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ صدقات کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دستور العمل اس کتاب میں ہے (اسے دیکھ لیجئے اور) اپنے عاملوں کو حکم دیجئے کہ اس کے مطابق صدقہ وصول کریں'۔ میں وہ کتاب لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس گیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا 'اسے رہنے دو (مجھے اس کے مندرجات کا علم ہے)' میں اسے لیکر حضرت علیؓ کے پاس واپس آگیا اور اُنہیں حضرت عثمانؓ کے جواب سے مطلع کر دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا 'اس کو وہیں رکھدو جہاں سے تم نے اسے اُٹھایا تھا'۔"[4]

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :-

(۱) حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے خیر خواہ تھے۔ عاملوں کی شکایت کے سلسلہ میں اُنہوں نے چاہا کہ حضرت عثمانؓ لاعلمی کی بناء پر اگر زکوٰۃ زیادہ وصول کر رہے ہیں تو یہ کتاب دیکھکر اپنی اصلاح کرلیں اور عاملوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن زید بن وہبؒ۔ تاریخ کا یہ بیان غلط ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو نظر بند کر دیا یا مدینہ سے نکالدیا تھا۔
[2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتع ..... عن مروانؓ ورواہ مسلم نحوہ فی باب جواز التمتع (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب متیٰ یصلی الفجر بجمع۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
[5] نسائی کی ایک روایت سے ترجیح ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا۔

کو اسی کے مطابق ہدایت جاری فرمائیں تاکہ حضرت عثمانؓ کے خلاف کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔
(۲) حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی کبھی بُرائی نہیں کی، یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ اس صحیح روایت کے مقابلہ میں تاریخی خرافات کی کوئی حیثیت نہیں۔
(۳) حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث کو ایک کتاب میں جمع کر لیا تھا۔
(۴) حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت محمّد بن حنفیہؓ بھی حضرت عثمانؓ سے خوش تھے۔
(۵) شکایت جھوٹی تھی، وہ اُس سازش کی ابتدا تھی جو اسلام میں رخنہ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت پر منتج ہوئی۔

جِہاد کا اہتمام

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حسب دستور جہاد جاری رہا۔ اِرمینیہ اور آذربیجان کی جنگیں ان ہی کے زمانہ میں ہوئیں ان جنگوں میں اہلِ شام اور اہلِ عراق ایک دوسرے کے دوش بدوش لڑے تھے۔ بالآخر مسلمین کی فتح ہوئی اور دونوں علاقے اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں آگئے۔[1]

بحری جنگ | بحری جنگ کا آغاز بھی حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوا۔ پہلی بحری جنگ کے متعلّق جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پہلے ہی سے بشارت دیدی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمّ حرامؓ کے ہاں سو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے۔ وہ سبز سمندر کے وسط میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے اس طرح چلے جا رہے تھے کہ گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔" یہ خواب سُنکر حضرت اُمّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے اُن لوگوں میں شامل کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کیلئے دُعا کی۔ اِس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آپ پھر مسکراتے ہوئے اُٹھے اور آپؐ نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے اس طرح چلے جا رہے تھے گویا کہ بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہیں۔" حضرت اُمّ حرامؓ نے کہا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں شامل کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لشکر میں ہو۔" الغرض حضرت امیر معاویہؓ (کی گورنری) کے زمانہ میں مسلمین کا لشکر بحری جہاد کیلئے روانہ ہوا۔ اس لشکر کے سپہ سالار بھی حضرت معاویہؓ ہی تھے۔ جب یہ لشکر جہاد سے واپس آیا تو شام کے ساحل پر اُترا۔ حضرت اُمّ حرامؓ اس لشکر میں شریک تھیں، جب وہ ساحل پر اُتریں تو اُن کے سامنے اُن کی سواری پیش کی گئی، وہ اس پر سوار ہوئیں لیکن (تھوڑی ہی دیر بعد) وہ اس پر سے گر پڑیں (سواری کے پیروں کے نیچے آکر) وہ کچل گئیں اور اُن کا انتقال ہو گیا۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر کا غائب ہو جانا | ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے تھے، اُن کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ وباب الدّعاء بالجہاد والشہادۃ وباب غزوۃ المرأۃ فی البحر وباب ماقیل فی قتال الرّوم وکتاب الاستئذان باب من زار قوما فقال عندہم (دوسرا جہاد جس کا ذکر اس حدیث میں ہے حضرت معاویہؓ کی خلافت میں ہوا۔ اسکے سپہ سالار حضرت یزیدؒ تھے صحیح بخاری)

ہاتھ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہر تھی، وہ اس کو اتارتے تھے پھر پہن لیتے تھے (اتفاق سے ہاتھ سے نکل کر) وہ مُہر کنویں میں گر گئی، حضرت عثمانؓ مع اپنے رفقاء کے تین دن تک اُسے تلاش کرتے رہے۔ کُنویں کا سارا پانی نکال ڈالا لیکن وہ نہیں ملی۔[1]

ولید کو شراب نوشی کی سزا دینا ولید حضرت عثمانؓ کے بھائی تھے۔[2] ایک دن اُنہوں نے صبح کی دو رکعت نماز پڑھانیکے بعد پُوچھا "کیا تمہارے لئے کچھ زیادہ ہوگیا" (لوگوں کو شبہ ہوا کہ اُنہوں نے شراب پی ہے لہٰذا حضرت عثمانؓ سے ان کی شکایت کی) ولید حضرت عثمانؓ کے پاس لائے گئے، ان کی شراب نوشی کے سلسلہ میں دو گواہ پیش ہوئے۔ ایک ان میں حمران تھے۔ حمران نے گواہی دی کہ ولید نے شراب پی تھی۔ دوسرے نے کہا "میں نے ان کو قے کرتے ہوئے دیکھا تھا"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "قے تو جب ہی کی ہوگی جبکہ پی ہوگی"۔[3]

(کیونکہ دوسری گواہی واضح نہیں تھی اس لئے) حضرت عثمانؓ نے ولید کو سزا دینے میں کچھ توقف فرمایا، لوگوں نے باتیں بنانا شروع کر دیں۔ ایک دن حضرت مسوَر بن مخرمہؓ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوث نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا "تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ تم ولید کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ سے بات نہیں کرتے، اس لئے کہ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں (کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے)" عبیداللہ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے، حضرت عثمانؓ باہر تشریف لائے تو عبیداللہ نے کہا "مجھے آپ سے کچھ کام ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی نیّت سے ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں"۔ عبیداللہ (نے مزید کوئی بات نہیں کی اور) واپس چلے آئے۔ وہ حضرت مسوَرؓ اور عبدالرحمٰن کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اتنے میں حضرت عثمانؓ کا قاصد پہنچا (اُس نے کہا حضرت عثمانؓ آپ کو بُلا رہے ہیں) عبیداللہ، حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "تمہاری کیا خیر خواہی ہے"۔ عبیداللہ نے کہا "بے شک اللہ نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپؐ پر اپنی کتاب نازل کی اور (اے امیر المؤمنین) آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور رسُولؐ کی دعوت پر لبّیک کہا۔ پھر آپ نے پہلی دو ہجرتیں کیں۔ آپ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت میں رہے، آپ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا طریقہ دیکھا ہے (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سزا کے نفاذ میں کوتاہی نہیں کرتے تھے، آپ کیوں کوتاہی کر رہے ہیں) اس سلسلہ میں لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں (آپ انہیں کیوں موقع دیتے ہیں کہ وہ آپ پر بدگمانی کریں)" حضرت عثمانؓ نے کہا "کیا تم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت پائی ہے؟" عبیداللہ نے کہا "نہیں، بلکہ آپؐ کا علم مجھے اسی طرح پہنچا ہے جس طرح کنواری لڑکی کو اُس کے پردہ میں پہنچتا ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "امّا بعد، بے شک اللہ نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں اُن لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت پر لبّیک کہا اور میں اس چیز پر ایمان لایا جس کو دیکر آپ بھیجے گئے تھے۔ میں نے پہلی دو ہجرتیں کیں جیسا کہ تم نے بیان کیا۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اُٹھائی ہے اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی نہیں کی، نہ آپؐ کو کبھی دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو وفات دی، پھر ابوبکرؓ کے ساتھ بھی میں ایسا ہی رہا پھر عمرؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی رہا۔ پھر (ان کے بعد) میں خلیفہ بنایا گیا تو کیا تم پر میرا ویسا ہی حق نہیں ہے جیسا اُن کا تھا؟" عبیداللہ نے کہا "بے شک (آپ کا بھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ہل یجعل نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الخمر عن حضینؓ۔

ویسا ہی حق ہے جیسا ان کا تھا)" حضرت عثمانؓ نے کہا " تو پھر یہ کیا باتیں ہیں جو مجھ تک پہنچ رہی ہیں (یہ لوگ میرے پاس آکر صفائی کیوں نہیں کر لیتے) رہا ولید کی سزا کا معاملہ تو اس میں ہم انشاءاللہ جلد ہی حق کے مطابق عمل کریں گے"۔ یہ کہکر حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بُلایا اور اُنہیں ولید کو کوڑے مارنے کا حکم دیا[1] حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا "ان کو کوڑے مارو"۔ حضرت حسنؓ نے کہا :-

وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا جو اس کی ٹھنڈک کا والی ہوا ہے اُسے ہی اس کی گرمی کا والی بنایئے (یعنی جو شخص شکایت کر کے محظوظ ہوا ہے اُسی پر سزا دینے کا بوجھ ڈالئے) حضرت علیؓ نے کہا "اے عبداللہ بن جعفرؓ تم اُٹھو اور کوڑے مارو"۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے کوڑے مارے، حضرت علیؓ گنتے رہے۔ جب چالیس کوڑے ہو گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا "بس"۔[2]

حضرت عثمانؓ کی علالت حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ایک سال نکسیر کی وبا پھیل گئی۔ حضرت عثمانؓ کو بھی شدت کے ساتھ نکسیر پھوٹی حتّٰی کہ آپ حج کو بھی نہ جا سکے اور وصیّت بھی کر دی۔ ان ہی ایّام میں قبیلۂ قریش کا ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا، اُس نے کہا آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کیا لوگ ایسا کہتے ہیں؟ اُس نے کہا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "کس کو (یہ لوگ خلیفہ بنانا چاہتے ہیں)" اُس شخص نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور شخص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا، اُس نے بھی کہا "آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجئے"۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "کیا لوگ ایسا کہتے ہیں"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "(وہ) کس کو (خلیفہ بنانا چاہتے ہیں)"۔ اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "شاید وہ زبیرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہوں گے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور اللہ کی قسم تم بھی جانتے ہو کہ وہ تم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں"۔ حضرت عثمانؓ نے اس جملہ کو تین دفعہ دُہرایا، پھر فرمایا "اور وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب تھے"۔[3]

قرآن مجید کی نقلیں کرانا اور لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کرنا حضرت حذیفہ بن یمانؓ ارمینیہ اور اذربیجان کی جنگوں میں شریک تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ لوگ قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ (یہ حالت دیکھ کر) گھبرا گئے۔ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور عرض کیا "اے امیر المؤمنین، اس اُمّت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب میں اختلاف کریں"۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہلوایا کہ وہ قرآن مجید کا سرکاری نسخہ جو حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد سے ان کے قبضہ میں تھا بھیج دیں، اس کی نقلیں کرانے کے بعد وہ انہیں واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت حفصہؓ نے وہ نسخہ بھیج دیا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت سعید بن عاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو نقلیں کرنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں میں صرف حضرت زید بن ثابتؓ انصاری تھے اور باقی تین قرشی تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان تینوں کو یہ ہدایت کی کہ جب زید بن ثابتؓ سے تمہارا اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان میں اُترا ہے۔ الغرض ان لوگوں نے قرآن مجید کی نقلیں کیں (اور کئی نسخے تیّار کر لئے) ان نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر صوبہ کو روانہ کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ (ان نسخوں کے مُطابق قرآن مجید پڑھا جائے اور) وہ نسخے (جو اس کے مطابق نہ ہوں) جلا دئے جائیں۔[4]

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمان رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحدود باب حدّ الخمر عن حضینؒ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب زبیرؓ عن مروانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن انسؓ و زید بن ثابتؓ۔

حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں (کہ جب قرآن مجید کی نقلیں کی جارہی تھیں تو) میں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ جب اس آیت "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا" کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا تو پھر آپ اسے کیوں لکھوا رہے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا "میں قرآن مجید میں سے کسی چیز کو بھی اُس کی جگہ سے بدل نہیں سکتا"۔ [1]

نماز عید | حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ عید جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے عید کی نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا، دورانِ خطبہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اے لوگو! آج تمہاری دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ مضافاتی بستیوں کے رہنے والے اگر چاہیں تو جمعہ کا انتظار کریں اور اگر چاہیں تو واپس چلے جائیں۔ میں ان کو اجازت دیتا ہوں"۔ [2]

حضرت عثمانؓ کی شہادت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشین گوئی فرمائی تھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ آزمائش میں مبتلاء ہوں گے۔ [3] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی پیشین گوئی فرمائی تھی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوں گے۔ [4]

مندرجہ بالا پیشین گوئیوں کے مطابق حضرت عثمانؓ مصیبت میں مبتلاء ہوئے اور (چند منافقین کے ہاتھوں) شہید کر دئے گئے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے تأثرات | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا "(اے منافقین) تم نے عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا اُس پر اگر اُحد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے تو یہ اس کیلئے زیبا ہے"۔ [5]

حضرت عثمانؓ کے فضائل

جنّتی ہونے کی بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ اریس کی مُنڈیر کے وسط میں کنوئیں میں پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ بھی وہاں پہنچ گئے اور باغ کے دروازہ پر بیٹھ کر دربانی کے فرائض انجام دینے لگے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے ان کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی خوشخبری دو"۔ خوشخبری سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے الحمدللہ کہا پھر باغ کے اندر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داہنی جانب کنوئیں میں پیر لٹکا کر مُنڈیر پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "انہیں اجازت دو اور جنّت کی خوشخبری دو"۔ حضرت عمرؓ نے خوشخبری سُن کر الحمدللہ کہا، پھر اندر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بائیں جانب کنوئیں کے اندر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمانؓ تشریف لائے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ البقرۃ) [2] صحیح بخاری کتابُ الاضاحی باب مایؤکل من لحوم الاضاحی عن ابی عبیدؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عثمانؓ عن ابی موسیٰؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ وغیرہ۔ [5] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام سعید بن زیدؓ۔ [6] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی اس قسم کی اجازت منقول ہے (ابوداؤد)

اُنہوں نے دروازہ ہلایا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے پوچھا کون ہے؟ اُنہوں نے کہا "عثمان بن عفانؓ" حضرت ابوموسیٰؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو اور اُس آزمائش پر جو انہیں پیش آئے گی اُنہیں جنّت کی بشارت دو"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے ان سے کہا "اندر آجائیے، آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس آزمائش پر جو آپ کو پیش آئے گی جنّت کی بشارت دی ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے الحمدللہ کہا اور پھر فرمایا "اللہ (تُو) ہی مددگار ہے، اے اللہ مجھے صبر کی توفیق عطا فرمائیو"۔ پھر وہ اندر داخل ہوئے، اُنہوں نے دیکھا کہ مُنڈیر پر جگہ خالی نہیں ہے لہٰذا وہ دوسری طرف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بیٹھ گئے۔[1]

شہادت کی بشارت | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کوہِ اُحُد پر چڑھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُحُد ٹھہر جا بے شک تجھ پر (اِس وقت) ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں"۔[2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ حق پر تھے اور حق کے راستہ میں شہید ہوئے۔ کتبِ تاریخ میں جو نازیبا واقعات ان کے متعلّق بیان کئے گئے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں، وہ سب دشمنانِ اسلام کی افتراء پردازیاں ہیں۔

اجماعِ صحابہؓ سے حضرت عثمانؓ کی فضیلت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہم لوگوں کی فضیلت کے متعلّق گفتگو کرتے تھے تو ہم سب سے بہتر ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو، پھر عثمانؓ کو۔[3]

حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی نظر میں | ایک (خارجی) شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور حضرت عثمانؓ کے متعلّق سوال کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے محاسنِ اعمال کا ذکر کیا، پھر اس شخص سے پُوچھا "شاید تجھے اُن کے محاسن کا تذکرہ بُرا معلوم ہوا ہو"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے"۔[4]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اسلام اور اساطین اسلام کے خلاف ایک مستقل سازش برپا کی گئی تھی۔ سازشی لوگ صحابۂ کرامؓ کے فضائل تک سُننے کیلئے تیار نہیں تھے۔ ان کا کام بس یہ تھا کہ صحابۂ کرامؓ کو خفیہ طور پر قتل کرنا اور ان کے متعلّق ایسے واقعات گھڑنا جن سے ان کا کردار داغدار ہو جائے کیونکہ وہ براہِ راست تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق کچھ نہ کہہ سکتے تھے اس لئے وہ صحابۂ کرامؓ کے کردار کو داغدار کر کے بالواسطہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت پر چوٹ کرتے تھے اور اس طرح وہ اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ اِس قسم کے سینکڑوں واقعات کتبِ تاریخ میں پائے جاتے ہیں۔ لوگ ان کو حقائق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سب جھوٹ اور بے اصل ہیں۔ اس قسم کا ہم ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے ثابت ہوگا کہ اس سازشی گروہ کا مقصد صحابۂ کرامؓ کی تنقیص ہی نہ تھا بلکہ وہ ایک صحابی کو دوسرے صحابی سے بدظن کرنے کی بھی کوشش کرتے تھے۔

مصر کا ایک شخص مکّہ معظّمہ آیا۔ اُس نے حج کیا، پھر اُس نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ کسی نے جواب دیا کہ یہ قبیلۂ قریش کے لوگ ہیں۔ اُس نے کہا "ان کے درمیان میں وہ بزرگ کون ہیں"؟ لوگوں نے کہا "عبداللہ بن عمرؓ ہیں"۔ اس شخص نے کہا "اے ابنِ عمرؓ میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا، آپ مجھے ان کا جواب دیں"۔

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عثمانؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ وغیرہ۔
[3] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ۔

پھر اُس نے کہا "کیا آپ کو علم ہے کہ عثمانؓ جنگِ اُحُد میں بھاگ گئے تھے؟" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپ جانتے ہیں کہ عثمانؓ جنگِ بدر میں حاضر نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے تھے"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "عثمان بیعت الرضوان میں بھی غائب تھے"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "ہاں"۔ اس شخص نے (خوش ہو کر طنز کے ساتھ) کہا اللہ اکبر (گویا اُس نے حضرت عثمانؓ کی تنقیص پر مُہر لگا دی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اِدھر آ میں اس کی وضاحت کروں"۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "جنگِ اُحُد میں اُن کا فرار ہونا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ نے اسے معاف کر دیا اور اُن کی مغفرت فرما دی، جنگِ بدر میں وہ اس لئے نہ آسکے کہ ان کے نکاح میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی تھیں اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا تھا (تم یہیں رہو) تم کو بدر کے شرکاء کے برابر اجر اور حصّہ ملیگا۔ رہی یہ بات کہ وہ بیعتِ رضوان میں شریک نہیں تھے تو بات یہ ہے کہ اگر اہلِ مکّہ کے نزدیک عثمانؓ سے زیادہ کوئی باعزّت شخص ہوتا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کو بھیجتے (لیکن ایسا کوئی شخص نہیں تھا) لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (گفت وشنید کے لئے) عثمانؓ کو بھیجا۔ بیعت رضوان ان کے مکّہ جانے کے بعد ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے داہنے ہاتھ کے متعلّق فرمایا "یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے"۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا "یہ عثمانؓ کی بیعت ہے"۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس شخص سے کہا "اب تو ان جوابات کو بھی ساتھ لیجا"۔ [1]

حضرت عثمانؓ کے خصائل

تعلیمِ سُنّتِ نبوی | انتظامی فرائض کے ہجوم کے باوجود حضرت عثمانؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی اشاعت میں کوشاں رہا کرتے تھے ایک مرتبہ اُنہوں نے فرمایا "کیا میں تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وضو کرنے کا طریقہ نہ بتاؤں۔ یہ کہہ کر پانی کا ایک برتن منگایا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھویا، پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلّو پانی لیا اور اُس چلّو سے کُلّی بھی کی اور ناک میں بھی پانی ڈالا، پھر ناک سنکی، پھر چہرہ کو تین دفعہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو (کہنیوں تک) تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا۔ پھر پیروں کو ٹخنوں تک تین دفعہ دھویا"۔ پھر فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جو شخص میرے اس وضو کے مثل وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے اور ان میں اپنے نفس سے بات نہ کرے تو اُس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں"۔ [2]

غلطی کا اعتراف | ایک مرتبہ غلطی سے جمعہ کے دن مسجد میں دیر سے پہنچے۔ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھا تو آواز دیکر فرمایا "یہ کونسا وقت ہے؟" حضرت عثمانؓ نے کہا "میں کسی کام میں مصروف تھا، دفعتہً اذان کی آواز سُنی تو گھر جا کر وضو کر کے فوراً چلا آیا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "صرف وضو پر اکتفا کرنا بھی غلطی ہے اس لئے کہ تمہیں معلوم ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غسل کا حکم دیا کرتے تھے"۔ [3]

حضرت عثمانؓ اور حیاء | حضرت عثمانؓ بہت حیادار تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الوضوء (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ (خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے۔ صحیح بخاری میں دیر سے آنے والے کا نام نہیں بیان کیا گیا)

ہاں لیٹے ہوئے تھے، آپؐ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور آپؐ اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اجازت دی اور آپؐ اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے، انہوں نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے ٹھیک کر لئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا "میں کیوں نہ اس آدمی سے حیاء کروں جس سے فرشتے تک حیاء کرتے ہیں۔ بے شک عثمانؓ بہت شرمیلے ہیں، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں اسی حال میں انہیں اجازت دوں گا تو وہ اپنی مطلب برآری نہ کر سکیں گے"۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے لڑکے تھے۔ ابوطالب اگرچہ ایمان نہیں لائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے تھے اور کفارِ قریش پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے تھے۔ [2]

حضرت علیؓ کا اسلام | مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔

حضرت ابوذرؓ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٔ نبوت کی خبریں پہنچیں تو وہ آپؐ سے ملنے کی خاطر مکہ معظمہ پہنچے لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا وہ مسجد ہی میں ٹھہر گئے اور زمزم کا پانی پیتے رہے۔ جب رات ہوئی تو اُن کے پاس سے حضرت علیؓ کا گذر ہوا، حضرت علیؓ نے کہا "یہ کوئی مسافر معلوم ہوتا ہے"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہاں میں مسافر ہوں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "گھر چلو"۔ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے گئے۔ نہ حضرت علیؓ نے اُن سے کچھ پوچھا نہ اُنہوں نے کچھ کہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ پھر مسجد آ گئے۔ دوسری رات کو پھر ایسا ہی ہوا۔ تیسری رات کو پھر حضرت علیؓ ان کے پاس سے گذرے اور کہا "اس شخص کو ابھی تک اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی"۔ انہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "میرے ساتھ چلو"۔ یہ کہکر حضرت علیؓ نے کہا "تمہارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟" انہوں نے کہا "اگر تم کسی پر ظاہر نہ کرو تو میں تمہیں بتاؤں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "میں کسی پر ظاہر نہ کروں گا"۔ اُنہوں نے کہا "ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں ایک شخص ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، میں اُس سے ملاقات کرنے آیا ہوں"۔ حضرت علیؓ نے کہا "تم صحیح جگہ پر پہنچ گئے۔ میں اِس وقت وہیں جا رہا ہوں، تم بھی میرے پیچھے چلے آؤ، جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ اگر مجھے کسی شخص سے اندیشہ ہوگا تو میں کسی دیوار کے قریب رُک جاؤں گا، گویا میں یہ ظاہر کروں گا کہ میں اپنی جوتی ٹھیک کر رہا ہوں، تم چلتے رہنا"۔ الغرض حضرت ابوذرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ [3]

ہجرت اور جنگ بدر میں شرکت | حضرت علیؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ اسلام اور کفر کے مابین بدر کے مقام پر جو پہلا مقابلہ ہوا اُس میں شریک ہوئے۔ جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئیں تو کافروں کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ میدان میں آئے۔ جماعت المسلمین کی طرف سے حضرت حمزہؓ، حضرت

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ ابی طالب۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ و صحیح مسلم باب فضائل ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ۔

علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ ان مقابلہ کرنے والوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-
هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ.... {ج ۱۹} یہ وہ دو فریق ہیں جو اپنے ربّ کے معاملہ میں ایکدوسرے سے لڑے[1] (ایک ربّ العالمین کی توحید کا قائل، دوسرا ربّ العالمین کی توحید کا منکر)

مالِ غنیمت اور خمس میں سے حضرت علیؓ کا حصّہ | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو مالِ غنیمت میں سے ایک اُونٹنی اور خمس میں سے ایک اُونٹنی عطاء فرمائی۔[2]

حضرت فاطمہؓ سے شادی اور ولیمہ کی تیّاری | تقریباً اسی زمانہ میں حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کیا۔ نکاح سے پہلے اُنہوں نے قبیلۂ بنو قینقاع کے ایک سُنار سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے ساتھ جائے تاکہ وہ اِذخر گھاس لاکر سُناروں کے ہاتھ فروخت کریں اور اس رقم سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لیں۔ انہوں نے اپنی اُونٹنیوں کے لئے ہودہ۔ گھاس کا ظرف اور رسّیاں جمع کیں۔ یہ سب سامان مہیّا کرنے کے بعد وہ اپنی اونٹنیوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے کوہان اور کولہے کاٹ لئے گئے ہیں اور اُن کی کلیجیاں نکال لی گئی ہیں۔ یہ منظر دیکھکر حضرت علیؓ بے اختیار رونے لگے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا یہ کام کس نے کیا ہے۔ لوگوں نے کہا حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے اور وہ اس گھر میں چند شرابیوں کے ہمراہ موجود ہیں۔ حضرت علیؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور حضرت حمزہؓ کو ملامت کی پھر آپؐ واپس چلے آئے۔[3]

حضرت علیؓ کی جنگِ اُحُد میں شرکت | حضرت علیؓ جنگِ اُحُد میں بھی شریک ہوئے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زخمی ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے زخم دھویا اور حضرت علیؓ نے سپر سے پانی ڈالا۔[4]

واقعۂ اِفک | جنگِ مُریسیع سے واپسی کے بعد منافقین نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ اور حضرت اُسامہؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت علیؓ نے (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غم غلط کرنے کے لئے) عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ نے آپؐ پر کوئی تنگی نہیں کی، عورتیں ان کے علاوہ بہت ہیں (لیکن پہلے) آپؐ خادمہ سے تو پوچھیں، وہ ٹھیک ٹھیک بتا دیگی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خادمہ کو بُلاکر پُوچھا۔ اُس نے قسم کھاکر کہا میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی کہ میں ان پر تہمت لگا سکوں۔ میں عائشہؓ کو اس طرح (بے عیب) جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے۔ غرض یہ کہ حضرت علیؓ تہمت میں شریک نہیں ہوئے بلکہ بقول حضرت عائشہؓ کے وہ ان کے معاملہ میں سلامت رہے (دوسروں کی طرح ہلاک نہیں ہوئے)[5]

حضرت علیؓ کی کُنیت | ایک دن حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ سے کسی بات پر ناراض ہوکر مسجد میں جاکر لیٹ گئے، اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے ہاں تشریف لائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہؓ سے پُوچھا "تمہارے چچا کے لڑکے کہاں ہیں؟" حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا "مسجد میں ہونگے، میرے اور اُن کے درمیان کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے وہ ناراض ہوگئے اور یہاں قیلولہ نہیں کیا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد تشریف لائے،

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ذرؓ وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب التفسیر۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن علیؓ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی وکتاب البیوع باب بیع الحطب وکتاب النکاح وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن علیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سہلؓ وکتاب الوضوء وکتاب الجہاد باب المجن ولُبس البیضۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ اُحُد۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ وامّ رومانؓ وکتاب التفسیر وکتاب الشہادات وکتاب الاعتصام وصحیح مسلم کتاب التوبۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) عہ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے واقع ہوا۔

حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے، اُن کی چادر سرک گئی تھی اور پیٹھ پر مٹی لگ گئی تھی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی پیٹھ سے مٹّی جھاڑنے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے "اے ابوتراب (اے مٹّی کے باپ) اُٹھو، اے ابوتراب اُٹھو۔" اُس دن سے حضرت علیؓ کی یہی کُنیت ہوگئی۔ حضرت علیؓ اس کُنیت کو بہت پسند کرتے تھے اور جب کوئی انہیں اس کُنیت سے پکارتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے۔[1]

حضرت علیؓ کے ہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کا ایک اور واقعہ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت علیؓ کے مکان پر تشریف لے گئے لیکن اندر داخل نہیں ہوئے۔ حضرت علیؓ گھر پر موجود نہیں تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر سے ہی واپس چلے گئے۔ جب حضرت علیؓ گھر پہنچے تو حضرت فاطمہؓ نے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت علیؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واپسی کا سبب پوچھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا تو میں نے کہا مجھے دُنیا سے کیا مطلب" حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی کا سبب بیان کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے (خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر) عرض کیا "آپ ہمیں حکم دیں کہ اس کے متعلق آپؐ کی کیا خواہش ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِس پردہ کو فلاں شخص کے گھر والوں کو بھیجدو، وہ ضرورت مند ہیں"۔[2]

حضرت علیؓ کا ریشمی جوڑا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خفگی ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو ہدیۃً ایک ریشمی حُلّہ دیا۔ اُنہوں نے اس حُلّہ کو پہن لیا۔ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ پہ غضب کے آثار ہیں تو اُنہوں نے اُسے پھاڑ کر گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔[3]

حضرت فاطمہؓ کا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لونڈی طلب کرنا حضرت فاطمہؓ اپنے گھر میں چکّی پیسا کرتی تھیں اس سے اُنہیں کافی تکلیف ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ حضرت فاطمہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مکان پر گئیں تاکہ آپؐ سے اپنے لئے ایک خادم طلب کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت گھر پر نہیں تھے۔ اُن کی ملاقات حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے ہوئی حضرت فاطمہؓ اپنے آنے کا مقصد حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے کہکر واپس چلی گئیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے آپؐ کو حضرت فاطمہؓ کے آنے کی خبر دی (اور آنے کا مقصد بتایا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر روانہ ہوئے۔ جب آپؐ اُن کے ہاں پہنچے تو وہ اور حضرت علیؓ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ حضرت علیؓ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں سے فرمایا اپنی جگہ پر (لیٹے) رہو (انہوں نے حکم کی تعمیل کی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان دونوں کے درمیان میں جاکر بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قدم حضرت علیؓ کے سینہ سے چھو رہا تھا، اُنہیں آپؐ کے قدم کی ٹھنڈک محسُوس ہوئی۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اُس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا۔ وہ یہ کہ جب تم بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سُبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو۔ یہ تم دونوں کیلئے خادم سے بہتر ہے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل وکتاب الادب باب التکنی بابی تراب وصحیح مسلم باب فضائلِ علیؓ عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ مایکرہ لبسہا عن ابنِ عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ مایکرہ لبسہا عن علیؓ وکتاب النفقات باب کسوۃ المرأۃ وصحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذہب۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ وکتاب النفقات باب خادم المرأۃ وصحیح مسلم کتاب الدعوات باب التسبیح اول النہار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کے ہاں رات کے وقت تشریف لانا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے ہاں تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا "تم نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟" حضرت علیؓ نے عرض کیا "ہمارے نفس اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ چاہتا ہے ہمیں اٹھائے تو اٹھا دیتا ہے۔" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ واپسی کے وقت آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مار کر یہ پڑھ رہے تھے "وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا" (بیشک انسان بڑا جھگڑالو واقع ہوا ہے) [1]

حضرت علیؓ کا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ حضرت فاطمہؓ سے شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ نے اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور عرض کیا "آپؐ کی قوم کہتی ہے کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں کبھی خفگی کا اظہار نہیں کرتے۔" اسی اثناء میں ابوجہل کے خاندان والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپؐ نے تشہد پڑھا پھر فرمایا "امّا بعد، میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا تھا، اُس نے جو بات کہی اُسے سچ کر دکھایا، جو وعدہ کیا اُسے پورا کیا۔ بیشک فاطمہؓ بھی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ اُسے تکلیف پہنچے، جو تکلیف اُسے پہنچتی ہے وہ مجھے پہنچتی ہے۔ بنو ہشام بن مغیرہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کرنے کی مجھ سے اجازت طلب کر رہے ہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علیؓ میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور پھر اُن کی بیٹی سے نکاح کر لیں، اللہ کی قسم رسول اللہ کی بیٹی اور عدوُ اللہ کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔" (کیونکہ یہ فعل ایمان بالرسولؐ کے ہوتے ہوئے مناسب نہیں تھا اس لئے) حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا (اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی مشرکہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت کر دی) [2]

سفر کا ایک واقعہ حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، اثناءِ سفر میں پانی ختم ہو گیا، لوگوں کو پیاس لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی جگہ پڑاؤ کر دیا اور حضرت علیؓ اور ایک اور شخص کو بُلایا اور اُن سے فرمایا "جاؤ پانی تلاش کرو۔" حضرت علیؓ مع اپنے ساتھی کے پانی کی تلاش میں روانہ ہوئے، اُنہیں ایک عورت ملی جو اپنی دونوں ٹانگیں دو پکھالوں کے درمیان لٹکائے ہوئے اپنی سواری پر بیٹھی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اُس عورت سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ اُس نے کہا کہ پانی یہاں کہیں نہیں ہے، اُنہوں نے پوچھا تمہارے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اُس نے کہا ایک شب و روز کی مسافت، کل میں اسی وقت پانی پر تھی۔ اُنہوں نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ اُس نے کہا کون رسول اللہ، وہی جن کو بے دین کہا جاتا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں، جن کو تم ایسا سمجھتی ہو۔ الغرض وہ اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے۔ اُس کی پکھالوں کے پانی سے لوگوں نے اپنے برتن اور مشکیزے بھر لئے اور خوب پانی پیا اور پلایا۔ جب پکھالوں کا مُنہ باندھا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھری ہوئی ہیں [3]

صلح حدیبیہ حضرت علیؓ بیعتِ رضوان میں بھی شریک تھے۔ جب صلح نامہ لکھنے کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بُلایا اور اُن سے فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ کافروں کے نمائندہ سہیل نے کہا "آپ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجد۔ [2] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن مسورؓ و کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ فی الاسلام و کتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ عن عمرانؓ

اس طرح لکھوائیے جس طرح پہلے لکھا کرتے تھے یعنی باسمک اللّٰھم۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسی طرح لکھوادیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لکھو مِنْ محمّدٍ رّسُولِ اللہ"۔ حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور اسی طرح لکھ دیا۔ سہیل نے کہا "مِنْ محمد بن عبداللہ لکھوائیے، اس لئے کہ اگر ہم آپ کو رسُولُ اللہ مانتے تو پھر آپ کو کعبہ کی طرف جانے سے نہ روکتے اور نہ آپؐ سے جنگ کرتے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے علیؓ، رسُولُ اللہ مٹا کر ابن عبداللہ لکھدو"۔ حضرت علیؓ نے کہا "واللہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ کاغذ لیکر "رسُولُ اللہ" کے الفاظ کو خود مٹا دیا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے پُورا صلح نامہ لکھا جو صلح نامۂ حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔[1]

جنگ خیبر | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ خیبر کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نہ جاسکے۔ بعد میں اُنہیں خیال آیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو جنگ کیلئے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں (یہ تو اچھی بات نہیں) لہٰذا وہ بھی روانہ ہوگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جاکر مل گئے۔[2]

جنگ شروع ہوئی اور کئی دن جاری رہی۔ ایک دن شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جس سے اللہ اور رسُولؐ محبّت کرتے ہیں اور جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے، اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا"۔ اس وقت سے ہر شخص اِسی امّید میں تھا کہ جھنڈا اُسے ملیگا۔ جب صبح ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا "ان کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں"۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا، وہ حضرت علیؓ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لائے۔[4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگادیا اور اُن کی صحت کیلئے دُعا کی۔ حضرت علیؓ اُسی وقت تندرست ہوگئے، گویا اُنہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دیدیا۔[5]

جانے سے پہلے حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "کیا میں ان سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری مثل (مسلم) نہ ہوجائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جاؤ، اُن کے میدان میں پڑاؤ کرو پھر اُنہیں اسلام کی دعوت دو۔ پھر (اگر وہ مسلم ہوجائیں تو) انہیں فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تمہارے ہاتھ پر ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے"۔[6]

(حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایات کے بموجب عمل کیا لیکن یہودیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا) یہودیوں کا سپہ سالار مَرحب یہ رَجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَب	خیبر جانتا ہے کہ میں مَرحب ہوں۔
شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّب	میں ہتھیار بند، بہادر اور جنگ آزمودہ ثابت ہوتا ہوں
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّب	اُس وقت جب کہ لڑائی کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب الصلح وکتاب فرض الخمس وابواب المناقب وکتاب المغازی وکتاب الجہاد عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن سلمہؓ وباب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ وکتاب المغازی وصحیح مسلم باب من فضائل علیؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد وباب فضائل علیؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل ومناقب علیؓ وکتاب المغازی عن سہلؓ۔

حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ	اُس شیر کی طرح جو جنگل میں بہت خوفناک نظر آتا ہے
اُوْفِیْھِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ	میں دشمن کو ایک صاع کے بدلہ اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں

مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت علیؓ نے مرحب کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اُسے قتل کر دیا۔[1] (جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔[2]

عمرۃ القضاء صلح حدیبیہ میں یہ طے پایا تھا کہ مسلمین اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔ اس شرط کے بموجب اُس سال تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس چلے آئے پھر آئندہ سال آپؐ نے عمرہ کیا۔ حضرت علیؓ بھی اس عمرہ میں شریک تھے۔

قریش نے صلح نامہ کی شرط کے مُطابق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ معظّمہ میں تین دن ٹھہرنے کی اجازت دی تھی جب تین دن گذر گئے تو کُفّار نے حضرت علیؓ سے آکر کہا کہ مقررہ وقت ختم ہو چکا ہے، اب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ سے چلا جانا چاہیئے، یہ خبر ملتے ہی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہو گئے۔[3]

حضرت حمزہؓ کی لڑکی کی پرورش جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہؓ کی لڑکی آپؐ کے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ یہ کہتی ہوئی آرہی تھی "اے چچا، اے چچا"۔ حضرت علیؓ نے اُسے گود میں اُٹھا لیا اور حضرت فاطمہؓ کے پاس لے آئے۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا "اپنے چچا کی بیٹی کو سنبھالو"۔ حضرت فاطمہؓ نے اس لڑکی کو گود میں لے لیا۔ اس کے بعد اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفرؓ میں جھگڑا ہوا۔ حضرت علیؓ کہتے تھے "میں اسے اٹھا کر لایا ہوں، یہ میرے چچا کی بیٹی ہے"۔ حضرت جعفرؓ نے کہا "یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے"۔ حضرت زیدؓ نے کہا "یہ میرے (دینی) بھائی کی بیٹی ہے"۔ الغرض یہ معاملہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لڑکی کی پرورش کا فیصلہ خالہ کے حق میں کیا اور فرمایا "خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے"۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔[4] حضرت جعفرؓ سے فرمایا "تم پیدائش میں اور خلق میں میرے مشابہ ہو"۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا "تم ہمارے بھائی ہو اور دوست ہو"۔

فتح مکّہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت حاطبؓ نے (غلطی سے) کُفّارِ مکّہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارادہ سے مطلع کرنا چاہا اور ایک بوڑھی عورت کے ذریعہ کُفّارِ مکّہ کو ایک خط روانہ کیا۔ حضرت حاطبؓ کے غلام (کو اس بات کا علم ہو گیا اُنہوں) نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی اطلاع دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت ابو مرثد غنویؓ سے فرمایا "تم جاؤ یہاں تک کہ روضۂ خاخ پہنچو۔ وہاں تمہیں ایک بڑھیا ملے گی۔ اُس کے پاس وہ خط ہے، وہ خط تم اس سے لے لینا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی تعمیل میں یہ لوگ روانہ ہوئے اور گھوڑوں کو تیزی کے ساتھ دوڑاتے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و مناقب علیؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔ [5] یہی الفاظ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشعری لوگوں کے متعلق بھی فرمائے تھے (صحیح بخاری کتاب الشرکۃ) حضرت جلیبیبؓ کے متعلق بھی فرمائے تھے (صحیح مسلم باب من فضائل جلیبیبؓ) حضرت دِرّہؓ بنت ابی لہب کے متعلق بھی فرمائے تھے (مسند امام احمد) حضرت عباسؓ کے متعلق بھی یہی الفاظ فرمائے تھے (رواہ

ہوئے روضۂ خاخ پہنچ گئے۔ اُنہیں وہ بُڑھیا اُسی جگہ ملی جہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا۔ اُنہوں نے بُڑھیا سے کہا "وہ خط نکال"۔ اُس نے کہا "میرے پاس کوئی خط نہیں ہے"۔ اُنہوں نے اُسے سواری پر سے اُتارا اور اُس کے پالان کی تلاشی لی لیکن اُنہیں کچھ نہ ملا۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا "ہمیں تو وہ خط نہیں ملا"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو غلط بات کہہ ہی نہیں سکتے"۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ نے اُس بُڑھیا سے کہا "اُس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے تو خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑے اُتار کر تلاشی لیں گے"۔ جب اُس بُڑھیا نے یہ سختی دیکھی تو بالوں کے جُوڑے میں سے وہ خط نکال کر اُن کے حوالہ کر دیا۔[1]

الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ فتح کے بعد حضرت علیؓ نے ہبیرہ کے بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اعلانِ امن کے بعد) حضرت علیؓ کی بہن حضرت اُمِّ ہانیؓ اُس کو پناہ دے چکی تھیں۔ حضرت اُمِّ ہانیؓ نے اس بات کی شکایت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کی۔ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری ماں کے لڑکے (علیؓ) یہ کہتے ہیں کہ وہ ہبیرہ کے لڑکے کو قتل کریں گے حالانکہ میں اُسے پناہ دے چکی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُمِّ ہانیؓ جس کو تم نے پناہ دی اُس کو ہم نے بھی پناہ دی"۔[2]

جنگِ تبوک | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ کو مدینہ منوّرہ میں چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا "آپؐ مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑے جا رہے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (تسلّی دیتے ہوئے) فرمایا "کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔ البتّہ یہ بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا"۔[3] (ہارون علیہ السّلام سے تمہاری مماثلت نبی ہونے میں نہیں ہے، ان سے تمہاری مماثلت اس بات میں ہے کہ جس طرح وہ موسیٰ علیہ السّلام کی غیر حاضری میں عارضی طور پر بنی اسرائیل کے نگراں تھے، تم میری غیر حاضری میں عارضی طور پر اہلِ خاندان پر نگراں ہو)

یمن پر فوج کشی | یمن پر حملہ کرنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی امارت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو (ایک لشکر پر امیر مقرّر کر کے) روانہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو ہدایت کی کہ خالدؓ کے ساتھیوں میں سے جو تمہارے ساتھ جانا چاہے چلا جائے اور جو مدینہ منوّرہ واپس آنا چاہے تو وہ مدینہ منوّرہ واپس آجائے۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں "میں حضرت علیؓ کے ساتھ چلا گیا اور میرے حصّہ میں کئی اوقیہ (درہم) آئے"۔[4]

حضرت علیؓ کا مالِ خمس لانے کیلئے بھیجا جانا | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اُس پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار مقرر کیا (کفّار سے جنگ ہوئی اور وہ شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمین کی فتح ہوئی) بہت سا مال غنیمت مسلمین کے ہاتھ آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا تاکہ وہ خمس کو اپنی تحویل میں لے لیں (اور تقسیم کر دیں۔ حضرت علیؓ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی) حضرت بریدہؓ (کو یہ بات ناگوار گذری، ان) کے دل میں حضرت علیؓ کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا (کچھ دیر بعد) حضرت علیؓ نہا کر آئے تو اُنہوں نے حضرت خالدؓ سے کہا "آپ نے اِن کو دیکھا (انہوں نے اپنے حصّہ سے زائد لے لیا)" جب وہ لشکر واپس مدینہ منوّرہ پہنچا تو حضرت بریدہؓ نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الجاسوس عن علیؓ و باب فضل من شہد بدرًا و کتاب استتابۃ المرتدین و کتابُ المغازی باب غزوۃ الفتح و کتابُ التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) و کتابُ الاستئذان و صحیح مسلم باب فضائل اہلِ بدر عن علیؓ و جابرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الثوب الواحد و کتاب فرض الخمس و صحیح مسلم باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ عن اُمِّ ہانیؓ [3] صحیح بخاری باب غزوۃ تبوک عن سعدؓ و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث علیؓ عن براءؓ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو"۔ حضرت بریدہؓ نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان سے بغض نہ رکھو کیونکہ خمس میں ان کا اس سے بھی زیادہ حصہ ہے"۔[1]

حضرت علیؓ سید تھے ایک دن حضرت ربیعہؓ اور حضرت عباسؓ نے آپس میں کہا کہ ہم (اپنے بیٹوں) عبدالمطلبؓ اور فضلؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں تاکہ آپؐ انہیں بھی عامل بنائیں اور پھر انہیں بھی اوروں کی طرح کچھ مال مل جائے"۔ وہ دونوں یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؓ وہاں آنکلے۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "ان (لڑکوں) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ بھیجنا، اللہ کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کریں گے (کہ انہیں عامل بنا کر روانہ کریں)" حضرت ربیعہؓ نے کہا "یہ بات تم حسد کی وجہ سے کہہ رہے ہو، حالانکہ ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کے شرف پر بھی تم سے کبھی حسد نہیں کیا"۔ حضرت علیؓ نے کہا "اچھا تو ان دونوں کو بھیجکر دیکھ لو"۔ یہ کہکر حضرت علیؓ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے، پھر فرمایا "میں ابوالحسن ہوں اور سید ہوں، اللہ کی قسم میں یہاں سے نہ ہلوں گا جب تک تمہارے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس نہ آئیں" (پھر وہی ہوا جو حضرت علیؓ نے فرمایا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عامل نہیں بنایا۔[2]

حج ۹ھ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحجاج بنا کر مکہ معظمہ روانہ کیا۔[3]

اسی زمانہ میں سورۂ توبہ کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔ ان آیات کے مطابق اعلان کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا، حضرت ابوبکرؓ نے بھی (بحیثیت امیر) بہت سے آدمیوں کو اعلان کرنے کیلئے متعین کیا۔ حضرت علیؓ بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر اعلان کر رہے تھے (کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکیگا اور نہ کوئی شخص برہنہ طواف کر سکیگا)[4]

حضرت علیؓ بحیثیت گورنر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کے کسی علاقہ میں گورنر بنا کر بھیجا) حضرت علیؓ نے یمن سے ایک رنگے ہوئے چمڑے میں کچھ سونا جس میں سے مٹی علیحدہ نہیں کی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فوراً) اُسے تقسیم کر دیا۔[5]

حجۃ الوداع ۱۰ھ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کیلئے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر آپؐ نے اُن لوگوں کو جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دینے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ حضرت علیؓ (یمن میں تھے، وہ وہاں سے سیدھے) مکہ معظمہ پہنچے۔ جب وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انہوں نے احرام اُتار دیا ہے اور رنگین کپڑے پہن رکھے ہیں، سُرمہ لگائے ہوئی ہیں۔ حضرت علیؓ کو یہ چیز بہت بُری معلوم ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "بے شک میرے والد نے یہی حکم دیا ہے"۔ حضرت علیؓ غصہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دریافت کرنے کیلئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاطمہؓ نے سچ کہا، فاطمہؓ نے سچ کہا"۔[6] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے پوچھا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں نے تو یہ کہا تھا کہ اے اللہ جس چیز کا احرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے میں بھی اُسی چیز کا احرام

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن بریدہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مالیستر من العورۃ وکتاب المناسک باب لایطوف بالبیت عریان وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الحج۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مالیستر من العورۃ وکتاب الحج وکتاب المغازی۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد وباب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج عن ابی سعیدؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ۔ [7] اس کے بعد حضرت بریدہؓ حضرت علیؓ سے بہت محبت کرنے لگے تھے (مسند احمد)

باندھتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے (اور تمہارے ساتھ بھی ہے) لہٰذا تم احرام نہ کھولو، اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کرکے) احرام کھول دیتا۔"[1]

۱۰ ذوالحجہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ۶۳ اُونٹ خود بہ نفسِ نفیس نحر کئے۔ ۳۷ اُونٹ حضرت علیؓ نے نحر کئے کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا تھا۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے جانوروں کی نگرانی کریں اور ان کا گوشت، کھالیں اور جھول سب تقسیم کر دیں۔ قصائی کو اُس کی مزدوری کے عوض میں ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہ دیں۔ حضرت علیؓ نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ہر اُونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا لیں اور پھر ان سب کو یکجا جمع کرکے ایک ہی جگہ سب کو پکائیں۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب سالن تیار ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علیؓ نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔[4]

خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کا خیال | حج سے واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار ہو گئے بیماری کے دوران ایک دن حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسنؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مزاج کیسے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا الحمدللہ آج مرض میں افاقہ ہے۔ اتنے میں حضرت عبّاسؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اللہ کی قسم تین دن بعد تم دوسرے کے محکوم بن جاؤ گے۔ بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس مرض میں انتقال فرمائیں گے۔ لہٰذا ہم آپؐ کے پاس چلیں اور آپؐ سے دریافت کریں کہ خلافت کس کو ملیگی۔ اگر ہمیں ملیگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کو ملیگی تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا پھر جو وصیّت آپؐ ہمیں کریں گے (ہم اس کے مطابق عمل کریں گے)" حضرت علیؓ نے جواب دیا "اللہ کی قسم، اگر ہم نے آپؐ سے سوال کیا اور آپؐ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ کبھی بھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے، لہٰذا میں تو اللہ کی قسم کبھی بھی آپؐ سے یہ سوال نہیں کروں گا۔"[5]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو نہ تو خلیفہ بنایا تھا نہ اُن کو وصی بنایا تھا اور نہ اُن کیلئے کسی قسم کی وصیّت کی تھی۔ لہٰذا یہ دعویٰ کرنا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دورانِ سفر بتاریخ ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا تھا صحیح نہیں)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال اور خلیفہ کا انتخاب | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد انصار قبیلۂ بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہو گئے۔ مہاجرین کو اس بات کا علم ہوا تو وہ سب حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "ہمیں بھی انصاری بھائیوں کے پاس چلنا چاہیئے" (لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا) تمام مہاجرین سقیفۂ بنو ساعدہ روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور کچھ اور لوگ ساتھ نہیں گئے۔ مہاجرین اور انصار کے اجتماع میں حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر مقرر کئے گئے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت ہو گئی۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اہل فی زمن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب المغازی باب بعث علیؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک عن علیؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وباب بیان ان السُنّۃ یوم النحر ..... عن ابن عبّاسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب یتصدق بجلود الھدی وغیرہ عن علیؓ۔ [4] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب الاستئذان باب المعانقۃ عن ابن عبّاسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف عن عمرؓ وباب مناقب ابی بکرؓ وکتاب الحدود باب رجم المحبلی عن عمرؓ۔

حضرت فاطمہؓ کا میراث طلب کرنا جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت علیؓ کی زوجۂ محترمہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں اور اپنا ورثہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، ہاں آلِ محمدؐ اس میں سے کھا سکتے ہیں۔" اس کے بعد حضرت فاطمہؓ نے (اس سلسلہ میں) کوئی بات نہیں کی۔[1]

حضرت علیؓ کا بیعت سے تخلّف حضرت علیؓ نے ابتداءً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی اگرچہ ان کے علاوہ تمام مسلمین بیعت کر چکے تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے چھ مہینہ بعد حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہو گیا (رات کا وقت تھا) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع نہیں دی اور خود ہی نمازِ جنازہ پڑھا کر رات کے وقت ہی دفن کر دیا۔ حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ کی بڑی قدر و منزلت تھی (غالباً حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری کی وجہ سے لوگوں نے حضرت علیؓ کے بیعت نہ کرنے کو نظر انداز کر دیا) لیکن جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار محسُوس کئے لہٰذا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت اور اُن سے مصالحت کرنے کی خواہش کی (تاکہ لوگ ان سے خوش ہو جائیں) حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہلوایا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور اپنے ساتھ کسی کو نہ لائیں (تاکہ بے تکلفی سے بات ہو سکے) حضرت عمرؓ نے کہا "واللہ آپ ان کے پاس اکیلے نہ جائیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "مجھے ان سے کیا خطرہ ہے؟ میں تنہا ہی جاؤں گا" (حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے) حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے ہاں تشریف لے گئے، حضرت علیؓ نے تشہّد پڑھا اور فرمایا "یقیناً ہم آپ کی فضیلت اور جو کچھ (بزرگی) اللہ نے آپ کو دی ہے اُس کے معترف ہیں اور جو خیر (یعنی خلافت وغیرہ) اللہ نے آپ کو دی ہے اُس پر آپ سے حسد نہیں کرتے، لیکن آپ اس (مال کے) معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہم سے مشورہ تک نہیں لیتے) حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت کی وجہ سے ہم اس میں اپنا حصّہ سمجھتے تھے (حصّہ نہیں مل سکتا تھا تو خیر مشورہ ہی لے لیتے لیکن آپ نے یہ بھی نہیں کیا، بس اس کا ہمیں ملال تھا") حضرت علیؓ کی ان باتوں پر حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے (جب حضرت علیؓ خاموش ہو گئے تو) حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت (سے حسنِ سلوک) مجھے اپنی قرابت کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ رہا وہ اختلاف جو تمہارے اور ہمارے درمیان اس مال کے معاملہ میں ہوا (تو آخر اس میں مشورہ کی کیا ضرورت تھی جبکہ) میں خود اس معاملہ میں جہاں تک نیکی کا تعلّق ہے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا اور نہ میں اس معاملہ میں اس سُنّت کو چھوڑتا ہوں جس سُنّت پر کہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عمل کرتے دیکھا ہے (سُنّت کی پیروی مشورہ سے بے نیاز ہے)۔" حضرت علیؓ نے کہا "میں زوال کے بعد بیعت کر لوں گا۔" حضرت ابوبکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف لے گئے۔ تشہّد پڑھا۔ حضرت علیؓ کی کیفیت، ان کا بیعت سے تخلّف اور ان کی معذرت بیان کی۔ پھر حضرت علیؓ نے تشہّد پڑھا، مغفرت کی دُعا کی۔ حضرت ابوبکرؓ کی عظمت بیان کی، پھر فرمایا "بیعت میں اس وجہ سے دیر نہیں ہوئی کہ ہمیں ابوبکرؓ سے اس معاملہ میں کوئی حسد تھا اور نہ اس وجہ سے کہ ہمیں ان کی اس فضیلت کا انکار تھا جو فضیلت کہ اللہ نے ان کو بخشی ہے، البتہ اس (ترکہ کے) معاملہ میں ہم اپنا حصّہ سمجھتے تھے، ابوبکرؓ اس معاملہ میں خود مختار ہو گئے (ہم سے مشورہ بھی نہیں لیا، بس اس کا ہمیں ملال تھا)" پھر (حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی غزوۃ خیبر وکتاب الفرائض وصحیح مسلم کتاب الجہاد عن عائشۃ صدیقہؓ۔

علیؓ نے بیعت کی) تمام مسلمین ان کی اس بات سے خوش ہو گئے، اُنہوں نے کہا "تم نے ٹھیک کہا" اس کے بعد تمام مسلمین ان سے (حسب سابق) محبّت کرنے لگے [1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ کتنے اچھّے تھے یہ لوگ! نہ کسی قسم کا حسد ہے نہ بغض۔ ایک دوسرے کی فضیلت کے معترف ملال میں شریک، غلطی کو فوراً درگذر کرنے والے، نامناسب بات پر ناراض، معذرت کرنے کے بعد پھر اُسی طرح محبّت کرنے والے۔ لیکن وائے افسوس کہ دشمنانِ اسلام نے ان کے کردار کو داغدار بنانے کی کوشش کی، جھوٹے واقعات گھڑے اور ہماری تاریخ میں شامل کر دیئے، پھر اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات یہ ہوئی کہ اکثر مسلمین نے ان جھوٹے واقعات کو صحیح تسلیم کر لیا اور ان حقائق کی موجودگی میں اب بھی انہیں قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی اولاد سے حضرت ابوبکرؓ کی محبّت ایک دن حضرت ابوبکرؓ مسجد سے نکل کر چلے۔ راستہ میں دیکھا کہ حضرت حسنؓ بچّوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور فرمایا "میرے باپ تم پر قربان ہو جائیں، تم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مشابہ ہو، علیؓ کے مشابہ نہیں ہو"۔ حضرت ابوبکرؓ یہ فرما رہے تھے اور حضرت علیؓ مسکرا رہے تھے۔ [2]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ یہ لوگ آپس میں کتنی محبّت کرتے تھے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جائداد کی تولیت مدینہ منوّرہ میں بنو نضیر کے وہ اموال جو اللہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بطور فَیٔ (یعنی بغیر جنگ کے) عطا فرمائے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ میں آپؐ کے قبضہ میں رہے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد وہ اموال حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی تحویل میں رہے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دو سال گذرنے کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ نے اس جائداد کی تولیت کی خواہش کی۔ حضرت عمرؓ نے یہ جائداد ان کی تحویل میں دیدی اور ان سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ اسے اُسی طرح خرچ کریں گے جس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خرچ کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ میں اختلاف ہو گیا، دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے، اُس وقت حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ اجازت لیکر اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "اے امیر المؤمنین میرے اور ان غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن کے درمیان تصفیہ کر دیجئے" (غرض یہ کہ چچا نے بھتیجے کو غصّہ میں غلط فہمی کی بناء پر جو چاہا کہدیا) پھر وہ دونوں ایکدوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے، حضرت عثمانؓ اور اُن کے ساتھیوں نے کہا "اے امیر المؤمنین ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر ہی دیجئے اور ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اچھا ٹھہرو میں تمہیں اُس اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے"۔ ان لوگوں نے کہا "بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ سے کہا "میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا؟" اُن دونوں نے کہا "بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اچھا تو اس معاملہ میں اب میں تم سے بات کرتا ہوں۔ بے شک اللہ نے اس مالِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عقبہ بن حارثؓ۔

غنیمت میں سے ایک چیز کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے مخصوص کر لیا تھا۔ وہ چیز اللہ نے آپؐ کے علاوہ کسی اور کو نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {حشر}

اور جو چیز اللہ نے کفّار سے بطور فَیٔ کے اپنے رسُولؐ کو دلوائی جس کیلئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اُونٹ (وہ خاص طور پر اُسی کی ہے) اللہ جن پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو تسلّط عنایت فرماتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا "یہ مال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے مخصوص تھا مگر اللہ کی قسم یہ مال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں محروم کر کے نہیں لیا اور نہ یہ کیا کہ سارا مال تمہیں دیدیا بلکہ (خود بھی لیا اور) تم سب کو دیا اور تم سب میں تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ اب صرف یہ مال باقی رہ گیا ہے (جس کے تم متولّی بنائے گئے ہو) اس مال میں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ لے لیتے تھے، اس کے بعد جو بچتا تھا اُسے وہاں صَرف کرتے تھے جہاں اللہ کا مال صَرف کیا جاتا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔ میں اللہ کی قسم دیکر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس بات سے واقف ہو؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو قسم دیکر پوچھا "کیا تم بھی اس بات سے واقف ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "پھر اللہ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وفات دی تو ابوبکرؓ (خلیفہ ہوئے انہوں) نے کہا 'میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جانشین ہوں (لہٰذا وہ تمام فرائض جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ادا کرتے تھے اب میں ادا کروں گا)' یہ کہکر اُنہوں نے اس مال کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اُس کو اسی طرح صَرف کرتے رہے جس طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صَرف کرتے تھے۔ تم دونوں (ان کی خلافت کے زمانہ میں) اُن کے پاس آئے تو (اے عباسؓ) تم اپنے بھتیجہ کا ورثہ طلب کرتے تھے اور یہ اپنی بیوی کا حصّہ طلب کرتے تھے، ابوبکرؓ نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے 'ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے' تو کیا تم نے انہیں غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھا حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں بے شک سچّے، نیکوکار، ہدایت یافتہ اور تابعِ حق تھے۔ اس کے بعد جب اللہ نے ابوبکرؓ کو وفات دی تو میں ابوبکرؓ کا جانشین ہوا۔ اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک میں اس پر قابض رہا اور میں اس کو اسی طرح خرچ کرتا رہا جس طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ خرچ کرتے رہے تھے۔ تم نے مجھے بھی غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھا ہوگا حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس معاملہ میں یقیناً سچّا، نیکوکار اور ہدایت یافتہ اور تابعِ حق تھا۔ اس کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور مجھ سے اس معاملہ میں گفتگو کی۔ تم دونوں کی بات ایک تھی، تم دونوں کا معاملہ ایک تھا، اے عباسؓ تم مجھ سے اپنے بھتیجے کے مال میں سے اپنا حصّہ مانگتے تھے اور یہ یعنی علیؓ اپنی بیوی کا حصّہ ان کے باپ کے مال میں سے مانگتے تھے۔ میں نے (اس وقت) تم سے کہا تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے 'ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم (یعنی انبیاءؑ) جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے'۔ پھر جب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ میں اس جائداد کو تمہاری تحویل میں دیدوں تو میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو اس شرط پر تمہارے حوالہ کرنے کو تیّار ہوں کہ تم اللہ کے عہد و میثاق پر قائم رہتے ہوئے اس میں اسی طرح تصرّف کروگے جس طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے، ابوبکرؓ نے اور میں نے اپنی خلافت میں اب تک کیا ہے۔ تم دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے حوالہ کر دو (ہمیں یہ شرط منظور ہے) الغرض میں نے اُس کو اِس

شرط پر تمہاری تولیت میں دیدیا۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "اب میں اللہ کی قسم دیکر تم سے پوچھتا ہوں کہ میں نے یہ مال ان کے حوالہ اس شرط پر کیا تھا (یا نہیں)" سب لوگوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے کہا "میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میں نے یہ مال تمہارے حوالہ اس شرط پر کیا تھا (یا نہیں)" ان دونوں نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا "اچھا تو کیا اب تم مجھ سے اس کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتے ہو۔ اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں میں قیامت تک اس معاملہ میں اس کے خلاف فیصلہ نہیں کروں گا، اگر تم اس کے انتظام سے عاجز ہو گئے ہو تو اس کو مجھے واپس کر دو، میں تمہاری طرف سے اس کیلئے کافی ہوں"۔ [1]

(اس واقعہ کے بعد ان دونوں میں مصالحت ہو گئی اور وہ جائداد بدستور ان کے پاس رہی لیکن کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ کو اس کی تولیت سے روک دیا اور خود اس کے واحد متصرف ہو گئے۔ حضرت علیؓ کے بعد وہ حضرت حسنؓ کے قبضہ میں رہی پھر حضرت حسینؓ کے پھر علی بن حسینؒ اور حسن بن حسنؒ کے۔ پھر زید بن حسنؒ کے قبضہ میں رہی۔ [2]

حضرت عمرؓ کا خطبہ اور وصیت | وفات سے چند دن پہلے حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تم اپنا خلیفہ نامزد کر دو (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ اپنے دین اور خلافت کو اور اس چیز کو جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا ضائع نہیں کرے گا۔ اگر میری موت جلد ہی آجائے تو مشورہ کرنے کے بعد (کسی کو خلیفہ بنا لینا لیکن) خلافت ان چھ آدمیوں ہی میں رہے گی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے"۔ [3]

پھر وفات سے کچھ دیر پہلے حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں خلافت کا مستحق ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک راضی رہے یعنی عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ، بس (اپنے میں سے) جس کو یہ لوگ خلیفہ بنا دیں وہی خلیفہ ہے"۔ [4]

حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ کی عقیدت | حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے بڑی عقیدت تھی۔ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو اُن کے جنازہ کو مخاطب کر کے حضرت علیؓ نے فرمایا "اللہ تم پر رحمت نازل کرے، تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا کہ اس کے مثل عمل کر کے مجھے اللہ سے ملنا تمہارے جیسے عمل کر کے ملنے سے زیادہ محبوب ہو، اللہ کی قسم مجھے اُمید تھی کہ اللہ تمہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جمع کر دے گا اس لئے کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا کہ آپؐ فرماتے تھے 'میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کیا۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے'"۔ [5]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے بہت محبت تھی۔ وہ ان کی فضیلت اور ان کے خلوص و نیک اعمال کے معترف تھے۔ لیکن ولئے افسوس دشمنوں نے جھوٹے قصّے گھڑ گھڑ کر ہماری تاریخ کو مسخ کر دیا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؓ و کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر و کتاب النفقات و کتاب الفرائض و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفیٔ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے ایک دوسرے کو بُرا کہا یہ صرف صحیح بخاری کتاب الاعتصام میں ہے۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کے متعلق جو الفاظ کہے یہ الفاظ صحیح بخاری میں نہیں ہیں صحیح بخاری میں صرف "ظالم" ہے) [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عروۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما عن معدان رح۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمرو بن میمون رح۔ [5] صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔

حضرت عثمانؓ کا انتخاب | حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق وہ چھ صحابی امارت کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اس معاملہ میں ہم میں سے تین آدمی باقی تین آدمیوں کے حق میں دست بردار ہو جائیں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں"۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "میں علیؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں"۔ حضرت طلحہؓ نے کہا "میں عثمانؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کہا "تم میں سے کون امارت سے دست بردار ہوتا ہے۔ جو دست بردار ہوگا ہم امارت کا فیصلہ اسی کے سپرد کر دیں گے اور اس پر اللہ اور اسلام کے واسطہ سے یہ فرض ہوگا کہ وہ جس کو بہتر سمجھتا ہو اُسے خلیفہ بنا دے"۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا "میں تم سے اس معاملہ میں جھگڑنے والا نہیں ہوں (یعنی میں خلیفہ بننا نہیں چاہتا) اگر تم چاہو تو میں تم میں سے ایک کو منتخب کر کے خلیفہ بنا دوں۔ کیا تم اس کام کو میرے حوالہ کرنے کیلئے تیار ہو (اگر تم تیار ہو تو) اللہ کے واسطہ سے مجھ پر یہ فرض ہوگا کہ میں تم میں سے جو بہتر ہو اُسے خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہ کروں"۔ ان دونوں نے کہا "ہمیں منظور ہے"۔

اس اجتماع کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ انتخابِ امیر کے کام میں مشغول ہو گئے، لوگ ان کے پاس آتے تھے حضرت عبدالرحمٰنؓ ان سے مشورہ کرتے تھے، دو راتیں اسی طرح گذر گئیں۔ تیسری رات کو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو بُلوایا اور ان دونوں سے مشورہ کیا، پھر حضرت علیؓ کو بُلوایا اور بڑی رات تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ حضرت علیؓ کی گفتگو سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اُنہیں خلافت کی خواہش ہے، حضرت عبدالرحمٰنؓ کو ان کی طرف سے کچھ اندیشہ تھا۔ حضرت علیؓ کے جانے کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کو بُلوایا اور صبح کی اذان تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ صبح کی نماز کے بعد مہاجرین، انصار اور اُمراءِ لشکر طلب کئے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت ہے۔ تمہیں اسلام میں قدامت حاصل ہے، اگر میں تمہیں خلیفہ بناؤں تو تم انصاف کرنا اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو تم اُن کی بات سُننا اور اطاعت کرنا"۔ پھر اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے بھی یہی بات کہی۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایک خطبہ دیا۔ خطبہ میں اُنہوں نے فرمایا "اے علیؓ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے لہٰذا تم میری طرف سے اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرنا"۔ حضرت علیؓ نے (فوراً) حضرت عثمانؓ سے فرمایا "میں اللہ، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے بعد کے دو خلفاء کی سُنّت پر تم سے بیعت کرتا ہوں"۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اے عثمانؓ اپنا ہاتھ اُٹھاؤ"۔ (اُنہوں نے ہاتھ اُٹھایا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی، اُن کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی، پھر تمام مہاجرین، انصار اور اُمراءِ لشکر اور پھر تمام مسلمین نے بیعت کی۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | خلافت کی خواہش ہونا اس نیّت سے کہ اللہ کے دین کی خلوص کے ساتھ خدمت کیجائے کوئی بُری چیز نہیں۔ حضرت علیؓ اس خواہش میں منفرد نہیں تھے بلکہ یہ خواہش تقریباً تمام مؤمنین کو ہوتی ہے۔ اس واقعہ میں جو سب سے زیادہ قابلِ ستائش بات دیکھنے میں آتی ہے وہ حضرت علیؓ کا خلوص ہے جو اُنہیں فوراً مجبور کر دیتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لیں اور کسی قسم کا ملال دل میں نہ لائیں۔ جہاں تک زبانی بیعت کا تعلّق ہے حضرت علیؓ نے سب سے پہلے بیعت کی، جہاں تک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے کا تعلّق ہے تو انتخاب کا فیصلہ کرنے والے کے بعد سب سے پہلے اُنہوں نے بیعت کی۔ یہ ہیں تاریخی حقائق نہ کہ وہ جو ہماری کتبِ تاریخ میں مذکور ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری ابواب مناقب عثمانؓ عن عمرو بن میمونؒ و کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس عن مسور بن مخرمہؓ

حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے خیر خواہ تھے ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ لوگ آئے اور حضرت عثمانؓ کے عاملوں کی شکایت کی۔ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت محمدؐ بن حنفیہ سے کہا "اس صحیفہ کو لیکر عثمانؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دستور العمل ہے، اپنے عاملوں کو حکم دیجئے کہ اس کے مُطابق زکوٰۃ وصول کریں"۔ حضرت محمد بن حنفیہ اس صحیفہ کو لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ محمد بن حنفیہ اس صحیفہ کو لیکر واپس آگئے اور حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے جواب سے مطلع کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "اسے وہیں رکھدو جہاں سے اُٹھایا تھا"۔ [1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے عاملوں کے خلاف جو شکایت کی گئی تھی وہ جھوٹی تھی۔ یہ شکایت درحقیقت اس سازش کی ابتدا تھی جس سازش کے نتیجے میں حضرت عثمانؓ کی شہادت واقع ہوئی۔

حضرت علیؓ کی خلافت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے (لیکن حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینے کے سلسلہ میں اختلاف کی صورت پیدا ہوگئی، یہ اختلاف بھی درحقیقت اُسی سازش کا کارنامہ تھا جو اسلامی حکومت کو تباہ کرنے کیلئے کی گئی تھی)

حضرت علیؓ کا خلوص اور اختلاف سے کراہت حضرت علیؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنے امراء اور قاضیوں کو ہدایت کی کہ جس طرح تم اب تک فیصلہ کرتے رہے ہو کرتے رہو کیونکہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں (اختلاف ختم کرنا میری سب سے اہم ذمہ داری ہے اور میں اسی کوشش میں لگا رہوں گا) یہاں تک کہ تمام لوگ ایک جماعت بن جائیں یا میں (اسی کوشش اور جدّوجہد میں) مرجاؤں جس طرح میرے ساتھی مرگئے"۔ [2]

بلوۂ جمل (قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا گیا، اس مطالبہ کو قوّت دینے اور قانونِ قصاص کو جلد نافذ کرنے کے سلسلہ میں) حضرت عائشہ صدیقہؓ بصرہ روانہ ہوگئیں۔ ان کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے حضرت علیؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں منافقین جو دونوں طرف شریک ہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا کردیں اس لئے اُنہوں نے حضرت عمّارؓ اور حضرت حسنؓ کو کوفہ روانہ کیا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو مقابلہ کیلئے اُبھاریں (تاکہ بروقت فتنہ کو دبایا جاسکے) الغرض حضرت عمّارؓ کوفہ پہنچے حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت ابومسعودؓ ان سے ملنے آئے، ان دونوں نے حضرت عمّارؓ سے کہا "جب سے تم اسلام لائے ہو ہم نے تمہارے کسی کام کو اتنا ناپسند نہیں کیا جتنا کہ تمہارا اس کام میں جلدی کرنا ہم ناپسند کرتے ہیں"۔ حضرت عمّارؓ نے کہا "جب سے تم اسلام لائے ہو میں نے تمہارے کسی کام کو اتنا ناپسند نہیں کیا جتنا تمہارا اس کام میں دیر کرنا ناپسند کرتا ہوں"۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابومسعودؓ نے دو جوڑے منگائے اور ان دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا۔ پھر یہ لوگ جمعہ کی نماز کیلئے مسجد روانہ ہوئے۔ حضرت عمّارؓ اور حضرت حسنؓ منبر پر چڑھے، حضرت عمّارؓ نے فرمایا "بے شک عائشہؓ بصرہ روانہ ہوگئی ہیں اور اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تمہاری ایک آزمائش ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس کی اطاعت کرتے ہو (قانونِ قصاص کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ عن عبیدۃؒ۔

نفاذ میں تاخیر کو پسند کر کے تم) ان کی یعنی علیؓ کی (اطاعت کرتے ہو) یا (قانونِ قصاص کے نفاذ میں عجلت کو پسند کر کے) عائشہؓ کی (اطاعت کرتے ہو)"۔ [1]

(مندرجہ بالا واقعہ کے بعد حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ میں مفاہمت ہو گئی۔ دشمنانِ اسلام کو مفاہمت و مصالحت کب پسند تھی، وہ تو لڑانا چاہتے تھے لہٰذا اُنہوں نے بلوہ کر دیا) بلوہ کے دوران حضرت زبیرؓ نے فرمایا "آج جو شخص بھی قتل ہوگا وہ ظالم ہوگا یا مظلوم اور میں سمجھتا ہوں کہ میں آج مظلوم قتل کیا جاؤں گا"۔ حضرت زبیرؓ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سچ ثابت ہوا، کچھ دیر بعد (اس باغی گروہ کے ہاتھ سے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھا) وہ قتل کر دئے گئے۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ:-

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابو مسعودؓ طالبینِ قصاص کی موافقت میں تھے، اور اگر موافقت میں نہیں تھے تاہم ان کے خلاف جلد بازی کے ساتھ کسی اقدام کو ناپسند کرتے تھے۔

(۲) حضرت عمارؓ ابتدا میں طالبین قصاص کے خلاف جلدی سے کوئی کارروائی کرنے کے حق میں تھے لیکن بعد میں وہ کسی ایک کا ساتھ دینے پر مطمئن نہیں رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زوجۂ مطہرہؐ کی مخالفت ناپسند کرتے تھے بلکہ اُن کی حمایت کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت حسنؓ کا سکوت بھی معنی خیز ہے۔

(۳) حضرت ابو مسعودؓ اور حضرت عمارؓ میں اجتہادی اختلاف تو ضرور ہوا لیکن آپس کی محبت اور حُسنِ سلوک میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت عمارؓ کو ایک جوڑا پیش کیا یہ اُسی محبت اور حُسنِ سلوک کی ایک دلیل ہے۔

(۴) حضرت زبیرؓ خلوص کے ساتھ قصاص کے مطالبہ میں شریک تھے [3]

(۵) عام طور پر واقعۂ جمل کو جنگِ جمل کہا جاتا ہے، حالانکہ یہ جنگ نہیں تھی محض ایک بلوہ تھا۔

بلوۂ صفّین (اسی قسم کا دوسرا بلوہ ان قاتلین عثمانؓ نے صفّین کے مقام پر کیا اور حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی گفت و شنید کو ناکام بنا دیا۔ صحابۂ کرامؓ نے ان فتنوں کو روکنے کی کوشش کی لیکن خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اسی بلوۂ صفّین کے موقع پر) حضرت سہل بن حُنَیفؓ نے فرمایا "اپنی رائے اور اپنے نفس کو الزام دو (ہو سکتا ہے کہ تمہاری رائے غلط ہو اور ان فتنوں ہی میں اللہ کو کوئی بہتری مقصود ہو) جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا (ہماری رائے کچھ اور تھی اور اللہ کی مصلحت کچھ اور۔ ہماری رائے کے خلاف صلح کے شرائط طے پائے، وہ شرائط ہمیں ناپسند تھے لیکن بعد میں وہی مفید ثابت ہوئے۔ بالکل اسی طرح یہ بلوے ہمیں ناپسند ہیں ہو سکتا ہے کہ بعد میں ان کا کوئی اچھا نتیجہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری [illegible] الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ حیا و میتا عن ابن زبیرؓ۔ [3] کیونکہ ہم اپنی اس تاریخ کو صرف قرآن مجید اور صحیحین سے ترتیب دے رہے ہیں لہٰذا بلوۂ جمل کی مزید تفصیل دینے سے قاصر ہیں جس کو تفصیل دیکھنی ہو وہ ہماری مطول تاریخ کا انتظار کرے۔ قارئین کی تشنگی دور کرنے کیلئے ہم اس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں جو یہ ہے:- "حضرت عائشہ صدیقہؓ وغیرہ قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے، حضرت علیؓ کسی مصلحت سے تاخیر کے حق میں تھے۔ جمل کے مقام پر جانبین میں مصالحت ہو گئی اور قاتلین عثمانؓ کو سزا دینے پر اتفاق ہو گیا۔ سازشی لوگ جو ہر موقع پر کثیر تعداد میں شامل تھے اسے کب گوارا کر سکتے تھے، یہ مصالحت گویا اُن کے خون پر ہوئی تھی لہٰذا رات کی تاریکی میں اُنہوں نے دونوں فریق پر حملہ کر کے بلوہ کی صورت پیدا کر دی۔ اس سازشی گروہ نے دونوں طرف کے اکابر کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ صحابہ کبارؓ نے بلوہ روکنے کی کوشش کی لیکن جب تک بلوہ رُکے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو اُنہوں نے شہید کر دیا۔ بلوہ فرو ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کو بصد احترام مدینہ منورہ پہنچوا دیا۔

نکلے) ہم نے جب کبھی تلوار اپنے کندھوں پر رکھی کیسا ہی دہشتناک کام کیوں نہ ہو اللہ نے اُسے ہمارے لئے ایسی آسانی میں تبدیل کر دیا جس آسانی کو ہم (اچھی طرح) جانتے پہچانتے تھے لیکن یہ ایک کام (ایسا مشکل درپیش آیا ہے کہ کسی طرح سلجھنے میں نہیں آتا۔ ہم ان سازشیوں کے فتنوں کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن فتنے کسی طرح نہیں رُکتے معلوم نہیں اس میں اللہ کی کیا مصلحت ہے) [1]

(جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی گفت وشنید بلوہ کی نذر ہوگئی تو) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خیال ہوا کہ لوگ اس معاملہ میں انہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ وہ (اپنی بہن) حضرت حفصہؓ کے پاس گئے (اور اُن سے لوگوں کی شکایت کی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "آپ دیکھتی ہیں لوگوں کا کیا حال ہے، اس سلسلہ میں میرا کوئی حق ہی نہیں سمجھتے"۔ حضرت حفصہؓ نے فرمایا "تم ان لوگوں کے پاس جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے (وہ یقیناً سمجھتے ہوں گے کہ مشورہ میں تمہارا بہت بڑا حق ہے) اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے کہیں کوئی اختلاف نہ ہو جائے"۔ غرض یہ کہ حضرت حفصہؓ نے اُنہیں اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ چلے نہیں گئے۔

(گفت وشنید کے سلسلہ میں) جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ چلے گئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے (خاص خاص لوگوں میں) ایک خطبہ دیا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "جو شخص اس معاملہ میں بولنا چاہے وہ اپنے آپ کو پیش کرے۔ ہم اس معاملہ میں اس سے اور اُس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سوچا کہ میں یہ جواب دوں کہ اس معاملہ میں وہ شخص تم سے زیادہ حقدار ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر لڑتا رہا لیکن اُنہوں نے اس اندیشہ سے یہ بات نہیں کہی کہ کہیں لوگ ان کی مُراد کو نہ سمجھیں، جماعت میں افتراق پیدا ہو جائے اور خونریزی تک نوبت پہنچ جائے (جیسا کہ سازشی گروہ بار بار کرتا آیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اُمت کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاموش رہے اور حضرت معاویہؓ کی غلط بات کی تردید نہیں کی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وہ نعمتیں یاد کیں جو اللہ نے (بُردبار لوگوں کے لئے) جنّت میں تیّار کر رکھی ہیں [2]

دشمنانِ اسلام کی تیسری سازش رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ "عنقریب ایک قوم نکلے گی جن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے، اُن کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے جو اُن کی ہنسلی سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ لوگ مسلمین کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، دینِ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جائے اور اُس پر کہیں بھی خون کا نشان نہ ہو، ان میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے ہوگا، اُن کی علامت یہ ہوگی کہ وہ سر مُنڈاتے ہوں گے، اگر میں نے ان کو پایا تو میں ان کو اس طرح ہلاک کر ڈالوں گا جس طرح عاد و ثمود ہلاک کر دئے گئے۔ وہ ایسے وقت میں نکلیں گے جب مسلمین میں اختلاف ہوگا اور وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائینگے ان کو مسلمین کی وہ جماعت قتل کریگی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔ (اے مُومنو) جہاں کہیں تم انہیں پاؤ قتل کر دینا کیونکہ ان کے قتل میں بروز قیامت (بڑا) ثواب ہے"۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب بعد باب اثم من عاھد ثم غدر عن ابی وائلؒ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق عن عکرمۃ بن خالد رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ وابواب علامات النبوۃ وکتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد وکتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج وکتاب التوحید وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت علیؓ کے عہدِ خلافت میں یہ لوگ نکلے، انہی لوگوں کو خارجی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے لوٹ مار شروع کر دی (اور ملک میں فساد برپا کر دیا) حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد سے یہ تیسری مسلّح سازش تھی جو خلافت کو درہم برہم کرنے کیلئے دشمنانِ اسلام نے برپا کی۔ حضرت علیؓ نے ان کی سرکوبی کا ارادہ کیا (لیکن ان کی اپنی فوج میں بھی یہ سازشی گھسے ہوئے تھے، اُنہوں نے ان کے مقابلہ سے گریز کیا اور حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنے پر اصرار کیا تاکہ مسلمین کی قوت پارہ پارہ ہو جائے اور حضرت علیؓ کے اُس طرف چلے جانے کے بعد سازشی گروہ آزادی کے ساتھ ملک میں خون خرابہ کر کے حکومت پر قابض ہو جائے)

حضرت علیؓ نے جب اپنی فوج کی یہ حالت دیکھی تو ایک خطبہ دیا، خطبہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "وہ لشکر جو ان کی سرکوبی کیلئے جائیگا اگر اس ثواب کو جان لے جو اللہ نے اپنے رسُولؐ کی زبان سے بیان فرمایا ہے تو اُسی پر بھروسہ کر بیٹھے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ایک بازو پستان کے مثل ہوگا، اُس پر سفید بال ہوں گے اور کلائی نہ ہوگی"۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا "تم معاویہؓ اور اہلِ شام کی طرف جانا چاہتے ہو اور اِنہیں چھوڑے جاتے ہو تاکہ تمہارے جانے کے بعد یہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال کو نقصان پہنچائیں، اللہ کی قسم مجھے اُمید ہے کہ یہ وہی قوم ہے (جس کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے) انہوں نے ناحق خون بہایا ہے، لوگوں کی مویشی کو لُوٹ لیا ہے، لہٰذا اللہ کا نام لیکر مقابلہ کیلئے نکلو" (کیونکہ یہ لوگ کھُلّم کھُلا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کا انکار نہیں کر سکتے تھے لہٰذا خاموش ہو گئے) الغرض خارجیوں سے حضرت علیؓ کا پہلا مقابلہ حروراء کے مقام پر ہوا (لیکن اس جنگ میں ان کا مکمّل استیصال نہ ہوا لہٰذا) حضرت علیؓ مع اپنے لشکر کے ان لوگوں سے (فیصلہ کُن) مقابلہ کیلئے آگے روانہ ہوئے اور ایک پُل پر سے ہوتے ہوئے ان کے سامنے پہنچ گئے۔ ان لوگوں کا سپہ سالار عبداللہ بن وَہب راسبی تھا۔ اُس نے اپنے لشکر سے کہا نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہ لوگ تم پر اُسی طرح حملہ کریں گے جس طرح جنگ حَرُوراء میں کیا تھا۔ اُنہوں نے نیزے پھینک دئے اور تلواریں سنبھال لیں۔ حضرت علیؓ کے لشکر نے ان پر نیزوں سے حملہ کیا اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حضرت علیؓ فتحیاب ہوئے۔ ان کے لشکر کے صرف دو آدمی مارے گئے۔

فتح کے بعد حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اُس شخص کی تلاش کی جائے جس کی خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دی تھی۔ وہ شخص تلاش کیا گیا لیکن نہیں ملا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھُوٹ کہا گیا ہے، لہٰذا پھر تلاش کرو"۔ لوگوں نے پھر تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملا۔ حضرت علیؓ خود تلاش کرنے کے لئے روانہ ہوئے، آپ ان کے مقتولین کے پاس پہنچے تو (ایک جگہ کھڑے ہو کر) فرمایا ان لاشوں کو اُٹھاؤ۔ لاشوں کو اُٹھایا گیا۔ لاشوں کے نیچے سے وہ شخص نکلا[1] اس شخص کو حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس میں وہ نشانی موجود تھی جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان کی تھی (یعنی اس کے ایک ہاتھ میں کلائی نہیں تھی اور بازو مثل پستان کے تھا)[2] حضرت علیؓ نے (جب اُسے دیکھا تو فرطِ خوشی سے) اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا "اللہ نے سچ فرمایا اور اُس کے رسُولؐ نے (پیغامِ الٰہی کو ٹھیک ٹھیک) پہنچا دیا"۔ ایک شخص جن کا نام عبیدہ سلمانی تھا کہنے لگے "اے امیرالمؤمنین، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا واقعی یہ حدیث آپ نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب التحریض علی قتل الخوارج۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب احادیث الانبیاء وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ نحوہٗ عن علیؓ وابی سعیدؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "ہاں، اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ عبیدہ سلمانی نے تین دفعہ قسم لی اور حضرت علیؓ نے تین دفعہ قسم کھا کر حدیث سُننے کا اقرار کیا۔[1]

حضرت علیؓ کا اظہارِ حق | ایک دن ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا "وہ کیا چیز ہے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاص آپ کو خفیہ طور پر بتایا کرتے تھے اور دوسرے لوگوں سے چھپایا کرتے تھے"۔ حضرت علیؓ کو غصّہ آگیا، اُنہوں نے فرمایا "ایسی کوئی چیز نہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے خفیہ طور پر بتائی ہو اور دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی ایسی چیز کو ہمارے لئے مخصوص نہیں کیا جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو سوائے اس کے کہ ایک مرتبہ آپؐ نے مجھ سے چار باتیں فرمائی تھیں"۔ اُس شخص نے پوچھا "وہ کیا باتیں ہیں؟" حضرت علیؓ نے فرمایا "اللہ اُس شخص پر لعنت کرتا ہے جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ اللہ اُس شخص پر لعنت کرتا ہے جو غیر اللہ کیلئے ذبح کرے، اللہ کی اُس شخص پر لعنت ہے جو کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اور اللہ کی اُس شخص پر بھی لعنت ہے جو زمین کے حدود کو بدل دے"۔ (یعنی دوسرے کی زمین کو اپنی زمین میں شامل کر لے)[2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ دشمنانِ اسلام نے ایک خاص سازش کے تحت حضرت علیؓ کی زندگی ہی میں حضرت علیؓ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرنا شروع کر دی تھیں جو بالکل بے سروپا تھیں۔ حضرت علیؓ کا ان سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ دشمنانِ اسلام کا منصوبہ یہ تھا کہ اسلام اور اسلامی حکومت میں رخنہ ڈالیں، مسلمین آپس میں لڑنے لگیں اور اُن کی قوّت پارہ پارہ ہو جائے۔ دشمنانِ اسلام کے اس منصوبہ کی صدائے بازگشت آج بھی سُنائی دیتی ہے۔

حضرت علیؓ کے متعلّق غلط بیانی حضرت علیؓ کی کتابُ الاحادیث | حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر کے بہت سی باتیں کہی جا رہی تھیں اور اُن کو شہرت دی جا رہی تھی۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو حضرت علیؓ سے ان باتوں کے متعلّق استفسار کر کے اپنی تسلّی کر لیا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابوجُحَیفہ نے حضرت علیؓ سے پوچھا "کیا آپ کے پاس کوئی (خاص) کتاب ہے"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب ہمارے پاس نہیں ہے، یا ہمارے پاس وہ فہم ہے جو (ہر) ایک مسلم کو دی جاتی ہے یا ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے"۔ حضرت ابوجُحَیفہ نے پوچھا "اس صحیفہ میں کیا ہے؟" حضرت علیؓ نے فرمایا "دیت کے مسائل، قیدی چھڑانے کے مسائل، اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی مسلم کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے، مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے، جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی لعنت۔ نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل وغیرہ وغیرہ"۔[3]

حضرت علیؓ نے زکوٰۃ کے مسائل بھی صحیفۂ احادیث میں جمع کئے تھے۔[4]

زندیقوں کو سزائے موت | (حضرت علیؓ کے زمانہ میں منافقین کا فتنہ زوروں پر تھا۔ یہ لوگ اسلامی عقائد کے خلاف کافرانہ عقائد مسلمین میں پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کافی لوگوں کو متأثّر کر کے صحیح اسلام سے برگشتہ کر دیا تھا) حضرت علیؓ نے اس قسم کی ایک جماعت کو زندہ آگ میں جلا دیا۔ جب یہ بات حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ کو معلوم ہوئی تو کہنے لگے اگر میں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب التحریض علی قتل الخوارج۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالیٰ عن ابی الطفیل عامر بن واثلہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العلم باب کتابۃ العلم عن ابی جُحَیفۃ وکتاب المناسک باب حرم المدینۃ وکتاب الجہاد باب فکاک الاسیر وکتاب فرض الخمس باب ذمۃ المسلمین وکتاب الدیات وصحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما ذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

ہوتا تو اُن کو آگ میں نہ جلاتا اس لئے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے " اللہ کے عذاب سے کسی کو سزا مت دو" بلکہ میں ان لوگوں کو قتل کرتا کیونکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو اپنے دین کو بدل دے اُسے قتل کر دو"۔[1]

غرض یہ کہ منافقین کا فتنہ زوروں پر تھا۔ ان ہی منافقین کے متعلّق حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے کہا تھا اِس زمانہ کے منافقین رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کے منافقین سے زیادہ بُرے ہیں۔ وہ (اپنا نفاق) چھپاتے تھے اور یہ ظاہر کرتے ہیں۔[2]

فتنے اُٹھانے والوں پر حضرت علیؓ کی سختی حضرت علیؓ نے خارجیوں کو قتل کیا، زندیقوں کو زندہ جلا دیا، دشمنانِ اسلام کو تہِ تیغ کیا، حتّٰی کہ ایک مرتبہ ابو عبدالرحمٰن عثمانی نے ابن عطیہ علوی سے کہا "میں جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب (یعنی علیؓ) خون بہانے میں اتنے بے باک کیوں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا تمہیں کیا خبر کہ اللہ نے اہلِ بدر سے مخاطب ہو کر کہدیا ہو کہ تم جو چاہو کرو' (کیونکہ وہ بدری صحابی ہیں اگر کسی کو غلطی سے بھی قتل کر دیں گے تو اُن کی گرفت نہیں ہوگی۔ اسی بناء پر وہ قتل کرنے اور سزائے موت نافذ کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے)"[3]

خارجیوں کے متعلّق خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اگر میرے سامنے نکلے تو میں ان کو اس طرح نیست و نابود کر دوں گا جس طرح قومِ عاد و قومِ ثمود کو نیست و نابود کیا گیا تھا۔ لہٰذا خارجیوں کے ساتھ حضرت علیؓ نے جو کچھ کیا وہ بالکل منشائے الٰہی کے مُطابق تھا۔

غرض یہ کہ حضرت علیؓ نے فتنوں کی سرکوبی اور کافرانہ عقائد کے ابطال کے سلسلہ میں بہت کچھ کیا، وہ اس معاملہ میں بڑے جری واقع ہوئے تھے۔

قبروں کو برابر کرنے کا حکم حضرت علیؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک مرتبہ ابو الہیاج الاسدی سے فرمایا "کیا میں تمہیں اس کام پر مامور نہ کروں جس کام پر مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مامور کیا تھا۔ وہ یہ کہ تم جو تصویر دیکھو اُسے مٹا دو اور جو قبر بلند دیکھو اُسے (زمین کے) برابر کر دو"۔[4]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی اتّباع میں حضرت علیؓ شرک و قبر پرستی کا سدّ باب کرتے تھے اور منکرات کا قلع قمع کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کی شہادت اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ حضرت علیؓ بلند پایہ کارنامے انجام دے رہے تھے کہ یکایک کسی (منافق) نے آپ کو شہید کر دیا۔[5]

حضرت علیؓ کے فضائل

حضرت علیؓ کی محبّت ایمان کی علامت۔ حضرت علیؓ سے بغض نفاق کی علامت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علیؓ سے محبّت نہیں کرتا مگر مؤمن اور علیؓ سے بغض نہیں رکھتا مگر منافق"۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب لا یعذّب بعذاب اللہ عن عکرمہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الفتن۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب اذا اضطرّ الرجل الی النظر فی شعور اہل الذمّۃ عن سعد بن عبیدہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب الامر بتسویۃ القبر۔ [5] صحیح مسلم باب من فضائل طلحہؓ عن ابی ہریرہؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب حبّ الانصار عن علیؓ۔

اللہ اور رسولؐ کے محبوب، حضرت علیؓ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خیبر میں فرمایا تھا "میں کل جھنڈا اُس شخص کو دونگا جو اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور رسولؐ محبت کرتے ہیں"۔ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کو عطاء فرمایا [1]

حضرت علیؓ کی مزید فضیلتیں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علیؓ سے فرمایا تھا "تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کیلئے ہارونؑ تھے مگر ہاں میرے بعد نبی کوئی نہیں بنے گا"۔ [2]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔ [3]

شہید ہونے کی بشارت | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ حراء پر چڑھے، آپؐ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے۔ (جب یہ لوگ پہاڑ پر پہنچ گئے تو) پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے حراء ٹھہر جا، تجھ پر سوائے نبی، صدیق اور شہید کے اور کوئی نہیں ہے"۔ [4]

طہارت | ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے (بیٹھے) تھے۔ اتنے میں حضرت حسنؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چادر کے اندر کر لیا، پھر حضرت حسینؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر حضرت فاطمہؓ آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی چادر کے اندر داخل کر لیا پھر حضرت علیؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر فرمایا "اے گھر والو، اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اور تم کو خوب پاک کر دے"۔ [5]

(نوٹ:۔ مذکورہ بالا حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے اُس آیت میں اگرچہ اصل مخاطب تو ازواجِ مطہراتؓ ہیں اور وہی از روئے قرآنِ مجید اصلی اہلِ بیت ہیں لیکن عمومی حیثیت سے یہ لوگ بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں)

حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ کی نظر میں | حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں"۔ [6]

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے اور اُن کو اُن لوگوں میں شمار کرتے تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے [7]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ سے محبت کرتے تھے اور اُن کے قدردان تھے اسی طرح حضرت عمرؓ بھی حضرت علیؓ سے محبت کرتے تھے اور اُن کی قدر کرتے تھے۔

حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی نظر میں | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے محاسن کا ذکر کیا پھر فرمایا (یقیناً) وہ ایسے ہی تھے، اُن کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے وسط میں تھا [8]

حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی نظر میں | (جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں قاتلانِ عثمانؓ کے قصاص کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو) حضرت معاویہؓ نے حضرت سعدؓ کو (کسی جگہ یا کسی دستہ کا) امیر مقرر کیا (دورانِ گفتگو) حضرت معاویہؓ نے ان سے پوچھا "آپ علیؓ کو بُرا بھلا کیوں نہیں کہتے (یہ کیوں قصاص کے معاملہ

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل اور کتاب المغازی میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے) [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ عن سعدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ (اس فضیلت میں اور بھی لوگ شریک ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ کے حالات میں گذر چکا ہے) [4] صحیح مسلم باب من فضائل طلحہؓ عن ابی ہریرۃؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل اہل بیت عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ البقرۃ) عن ابن عباسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمرو بن میمونؒ۔ [8] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ عن سعد بن عبیدہؓ

میں تاخیر کر رہے ہیں) حضرت سعدؓ نے کہا ان کے متعلق میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے تین باتیں سُنی ہیں کہ ان کی بناء پر میں ان کو ہرگز بُرا بھلا نہیں کہہ سکتا، اگر ان میں سے ایک بھی مجھے مل جائے تو وہ مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ محبوب ہو۔ ایک موقع پر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ مگر میرے بعد نبوّت کسی کو نہیں ملیگی"۔ جنگِ خیبر کے موقع پر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں (کل) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے اور اللہ اور رسُولؐ اس سے محبّت کرتے ہیں"۔ پھر آپؐ نے جھنڈا علیؓ کو دیدیا۔ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور فرمایا "اے اللہ یہ بھی میرے اہل ہیں"۔ [1]

(نوٹ:۔ حضرت سعدؓ نے حضرت علیؓ کی تاخیر کا دفاع نہیں کیا البتہ وہ اس سلسلہ میں ان کے فضائل کی بناء پر ان کو کچھ نہ کہہ سکے)

حضرت علیؓ کے عادات و خصائل

اتّباعِ سُنّت حضرت علیؓ اتّباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ عمرہ اور حج کو جمع نہ کیا جائے، یہ حکم کیونکہ غلط فہمی پر مبنی تھا حضرت علیؓ نے عملاً اس کی تردید کی۔ وہ بلند آواز سے کہنے لگے "لبّیک بِعُمرۃٍ و حجّۃٍ" پھر فرمانے لگے "میں کسی کے کہنے سے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کو نہیں چھوڑ سکتا"، پھر حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگے "کیا آپ ایسے کام سے منع کرتے ہیں جو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیا ہے"۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ سے حضرت علیؓ نے یہ ثابت کر دیا کہ حاکم کی اطاعت اگرچہ فرض ہے لیکن اس کے حکم سے سُنّت کو نہیں چھوڑا جا سکتا، حاکم کا وہی حکم واجب التعمیل ہے جس سے کسی سُنّت کا ترک نہ لازم آتا ہو۔ سُنّت دین کا ایک شعبہ ہے اور دینی معاملات میں صرف اللہ اور رسُولؐ ہی کی بات مانی جاتی ہے۔ کسی سُنّت کا چھوڑنا گویا جزوی طور پر دین کا چھوڑنا ہے اور یہ گناہ ہے، لہٰذا ایسی صورت میں حاکم کی اطاعت حرام ہے۔ [3]

حضرت علیؓ نماز بالکل سُنّت کے مطابق پڑھتے ایک مرتبہ حضرت عمرانؓ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضرت عمرانؓ نے فرمایا "انہوں نے بالکل محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کے مُطابق نماز پڑھائی ہے"۔ [4]

احترامِ حدیث حضرت علیؓ حدیث کا بہت احترام کرتے تھے، فرماتے تھے کہ "جب میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بیان کروں تو آپؐ کی طرف جھوٹ منسُوب کرنے سے مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں آسمان سے گر پڑوں"۔ [5]

حُبِّ رسُولؐ حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بے حد محبّت کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ ابوتراب کہہ کر آواز دی، حضرت علیؓ کو یہ کنیت ایسی پسند آئی کہ جب کوئی انہیں ابوتراب کہتا تو بہت خوش ہوتے۔ [6]

مہمان نوازی حضرت علیؓ بڑے مہمان نواز تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ مسافر ہیں تو فوراً انہیں اپنے

---

[1] صحیح مسلم باب فضائلِ علیؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب قول اللہ تعالیٰ الحج اشہر معلومات و باب التمتّع۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب یکبر وھو ینھض من السجدتین عن مطرّفٍ۔ [4] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ عن سویدؒ و کتاب استتابۃ المرتدین و صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب التحریض علی قتل الخوارج۔
[5] صحیح بخاری ابوابُ الفضائل و کتابُ الادب و صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[6] حضرت عثمانؓ نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا (نسائی)

گھر لے گئے (اور اُن کی ضیافت کی) پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی ایسا ہی کیا۔[1]

جوشِ ایمانی صلح حدیبیہ کے موقع پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رسُول اللہ" کو مٹا کر "ابن عبداللہ" لکھدو حضرت علیؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا"۔[2]

شوقِ جہاد جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگِ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں لہٰذا وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نہ جاسکے۔ بعد میں سوچا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تو جنگ کیلئے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں۔ یہ سوچ کر اسی حالت میں خیبر کی طرف روانہ ہوگئے اور جنگ میں شریک ہوئے۔[3]

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگ تبوک کیلئے روانہ ہوئے اور حضرت علیؓ کو مدینہ منوّرہ میں چھوڑا تو حضرتؓ علیؓ (بے چین ہوگئے) کہنے لگے "کیا آپ مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑے جارہے ہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں تسلّی دی (اور مدینہ میں رُکنے کا حکم دیا)۔[4]

یتیموں اور رشتہ داروں سے محبّت حضرت علیؓ یتیموں اور رشتہ داروں سے محبّت کرتے تھے۔ عمرۃ القضاء کے موقع پر حضرت حمزہؓ کی لڑکی کو گود میں اُٹھالیا اور اس کو حضرت فاطمہؓ کے پاس لاکر کہا "اپنے چچا کی بیٹی کو سنبھالو"۔ پھر اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ میں اختلاف ہوا، ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میں اس کی پرورش کروں۔[5]

ایمان بالرسولؐ حضرت علیؓ کا ایمان بالرسولؐ بڑا قوی تھا۔ فتح مکّہ کے موقع پر حضرت حاطبؓ نے کُفارِ مکّہ کے پاس ایک عورت کے ذریعہ ایک خط روانہ کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو چند آدمیوں کے ساتھ اُس عورت کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا کہ اُس عورت سے وہ خط لے آؤ۔ حضرت علیؓ اُس عورت کے پاس پہنچے۔ تلاشِ بسیار کے بعد بھی وہ خط نہیں ملا تو حضرت علیؓ اُس عورت سے کہنے لگے "میں جانتا ہوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم غلط بات کہہ ہی نہیں سکتے، تو خط نکال ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرکے تلاشی لینگے"۔ یہ سُن کر اُس عورت نے بالوں کے جُوڑے میں سے وہ خط نکال کر اُنہیں دیدیا۔[6]

خوارج کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اُن میں ایک شخص ہوگا جس کے (ایک ہاتھ میں) کلائی نہ ہوگی اور بازو مثل پستان کے ہوگا۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں سے حسبِ منشاء نبوی جہاد کیا۔ فتح کے بعد حکم دیا کہ اُس آدمی کی لاش تلاش کی جائے۔ دو دفعہ تلاش کرنے کے بعد بھی اُس کی لاش نہیں ملی تو کہنے لگے "مجھ سے غلط نہیں کہا گیا"۔ یہ کہہ کر خود تلاش کرنے کیلئے روانہ ہوئے اور بالآخر اُس آدمی کی لاش مل گئی۔[7]

حیاء حضرت علیؓ بہت حیاء دار تھے۔ مذی کا مسئلہ حیاء کی وجہ سے وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کرسکے۔[8]

کسرِ نفسی ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے حضرت محمدؓ نے ان سے پوچھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص کون ہے؟" حضرت علیؓ نے فرمایا "ابوبکر" انہوں نے پوچھا "پھر کون ہے؟" فرمایا "پھر عمر" انہوں نے کہا "پھر آپ" حضرت علیؓ نے فرمایا "میں کچھ نہیں، میں مسلمین میں سے ایک شخص ہوں"۔[9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ وصحیح مسلم باب فضائل ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب الصلح وکتاب فرض الخمس وابواب المناقب وکتاب المغازی وکتاب الجہاد۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سلمۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم باب من فضائل علیؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔
[6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس عن علیؓ وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی وکتاب التفسیر وکتاب الاستئذان وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر۔ [7] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔ [8] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [9] صحیح بخاری ابواب مناقب ابی بکرؓ

حضرت حسنؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایامِ طفولیت۔ فضائل و شمائل | حضرت حسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے، پھر وہاں سے واپس ہوئے اور حضرت فاطمہؓ کے گھر کے سامنے آکر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا "کیا بچہ یہاں ہے؟" حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسنؓ کو کچھ دیر کیلئے روک لیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ انہیں ہار پہنا رہی تھیں یا نہلا رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد حضرت حسنؓ دوڑتے ہوئے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے گلے سے لگالیا۔ پیار کیا پھر فرمایا "اے اللہ اس سے محبت کر اور اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے"۔[1]

کبھی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت اسامہؓ کو گود میں لے لیتے اور فرماتے "اے اللہ ان دونوں سے محبت کر کیونکہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں"۔[2]

ایک دن ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور پھر اس طرح دعاء کی "اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر"۔[3]

حضرت حسنؓ کی شباہت | شکل و شباہت میں حضرت حسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے جلتے تھے۔ کوئی دوسرا شخص ان سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا۔[4]

حضرت حسنؓ کی سیادت | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، حضرت حسنؓ آپؐ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کبھی آپؐ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی آپؐ حضرت حسنؓ کی طرف دیکھتے، اسی اثناء میں آپؐ نے فرمایا "میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمین کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا"۔[5]

گل نبوی | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے متعلق فرمایا "یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں"۔[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آتے تو حضرت حسنؓ آپؐ کا استقبال کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی سواری پر بٹھالیا کرتے تھے۔[7]

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کہیں جاتے تو) حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اپنے ساتھ خچر پر سوار کر لیتے۔ ایک کو اپنے آگے بٹھاتے اور ایک کو اپنے پیچھے۔[8]

حضرت ابوبکرؓ کی حضرت حسنؓ سے محبت | ایک دن حضرت ابوبکرؓ عصر کی نماز پڑھا کر باہر نکلے۔ راستہ میں حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ماذکر فی الاسواق عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم باب فضائل حسنؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ پیار کرنے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح بخاری باب مناقب اسامہؓ و حسنؓ عن اسامہؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب حسنؓ و صحیح مسلم باب فضائل حسنؓ عن براءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی جحیفہؓ و باب مناقب حسنؓ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب حسنؓ عن ابی بکرۃؓ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب حسنؓ عن ابن عمرؓ۔ [7] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن جعفرؓ عن عبداللہ بن جعفرؓ۔ [8] صحیح مسلم باب فضائل حسنؓ و حسینؓ عن ابی ایاسؓ۔

حسنؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے (انہیں اُٹھاکر) اپنے کندھے پر سوار کرلیا اور فرمایا "میرا باپ قربان ہوجائے، یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، علیؓ کے مشابہ نہیں ہیں"۔ [1]

طہارت ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے (بیٹھے) تھے کہ اتنے میں حضرت حسنؓ آئے، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں اپنی چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر حضرت حسینؓ آئے، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بھی چادر کے اندر کرلیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ آئیں، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بھی چادر کے اندر داخل کرلیا۔ پھر حضرت علیؓ آئے، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر کے اندر کرلیا پھر فرمایا "اے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تم کو خوب پاک کردے"۔ [2]

(نوٹ:۔ اس حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے اُس میں اگرچہ مخاطب تو ازواجِ مطہراتؓ ہی ہیں اور وہی درحقیقت اہلِ بیت ہیں لیکن عمومی حیثیت سے یہ لوگ بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں)

جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بُلایا اور فرمایا "اے اللہ یہ بھی میرے اہل ہیں"۔ [3]

حضرت حسنؓ کی خلافت

حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے۔

خلیفہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی طرف چلے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے (جب اس لشکر کو دیکھا تو) حضرت معاویہؓ سے کہا "میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جب تک وہ اپنے حریفوں کو قتل نہ کرلیں پیٹھ نہ پھیریں گے (کیونکہ ان کا مقصد ہی قتل وخونریزی ہے، فتنہ وفساد برپا کرنا ہے جیسا کہ وہ اس سے پہلے مختلف مقامات مثلاً جمل وصفین میں کرچکے ہیں)" حضرت معاویہؓ نے کہا "اے عمروؓ اگر اِن لوگوں نے اُن کو قتل کرڈالا اور اُن لوگوں نے اِن کو قتل کرڈالا تو پھر میرے پاس رعایا کا انتظام کرنے والا کون باقی رہے گا، ان کی عورتوں کا انتظام کون کریگا، ان کے مالوں کا انتظام کون کریگا"۔ حضرت عمروؓ نے کہا "میں کرسکتا ہوں لیکن صلح بہتر ہے)" حضرت معاویہؓ نے دو قریشی آدمیوں کو جن کا تعلق قبیلۂ بنو عبد شمس سے تھا اور جن کا نام عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر تھا بلایا اور اُن سے کہا کہ تم جاکر حضرت حسنؓ سے صلح کی بات چیت کرو اور اُنہیں صلح کی دعوت دو۔ وہ دونوں حضرت حسنؓ کے پاس گئے اور اُن سے بالمشافہ گفتگو کی اور اُنہیں صلح کی دعوت دی۔ حضرت حسنؓ نے کہا "ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں (ہمیں تو مال کی خواہش نہیں) ہم نے تو اس مال سے تکلیف ہی اُٹھائی ہے لیکن یہ جماعت خونریزی میں مبتلا ہوچکی ہے (ان کو تو مال دیکر ہی خونریزی سے روکا جاسکتا ہے ورنہ یہ پھر کوئی فتنہ اُٹھائیں گے)" ان دونوں نے کہا "معاویہؓ آپ سے صلح چاہتے ہیں اور آپ سے اسی کی درخواست کرتے ہیں (شرائطِ صلح میں یہ چیز بھی شامل کردی جائے گی)" حضرت حسنؓ نے کہا "اس کا ذمہ دار کون ہوگا"۔ ان دونوں نے کہا "ہم آپ کے سامنے اس کے ذمہ دار ہیں"۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ نے جو شرط بھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عقبۃ بن حارثؓ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل اہل بیت۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔

رکھی ان دونوں نے (اس کو منظور کر لیا اور) کہا ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ الغرض حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور اس طرح حضرت حسنؓ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی کہ "اللہ اس کے ذریعہ مسلمین کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دیگا"۔ [1]

تبصرہ بر واقعۂ بالا حضرت حسنؓ کا فوراً صلح کیلئے تیار ہو جانا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ لڑنا نہیں چاہتے تھے، البتہ مزید فتنہ و فساد کو روکنے کے لئے وہ ان لوگوں کی تالیفِ قلوب چاہتے تھے جو محض فتنہ برپا کرنے کیلئے بھاری تعداد میں اُن کے ساتھ چلے آئے تھے۔ حضرت حسنؓ کی حکمتِ عملی سے منافقین کی اُمیدیں بر نہ آئیں۔

یہ واقعہ حضرت حسنؓ کے خلوص، تقوٰے، سیاست و دانشمندی کی بہترین مثال ہے۔ انہوں نے اُمتِ مسلمہ کے حق میں حضرت معاویہؓ کی قیادت کو بہتر سمجھا لہٰذا برضا و رغبت دست بردار ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہُ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت معاویہؓ کا اسلام قبول کرنا حضرت معاویہؓ، حضرت ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے، ان کی والدہ کا نام ہند تھا۔ [2] حضرت ابوسفیانؓ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے (اور اسی موقع پر حضرت معاویہؓ نے بھی اسلام قبول کیا) حضرت ابوسفیانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ [3]

حضرت ابوذرؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں حضرت معاویہؓ شام کے گورنر تھے، حضرت ابوذرؓ بھی وہاں مقیم تھے، ان میں اور حضرت معاویہؓ میں مندرجہ ذیل آیت کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ {توبہ ۳۴}

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے (اے رسول آپؐ انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری سُنا دیجئے)

حضرت معاویہؓ کہتے تھے یہ آیت اہلِ کتاب کے متعلق ہے، حضرت ابوذرؓ کہتے تھے کہ مسلمین اور اہلِ کتاب دونوں کے متعلق نازل ہوئی ہے (حضرت ابوذرؓ کا خیال تھا کہ مال جمع کرنا بالکل ناجائز ہے) حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی شکایت لکھی، حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو مدینہ منورہ بلوا لیا۔ [4]

حضرت معاویہؓ کی بحری جنگ میں شرکت بحری جنگ کا آغاز حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوا۔ مسلمین کا سب سے پہلا لشکر جو بحری جہاد کیلئے روانہ ہوا اُس کے سپہ سالار حضرت معاویہؓ تھے۔ [5]

حضرت معاویہؓ کی خلافت

حضرت معاویہؓ کا خلیفہ ہونا جب حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے تو ایک بڑے بھاری لشکر کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی طرف

[1] صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسنؓ ..... الخ و کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب من اجری الامصار علی ما یتعارفون بینہم فی البیوع۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل ابی سفیانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن زید بن وہبؒ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء بالجہاد و باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ۔

چلے، حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا "میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جب تک وہ اپنے حریفوں کو قتل نہ کرلیں پلٹیں نہ پھیریں گے (یعنی یہ کوئی منافقین جن کا مقصد ہی قتل وغارتگری اور اسلامی خلافت کو پارہ پارہ کرنا ہے اپنا مقصد حاصل کئے بغیر باز آنے والے نہیں)" حضرت امیر معاویہؓ نے کہا "اگر اُن لوگوں نے اِن کو اور اِن لوگوں نے اُن کو قتل کر دیا تو پھر میرے پاس رعایا کا انتظام کرنے والا کون باقی رہے گا (بیوہ) عورتوں کا انتظام کیسے ہوگا، ان کے مال کا نگراں کون ہوگا۔" حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا "میں (کرسکتا ہوں لیکن صلح بہتر ہے)" حضرت امیر معاویہؓ نے دو قریشی شخصوں کو جو قبیلۂ بنو عبد شمس کے فرد تھے بُلایا۔ اُن میں سے ایک عبدالرحمٰن بن سمرہؓ تھے اور دوسرے عبداللہ بن عامرؓ۔ حضرت معاویہؓ نے ان سے کہا "حضرت حسنؓ سے صلح کی بات چیت کرو اور انہیں صلح کی دعوت دو۔" وہ دونوں حضرت حسنؓ کے پاس گئے اور اُنہیں صلح کی دعوت دی۔ حضرت حسنؓ نے کہا "ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں (ہمیں تو مال کی خواہش نہیں) ہم نے تو اس مال سے تکلیف ہی اُٹھائی ہے لیکن یہ جماعت (جو میرے ساتھ ہے کب ماننے والی ہے یہ تو) خونریزی میں مبتلا ہو چکی ہے (ان کو تو مال دیکر ہی خونریزی سے روکا جا سکتا ہے ورنہ یہ پھر کوئی فتنہ اُٹھائیں گے)" ان دونوں نے کہا "معاویہؓ آپ سے صلح چاہتے ہیں اور آپ سے اسی کی درخواست کرتے ہیں (شرائطِ صلح میں یہ چیز بھی شامل کر دی جائیگی)" حضرت حسنؓ نے کہا "اس کا ذمہ دار کون ہوگا" ان دونوں نے کہا "ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔" اس کے بعد حضرت حسنؓ نے جو شرط بھی رکھی ان دونوں نے (اس کو منظور کرلیا اور) کہا ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ الغرض حضرت حسنؓ نے صلح کرلی (اور حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے) [1]

تبصرہ | سیدنا حضرت حسنؓ کا فوراً صلح کیلئے رضامند ہو جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ لڑنا نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کی نیت ہی صلح کی تھی، یہ دوسری بات ہے کہ منافقین اسلامی حکومت کی بیخ کنی میں لگے ہوئے تھے اور اسی مقصد کی خاطر وہ بڑی بھاری تعداد میں حضرت حسنؓ کے ساتھ چلے آئے تھے، لیکن حضرت حسنؓ کی دانش مندی، سیاست اور خلوص نے منافقین کو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیا اور اس طرح مسلمین خونریزی سے بچ گئے۔ البتہ حضرت حسنؓ کو کچھ خدشات تھے جن کی ذمہ داری ان دونوں نے لے لی اور معاملہ بغیر کسی الجھن کے طے ہو گیا۔

مندرجہ بالا واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہؓ بھی لڑنا نہیں چاہتے تھے۔ البتہ وہ اس بات کو بہتر خیال کرتے تھے کہ قیادت اُن کے ہاتھ میں آجائے تاکہ وہ ان منافقین کی اچھی طرح سرکوبی کرسکیں۔

حضرت معاویہؓ کے عہد میں معاشی حالت۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی ہمدردی

حضرت زبیرؓ کا جب انتقال ہوا تو ان پر کافی قرضہ تھا، ان کے قرض کی کیفیت یہ تھی کہ جب کوئی ان کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھواتا تو حضرت زبیرؓ فرماتے کہ امانت کے ضائع ہونے کا خوف ہوتا ہے لہٰذا میں اس مال کو بطور قرض لیتا ہوں (وہ لوگ اس بات پر رضامند ہو جاتے تھے) اس طرح بوقت وفات ان پر بائیس ۲۲ لاکھ درہم قرض تھے۔ [2]

حضرت زبیرؓ نے ترکہ میں دو زمینیں اور چند مکان چھوڑے تھے، منجملہ اور زمینوں کے ان کی ایک زمین غابہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تمام قرضہ ادا کر دیا پھر وہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے۔ اُس وقت حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسنؓ ..... الخ وکتاب الفتن۔ [2] مفلسی کی وجہ سے قرض لینے پر مجبور ہونا اچھا نہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے لیکن تجارت میں لگانے کیلئے امانت کو قرض میں تبدیل کرنا برا نہیں۔ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔ امانت والے کی امانت ضائع نہیں ہوتی، امانت دار اس سے تجارت کرکے نفع حاصل کرتا ہے اور قرض (یعنی امانت) کو عند الطلب ادا بھی کرسکتا ہے۔

معاویہؓ کے پاس عمرو بن عثمانؒ، منذر بن زبیرؒ اور ابن زمعہؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن زبیرؓ سے پوچھا "غابہ کی کتنی قیمت لگائی جا چکی ہے؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ہر حصہ کی ایک لاکھ درہم"۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا "اب کتنے حصے باقی ہیں؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ساڑھے چار حصے"۔ حضرت منذر بن زبیرؒ نے کہا "ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ حضرت عمرو بن عثمانؒ نے کہا "ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ حضرت ابن زمعہؒ نے کہا "ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا "اب کتنے حصے باقی رہے؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ڈیڑھ حصہ"۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "وہ ڈیڑھ حصہ ڈیڑھ لاکھ میں میں لیتا ہوں"۔ [1]

حضرت معاویہؓ کا حج | حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حج بھی کیا اور مدینہ منورہ بھی تشریف لائے۔ [2]

مدینہ منوّرہ میں سُرخ گیہوں کی آمد | حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں مُلک شام سے کافی مقدار میں سُرخ گیہوں مدینہ منوّرہ آیا۔ حضرت امیر معاویہؓ جب حج یا عُمرہ سے لوٹے تو مدینہ منوّرہ میں قیام کیا۔ اہلِ مدینہ کو خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ شام کے سُرخ گیہوں کا نصف صاع (قیمت میں) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے (لہٰذا فطرہ بجائے ایک صاع کھجور کے نصف صاع گیہوں سے ادا ہو سکتا ہے)" لوگوں نے اسی کو اختیار کر لیا۔ [3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں فطرہ ایک صاع طعام سے ادا کیا جاتا تھا، اس زمانہ میں اہلِ مدینہ کا طعام کھجور، کشمش، جَو یا پنیر تھا۔ لہٰذا ان چار چیزوں میں سے فی کس کسی ایک چیز کا ایک صاع فطرہ میں ادا کیا جاتا تھا۔ [4] (کیونکہ گیہوں اہلِ مدینہ کا طعام نہیں تھا اور گیہوں کی قیمت اہلِ مدینہ کے طعام سے دوگنی تھی لہٰذا فطرہ میں گیہوں کا نصف کافی سمجھا گیا)

قسطنطنیہ پر حملہ | قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ہوا۔ حضرت معاویہؓ کے صاحبزادے حضرت یزیدؒ اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے۔ یہی وہ اسلامی فوج ہے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں تخت نشین بادشاہوں جیسی شان و شوکت کے ساتھ دکھائی گئی تھی۔ ان ہی کے متعلق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ وہ سب مغفرت یافتہ ہیں۔ اسی جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی۔ [5]

حضرت یزیدؒ کی ولیعہدی | (جب حضرت معاویہؓ نے حضرت یزیدؒ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کرنا چاہا تو) حضرت مروانؓ نے جو اُن کی طرف سے حجاز کے گورنر تھے لوگوں کو ایک خطبہ دیا اور حضرت یزیدؒ بن معاویہؓ کا ذکر کیا اور ترغیب دی کہ حضرت معاویہؓ کے بعد اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کوئی بات کہی (جو حضرت مروانؓ کو ناگوار گذری) حضرت مروانؓ نے کہا ان کو پکڑو۔ وہ فوراً (اپنی بہن) حضرت عائشہؓ کے مکان میں داخل ہو گئے، لوگ اُن کو پکڑ نہ سکے۔ حضرت مروانؓ نے کہا "یہی تو وہ صاحب ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ عن ابن زبیرؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب بعد باب حدیث الغار (دو جگہ بیان کی گئی ہے) [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن ابی سعیدؓ و صحیح بخاری نحوہٗ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن ابی سعیدؓ و صحیح مسلم نحوہٗ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء بالجہاد و باب فضل من یصرع و باب رکوب البحر و باب ما جاء فی قتال الروم و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر عن اُمّ حرامؓ و اُنسؓ و صحیح بخاری کتاب التہجد باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیعؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح بخاری میں ہیں)

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ {احقاف}

اور جس نے اپنے والدین سے کہا تھا "اُف تم مجھے یہ بتاتے ہو کہ میں پھر نکالا جاؤں گا (یعنی مرنیکے بعد پھر زندہ کیا جاؤنگا) حالانکہ بہت سے لوگ مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں (ان میں سے نہ کوئی زندہ ہوا نہ کسی نے یہ بات کہی جو آپ کہہ رہے ہیں)" والدین نے اللہ سے فریاد کی اور اُس سے کہا "تیری خرابی ہو، ایمان لے آ، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے"۔ لڑکے نے کہا "یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں" (یعنی قصہ کہانیوں کی طرح ان میں کوئی صداقت نہیں)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا "ہمارے (یعنی اولادِ ابوبکرؓ کے) متعلق اللہ نے قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے اُن آیات کے جو میری برئیت میں اللہ نے نازل فرمائی ہیں" (یہ سُن کر حضرت مروانؓ خاموش ہو گئے) [1]

حضرت امیر معاویہؓ کے گورنر اور ملکی حالت (حضرت معاویہؓ کے زمانہ کے اُمراء انتہائی فرض شناس تھے) ایک مرتبہ عبداللہ بن شماسہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان سے پُوچھا "تمہارے امیر کا لڑائی میں کیا حال ہوتا ہے؟" اُنہوں نے کہا "میں نے اُن میں کوئی بُری بات نہیں دیکھی، ہم میں سے جب کسی کا اُونٹ مرجاتا ہے تو وہ اُسے دوسرا اُونٹ دیدیتے ہیں، جب کسی کا غلام مرجاتا ہے تو وہ اُسے دوسرا غلام دے دیتے ہیں، اگر کوئی محتاج ہوتا ہے تو وہ اُسے روپیہ پیسہ دیدیتے ہیں"۔ جن امیر کا ذکر عبداللہ بن شماسہ نے کیا اُنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھائی حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ کچھ زیادتی کی تھی لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس زیادتی کو نظرانداز کرتے ہوئے فرمایا "اُنہوں نے جو کچھ میرے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ کیا وہ مجھے اُس بات کی اطلاع کرنے سے نہیں روکتا جو بات میں نے اپنے گھر میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا 'الٰہی جو شخص میری اُمّت کا والی ہو اور وہ اُمّت پر سختی کرے تو تُو بھی اُس پر سختی کر اور جو شخص میری اُمّت کا والی ہو اور وہ اُمّت پر نرمی کرے تو تُو بھی اُس پر نرمی کر'" [2]

حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (کوفہ کے) گورنر تھے (حضرت مغیرہؓ بھی رعایا کے ساتھ بہت ہی نرمی سے پیش آتے تھے) جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت جریر بن عبداللہؓ نے ایک تقریر کی۔ حمد و ثناء کے بعد اُنہوں نے فرمایا "اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ سے ڈرتے رہو، وقار اور سکون کے ساتھ رہو یہاں تک کہ دوسرا امیر تمہارے پاس آئے کیونکہ یقیناً وہ اب تمہارے پاس آنے ہی والا ہے"۔ پھر فرمایا "اپنے (سابق) امیر یعنی حضرت مغیرہؓ کیلئے دُعاء کرو کہ اللہ اُنہیں معاف فرمائے کیونکہ وہ معافی کو بہت پسند کرتے تھے (اور لوگوں کے قصور کو معاف کرتے رہتے تھے)" پھر فرمایا "میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے کہا میں آپؐ سے اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے اس بات پر بھی بیعت لی کہ میں ہر مسلم کی خیر خواہی کروں گا۔ میں نے بیعت کرلی اور اس مسجد کے ربّ کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں (جو کچھ کہہ رہا ہوں تمہاری خیر خواہی میں کہہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الاحقاف) عن یوسف بن ماہک۔

[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔

رہا ہوں)" پھر اُنہوں نے استغفار پڑھا اور منبر سے اُتر آئے۔ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدربّ الکعبہ کی غلط فہمی | حضرت عبدالرحمٰن نے ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو کعبہ کے سایہ میں لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس آئے اور حضرت معاویہؓ کی شکایت کی۔ اُنہوں نے کہا "آپ کے چچازاد بھائی معاویہؓ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم ناحق طریقہ پر آپس میں ایک دوسرے کا مال کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں"۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا "اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو۔ اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔" [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عبدالرحمٰنؓ کی شکایت اُن کی غلط فہمی پر مبنی ہے، اُنہوں نے مجمل بات کہی اگر وہ تفصیل کرتے تو اس کے متعلق کچھ کہا جا سکتا تھا اور غلط فہمی دور کی جا سکتی تھی، کیونکہ لوگوں کا مجمع تھا جس میں ہر قسم کے لوگ تھے، اس لئے حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے صرف اصولی جواب پر اکتفا کی۔ حضرت معاویہؓ کے فضائل اور واقعات جو اس کتاب میں بیان ہو رہے ہیں اس بات کی کھلی شہادت ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کسی ایسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جیسی غلط فہمی حضرت عباسؓ کو حضرت علیؓ کے متعلق ہو گئی تھی یا کسی دشمنِ اسلام کی غلط بیانی سے جو ایک باقاعدہ سازش کے تحت جاری تھی متأثر ہو کر یہ سوال کر رہے ہیں جھوٹی شکایتیں اور غلط فہمیاں پھیلانے کا یہ سلسلہ حضرت عمرؓ کے زمانہ ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ پر ناانصافی کا الزام لگایا گیا، حضرت عثمانؓ کے متعلق غلط بیانی سے کام لیا گیا۔ مجملاً اس کا بیان ہو چکا ہے۔ تفصیل کیلئے ہماری مطوّل تاریخ کا انتظار فرمائیے۔

وفات سے پہلے حضرت معاویہؓ کا خطبہ | حضرت معاویہؓ کی عمر ۶۳ سال کی ہوئی تو اُنہوں نے ایک خطبہ دیا۔ اُنہوں نے فرمایا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپؐ ۶۳ سال کے تھے، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور اب میں بھی ۶۳ سال کا ہو گیا ہوں (میں سمجھتا ہوں کہ میری بھی اب وفات ہونیوالی ہے)" [3]

حضرت امیر معاویہؓ کے عادات و خصائل

امر بالمعروف و نہی عن المنکر | ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھتے دیکھکر حضرت معاویہؓ نے فرمایا "تم یہ نماز پڑھتے ہو حالانکہ ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اُٹھائی ہے ہم نے آپؐ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ عصر کے بعد ان دو رکعتوں سے آپؐ کو منع فرماتے سُنا ہے۔" [4]

اشاعتِ حدیث | ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے خطبہ دیا۔ خطبہ میں اُنہوں نے فرمایا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے 'جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے (یعنی میں تقسیم تو کرتا ہوں لیکن اس کا دینے والا اللہ ہی ہے) یہ اُمّت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی جو ان کی مخالفت کریگا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیگا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے"۔ [5]

ایک مرتبہ ۱ر محرم کو مدینہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ میں فرمایا "اے اہلِ مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ والمدینۃ عن جریرؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ذکر معاویہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرًا۔ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں یہ حدیث "ولعطی اللہ" تک ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ یہ یومِ عاشورا ہے، اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا ہے البتہ میں روزہ سے ہوں لہٰذا جو شخص چاہے روزہ رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔" [1]

مدینہ منوّرہ میں حضرت معاویہؓ نے پھر ایک خطبہ دیا۔ اُس وقت اُن کے ہاتھ میں بالوں کا ایک لچھّا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چُٹلے سے منع فرمایا ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل اُس وقت ہلاک ہوئے جب اُن کی عورتوں نے بالوں کے چُٹلے استعمال کئے۔" اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے فرمایا "میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ بھی کوئی چُٹلے استعمال کرتا ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کا نام جھوٹ (وفریب) رکھا ہے۔" [2]

حضرت امیر معاویہؓ کا شوقِ حدیث ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو ایک خط میں لکھا کہ وہ اُنہیں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث لکھکر بھیجیں جو اُنہوں نے خود رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ حضرت مغیرہؓ نے یہ حدیث لکھ کر بھیجی کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "بے شک اللہ تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ قیل[1] وقال، مال[2] کا ضائع کرنا اور سوال[3] زیادہ کرنا۔" [3]

ایک اور مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا کہ مجھے وہ دُعا لکھکر بھیجو جو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مغیرہؓ نے لکھا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ ثناء پڑھتے تھے:-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ [4]

اللہ کے سوا کوئی معبود و حاکم و حاجت روا نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اُسی کی ہے اور ہر قسم کی تعریف اُسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو چیز تو دے تو کوئی اُسے روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے تو کوئی اُسے دینے والا نہیں اور کسی بزرگی والے کو اس کی بزرگی تیرے ہاں نفع نہیں دے سکتی۔

احترام و حفاظتِ احادیث حضرت معاویہؓ فرمایا کرتے تھے "لوگو، احادیث بیان کرنے سے ڈرا کرو سوائے اُن احادیث کے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شائع و ذائع تھیں اس لئے کہ حضرت عمرؓ اللہ عزّ وجلّ (کے دین کے معاملہ) میں لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے (لہٰذا ان کے زمانہ میں احادیث بڑی صحت کے ساتھ بیان کی گئیں۔ دشمنانِ اسلام کو تحریف اور افترا کا موقع نہ مل سکا)" [5]

حضرت معاویہؓ کے فضائل

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی منزلت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں "میں بچّوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں کواڑ کے پیچھے چھپ گیا۔ رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث الغار (دو جگہ) و صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم فعل الواصلۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ عزّ وجلّ "لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا" و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی عن کثرۃ المسائل۔ [4] صحیح بخاری کتاب القدر باب لا مانع لما اعطی اللہ و صحیح مسلم باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب النہی عن المسئلۃ عن عبداللہ بن عامرؒ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آکر میرے شانوں کے درمیان تھپکی دی اور فرمایا 'جاؤ معاویہؓ کو میرے پاس بُلا لاؤ' میں گیا (حضرت معاویہؓ کھانا کھا رہے تھے) میں نے آکر عرض کیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا 'جاؤ معاویہؓ کو بُلا کر لاؤ'۔ میں گیا (وہ ابھی تک کھانا کھا رہے تھے) میں نے واپس آکر عرض کیا 'وہ ابھی تک کھانا کھا رہے ہیں'۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا 'اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے'۔" [1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ الفاظ "اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے" بطور بد دُعا کے نہ تھے۔ عرب میں اس قسم کے کلمات مثلاً "تیرا باپ نہ رہے" یا "تیری ماں تجھ کو روئے" وغیرہ وغیرہ روزمرّہ استعمال کئے جاتے تھے، کہنے والے کی نیّت بد دعاء کی نہیں ہوتی تھی بلکہ محض اظہارِ تعجّب ہوتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ان الفاظ کا بھی یہی منشاء ہے۔

اگر ان الفاظ کو بد دُعا ہی پر محمول کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں نے اپنے ربّ سے شرط کر لی ہے کہ اگر میں کسی کو بد دُعا دوں اور وہ اُس کا مستحق نہ ہو تو اُس بد دُعا کو اُس کے حق میں طہارت، پاکیزگی اور اپنے تقرّب کا ذریعہ بنا لے"۔ [2]

کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت معاویہؓ پر اس بد دُعا کا اثر ہوا ان کا پیٹ کسی طرح بھرتا ہی نہ تھا، اور جب یہ چیز ثابت نہیں تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت معاویہؓ اس بد دعا کے اہل نہیں تھے لہٰذا یہ بد دعا ان کے لئے تقرّب الی اللہ کا ذریعہ بن گئی، فللہ الحمد۔

حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت معاویہؓ پر کافی اعتماد تھا، بعض خدمات کی انجام دہی کیلئے خاص طور پر انہیں بُلایا جاتا تھا حالانکہ اُس وقت اُن کی عمر تقریباً ۱۲ سال تھی۔ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قاصد نے جاکر حضرت معاویہؓ سے یہ نہیں کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمہیں بلا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ فوراً حاضر نہیں ہوئے، کھانا کھاتے رہے۔

جنّتی ہونے کی بشارت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ حرامؓ کے ہاں آرام فرما رہے تھے کہ آپؐ کو نیند آگئی۔ تھوڑی دیر میں آپؐ جاگے تو مسکرا رہے تھے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پوچھا "آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے (میرے سامنے) پیش کئے گئے، وہ سبز سمندر میں اس طرح چلے جا رہے تھے گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں، یہ منظر مجھے بہت اچھا معلوم ہوا (اس لئے مُسکرا رہا ہوں) یہ میری اُمّت کا پہلا بحری لشکر ہے، ان کیلئے (جنّت) واجب ہو گئی"۔

حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اور پھر سو گئے۔ کچھ دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے (میرے سامنے) پیش کئے گئے، گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں، یہ منظر مجھے بہت اچھا معلوم ہوا"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لشکر میں شامل ہو (دوسرے میں نہیں)"

---

[1] صحیح مسلم کتاب البرّ باب من لعنہ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

[2] صحیح مسلم کتاب البرّ باب من لعنہ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ

اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد حضرت امیر معاویہؓ (کی گورنری) کے زمانہ میں حضرت اُمِّ حرامؓ اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامتؓ کے ہمراہ بحری جہاد کیلئے روانہ ہوئیں اور اسی سفر میں واپسی کے وقت سواری سے گر کر وفات پا گئیں۔ یہ پہلا بحری لشکر تھا جو حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت معاویہؓ کی سپہ سالاری میں جہاد کیلئے گیا تھا۔[1]

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

(۱) حضرت عثمانؓ کے زمانہ کے بحری جہاد کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد فی سبیل اللہ فرمایا۔

(۲) حضرت معاویہؓ کی یہ بحری جنگ خالص اللہ کے راستہ میں تھی۔

(۳) حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو جنّت کی بشارت دی گئی۔

(۴) حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزّت عطا کی۔ شرف بخشا۔ ان کو بادشاہوں کی سی شان و شوکت دی، پھر ان کی اس شاہانہ شان و شوکت کو بطور خوش خبری کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش کیا۔ یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں سے صرف خوش ہی نہیں بلکہ اُن پر فخر کرتا ہے۔

(۵) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو دیکھکر خوش ہوئے۔

یہ ہیں حضرت معاویہؓ اور یہ ہے اُن کی فضیلت، اللہ بھی ان سے خوش ہے، اللہ کے رسُولؐ بھی ان سے خوش ہیں بلکہ ان پر فخر کرتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو حضرت معاویہؓ پر اعتراض کرتے ہیں؟ انہیں منافق سمجھتے ہیں؟ کیا منافقوں کی یہی شان ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر کوئی شخص ان سے بغض رکھے تو گویا وہ اللہ اور رسُولؐ کی توہین کرتا ہے بلکہ تکذیب کرتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں اُس کا ایمان سلامت رہ سکتا ہے؟ یہ ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ٹکسالی حدیثیں ان کے مقابلہ میں تاریخ کے فرضی اور خود ساختہ واقعات کیا حقیقت رکھتے ہیں جو دشمنانِ اسلام کی سازش کا نتیجہ ہیں اور اسلامی تاریخ پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ افسوس ہے کہ بعض مسلمین بھی ان کو اسلامی تاریخ کا جزء سمجھتے رہے ہیں حالانکہ ان کا اسلامی تاریخ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

حضرت معاویہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب خاندان کے ایک فرد تھے فتح مکّہ کے موقع پر حضرت معاویہؓ کے والد حضرت ابوسفیانؓ اور اُن کی والدہ حضرت ہندؓ بنت عتبہ دونوں مسلم ہو گئے۔ حضرت ہندؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگیں "اے اللہ کے رسُولؐ، ایک وہ وقت تھا کہ رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں تھے کہ جن کا ذلیل ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہو، اور اب آج یہ حالت ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری بھی یہی حالت ہے۔"[2]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:۔

(۱) حضرت ابوسفیانؓ، حضرت ہندؓ وغیرہ سب صحیح الایمان تھے ورنہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیسے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الدعاء بالجہاد و الشہادۃ عن انسؓ و باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ فمات و باب رکوب البحر و باب ماجاء فی قتال الرّوم عن اُمِّ حرامؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الأیمان والنذور باب کیف کانت یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب قضیۃ ہندؓ عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

ان سے محبّت کر سکتے تھے۔

(۲) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قسم کھا کر فرمایا کہ ہندؓ اور ان کے اہلِ خاندان سب آپؐ کے محبوب ہیں۔ لہٰذا حضرت ابوسفیانؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت یزیدؒ وغیرہ سب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب ہوئے۔

مُومن کی نشانی یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب کو اپنا محبوب سمجھے۔ لہٰذا ہمیں اُمّید ہے کہ اس حدیث کو سُننے کے بعد کوئی مُومن ایسا نہیں ہوگا جو ان لوگوں کو اپنا محبوب نہ سمجھے۔ یہ تاریخ کے خرافات نہیں ہیں کہ جن کی بناء پر ہم یہ بات کہہ رہے ہیں بلکہ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ٹکسالی حدیث ہے۔ کیا اس کی موجودگی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوبین کے متعلّق وہ افسانے صحیح ہو سکتے ہیں جو ہماری تاریخ میں بے سند درج کر دئے گئے ہیں اور اگر کہیں سند ملتی بھی ہے تو کوئی نہ کوئی دشمن اسلام کذّاب راوی اُس کی سند میں ہوتا ہے۔ کاش مسلمین غور کریں کہ ہماری تاریخ کو کس قدر مسخ کیا گیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کاتب نبوی تھے | فتح مکّہ کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس درخواست کو قبول فرما لیا۔[1]

یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنا کاتب بنا لیا۔ افسوس ہے اُن لوگوں پر جو کاتب نبوی پر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی منافق کو کاتب بنایا کرتے تھے؟ ہرگز نہیں، لہٰذا حضرت معاویہؓ کے صحیح الایمان ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔

حضرت معاویہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر میں | ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ سے کسی نے کہا کہ حضرت معاویہؓ ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے فرمایا "انہیں چھوڑ دو وہ بے شک فقیہ ہیں، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اُٹھائی ہے (لہٰذا اُنہوں نے ضرور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے افعال کی حقیقت و مصلحت کو سمجھا بھی ہے کیونکہ وہ فقیہ ہیں)"[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اللہ جس شخص کیلئے خیر کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے"[3] بقول ابنِ عبّاسؓ حضرت معاویہؓ فقیہ تھے، لہٰذا اُن کا فقیہ ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خیر کی بارش کی، ان کے افعال و کردار، سیاست و امارت سب میں خیر تھی، فللہ الحمد۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت معاویہؓ کی منزلت | ایک دن کا ذکر ہے کہ کچھ لوگ مسجد میں حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہؓ ان کے پاس سے گذرے تو پوچھا "تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟" لوگوں نے کہا "اللہ کا ذکر کرنے کیلئے"۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "اللہ کی قسم اِسی لئے بیٹھے ہو؟" انہوں نے کہا "اللہ کی قسم ہم اِسی لئے یہاں بیٹھے ہیں"۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "میں نے تم سے اس لئے قسم نہیں لی کہ میں تم کو جھوٹا سمجھتا تھا (بلکہ محض سُنّت کے اتّباع میں مَیں نے ایسا کیا ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں جو میرا مرتبہ تھا اتنے مرتبہ والا کوئی آدمی اتنی کم احادیث بیان کرنے والا نہیں جتنا کہ مَیں ہوں (احادیث کے بیان میں بڑی احتیاط سے کام لیتا

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل ابی سفیانؓ عن ابن عبّاسؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ذکر معاویہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ

ہوں لہٰذا میں جب کبھی حدیث بیان کروں گا تو وہ بے حد قابلِ اعتماد ہوگی ، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابہؓ کے ایک حلقہ کے پاس سے گذرے ۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان صحابہؓ سے پوچھا "تم (یہاں) کس لئے بیٹھے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا "ہم اللہ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں ، ہم اس بات پر اللہ کی حمد وثناء کر رہے ہیں کہ اُس نے ہمیں ہدایت دی اور ہم پر بڑا احسان کیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم کیا تم یہاں اسی لئے بیٹھے ہو؟" اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم ، اس کے سوا ہم اور کسی بات کیلئے یہاں نہیں بیٹھے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے تمہیں قسم اس لئے نہیں دی کہ میں تمہیں (جھوٹ کی) تہمت لگاتا ہوں ، لیکن بات یہ ہے کہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے ، اُنہوں نے مجھے یہ خبر دی کہ بے شک اللہ عزّ وجلّ ملائکہ میں تم پر فخر کرتا ہے"۔[1]

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :۔

(۱) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت معاویہؓ بڑے مرتبہ والے تھے ۔

(۲) حضرت معاویہؓ حدیث کی روایت میں بہت محتاط تھے ۔

(۳) حضرت ابو سعید خدریؓ جو اِس حدیث کے راوی ہیں اُنہوں نے حضرت معاویہؓ پر اعتماد کیا ، ان کے مرتبہ اور ان کی بیان کردہ حدیث کو وثوق کے ساتھ بیان کر دیا۔ اُنہوں نے حضرت معاویہؓ کے کسی بیان کی تردید نہیں کی ، گویا انہیں بھی یقین تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت معاویہؓ کا بڑا مرتبہ تھا ۔

(۴) کسی بھی مقام پر اتّفاقاً کسی بھی وقت جمع ہو کر آپس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ، اُس کی حمد وثناء بیان کرنا ، اُس کا شُکر ادا کرنا مستحب ہے ، لیکن ذکر کیلئے کوئی خاص طریقہ ایجاد کرنا یا کوئی دن یا تاریخ مقرّر کر لینا صحیح نہیں ۔ مثلاً کسی شخص کا یہ کہنا کہ سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو ، پھر یہ کہنا کہ اب سو مرتبہ سُبحان اللہ پڑھو وغیرہ وغیرہ یہ طریقہ خلافِ سُنّت بلکہ بدعت ہے ۔

حضرت یزیدؒ

حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد حضرت یزیدؒ خلیفہ ہوئے ۔

ان کے زمانہ میں دو اہم واقعات پیش آئے جو درج ذیل ہیں :۔

حضرت حسینؓ کی شہادت عراقیوں نے (دھوکا دیکر) حضرت حسینؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے پُوچھا کہ (حالتِ احرام میں) مکھی یا مچھّر مارنے کا کیا کفّارہ ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پُوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" اُس نے کہا "میں عراق کا رہنے والا ہوں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اس شخص کو دیکھو ، اہلِ عراق مجھ سے مچھّر مارنے کا کفّارہ پوچھ رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اہلِ عراق نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نواسے (حضرت حسینؓ) کو قتل کیا (اس کا کفّارہ نہیں پُوچھا ، مکھی یا مچھّر مارنے کا کفّارہ پوچھ رہے ہیں) اور میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حسنؓ و حُسینؓ کے متعلّق سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے 'یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں'۔"[2]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الذکر والدعا ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن عن ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ الولد۔

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ کے قتل میں عراق کے (سبائی) لوگوں کا ہاتھ تھا۔ حکومتِ وقت کا اس قتل سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اگر حکومت کے ایماء پر یہ قتل واقع ہوا ہوتا تو حضرت ابن عمرؓ بجائے اہلِ عراق کو ملامت کرنے کے حکومتِ وقت کو بُرا کہتے۔ کیونکہ جب حکومت کسی کام کو انجام دیتی ہے تو وہی موردِ الزام ٹھہرتی ہے نہ کہ رعایا جس کا کام حکومتِ وقت کی اطاعت ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عراقیوں پر غم و غصہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ انہیں ہی حضرت حسینؓ کے قتلِ ناحق کا مجرم سمجھتے تھے۔ اس عراقی شخص نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا سکوت اس کے اعترافِ جرم کا کھلا ثبوت ہے۔

حضرت حسینؓ کا سر اور عبیداللہ بن زیاد | حضرت حسینؓ کے قاتلوں نے حضرت حسینؓ کا سر تن سے جدا کیا۔ سر کو ایک طشت میں رکھ کر (کوفہ کے گورنر) عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ عبیداللہ بن زیاد (حضرت حسینؓ کے چہرہ کو) کُریدنے لگا اور اُن کے حُسن کے متعلق کچھ کہا (ان کی خوبصورتی پر تعجب کا اظہار کیا) حضرت انسؓ جو اُس وقت وہاں موجود تھے فرمانے لگے "یہ تمام لوگوں سے زیادہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے (ان کا حسین ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اِن میں اُن کی شباہت تھی جو دُنیا میں سب سے زیادہ حسین تھے)"[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت حُسینؓ کے قتل پر حضرت انسؓ کے کسی غم و غصہ کا اظہار نہ کرنے اور عبیداللہ کی اس نازیبا حرکت کی کوئی توجیہ ہمیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ملتی اِس لئے ہم معذور ہیں کہ اس کتاب میں اس پر روشنی ڈالیں، البتہ صحیح بخاری کی اس روایت سے یہ ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد کے سامنے اس واقعہ کی ترجمانی کچھ ایسے انداز سے کی گئی کہ وہ مشتعل ہوگیا اور حضرت انسؓ بھی اس غلط ترجمانی کی وجہ سے غم و غصہ کا اظہار نہ کر سکے۔ ان کی خاموشی معنٰی خیز ہے غالباً وہ حضرت حسینؓ کی شہادت کو اُن کی طرف منسوب کردہ غلط الزام کا منطقی نتیجہ سمجھے۔ تفصیل کیلئے ہماری مطوّل تاریخ کا انتظار کریں۔

عبیداللہ بن زیاد کا کردار | مندرجہ بالا واقعہ کے ساتھ ہم چند اور واقعات بھی نقل کر رہے ہیں جو عبیداللہ بن زیاد کے کردار کے آئینہ دار ہیں:۔

۱۔ ایک مرتبہ حضرت عائذ بن عمروؓ عبیداللہ کے پاس گئے اور اُس سے کہا "اے بیٹے، میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا "بدترین حاکم وہ ہیں جو ظالم ہوں، خبردار تم ان میں سے نہ ہو جانا"۔ عبیداللہ نے کہا "بیٹھئے، آپ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھُوسی ہیں (یعنی جس طرح چھلنی میں سے آٹا چھن کر نکل جاتا ہے اور صرف بھُوسی باقی رہ جاتی ہے، ایسے ہی آپ بھوسی کی طرح باقی رہ گئے ہیں، اکثر صحابہؓ دُنیا سے رخصت ہو چکے)" حضرت عائذؓ (کو یہ تمثیل پسند نہ آئی انہوں) نے فرمایا "کیا صحابۂ کرامؓ میں بھی بھُوسی تھی، بھوسی تو اُن کے بعد والوں اور اُنکے علاوہ دوسرے لوگوں میں ہے"۔[2]

حضرت عائذؓ کا عبیداللہ کو "بیٹا" کہنا اور پھر یہ فرمانا کہ "تم ظالموں میں سے نہ ہو جانا" غور طلب ہیں۔

۲۔ حضرت معقلؓ بیمار ہوئے تو عبیداللہ عیادت کیلئے گیا۔ حضرت معقلؓ نے فرمایا "میں تمہیں ایک حدیث سُناتا ہوں جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سُنی ہے، اگر زندگی کا یقین ہوتا تو نہ بھی سُناتا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس بندے کو اللہ کسی رعیّت کا راعی بنائے پھر وہ اس حال میں مرے کہ وہ اپنی رعیّت کو دھوکا دینے والا ہو تو اللہ اُس پر جنّت کو حرام کر دیتا ہے، اور جو امیر مسلمین کے کسی امر کا والی ہو اور وہ اُن کے لئے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب الحسنؓ والحسینؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔

محنت نہ کرے اور نہ خیر خواہی کرے تو وہ اُن کے ساتھ جنّت میں نہیں جائے گا۔" عبیداللہ نے کہا "آپ نے یہ حدیث مجھے آج سے پہلے کیوں نہ سُنائی۔" [1]

اس واقعہ سے عبیداللہ کی خشیت اور خلوص پر روشنی پڑتی ہے۔ گورنر ہوتے ہوئے اس کا عیادت کے لئے جانا بھی قابلِ غور ہے۔

۳۔ ایک مرتبہ عبیداللہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ایک خط لکھا، خط میں اُس نے لکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ یہ کہتے ہیں کہ جو شخص قربانی کا جانور روانہ کرے تو جو باتیں مُحرِم پر حرام ہوتی ہیں اُس پر بھی حرام ہو جاتی ہیں، میں نے قربانی کے جانور بھیجے ہیں آپ مجھے تحریر فرمائیں کہ آپ اِس سلسلہ میں مجھے (از روئے شریعت) کیا حکم دیتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے لکھا کہ ابن عباسؓ جو کچھ کہتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ [2]

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبیداللہ میں نیکی کی خواہش، مسائلِ خیر کی جستجو اور پھر اُس کے مُطابق عمل کا جذبہ موجود تھا۔

شہادتِ حسینؓ کے بعد حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت علیؒ حضرت یزیدؒ کے پاس چلے گئے، وہاں سے مدینہ منوّرہ واپس آگئے۔ مدینہ منوّرہ میں اُن کی ملاقات حضرت مسور بن مخرمہؓ سے ہوئی۔ حضرت مسورؓ نے کہا "آپ کو کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے"۔ حضرت علی بن حسینؒ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ حضرت مسورؓ نے کہا "کیا آپ مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلوار (جو آپ کے پاس ہے) دیدیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ پر غلبہ کریں اور تلوار آپ سے لے لیں، اللہ کی قسم اگر مجھے آپ دیدیں تو وہ مجھ سے کبھی نہیں لے سکتے یہاں تک کہ میری جان نہ نکل جائے"۔ [3]

واقعۂ حرّہ حضرت یزیدؒ کے زمانہ کا دوسرا اہم واقعہ، واقعۂ حرّہ ہے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا۔ اہلِ مدینہ میں سے (بعض لوگوں نے) حضرت یزیدؒ کی بیعت توڑ دی (اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو خلیفہ بنانا چاہا) ابنِ حنظلہ نے (حضرت یزیدؒ کے خلاف) بیعت لینی شروع کی، وہ مَوت پر بیعت لے رہے تھے (اکابرِ اُمّت حضرت یزیدؒ کی بیعت توڑنے کے خلاف تھے) حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے (ابن حنظلہ کی بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا، اُنہوں نے) فرمایا "میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مَوت پر کسی سے بیعت نہ کروں گا"۔ [4]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس بغاوت میں شامل نہیں تھے، اُنہوں نے حضرت یزیدؒ کی بیعت نہیں توڑی بلکہ اُنہوں نے اس سازش کی سخت مخالفت کی۔ اُنہوں نے اپنے تمام رشتہ داروں اور اولاد کو جمع کیا اور فرمایا میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے آپؐ نے فرمایا "قیامت کے دن ہر بدعہد کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا"۔ ہم نے یزیدؒ کے ہاتھ پر اللہ اور رسُولؐ کی سُنّت پر بیعت کی تھی اور اب اس سے قتال شروع کر دیا ہے (بیعت کرنے کے بعد قتال کرنا بدعہدی ہے) اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی نے یزیدؒ کی بیعت توڑی تو میرے اور اُس کے درمیان کوئی تعلّق باقی نہیں رہے گا۔ [5]

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسودؒ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک لشکر تیّار کیا گیا (تاکہ حضرت یزیدؒ کے خلاف بغاوت

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل وکتابُ الایمان وصحیح بخاری کتابُ الاحکام نحوہٗ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب بعث الھدی۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب البیعۃ فی الحرب علی ان لایفرّوا عن عباد بن تمیمؒ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الفتن باب اذا قال عند قوم شیئا ثم خرج الخ۔

کی جائے اور اُن کی فوج کا مقابلہ کیا جائے) میرا نام بھی اس میں لکھ لیا گیا (اگرچہ میری مرضی نہیں تھی) میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مولیٰ حضرت عکرمہؒ کے پاس گیا اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حضرت عکرمہؒ نے مجھے اس لشکر میں شامل ہونے کی سختی کے ساتھ ممانعت کی اور فرمایا کہ مجھے حضرت ابنِ عباسؓ نے خبر دی کہ بعض مسلم (مجبوراً) کافروں کے ساتھ صحابہؓ کے خلاف میدانِ جنگ میں آگئے تھے اور (اگرچہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے لیکن) مشرکین کی تعداد میں اضافہ کا موجب بنے ہوئے تھے (وہ مسلم اگرچہ لڑے نہیں لیکن پھر بھی ان میں سے) بہت سے تیروں کی ضرب سے قتل ہوتے رہے (جو تیر کافروں پر مارے جاتے تھے وہ ان پر بھی لگ جایا کرتے تھے) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ط قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ○ {نسآء ۹۷}

بے شک جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (اور کُفّار کی فوج میں شامل رہے) جب فرشتوں نے ان کی جان نکالی تو اُن سے پُوچھا کہ تم کس حال میں تھے (کیوں کُفّار کے ساتھ رہے) انہوں نے جواب دیا ہم مُلک میں بے بس و مجبور تھے (مجبوراً ہمیں کُفّار کا ساتھ دینا پڑا) فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں تھی کہ اس میں ہجرت کر کے چلے جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔[1]

حضرت عکرمہؒ کا مقصد یہ تھا کہ اگرچہ ان ضعیف مسلمین کی طرح تمہاری بھی نیّت اس باغی لشکر میں شامل ہو کر لڑنے کی نہیں ہے تاہم اس آیت کی رُو سے ایسے لشکر کے ساتھ رہنا اور اُن کی تعداد میں اضافہ کا موجب ہونا گناہ ہے۔ تمہیں ہرگز اس باغی لشکر میں نام بھی نہیں لکھوانا چاہیئے۔

(بہرحال بغاوت ہوئی، سرکاری فوج نے باغیوں کا قلع قمع کیا) بہت سے لوگ مارے گئے (جن میں بہت سے بے قصور بھی تھے) حضرت انسؓ کو اُن لوگوں کے مارے جانے کا بہت صدمہ ہوا۔[2]

واقعۂ حرّہ پر تبصرہ اِس سازش میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور دوسرے صحابہؓ و تابعین شریک نہیں ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مندرجہ بالا تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حرّہ کا واقعہ حضرت یزیدؒ اور اسلامی حکومت کے خلاف ایک سازش تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت یزیدؒ کو خلیفۂ برحق تسلیم کرتے تھے اور اُن کے خلاف خروج سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ افسوس ہے کہ صحابۂ کرامؓ تو حضرت یزیدؒ کو خلیفۂ برحق مانیں لیکن بعد والے ان سے بیزاری کا اظہار کریں۔ حضرت یزیدؒ کے خلاف طرح طرح کے افسانے گھڑیں اور اُن کے کردار کو داغدار بنانے کی کوشش کریں۔ مزید افسوس اس بات کا ہے کہ یہ من گھڑت افسانے ہماری تاریخ میں سمو دیئے گئے اور اب کوئی تحقیق نہیں کرتا کہ اصل حقیقت کیا ہے بلکہ بعض لوگ تو تحقیق کر کے اصل حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کو بھی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ تاریخ پرستی کا ایسا شکار ہو گئے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث بھی سُننے کیلئے تیار نہیں۔ انہیں یہ بات پسند نہیں کہ اب تک جو باتیں وہ سُنتے آئے ہیں اُنہیں ذہن سے نکالدیں۔ تحقیق کے مقابلہ میں وہ تقلید کو ترجیح دیتے ہیں اور صحیح کے مقابلہ میں غلط کو تسلیم کرتے ہیں، اِنّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ النسآء) [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ المنافقون)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے شامی فوجوں کا مقابلہ۔ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حامیوں نے مدینہ منوّرہ میں حضرت یزیدؒ کے خلاف بغاوت کی اور حرّہ کا واقعہ پیش آیا۔ باغیوں کا قلع قمع کر دیا گیا۔ (اس کے بعد حضرت یزیدؒ کی فوجوں نے مکّہ معظّمہ کا رُخ کیا) حضرت ابنِ زبیرؓ کے حامیوں سے شامی فوج کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں بیت اللہ جل گیا اور اس کی عمارت کو کافی نقصان پہنچا (اس سرسری مقابلہ کے بعد شامی فوج واپس چلی گئی) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو اُسی حال میں رہنے دیا تاکہ جو لوگ حج کو آئیں وہ بھی اپنی آنکھوں سے کعبہ کی بے حُرمتی دیکھ لیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ارادہ یہ تھا کہ لوگوں کی آزمائش کریں (کہ ان میں کتنی ایمانی حمیّت ہے) اس طریقہ سے وہ لوگوں کو اہلِ شام کے خلاف جرأت دلانا چاہتے تھے۔ جب سب لوگ (حج کیلئے) جمع ہو گئے تو حضرت ابن زبیرؓ نے کہا "اے لوگو! مجھے کعبہ کے متعلّق مشورہ دو کہ میں اسے توڑ کر از سرِ نو بناؤں یا صرف اسی حصّہ کو درست کر دوں جو خراب ہو گیا ہے"۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے کہا "میری رائے میں تو یہ بہتر ہے کہ جو حصّہ خراب ہو گیا ہے اسکی مرمّت کر دو اور کعبہ کو اُسی حال پر چھوڑ دو جیسا کہ وہ لوگوں کے اسلام لانے کے وقت تھا اور ان ہی پتّھروں کو رہنے دو جن پر لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مبعوث ہوئے"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "تم میں سے اگر کسی کا مکان جَل جائے تو اُس کو از سرِ نو تعمیر کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتا (جب اپنے مکان کیلئے تمہارا یہ حال ہے) تو پھر تمہارے رب کا مکان تو سب سے زیادہ عالی مرتبہ ہے۔ بہرحال میں اللہ سے تین دفعہ استخارہ کروں گا پھر پختہ ارادہ کروں گا (کہ کعبہ از سرِ نو تعمیر کیا جائے یا نہیں)"

الغرض حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تین دفعہ استخارہ کیا۔ پھر اُن کا پختہ ارادہ یہی ہوا کہ از سرِ نَو تعمیر کریں (جب کعبہ کو توڑنے کا وقت آیا تو) لوگ ڈرے کہ جو شخص سب سے پہلے کعبہ کو توڑنے کیلئے اس پر چڑھے گا کہیں اُس پر کوئی بَلا نازل نہ ہو جائے (ڈرتے ڈرتے) ایک شخص چڑھا اور اُس نے ایک پتّھر گرایا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اُس پر کوئی بَلا نازل نہیں ہوئی تو سب کعبہ کو ڈھانے میں شریک ہو گئے اور اُس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردہ ڈال دیا پھر فرمایا میں نے حضرت عائشہؓ سے سُنا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "اگر لوگ نیا نیا کفر چھوڑے ہوئے نہ ہوتے اور میرے پاس کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کیلئے رقم بھی ہوتی جو اِس وقت نہیں ہے تو میں کعبہ کو منہدم کر کے اُسے از سرِ نو تعمیر کرتا اور مقامِ حجر میں سے پانچ چھ ہاتھ زمین اس میں شامل کر دیتا، کعبہ کے فرش کو زمین سے مِلا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا۔ ایک مشرق کی طرف، دوسرا مغرب کی طرف، ایک دروازہ سے لوگ اندر داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکل جاتے"۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا "آج ہمارے پاس اس کی تعمیر کیلئے رقم بھی موجود ہے اور لوگوں (کے کُفر کی طرف واپس لَوٹ جانے) کا خوف بھی نہیں ہے (تو پھر ہم کیوں نہ اس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواہش کے مُطابق تعمیر کر دیں)"۔

الغرض حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حجر کی طرف سے پانچ چھ ہاتھ زمین کعبہ میں شامل کر دی۔ زمین کی کھُدائی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بنیاد بھی نظر آئی۔ سب لوگوں نے اُسے دیکھا اور پھر اُسی بنیاد پر دیواریں اُٹھانا شروع کر دیں۔ پہلے بیت اللہ کا طُول اَٹھارہ ہاتھ تھا، پھر جب عرض میں زیادتی ہوئی تو طول کم معلوم ہونے لگا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے طول میں دس ہاتھ کا اضافہ کر دیا[1] کعبہ کے چاروں طرف جو دیوار تھی وہ نیچی تھی۔ حضرت

[1] یہ بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کا واقعہ ہے۔ (خطباتِ محمودیہ)

عبداللہ بن زبیرؓ نے اُسے اُونچا کر دیا۔[1]

حضرت یزید بن رومانؒ کہتے ہیں کہ "میں کعبہ کے انہدام اور اس کی تعمیر کے وقت موجود تھا، میں نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بنیاد کے پتّھروں کو دیکھا، وہ اُونٹ کے کوہان کے مثل تھے"۔[2]

حضرت یزیدؒ کے فضائل

مغفرت کی بشارت ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ حرامؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ وہاں لیٹ گئے اور آپؐ کو نیند آگئی، کچھ دیر بعد آپؐ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پُوچھا آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیش کئے گئے اِس حالت میں کہ وہ سبز سمندر میں چلے جا رہے ہیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ تخت نشین بادشاہ ہیں، ان کو دیکھکر میں خوش ہوا، یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو سمندر میں جہاد کریگا، ان کے لئے (جنّت) واجب ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کیلئے دُعا، فرمائی اور اس کے بعد آپؐ پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مسکراہٹ کی کیا وجہ ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بادشاہ ہیں جو اپنے تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہیں"۔ دو تین مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ کلمات دوہرائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا، ان سب کی مغفرت ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں شامل کر دے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لوگوں میں شامل ہو، دوسرے لوگوں میں شامل نہیں ہو"۔ پھر حضرت امیر معاویہؓ کی سرکردگی میں حضرت اُمِّ حرامؓ بحری جہاد میں شریک ہوئیں اور واپسی میں اپنی سواری سے گر کر مر گئیں۔[3]

دوسرا جہاد ارض روم میں (قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں) ہوا۔ حضرت یزیدؒ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اسی جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی۔[4]

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

(۱) حضرت یزیدؒ کی یہ جنگ خالص اللہ کے راستہ میں تھی۔

(۲) حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کی مغفرت ہوگئی۔

(۳) حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑے اعزاز کے ساتھ پیش کیا، ان کو بادشاہوں کی سی شان دی گئی، اس شاہانہ کرّوفرّ اور شان و شوکت کا اللہ تعالیٰ نے بطور خوش خبری کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب بنیان الکعبۃ (یہ باب فضائل اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فضل مکّۃ و بنیانہا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدّعاء بالجہاد عن انسؓ و باب من یصرع فی سبیل اللہ و باب غزوۃ المرأۃ فی البحر و باب رکوب البحر و باب ما قیل فی قتال الروم عن اُمِّ حرامؓ و کتاب التعبیر باب رؤیا النہار و کتاب الاستئذان و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح بخاری میں ہیں)

[4] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیع رضؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مشاہدہ کرایا۔ یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت یزیدؒ اور اُنکے ساتھیوں سے صرف خوش ہی نہیں بلکہ ان پر فخر کرتا ہے۔

(۴) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کو دیکھکر خوش ہوئے۔ آپؐ جب بیدار ہوئے تو مُسکرا رہے تھے۔

یہ ہیں یزیدؒ اور یہ ہیں اُن کی فضیلتیں۔ ان فضائل کی خبر دینے والا اللہ تعالیٰ، ان کے بیان کرنے والے اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ اور پھر یہ سب کچھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود جن کی صحت پہ اجماعِ اُمّت۔ مگر افسوس پھر بھی دشمنانِ اسلام ان کے متعلق بدگوئی سے باز نہیں آئے۔ ان کے خلاف جھوٹے قصّے گھڑ گھڑ کر شائع کرتے رہے اور پھر وہ بغیر تحقیق کے ہماری تاریخ میں سمو دئے گئے۔ اب بتائیے ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُولؐ کی شہادت مانیں یا تاریخ کے ان خرافات کو صحیح سمجھیں۔

حضرت یزیدؒ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب خاندان کے ایک فرد | حضرت یزیدؒ کی دادی حضرت ہندؓ جب اسلام لائیں تو اُنہوں نے کہا تھا "اے اللہ کے رسُولؐ، اب رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میری بھی یہی حالت ہے۔"[1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت یزیدؒ حضرت ہندؓ کے خاندان کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب ہیں۔

حضرت مَروانؒ

حالات قبل خلافت

حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت مروانؒ مدینہ منوّرہ کے گورنر تھے۔[2]

نمازِ عید اور خطبہ | ایک مرتبہ عید کے دن حضرت مروانؒ عیدگاہ تشریف لائے اور (نماز سے پہلے) منبر پر چڑھنے لگے حضرت ابوسعید خُدریؓ نے ان کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن وہ منبر پر چڑھ ہی گئے اور نمازِ عید سے پہلے خطبہ شروع کر دیا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا "اللہ کی قسم تم نے تبدیلی کر دی"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "جو بات تم جانتے ہو وہ گذر گئی"۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا "اللہ کی قسم جو کچھ مَیں جانتا ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا"۔ حضرت مروانؒ نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا "بات یہ ہے کہ لوگ نمازِ عید کے بعد بیٹھتے نہیں اس لئے میں نے نمازِ عید سے پہلے خطبہ دیدیا" (یعنی جب لوگوں نے تبدیلی کی تو مجھے بھی تبدیلی کرنی پڑی)[3]

روزہ اور جنابت | حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ نے ایک مرتبہ حضرت مروانؒ سے کہا "حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الأیمان والنذور باب کیف کانت یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدّیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ الاحقاف) عن یوسف بن ماہکؒ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العیدین وصحیح مسلم کتاب العیدین نحوہٗ۔ [4] نمازِ عید سے پہلے خطبہ دینے کا ثبوت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی ملتا ہے (مسند احمد عن عبداللہ بن زبیرؓ) اور بعض صحابیوں سے بھی ملتا ہے

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کبھی اِس حال میں صبح[عہ] کرتے کہ آپ جنبی ہوتے، پھر آپؐ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔" حضرت مروانؒ نے کہا "(میں تمہیں قسم دیتا ہوں) کہ تم یہ حدیث ابوہریرہؓ کو ضرور سناؤ (اِس لئے کہ وہ کہتے ہیں ایسی صورت میں روزہ نہیں ہوتا)"

حضرت ابوہریرہؓ ذوالحلیفہ میں اپنی زمین پر تھے کہ اتفاق سے اُن کی مُلاقات حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ سے ہوئی۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے کہا "مَیں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور اگر مروانؒ نے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ سے بیان نہ کرتا۔" یہ کہکر اُنہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ کی بیان کردہ حدیث انہیں سُنائی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "یہ بات (کہ اگر حالت جنابت میں صبح ہو جائے تو روزہ نہیں ہوتا) مجھ سے فضل بن عبّاسؓ نے بیان کی تھی، بہرحال وہ دونوں بیویاں زیادہ عالِم ہیں[1]۔ (لہٰذا ان ہی کی بات قابلِ تسلیم ہے نہ کہ فضل بن عبّاسؓ کی)"

حدیث پر عمل ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت مروانؒ سے کہا "تم نے سود کی بیع کو حلال کر دیا۔" حضرت مروانؒ نے پوچھا "میں نے کیا کیا۔" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "تم نے توسند (چٹھیوں) کی بیع جائز کر دی حالانکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غلّہ کی بیع سے منع فرمایا ہے، جب تک اس پر پوری طرح قبضہ نہ کر لے۔" حضرت مروانؒ نے خطبہ دیا اور لوگوں کو اس بیع سے منع کر دیا[2]۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت مروانؒ کے نزدیک حدیث واجب الاتّباع والاحترام تھی اور یہ کہ وہ حدیث کے خلاف فتوٰی دینے کو بُرا خیال کرتے تھے۔

حضرت مروانؒ کا ایک فیصلہ حضرت صہیبؓ کے بیٹوں نے دعوٰی کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو مکان اور ایک حجرہ حضرت صہیبؓ کو دیا تھا (یہ جائداد اب ہمیں ملنی چاہیئے کیونکہ ہم اُن کے وارث ہیں) حضرت مروانؒ نے کہا "تمہارا گواہ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "ابنِ عمرؓ"۔ حضرت مروانؒ نے حضرت ابنِ عمرؓ کو بُلوایا۔ حضرت ابن عمرؓ نے شہادت دی کہ واقعی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صہیبؓ کو دو مکان اور ایک حجرہ عطا فرمایا تھا، حضرت مروانؒ نے اسی گواہی کے مُطابق ان کے حق میں فیصلہ کر دیا[3]۔

حضرت مروانؒ کی خشیت ایک دن حضرت مروانؒ نے اپنے بھائی رافع سے کہا "اے رافع، ابن عباسؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ اگر یہ بات ہے کہ ہر وہ شخص کہ جب اُسے کچھ دیا جائے تو خوش ہو اور کسی کام پر عمل کئے بغیر اس کی تعریف کی جائے تو وہ اُسے پسند کرے عذاب دیا جائے گا تو ہم سب کو ضرور عذاب ہوگا۔" حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا "تمہارا اس آیت سے کیا تعلّق (یہ تو یہودیوں کے متعلّق ہے) ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بُلایا اور اُن سے کوئی بات پُوچھی، اُنہوں نے اس بات کو چھپایا اور اس کے علاوہ کوئی اور بات بتادی اور یہ خیال کیا کہ (ان کی بات کو لوگ اظہارِ حق پر محمول کریں گے اور اس طرح) ان کی تعریف کی جائے گی اور اس چھپانے سے جو کچھ انہیں فائدہ پہنچا اس سے وہ خوش ہوئے (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا کر کے وہ دُنیا میں خوش ہو لیں آخرت میں ان کیلئے سخت عذاب ہے)"[4]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصوم باب الصائم یصبح جنبا و صحیح مسلم کتابُ الصّوم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتابُ البیوع باب بُطلان بیع المبیع قبل القبض۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ آل عمران) باب لاتحسبنّ الذین یفرحون بما اتوا۔ عہ صبح سے مراد صبح صادق ہے نہ کہ طلوع آفتاب۔

حضرت یزیدؒ کی ولیعہدی اور حضرت مروانؒ | حضرت معاویہؓ نے حضرت مروانؒ کو حجاز کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ ایک دن حضرت مروانؒ نے اپنی تقریر میں حضرت یزیدؒ کا ذکر کیا تاکہ لوگ حضرت معاویہؓ کے بعد ان سے بیعت کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے (جواباً) کوئی بات کہی (جو حضرت مروانؒ کو ناگوار گذری) حضرت مروانؒ نے کہا "انہیں پکڑنا" حضرت عبدالرحمٰنؓ جلدی سے (اپنی بہن) حضرت عائشہؓ کے گھر میں چلے گئے اور کوئی انہیں پکڑ نہ سکا۔ حضرت مروانؒ نے کہا یہی تو وہ شخص ہیں:

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ {احقاف ۱۷}

جنہوں نے اپنے والدین سے کہا تھا اُف تم مجھے یہ بتاتے ہو کہ میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت لوگ گذر چکے ہیں (کوئی بھی زندہ نہیں ہوا) والدین نے اللہ سے فریاد کرتے ہوئے کہا تھا "تجھ پر افسوس، ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے"۔ انہوں نے کہا یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (لوگ بس اسی طرح کہتے آئے ہیں)"

حضرت عائشہؓ نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا "ہمارے (یعنی اولادِ ابوبکرؓ کے) متعلق اللہ نے قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے میری برأت کے"۔ [1]

اُمّتِ مسلمہ سے محبّت | ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے الصّادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ "میری اُمّت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو"۔ [2]

احترامِ حدیث | ایک مرتبہ حضرت مروانؒ نے خطبہ دیا، خطبہ میں مکّہ اور اہلِ مکّہ کا ذکر کیا اور مکّہ معظّمہ کی حرمت بیان کی۔ حضرت رافع بن خدیجؓ نے انہیں پکارا اور فرمایا "کیا بات ہے کہ تم مکّہ، اہلِ مکّہ اور مکّہ کی حُرمت کا ذکر کرتے ہو اور مدینہ اہلِ مدینہ اور مدینہ کی حُرمت کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ یقیناً رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ کے) دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیا ہے اور یہ ہمارے پاس خولانی چمڑے پر لکھا ہوا بھی ہے، اگر تم چاہو تو تمہیں پڑھ کر سُناؤں"۔ یہ سُن کر حضرت مروانؒ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا "ہاں میں نے بھی کچھ ایسا سُنا ہے"۔ [3]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ سترہ لگائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، اُن کے سامنے سے ایک نوجوان نے گذرنا چاہا حضرت ابوسعیدؓ نے اُس کے سینہ پہ ہاتھ مار کر اُسے روک دیا۔ اُس نے پھر نکلنا چاہا، اُنہوں نے اور زور سے اُسے مارا۔ وہ سیدھا حضرت مروانؒ کے پاس گیا اور اُن کی شکایت کی۔ حضرت مروانؒ نے حضرت ابوسعیدؓ سے کہا "کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح حکم دیا ہے (حضرت مروانؒ خاموش ہو گئے) [4]

حضرت عبدالملکؒ بن مروانؒ

حضرت مروانؒ کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت عبدالملکؒ خلیفہ ہوئے۔ تمام لوگوں نے اُن کی بیعت کر لی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن یوسف بن ماہکؒ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلاک اُمتی ..... الخ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ عن نافع بن جبیرؒ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب السترۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اپنا بیعت نامہ انہیں لکھکر بھیجدیا۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ میں اللہ کی سُنّت اور اُس کے رسُولؐ کی سُنّت کے مطابق اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مَیں جہاں تک مجھ سے ہوسکیگا سُنوں گا اور اطاعت کروں گا اور میرے بیٹے بھی یہ اقرار کرتے ہیں۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا احترام | حضرت عبدالملکؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بڑا احترام کرتے تھے انہوں نے (اپنے گورنر) حجّاج کو لکھا کہ حج کے تمام کاموں میں حضرت ابنِ عمرؓ کی پیروی کی جائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ مع اپنے صاحبزادے حضرت سالمؒ کے دوپہر ڈھلے حجّاج کے خیمہ کے پاس آئے اور بلند آواز سے کہا "وہ کہاں ہے؟" حجّاج باہر آیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا "اگر سُنّت کی پیروی چاہتا ہے تو چل" اُس نے کہا "اِس وقت؟" حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "اچھا اتنی مہلت دیدیجئے کہ میں اپنے اوپر پانی بہالوں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (نے کہا اچھا اور پھر) سواری سے اُتر گئے۔ (نہانے کے بعد) حجّاج باہر آیا اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت سالمؒ کے درمیان چلنے لگا۔ حضرت سالمؒ نے کہا "اگر تم سُنّت کی پیروی چاہتے ہو تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف کے لئے جلدی کرنا"۔ حجّاج حضرت ابنِ عمرؓ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "سالمؒ ٹھیک کہتے ہیں"۔[2]

حضرت اُمِّ دردا ءؒ کا احترام | ایک دفعہ حضرت عبدالملکؒ نے حضرت اُمِّ دردا ءؒ کو اپنے پاس سے کچھ خانگی آسائش کا سامان بھیجا۔ (ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت اُمِّ دردا ءؒ حضرت عبدالملکؒ کے ہاں مہمان تھیں) رات کو عبدالملکؒ اُٹھے، خادم کو آواز دی، خادم نے آنے میں دیر کی تو اُنہوں نے اس پر لعنت کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اُمِّ دردا ءؒ نے عبدالملکؒ سے کہا "تم نے اپنے خادم پر لعنت کی، میں نے ابودردا ءؓ سے سُنا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ شفیع ہوں گے نہ گواہ"۔[3]

ایک غلط فیصلہ پر ندامت | ایک مرتبہ حضرت عبدالملکؒ نے قسامہ میں ایک شخص کو قتل کیا (بعد میں معلوم ہوا کہ گواہ جھوٹے تھے تو) حضرت عبدالملکؒ اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوئے اور ان پچاس شخصوں کا جنہوں نے (جھوٹی قسم کھائی تھی (وظیفہ پانے والوں کے) دیوان سے نام خارج کر دیا اور مُلکِ شام کی طرف انہیں جلا، وطن کر دیا۔[4]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی پیدائش اور بچپن | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت اسماءؓ کے بطن سے اُس وقت پیدا ہوئے تھے جب وہ دورانِ ہجرت قبا میں وارد ہوئیں۔ حضرت اسماءؓ ان کو لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو اپنی گود میں لے لیا، پھر کھجور چبا کر اُن کے مُنہ میں ڈالی، سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کیلئے دُعا کی۔ حضرت عبداللہؓ ہجرت کے بعد مسلمین کے ہاں سب سے پہلے مولود تھے۔[5] جنگِ خندق میں یہ خواتین کے ساتھ ایک قلعہ میں محفوظ تھے۔ عمر بن ابی سلمہؓ بھی ساتھ تھے۔ یہ دونوں بچے باری باری سے ایک

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب اوّل عن عبداللہ بن دینار وکتابُ الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب قصر الخطبۃ بالعرفۃ وباب التہجر بالرواح یوم عرفۃ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ البرّ والصلۃ والآداب باب النہی عن اللعن [4] صحیح بخاری کتاب الدیات باب القسامۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ۔

دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ کرتے تھے۔[1]

جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سات یا آٹھ سال کے ہوئے تو اپنے والد (حضرت زبیرؓ) کے حکم سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کرنے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آتے ہوئے دیکھا تو مُسکرائے اور بیعت لی۔[2]

جب اُن کی عمر دس سال کی ہوئی تو اپنے والد کے ساتھ جنگِ یرموک میں گئے۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں گھوڑے پر سوار کر کے ایک شخص کے سپرد کر دیا تھا۔[3]

حضرت ابن زبیرؓ کی جوانی | بلوۂ جمل میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھے، اسی موقع پر حضرت زبیرؓ نے انہیں اپنے قرضہ کے ادا کرنے کی وصیت کی۔ قرضہ بہت تھا۔ حضرت حکیم بن حزامؓ (کو معلوم ہوا کہ قرضہ بہت ہے تو) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس آئے اور کہا "تم پر قرضہ بہت ہے اور تمہارے پاس مال اتنا نہیں ہے لہٰذا تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے تم اس سلسلہ میں مجھ سے مدد لینا"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا بھی بہت روپیہ حضرت زبیرؓ پر قرض تھا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا "اگر تم کہو تو میں قرضہ معاف کر دوں؟" حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "نہیں"۔ اُنہوں نے کہا "اگر تم مُہلت چاہو تو مہلت لے لو"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "نہیں"۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تمام قرضہ ادا کر دیا۔ قرضہ کی ادائیگی کے بعد ان کے بھائیوں نے کہا "ورثہ تقسیم کر دو"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "میں اُس وقت تک ورثہ تقسیم نہیں کر سکتا جب تک چار سال تک موسمِ حج میں یہ اعلان نہ کروں کہ زبیرؓ پر کسی کا قرضہ ہو تو ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرضہ ادا کریں گے"۔ الغرض انہوں نے چار سال تک اعلان کیا پھر ورثہ تقسیم کر دیا۔[4]

حضرت عبداللہؓ کا بیعت سے انکار اور کعبہ کی تعمیر | جب حضرت یزیدؒ خلیفہ ہوئے تو حضرت ابن زبیرؓ نے بیعت نہیں کی۔ واقعۂ حرّہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا مکّہ میں شامی فوجوں سے مقابلہ ہوا جس کے نتیجہ میں کعبہ جل گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواہش کے مطابق ابراہیمی بنیادوں پر کعبہ کو از سرِ نَو تعمیر کیا۔ یہ تمام حالات حضرت یزیدؒ کے ضمن میں پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔

(حضرت یزیدؒ کی وفات کے بعد) ابن زیاد اور مروان شام پہنچے، قُرّاء یعنی خارجی بصرہ پہنچے اور حضرت ابن زبیرؓ مکّہ پر قابض ہو گئے (ان حالات میں جبکہ حکومت ایک شخص کے ہاتھ میں نہیں رہی تھی حضرت ابن زبیرؓ نے اُمّت کی بہبودی کے خیال سے حکومت خود سنبھالنے کا ارادہ کر لیا، اُنہوں نے حضرت مروانؒ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور اسی بنیاد پر) اُنہوں نے حضرت عبدالملکؒ کی بیعت نہیں کی بلکہ اپنی (خلافت کا اعلان کر دیا اور) بیعت لینی شروع کر دی۔

بیعت کے بعد جب عید الفطر قریب آئی تو حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے ان سے کہلوایا کہ عید کے دن اذان نہیں ہوتی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسا ہی کیا)۔[5]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور نمازِ کسوف | ایک مرتبہ مدینہ میں انہوں نے کسوف (یعنی گرہن) کی نماز

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد و ابواب المناقب باب مناقب زبیرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب استحباب تحنیک المولود۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم و باب مناقب زبیرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ ملخصًا۔ [5] صحیح بخاری کتاب العیدین باب المشی و الرکوب الی العید و کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئًا ثم خرج فقال بخلافہ۔

پڑھائی۔ انہوں نے صبح کی نماز کے مثل دو رکعتیں پڑھیں (ہر رکعت میں کئی کئی رکوع نہیں کئے) ان کے بھائی حضرت عروہؒ نے کہا "یہ سُنّت بھول گئے"۔ [1]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور اشاعتِ حدیث ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اگر ابنِ آدم کو ایک جنگل سونا مل جائے تو دوسرے جنگل کی خواہش کریگا اور اگر دوسرا جنگل مِل جائے تو تیسرے کی خواہش کریگا، اُس کے پیٹ کو تو صرف مٹّی ہی پُر کرسکتی ہے اور جو توبہ کرتا ہے اللہ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے"۔ [2]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حُبِّ رسُولؐ یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواہش کے مطابق کعبہ کو ازسرِ نو تعمیر کیا [3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑی محبّت تھی۔

حدود اللہ کا نفاذ ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خطبہ دیا (اور اُس نابینا آدمی کا ذکر کیا جس نے متعہ کے جواز کا فتوٰی دیا تھا) انہوں نے فرمایا "جس طرح بعض لوگوں کی آنکھوں کو اللہ نے نابینا کر دیا ہے اُسی طرح اللہ نے ان کے قلوب کو بھی اندھا کر دیا ہے کہ وہ متعہ کو بھی جائز قرار دیتے ہیں"۔ پھر اُنہوں نے اس فتوٰی دینے والے کو پکار کر کہا "تم بے وقوف، کم علم اور نافہم ہو، میری زندگی گواہ ہے، متعہ بے شک امام المتقین (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے زمانہ میں کیا جاتا تھا (لیکن بعد میں آپؐ نے منع کر دیا) اچھا تم اپنے اوپر تجربہ کرکے دیکھو (کہ میں تمہیں سزا دیتا ہوں یا نہیں) اگر تم نے متعہ کیا تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا"۔ [4]

حضرت ابن زبیرؓ اور صلۂ رحمی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (اپنی خالہ) حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے بہت محبوب تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے (وقتاً فوقتاً وہ انہیں کافی رقم بھیجا کرتے تھے) لیکن جو کچھ وہ اُنہیں بھیجتے وہ اُسے اللہ کے نام پر خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "ان کے ہاتھ کو روکنا چاہیئے"۔ حضرت عائشہؓ نے (ان کا یہ قول سُنا تو) فرمایا "کیا میرے ہاتھ روکے جائیں گے؟ اگر میں اس سے بات کروں تو مجھ پر نذر واجب ہے"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے معافی کی درخواست کی، اس سلسلہ میں اُنہوں نے چند قرشی آدمیوں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ماموؤں سے سفارش بھی کرائی لیکن حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے معافی سے انکار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ماموؤں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا "جب ہم اجازت لے لیں (تو تم بھی ہمارے ساتھ اندر آجانا اور پھر) تم پردہ کے اندر چلے جانا"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے انہیں معاف کر دیا اور نذر پوری کرنے کے لئے (غلام آزاد کرتی رہیں اس طرح) انہوں نے (سب ملاکر) چالیس غلام آزاد کئے۔ [5]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ:-

(۱) حضرت عائشہ صدّیقہؓ بہت سخی تھیں، اللہ کے نام دینا اُنہیں بہت محبوب تھا، اور اس سلسلہ میں انہیں کسی قسم کی رکاوٹ سخت ناپسند تھی، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اگرچہ ان کے محبوب تھے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الکسوف باب الجھر فی الکسوف۔ [2] صحیح بخاری کتاب الرقاق [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب قریش وکتاب الادب باب الھجرۃ۔

لیکن جب وہ اللہ کی محبت میں رکاوٹ بنے تو وہ اُن سے ناراض ہوگئیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بہت احترام کرتے تھے، ان کے ناراض ہونے کو وہ برداشت نہ کرسکے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت سے تخلّف | ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ میں بیعت کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی (حضرت ابنِ عباسؓ بیعت کرنے پر راضی نہ ہوئے) دوسرے روز حضرت ابن ابی ملیکہؒ حضرت ابن عباسؓ سے ملے۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا کیا تمہیں خلافت کیلئے ابن زبیرؓ کے کھڑے ہونے پر تعجب نہیں۔ مَیں سوچ رہا ہوں کہ ابن زبیرؓ کے معاملہ میں کیا کروں۔ حضرت ابن ابی ملیکہؒ نے پُوچھا کیا آپ ان سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور حرم کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "معاذ اللہ یہ کام تو ابن زبیرؓ اور بنو اُمیّہ کی قسمت ہی میں لکھا ہے، میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔" لوگوں نے کہا تو پھر بیعت کرلیجئے حضرت ابن عباسؓ نے کہا "یہ کچھ بعید نہیں، وہ خلافت کے اہل ہیں، ان کے والد زبیرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حواری تھے، ان کے نانا ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غار کے ساتھی، ان کی والدہ اسماءؓ ذات النطاق ہیں، ان کی خالہ (حضرت عائشہؓ) اُمّ المؤمنین ہیں، ان کی پھوپی حضرت خدیجہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجۂ مطہّرہ تھیں۔ ان کی دادی حضرت صفیہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھوپی تھیں۔ وہ خود بھی اسلام میں بڑے پارسا ہیں، قاریٔ قرآن ہیں، اگر وہ مجھے ملالیں تو میں ان کا رشتہ دار ہوں اور اگر وہ میری نگہداشت کریں تو وہ میرے بزرگ ہیں لیکن وہ تو ان فضائل کی بناء پر مجھ سے کنارہ کش ہیں اور میرے ساتھ سلوک کا ارادہ نہیں رکھتے، انہوں نے تو بنو تویت، بنو اسد اور بنو اسامہ کو اعزاز دے رکھا ہے (خلیفہ) عبدالملک ظاہر ہے کہ آگے بڑھ چکے ہیں (ان کی خلافت تسلیم کی جاچکی ہے) انہوں نے (ازراہِ اخلاق) ابن زبیرؓ کے معاملہ کو مؤخر کر رکھا ہے (کہ شاید یہ خود ہی سنبھل جائیں) اگر ان کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہی پڑی تو میں بیعت کرلوں گا۔" [1]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور اہلِ شام | اہلِ شام حضرت عبدالملکؒ کو خلیفہ تسلیم کرچکے تھے (لہٰذا وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بیعت نہ کرنے کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے) اور ان کو ابن ذات النّطاقین کہکر عار دلاتے تھے۔ ان کی والدہ حضرت اسماءؓ نے کہا "اے بیٹے تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کہتے ہیں (سُنو) میرا ایک کمر بند تھا، میں نے اُسکے دو ٹکڑے کئے، ایک سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کھانے کی تھیلیوں اور آپؐ کے مشکیزہ کا منہ باندھا تھا (اور ایک سے اپنا تہ بند، اس لئے میرا لقب ذات النّطاقین ہوگیا یعنی دو کمر بند والی)" اس کے بعد جب عبداللہ بن زبیرؓ کو کوئی اس نام سے پکارتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ | کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے متوازی خلافت قائم کرلی تھی اور اپنے ہاتھ پر بیعت لے رہے تھے لہٰذا حجّاج نے جو حضرت عبدالملکؒ کی طرف سے گورنر تھا ان کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ کے دوران دو شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے "بے شک لوگ ضائع کردئے گئے اور آپ عمرؓ کے بیٹے ہیں، پھر صحابی بھی ہیں، آپ جہاد کے لئے کیوں نہیں نکلتے"۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا "مجھے یہ چیز روکتی ہے کہ اللہ نے میرے بھائی کا خون مجھ پر حرام کردیا ہے۔" ان دو آدمیوں نے کہا کیا اللہ نہیں فرماتا:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ)

[2] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الخبز المرقق۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ {بقرۃ ۱۹۳} ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "ہم نے قتال کیا یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہا اور صرف اللہ کا دین نافذ ہو گیا اور تم یہ چاہتے ہو کہ لڑو یہاں تک کہ فتنہ پیدا ہو جائے اور غیر اللہ کا دین نافذ ہو جائے (خانہ جنگی سے غیر مسلم حکومت کا فائدہ اور غیر اللہ کا قانون نافذ ہونے کا اندیشہ ہے)" [1]

اسی قسم کا مطالبہ حضرت سعدؓ سے بھی کیا گیا اور مذکورہ بالا آیت پڑھ کر انہیں بھی جنگ کرنے کی طرف مائل کیا گیا۔ حضرت سعدؓ نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیا تھا۔ [2]

اسی زمانہ میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ نے ایک آدمی کو عسعس بن سلامہ کے پاس بھیجا اور اُن سے یہ کہلوایا کہ اپنی برادری کے لوگوں کو میری بات سُننے کیلئے جمع کرو۔ عسعس نے ایسا ہی کیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت جندبؓ نے فرمایا کہ ایک جنگ میں حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب طلب کیا اور آپؐ بار بار یہ فرماتے رہے کہ قیامت کے دن تم کلمہ کا کیا جواب دو گے (حضرت جندبؓ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمین کے خلاف جنگ نہیں کرنی چاہیئے) [3]

مندرجہ بالا واقعات پر تبصرہ دشمنانِ اسلام کی تحریک برابر جاری تھی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے وہ مسلسل اسی کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ مسلمین کو آپس میں لڑایا جائے۔ اگر کوئی شخص لڑنے سے کنارہ کشی اختیار کرتا تو اُسے جنگ کی ترغیب دیتے۔ مندرجہ بالا واقعات اسی دشمنِ اسلام تحریک کی چند کڑیاں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ ہو چکا تھا، وہ مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اُن کی لاش مدینہ کی ایک گھاٹی میں درخت پر لٹکا دی گئی۔ قبیلۂ قریش کے لوگ اور دوسرے آدمی ادھر سے گذرتے تھے (اور اس لاش کو لٹکا ہوا دیکھتے تھے) ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ ادھر سے گذرے۔ حضرت ابن زبیرؓ کی لاش دیکھکر وہاں کھڑے ہو گئے اور کہا "اے ابوخبیبؓ السلام علیک، اے ابوخبیبؓ السلام علیک، اے ابوخبیبؓ السلام علیک۔ اللہ کی قسم میں نے تو پہلے ہی تمہیں اس کام سے منع کیا تھا، اللہ کی قسم میں نے تو پہلے ہی تمہیں اس کام سے منع کیا تھا، اللہ کی قسم میں نے تو پہلے ہی تمہیں اس کام سے منع کیا تھا۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم بہت روزہ دار، شب بیدار اور صلۂ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم وہ اُمت کتنی اچھی ہے جس کا بُرا (بزعمِ دشمن) تم جیسا ہو"۔ حجاج کو جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے وہاں کھڑا ہونے اور کلام کرنے کی خبر پہنچی تو اُس نے حضرت ابن زبیرؓ کی لاش کو درخت سے اُتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں ڈلوا دیا۔ پھر اُن کی والدۂ محترمہ حضرت اسماءؓ کو بلوایا۔ حضرت اسماءؓ نے آنے سے انکار کر دیا۔ حجاج نے دوبارہ قاصد بھیجا اور یہ کہلوایا کہ آتی ہو تو آجاؤ ورنہ میں ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو تمہارے سر کے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لائیگا۔ حضرت اسماءؓ نے پھر انکار کر دیا اور یہ کہلوایا کہ اللہ کی قسم میں تیرے پاس اُس وقت تک نہ آؤں گی جب تک تو ایسے آدمی کو نہ بھیجے جو میرے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے جائے۔ حجاج نے یہ سُن کر کہا میری جوتیاں لاؤ (جوتیاں لائی گئیں) جوتیاں پہن کر وہ اکڑتا ہوا حضرت اسماءؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا "تم نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ البقرۃ)۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔

دشمن کے ساتھ کیا کیا۔" حضرت اسماءؓ نے کہا "تو نے اُن کی دُنیا خراب کردی اور اُنہوں نے تیری آخرت خراب کردی۔ میں نے سُنا ہے کہ تو عبداللہ بن زبیرؓ کو دو کمر بند والی کا بیٹا کہتا ہے، واللہ میں دو کمر بند والی ہوں، ایک کمر بند سے میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابو بکرؓ کے کھانے (کے تھیلے) کو سواری سے باندھا تھا اور دوسرا کمر بند وہ تھا جس کی ہر عورت کو ضرورت ہوتی ہے۔ سُن، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ قبیلۂ ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک ظالم ہوگا، کذّاب کو تو ہم (پہلے ہی) دیکھ چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ظالم تو ہی ہے۔" حجّاج نے کوئی جواب نہیں دیا اور واپس چلا آیا۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ:-

(۱) حضرت اسماءؓ بڑی بے باک اور جری خاتون تھیں۔

(۲) حجّاج، صحابیٔ رسُولؐ اور صحابیۂ رسُولؐ کی بے حُرمتی کرکے ایک فعلِ شنیع کا مرتکب ہوا

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خصائل | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نہایت متّقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ اپنے والد کے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان کا طرزِ عمل ان کے تقوے کی بہترین مثال ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کثرت سے روزے رکھنے والے، شب بیدار اور صلۂ رحمی کرنے والے تھے۔ بقول حضرت ابن عبّاسؓ وہ خلافت کے اہل تھے۔ خلافت کے اعلان کے سلسلہ میں ان سے اجتہادی غلطی کا امکان تو ہو سکتا ہے لیکن ان کے خلوص میں کوئی شبہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابن عبّاسؓ اور حضرت اسماءؓ نے اُنہیں باغی کی حیثیت نہیں دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑی محبّت تھی اسی وجہ سے ابن ذات النّطاقین کہنے پر خوش ہوتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مرضی کے مُطابق کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کرنے میں اُنہوں نے بڑے جوش و ولولہ کا مظاہرہ کیا (کعبہ کی تعمیر کے مفصّل حالات حضرت یزیدؒ کے عنوان کے تحت لکھے جا چکے ہیں)

حضرت زبیرؓ کی تلوار | جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہو گئے (تو اُن کے والد حضرت زبیرؓ کی تلوار حضرت عبدالملکؒ کو بھیجدی گئی) حضرت عبدالملکؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بھائی حضرت عروہ بن زبیرؓ سے پُوچھا "اے عروہ تم زبیرؓ کی تلوار کو پہچانتے ہو۔" حضرت عروہ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عبدالملکؒ نے پوچھا "اس کی کیا پہچان ہے؟" حضرت عروہؒ نے کہا "اس میں دندانے ہیں جو جنگِ بدر میں پڑے تھے۔" حضرت عبدالملکؒ نے کہا "تم سچ کہتے ہو۔" پھر یہ مصرع پڑھا:-

بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ "لشکروں کے مارنے سے ان میں دندانے پڑ گئے ہیں۔" (حضرت عبدالملکؒ کا مطلب یہ تھا کہ واقعی حضرت زبیرؓ بڑے بہادر تھے) یہ مصرع پڑھ کر حضرت عبدالملکؒ نے وہ تلوار حضرت عروہؒ کو دیدی۔[2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عروہؒ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حقیقی بھائی ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کئے جانے پر اُنہیں حضرت عبدالملکؒ سے نہ کوئی ملال ہے نہ عبدالملکؒ کو حضرت عروہؒ سے کوئی دشمنی ہے اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُصولی جھگڑوں میں قتل کی وجہ سے فریقین میں سے کسی کو بھی موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہؓ باب ذکر کذّاب ثقیف۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت حج کا زمانہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ منیٰ میں تھے کہ کسی شخص نے ان کے تلوے میں نیزہ مارا۔ (خون بہنے لگا اور بالآخر) اُن کا قدم رکاب سے چپک گیا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ ساتھ تھے۔ وہ سواری سے اُترے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قدم رکاب سے باہر نکالا۔ حجّاج عیادت کے لئے آیا اور پُوچھا "آپ کیسے ہیں؟" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اچھا ہوں"۔ اُس نے پوچھا "آپ کو کس نے زخمی کیا ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "مجھے اُس شخص نے زخمی کیا ہے جس نے اُس دن ہتھیار پہننے کا حکم دیا جس دن ہتھیار پہننا جائز نہیں"۔ اُس نے کہا "کاش میں اُس شخص کا نام جان لیتا"۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "تو نے مجھے زخمی کیا ہے"۔ اُس نے کہا "یہ کیسے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "تو نے ہی اس دن ہتھیار پہنوائے جس دن ہتھیار نہیں پہنے جاتے تھے اور تو نے ہی حرم میں ہتھیار داخل کئے حالانکہ حرم میں ہتھیار داخل نہیں کئے جاتے تھے"۔[1] (پھر اسی زخم سے حضرت ابن عمرؓ کی وفات ہو گئی)

کعبہ کا انہدام اور دوبارہ تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حجّاج نے حضرت عبدالملکؒ کو لکھا کہ حضرت ابن زبیرؓ نے کعبہ کی جو تعمیر کی ہے وہ ان ہی بنیادوں پر کی ہے جن بنیادوں کو مکّہ معظّمہ کے معتبر لوگوں نے دیکھا ہے (یعنی اُنہوں نے کعبہ کو ابراہیم علیہ السّلام کی بنیادوں پر تعمیر کیا ہے لہٰذا اُسے اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے) حضرت عبدالملکؒ نے لکھا کہ "ابن زبیرؓ کے اس تغیّر و تبدّل سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، انہوں نے جو زیادتی طول میں کی ہے اُسے تو رہنے دیا جائے اور جو زیادتی حطیم کی طرف کی ہے اُسے نکال دیا جائے اور پھر پہلی بنیادوں پر اُسے بنا دیا جائے۔ جو دروازہ انہوں نے کھولا ہے اُسے بند کر دیا جائے"۔ اِس حکم کی تعمیل میں حجّاج نے کعبہ کو منہدم کر کے اُسے از سرِ نو پہلی بنیادوں پر تعمیر کر دیا۔[2]

حضرت عبدالملکؒ کا حج کرنا اور منشائے نبوی کے پورا نہ ہونے پر افسوس کرنا کعبہ کی دوبارہ تعمیر کے بعد حضرت عبدالملکؒ نے حج کیا۔ دورانِ طواف انہوں نے کہا "اللہ ابن زبیرؓ سے سمجھے انہوں نے حضرت عائشہؓ کی طرف اس بات کو غلط منسوب کر دیا کہ انہوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اے عائشہؓ، اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو ڈھا کر حطیم کی طرف سے اس میں اضافہ کر دیتا کیونکہ تمہاری قوم نے (کعبہ کی تعمیر کرتے وقت حطیم کی طرف سے) کچھ حصّہ کم کر دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں یہ حدیث ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہ سے سُنی نہیں ہے"۔ حضرت حارث بن عبداللہؒ جو ایک وفد کی صورت میں حضرت عبدالملکؒ سے ملنے آئے ہوئے تھے کہنے لگے "اے امیر المؤمنین، یہ بات نہ کہئے، میں نے خود اُمّ المؤمنین سے یہ بات سُنی ہے"۔ حضرت عبدالملکؒ نے کہا "تم نے کیا سُنا ہے، بیان کرو"۔ حضرت حارثؒ نے کہا "حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہاری قوم نے کعبہ کی بناء کو چھوٹا کر دیا، اگر تمہاری قوم نے نیا نیا شرک نہ چھوڑا ہوتا تو جتنا انہوں نے اس میں سے چھوڑ دیا ہے میں اُسے شامل کر دیتا۔ اس میں زمین سے ملے ہوئے دو دروازے بنا دیتا، ایک مشرق کی طرف، دوسرا مغرب کی طرف، کیا تم جانتی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازہ کیوں اُونچا کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (انہوں نے) معزّز بننے کیلئے (ایسا کیا) تاکہ کعبہ میں وہی داخل ہو سکیں جنہیں وہ داخل کرنا چاہیں۔ جب کوئی

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب ما یکرہ من حمل السلاح عن سعیدؒ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ۔

آدمی کعبہ کے اندر جانا چاہتا تو اُسے بُلاتے، جب وہ داخل ہونے کے قریب ہوتا تو اُسے دھکّا دے دیتے، وہ گر پڑتا تھا (اے عائشہؓ) اگر تمہاری قوم کا یہ ارادہ ہو کہ میرے بعد اُسے ویسا ہی بنا دیں تو آؤ میں تمہیں وہ حصّہ دکھا دوں جو اُنہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ یہ فرما کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہؓ کو وہ جگہ دکھائی۔ وہ تقریباً سات ہاتھ تھی۔" حضرت عبدالملکؒ نے کہا "کیا واقعی یہ حدیث تم نے حضرت عائشہؓ سے سُنی ہے؟" حضرت حارثؒ نے کہا "ہاں (میں نے خود سُنی ہے)" یہ سُن کر حضرت عبدالملکؒ کچھ دیر اپنی لکڑی سے زمین کُریدتے رہے پھر کہنے لگے "کاش مَیں ابنِ زبیرؓ کی تعمیر کو اُسی حال پر چھوڑ دیتا، اگر کعبہ کے شہید کرنے سے پہلے میں یہ حدیث سُن لیتا تو پھر ابن زبیرؓ ہی کی بنا، کو قائم رکھتا۔"[1]

عُمریٰ کے متعلق ایک مقدّمہ | مدینہ منوّرہ میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کو بطور عُمریٰ[2] ایک باغ دیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد بیٹے کا انتقال ہوگیا، اس کے کچھ عرصہ بعد اُس عورت کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس بیٹے کے بھائی بھی تھے اور اولاد بھی۔ اولاد نے کہا "باغ ہمارے والد کا تھا۔ اُن کی زندگی میں بھی اور اُن کے مرنے کے بعد بھی"۔ (بھائیوں نے کہا کہ تمہارے والد کے مرنے کے بعد یہ باغ پھر ہماری والدہ کی طرف لوٹ آیا اور اب ہم اس کے وارث ہیں) دونوں فریق نے یہ مقدّمہ حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت طارقؒ کی عدالت میں پیش کیا۔ حضرت طارقؒ نے حضرت جابرؓ کو بُلوایا۔ حضرت جابرؓ نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "عمریٰ اُسی کا ہے جس کو دیا گیا" (واپس نہیں ہوگا) حضرت طارقؒ نے حدیث کے مُطابق فیصلہ کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت عبدالملکؒ کو تمام کیفیت لکھ کر بھیجدی۔ حضرت عبدالملکؒ نے کہا "جابرؓ نے سچ کہا ہے"۔ حضرت طارقؒ نے وہ حکم جاری رکھا اور باغ اُس کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔[2]

حضرت ولیدؒ

حضرت عائشہؓ پر تہمت اور ولیدؒ | ایک مرتبہ حضرت ولیدؒ نے امام زہریؒ سے پُوچھا "کیا تمہیں بھی یہ بات پہنچی ہے کہ علیؓ اُن لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی"۔ حضرت امام زہریؒ نے کہا "نہیں"۔ آپ کی قوم کے دو آدمیوں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارثؒ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ان دونوں سے فرمایا تھا "علیؓ میرے معاملہ میں محفوظ رہے" (یعنی تہمت لگا کر گناہگار نہیں ہوئے)[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | دشمنانِ اسلام کی یہ بھی ایک سازش تھی کہ صحابۂ کرامؓ کے متعلّق اس قسم کی باتیں پھیلائی جائیں جن سے ثابت ہو کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھتے تھے۔ منجملہ ان کے یہ بھی مشہور کیا گیا کہ حضرت علیؓ تہمت میں شریک تھے۔ اُڑتے اُڑتے یہ خبر حضرت ولیدؒ کو پہنچی۔ حضرت ولیدؒ نے اس معاملہ کی تحقیق کی، حضرت علیؓ اس الزام سے بَری ثابت ہوئے۔

روضۂ رسُولؐ کی تعمیر | حضرت ولیدؒ کے زمانہ میں (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حجرہ کی) دیوار گر پڑی۔ لوگوں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الہبۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک۔
[2] عمریٰ اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی شخص کو اُس کی زندگی تک استعمال کرنے کیلئے ہبہ کر دی جائے۔

نے اسے بنانا شروع کیا۔ دورانِ تعمیر ایک قدم ظاہر ہوا، لوگ اُسے دیکھکر گھبرا گئے، وہ سمجھے کہ یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قدمِ مُبارک ہے۔ اُنہوں نے تحقیق کی کہ یہ قدم کس کا ہے، لیکن حضرت عروہؒ کے علاوہ انہیں کوئی اور آدمی نہ مل سکا جو بتاتا کہ وہ قدم کس کا ہے۔ حضرت عروہؒ نے کہا "اللہ کی قسم یہ قدم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نہیں ہے، یہ قدم حضرت عمرؓ کا ہے۔"[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ لوگوں کے محبوب تھے | حضرت سہیل بن ابی صالحؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی امارت میں حج کیا۔ ہم عرفات میں تھے کہ اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آنے والے ہیں۔ لوگ اُن کو دیکھنے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے اپنے والد سے کہا میں سمجھتا ہوں اللہ، عمر بن عبدالعزیزؒ سے محبّت کرتا ہے۔ والد نے پوچھا "یہ کیسے؟" میں نے کہا "لوگوں کے دلوں میں ان کی محبّت کی وجہ سے۔" والد نے کہا "تم نے حضرت ابوہریرہؓ کی بیان کردہ حدیث سُنی ہوگی (اس وجہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے یعنی) وہ حدیث جس میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے بے شک جب اللہ کسی بندہ سے محبّت کرتا ہے تو جبریلؑ کو بُلاتا ہے اور اُن سے فرماتا ہے میں فلاں آدمی سے محبّت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبّت کرو۔ جبریلؑ اُس سے محبّت کرنے لگتے ہیں، پھر آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ محبّت کرتا ہے، تم بھی محبّت کرو۔ پھر آسمان والے اس سے محبّت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے لئے زمین میں مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔"[2]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نماز ہمیشہ اوّلی وقت پر پڑھتے تھے، ایک دن نماز میں کچھ دیر کر دی، حضرت عروہ بن زبیرؒ اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریلؑ نے نمازوں کے اوقات کی تعلیم دی تھی، حضرت جبریلؑ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھ کر بتاتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا "دیکھو کیا کہہ رہے ہو۔ کیا جبریلؑ نے اوقاتِ نماز کی تعلیم دی تھی؟" حضرت عروہؒ نے کہا "ہاں"۔[3]

شامی صاع میں اضافہ | حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے (شام کے مروّجہ) صاع کے پیمانہ میں اضافہ کر دیا اس طرح اُن کے زمانہ میں (شامی) صاع، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے صاع کا تین گنا ہو گیا۔[4]

ایک مسئلہ کی تحقیق | ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تخت پر بیٹھ کر دربارِ عام کیا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی، جب لوگ اندر آکر بیٹھ گئے تو اُن سے کہا کہ قسامہ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا "قسامہ کی بنیاد پر قصاص لینا چاہئے، خلفاء نے بھی قصاص لیا ہے" (یعنی اگر پچاس آدمی قسم کھا کر کسی آدمی کو مجرم قرار دیں تو اس مجرم سے قصاص لینا چاہئے) حضرت ابوقلابہؒ، حضرت عمر بن

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح مسلم کتاب البرّ والصلۃ والآداب باب اذا احبّ اللہ عبدا۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب کفّارات الایمان باب صاع المدینۃ۔ صہ گیارھویں خلیفہ سلیمانؒ

عبدالعزیزؒ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کی طرف مُنہ کیا اور فرمایا "اے ابوقلابہؒ، تم کیا کہتے ہو"۔ یہ کہکر انہوں نے حضرت ابوقلابہؒ کو لوگوں کے مقابل کھڑا کر دیا، حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اے امیرالمؤمنین، آپ کے پاس اِس وقت سردارانِ فوج اور شرفائے عرب موجود ہیں، آپ بتائیے کہ اگر ان لوگوں میں سے پچاس آدمی یہ گواہی دیں کہ دمشق میں ایک شادی شدہ شخص نے زنا کیا ہے لیکن اُنہوں نے اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا نہیں ہے تو کیا آپ اُس کو سنگسار کر دیں گے؟" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا "نہیں"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اگر ان میں سے پچاس آدمی یہ گواہی دیں کہ حمص میں فلاں شخص نے چوری کی ہے لیکن انہوں نے اُس کو چوری کرتے دیکھا نہیں ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا "نہیں" حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سوائے ان تین مجرموں کے اور کسی مجرم کو قتل نہیں کیا۔ ایک تو وہ شخص جو قاتل ہو، دوسرے وہ شخص جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو، تیسرے وہ شخص جس نے اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جنگ اور اسلام سے اِرتداد کیا ہو"۔ لوگوں نے کہا "کیا حضرت انسؓ نے یہ حدیث بیان نہیں کی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹے، آنکھیں پھوڑیں اور (ڈاکہ ڈالنے والوں کو) دھوپ میں ڈال دیا"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "حضرت انسؓ کی حدیث میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ قبیلۂ عکل کے آٹھ شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی (کچھ دن مدینہ میں رہے) پھر اُن کو وہاں کی آب و ہوا ناموافق ہوئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنی بیماری کی شکایت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں سرکاری اونٹوں میں جاکر رہنے کی اجازت دی، وہاں جاکر وہ لوگ تندرست ہو گئے، پھر اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اُونٹوں کو ہنکا کر لے گئے۔ جب یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی تو آپؐ نے اُن کے پیچھے آدمی دوڑائے۔ وہ سب گرفتار کر کے لائے گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے ہاتھ پیر کٹوا کر اُن کی آنکھوں میں سَلائی پھروا دی[1] اور اُن کو دھوپ میں ڈلوا دیا، یہاں تک کہ وہ مَر گئے"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "ان لوگوں کا اس گناہ سے بڑھ کر اور کونسا گناہ ہوگا، وہ اسلام سے پھر گئے، چرواہے کو قتل کیا اور اُونٹوں کو چُرایا"۔ حضرت عنبسہؒ کہنے لگے "اللہ کی قسم میں نے جیسی حدیث آج سُنی ہے کبھی نہیں سُنی"۔ حضرت ابوقلابہؒ نے کہا "اے عنبسہؒ کیا تم میری حدیث کو ردّ کرتے ہو؟" حضرت عنبسہؒ نے کہا "میں ردّ نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہوں کہ تم نے یہ حدیث بالکل اُسی طرح بیان کی ہے جس طرح حضرت انسؓ نے مجھ سے بیان کی تھی"۔ پھر حضرت عنبسہؒ نے کہا "اللہ کی قسم یہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک یہ شیخ (یعنی ابوقلابہؒ) ان میں زندہ ہیں"۔ پھر حضرت ابوقلابہؒ نے کہا (کہ قسامہ میں قصاص نہ لینا) یہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں چند انصاری آئے اور گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ ایک شخص ان میں سے باہر نکلا، کسی نے اس کو قتل کر دیا، جب وہ انصاری باہر آئے تو انہوں نے اپنے ساتھی کو مقتول پایا، وہ خون میں لتھڑا ہوا تھا۔ وہ لوگ واپس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہمارا وہ ساتھی جو یہاں بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا ہمارے سامنے باہر گیا اور ہم

[1] ان لوگوں نے چرواہے کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری تھی لہٰذا اس بات کا ان سے قصاص لیا گیا۔

نے اسے مقتول پایا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم کس کو قاتل سمجھتے ہو"۔ وہ کہنے لگے "ہماری سمجھ میں تو یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بلوایا اور اُن سے فرمایا "تم نے اس شخص کو قتل کیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصاریوں سے فرمایا "کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ یہودیوں کے پچاس آدمی قسم کھائیں (کہ ان کے کسی آدمی نے قتل نہیں کیا)" انصاریوں نے کہا "یہودیوں کو قسم کی کیا پرواہ ہے۔ یہ تو ہم سب کو قتل کر کے قسم کھالیں گے (کہ ہم نے قتل نہیں کیا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں (کہ یہودیوں نے انہیں قتل کیا ہے) تو تم خوں بہا کے مستحق ہو جاؤ گے"۔ وہ کہنے لگے "ہم قسم نہیں کھا سکتے (اس لئے کہ ہم نے دیکھا نہیں)" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنے پاس سے خوں بہا ادا کر دیا۔ پھر حضرت ابو قلابہؒ نے بیان کیا کہ ایّامِ جاہلیّت میں قبیلۂ ہذیل نے اپنے میں سے کسی آدمی کو اپنے سے علیٰحدہ کر دیا تھا۔ مقامِ بطحاء پر یمن کے چند لوگوں نے اس پر حملہ کیا پھر ایک شخص نے تلوار سے اُسے قتل کر دیا۔ ہذیل نے آکر اُس یمنی شخص کو پکڑا اور ایّامِ حج میں اُسے حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے، انہوں نے کہا "اس شخص نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے"۔ اس شخص نے کہا "ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو چھوڑ دیا تھا (اب ان کا دعویٰ لایعنی ہے)" حضرت عمرؓ نے کہا "ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے اس کو اپنے سے علیٰحدہ نہیں کیا تھا"۔ انچاس آدمیوں نے قسم کھائی (ایک آدمی باقی رہ گیا) اس قبیلہ کا ایک شخص شام گیا ہوا تھا جب وہ واپس آیا تو انہوں نے اس سے قسم کھانے کے لئے کہا، اُس نے ایک ہزار درہم دے کر ان سے قسم کی معافی لے لی۔ پھر ہذیل نے ایک اور شخص کو اس کی جگہ داخل کر لیا (اور اُس سے جھوٹی قسم کھلوائی) حضرت عمرؓ نے قاتل کو مقتول کے بھائی کے حوالہ کر دیا۔ پھر قاتل اور مقتول کا بھائی اور وہ پچاس آدمی (جو جھوٹے گواہ بنے تھے) چلے، یہاں تک کہ جب مقام نخلہ میں پہنچے تو وہاں بارش نے اُن لوگوں کو آپکڑا۔ یہ سب آدمی ایک غار میں گھس گئے، وہ غار ڈھے گیا اور وہ پچاس آدمی اُس کے اندر دب کر مر گئے۔ مقتول کا بھائی اور وہ یمنی شخص جو قتل کا مرتکب ہوا تھا بچ گئے۔ پھر ایک پتھر ان کے پیچھے سے آکر مقتول کے بھائی کی ٹانگ میں لگا، اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ ایک سال زندہ رہ کر مر گیا۔

اس کے بعد حضرت ابو قلابہؒ نے کہا کہ "عبدالملک بن مروانؒ نے قسامہ میں ایک شخص کو قتل کیا تھا اور اس کے بعد وہ اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور ان پچاس شخصوں کا جنہوں نے (جھوٹی) قسم کھائی تھی (وظیفہ پانے والوں کے) دیوان سے نام خارج کروا دیا اور ملکِ شام کی طرف اُنہیں جلاءِ وطن کر دیا"۔ [1]

حضرت ابو قلابہؒ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ قسامہ کی بنیاد پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قصاص کا حکم نہیں دیا۔ آپؐ نے قسامہ کو صرف خوں بہا کی حد تک تسلیم کیا، کیونکہ پچاس قسموں سے یقین کامل نہیں ہوتا لہٰذا قصاص نافذ نہیں ہوگا۔ مزید برآں قسموں کا کیا اعتبار

---

[1] صحیح بخاری کتاب الدیات باب القسامۃ وکتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ)

ہے جبکہ جھوٹی قسمیں بھی لوگ کھاتے رہے ہیں جس کی مثالیں حضرت ابو قلابہؒ نے بیان کیں۔

مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ حدیث کو قانون سمجھتے تھے اور اس کی تلاش و جستجو فرمایا کرتے تھے۔

اُسوۂ صحابہؓ

اللہ تعالیٰ پر ایمان | صحابۂ کرامؓ صحیح معنوں میں

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ {آل عمران ۱۱۰} — اللہ پر ایمان لائے تھے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ {حجرات} — ایمان اُن کے نزدیک بہت محبوب تھا، اُن کے قلوب ایمان سے مزیّن اور منوّر تھے

ایمان بالکتاب | صحابۂ کرامؓ حقیقی معنوں میں

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط {بقرہ ۲۸۵} — اُس شریعت پر ایمان لائے تھے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائی تھی۔

اطاعت | صحابۂ کرامؓ، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت میں سرشار تھے، ان کا تو یہ قول تھا:۔

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا {بقرہ ۲۸۵} — ہم نے سُنا اور ہم نے اطاعت کی۔

خطرات کے مواقع پر بھی اُن کے ایمان اور اطاعت میں فرق نہیں آتا تھا

وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ○ {احزاب ۲۲} — بلکہ ایمان اور جذبۂ اطاعت میں اور زیادتی ہو جایا کرتی تھی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کا حکم دیتے تو فوراً اس حکم کو بجالانے کیلئے سبقت کرتے[1]

فکرِ آخرت اور بخشش کیلئے دُعاء | بخشش کے طلبگار رہا کرتے تھے، اِس طرح دُعائیں کرتے تھے:۔

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ {بقرہ ۲۸۵} — اے ہمارے ربّ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹ کر آنا ہے۔

آپس میں ایک دوسرے سے محبّت | صحابۂ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے سے

فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج {آل عمران ۱۰۳} — ایسی محبّت کرتے تھے جیسی محبّت حقیقی بھائیوں میں ہوتی ہے۔

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ {فتح ۲۹} — ایکدوسرے کے ساتھ رحم وکرم کا برتاؤ کرتے تھے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر | صحابۂ کرامؓ لوگوں کو

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ {آل عمران ۱۱۰} — اچھّی بات کا حکم دیتے تھے اور بُری باتوں سے روکتے تھے۔

خطرات میں استقامت اور توکّل علی اللہ | خوف اور خطرہ کے موقع پر گھبراتے نہیں تھے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا — بلکہ ایسے موقع پر اُن کا ایمان اور زیادہ ہو جاتا تھا اور وہ اس طرح کہتے تھے ہمارے لئے اللہ کافی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد عن مسورؓ۔

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿آل عمران﴾ ہے اور وہی اچھا کارساز ہے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿احزاب﴾

ایسے موقع پر وہ یہ بھی کہتے "یہ تو وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُسکے رسولؐ نے سچ کہا تھا"۔

گویا وہ خطرات سے مقابلہ کرنے کیلئے ہی ایمان لائے تھے۔

وَابْتَغُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ﴿آل عمران﴾

صحابہ کرامؓ وہ کام کرتے تھے جن سے اللہ کی رضا حاصل ہو۔

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ﴿فتح﴾

وہ ہمہ اوقات اللہ کی رضا کے متلاشی رہا کرتے تھے (اسی لئے)

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ﴿حجرات﴾ کفر و فسق اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اُنہیں سخت نفرت تھی۔

تقویٰ اور خشیت | صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ﴿فتح﴾

اور تقوٰے شعار تھے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی سے ڈر جاتے تھے، رونے لگتے تھے۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خفگی سے فرمایا "مجھ سے سوال کرو، مجھ سے سوال کرو"۔ صحابہ کرامؓ شدّت سے رونے لگے۔[1]

جب یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ[2] تو صحابہؓ بہت پریشان ہوئے اور عرض کیا "ہم میں سے کون ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہ کرے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہاں ظلم سے مراد یہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو بلکہ اس سے مُراد شرک ہے"۔[3] اسی طرح جب یہ آیت نازل ہوئی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ .... قَدِيْرٌ ﴿بقرہ﴾ یعنی "زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، اپنے دل کی جو باتیں تم ظاہر کرو گے اور جو تم چھپاؤ گے اللہ تم سے ان سب کا حساب لیگا، پھر جس کو چاہے گا معاف کردے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے" تو صحابہ کرامؓ اتنے خوف زدہ ہوئے کہ کسی چیز سے اتنے خوف زدہ نہیں ہوئے تھے۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُنہوں نے عرض کیا "اِس آیت میں جو بات کہی گئی ہے ہم میں اس کی طاقت نہیں ہے (یعنی دل کے خیالات پر ہم کیسے قابو رکھ سکتے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اِس طرح کہو، ہم نے سُنا، اطاعت کی اور تسلیم کیا"۔ صحابہؓ کرامؓ نے حکم کی تعمیل کی۔[4] اسی طرح جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ تو صحابہؓ بہت خوفزدہ ہوئے۔[5]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ آدم (علیہ السلام) کو حکم دیگا کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے آدمیوں کو دوزخ کے لئے علیحدہ کرلو"۔ صحابہ کرامؓ پر یہ بات بڑی گراں گذری، کہنے لگے "ہم میں سے وہ ایک کون ہوگا (جو جنّت میں جائے گا)"[6] ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عذابِ قبر کا ذکر کیا تو صحابہ کرامؓ بہت روئے۔[7]

کُفّار کے ساتھ صحابہ کرامؓ کا تعلق | صحابہ کرامؓ

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ﴿فتح﴾

کُفّار کے حق میں بڑے سخت تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الظہر عند الزوال عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "ولقد آتینا لقمان الحکمۃ" عن ابن مسعودؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان قولہ "ان تبدوا ما فی انفسکم" عن ابی ہریرۃؓ و ابن عباسؓ۔ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب صدق الایمان واخلاصہ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب قولہ "یقول اللہ لآدم اخرج بعث النار عن ابی سعیدؓ۔ [5] اس آیت کا ترجمہ یہ ہے "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی ان ہی کیلئے امن ہے اور وہی ہدایت پر ہیں"۔ [6] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ۔ [7] صحیح

عبادتِ الٰہی | عبادتِ الٰہی میں سرشار تھے، ان کے اکثر اوقات
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا {فتح ۲۹} نماز میں گذرا کرتے تھے۔
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ {فتح ۲۹} کثرتِ سجود سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑ گئے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو ایسے اعمال کا حکم دیتے تھے جو اُن کے لئے قابلِ برداشت ہو لیکن وہ اعمالِ صالحہ کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت کرتے تھے اور یہ کہکر کہ "اے اللہ کے رسول ہم آپؐ کے مثل نہیں ہیں" زیادہ اعمال کی کوشش کرتے تھے اور ان کے کرنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔[1]

سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو تمام صحابۂ کرام سجدہ میں گر پڑتے، کثرتِ اژدحام کی وجہ سے سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔[2]

ایک دفعہ رمضان میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح پڑھی، کچھ لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں میں اس بات کا چرچہ ہوا۔ دوسری رات کو بڑی کثرت سے لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ تیسری رات کو لوگ اور بھی کثرت سے جمع ہوئے، آپؐ نے نماز پڑھائی۔ چوتھی رات کو اتنے آدمی جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی، اُس رات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھنی ترک کردی آپؐ کو اندیشہ ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نماز آپؐ کے ہمیشہ پڑھنے سے ان پر لازم ہو جائے۔[3]

علم کی تڑپ | (صحابہ تو صحابہؓ) صحابیات بھی علم حاصل کرنے کی کوشاں رہتی تھیں، ایک مرتبہ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، مرد تو ہم پر غالب آگئے (وہ علم حاصل کرتے رہتے ہیں) ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر کر دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن مقرر کر دیا۔[4]

احساسِ فرائض | صحابۂ کرامؓ فرائض کا بڑا خیال رکھتے تھے، ایک دفعہ بحالتِ سفر سوتے میں صبح کی نماز کا وقت نکل گیا تو (بہت پریشان ہوئے اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی (کہ اب کیا کیا جائے)[5]

صحابیات پردہ کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔ صبح کی نماز پڑھ کر جب واپس ہوتیں تو اتنا اندھیرا ہوتا تھا کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتی تھیں۔[6]

جب صحابہؓ کے پاس امانت رکھی جاتی تو خیانت نہیں کرتے تھے، نذر مانتے تو اُسے پورا کرتے تھے۔[7]

ایک مرتبہ تیمم کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہیں پانی کہیں نہیں ملا تو اُنہوں نے نماز فوت ہونے نہیں دی بلکہ بے وضو ہی نماز پڑھ لی۔[8]

حصولِ برکت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپؐ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کیلئے مسابقت کرتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو بچے ہوئے پانی کے لئے سب نے مسابقت کی، جس کو پانی مل گیا اُس نے اُس کو اپنے بدن پر مَل لیا اور جس کو نہ مل سکا اُس نے دوسرے آدمی کے ہاتھ کی تری ہی کو حاصل کر لیا صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے آپؐ کے لعابِ دہن کو زمین پر نہ گرنے دیا، اپنے ہاتھ میں لیکر اُسے اپنے جسم پر مل لیا۔[9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب سجود القرآن باب ازدحام الناس اذا قرأ الامام السجدۃ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب التہجد باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اصلوٰۃ اللیل عن عائشۃ صدیقہؓ و کتاب التراویح باب فضل من قام رمضان۔ [4] صحیح بخاری کتاب العلم باب ھل یجعل للنساء یوماً علی حدۃ فی العلم۔ [5] صحیح بخاری کتاب التیمم باب الصعید الطیب وضوء المسلم۔ [6] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الفجر عن عائشۃؓ۔ [7] صحیح بخاری باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمرانؓ [8] صحیح بخاری کتاب اللباس (بقیہ آگے)

اتباعِ سُنّت صحابۂ کرامؓ سُنّت کے بے حد متّبع تھے۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کی انگوٹھی پہنی، صحابہ کرامؓ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہننی شروع کر دیں۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کی انگوٹھی اُتار کر پھینکدی اور فرمایا "اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا"، صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تو صحابہؓ نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں [1]

نئے کاموں سے نفرت نئے کاموں سے نفرت کرتے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ نے مسجد کی از سرِ نو تعمیر کی تو ان پر سخت اعتراض کیا، بالآخر جب اُنہوں نے اس سلسلہ میں حدیث بیان کی تو خاموش ہو گئے۔ [2]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بے حد محبّت کرتے تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی حیات کے آخری دن جب پردہ اُٹھا کر دیکھا تو آپؐ کو دیکھکر اُن کو اتنی خوشی ہوئی کہ نماز میں ان کو اپنی وارفتگی کا اندیشہ ہوا۔ [3]

ایک مرتبہ رات کے وقت ایک شخص کا انتقال ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع نہ دی اور رات ہی کو اسے دفن کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟" صحابہؓ نے عرض کیا "رات کا وقت تھا، اندھیرا ہو رہا تھا، ہمیں یہ چیز گوارا نہیں ہوئی کہ ایسی حالت میں آپؐ کو تکلیف دیں"۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُس کے ساتھ رہو گے جس سے محبّت کرتے ہو"۔ یہ سُنکر صحابہ کرامؓ اتنے خوش ہوئے کہ اُنہیں اس سے زیادہ خوشی اور کسی بات سے نہیں ہوئی تھی [4] (انہوں نے سمجھ لیا کہ ہمیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت ہے لہٰذا ہمیں آپؐ کی معیّت و رفاقت نصیب ہوگی)

اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا اور مال خرچ کرنا اللہ کے راستہ میں اپنے فاضل مال خرچ کرتے رہتے تھے۔ اگر مال نہ ہوتا تو محنت مزدوری کر کے اللہ کے نام خرچ کرتے [5] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جہاد میں نہ جانا بہت شاق گذرتا۔ صحابہؓ کی دلجوئی کی خاطر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بعض لشکروں میں شریک نہیں ہوتے تھے [6]

اللہ اور رسُولؐ کا محبوب بننے کی خواہش اللہ اور رسُولؐ کا محبوب بننے کی تمنّا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُسے دوں گا جو اللہ اور رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور رسُولؐ محبّت کرتے ہیں"۔ صحابہ کرامؓ نے رات اسی فکر میں گذاری کہ جھنڈا کسے ملتا ہے۔ ہر شخص کی تمنّا یہ تھی کہ یہ سعادت اسے مل جائے۔ [7]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ادب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بے حد ادب کرتے تھے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی سوال کرتے تو ازراہِ ادب اس طرح جواب دیتے "اللہ اور اُس کا رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ [8]

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات کرتے تو اپنی آوازوں کو پست کرتے، نظر بھر کر آپؐ کو نہ دیکھتے۔ [9]

ایک مرتبہ دو جماعتوں میں تیر اندازی کا مقابلہ ہو رہا تھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان میں سے ایک

(حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ) باب استعارۃ القلائد عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الاحمر و کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد عن مسورؓ

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] صحیح بخاری کتاب اللباس باب خاتم الفضۃ و باب بعدہ و صحیح مسلم کتاب اللباس باب طرح خاتم الذہب (خط کشیدہ عبارت صحیح بخاری میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من بنی مسجد [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الاذن بالجنازۃ عن ابن عباسؓ۔ [5] صحیح بخاری باب فضائل اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم باب مناقب عمرؓ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ عن ابی مسعودؓ و کتاب الدعوات باب الدعاء بعد الصلوٰۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن سہلؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الخطبۃ ایام منیٰ عن ابی بکرۃؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد

جماعت کے ساتھ شریک ہو گئے۔ دوسری جماعت نے تیراندازی بند کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم تیراندازی کیوں نہیں کرتے؟" اُن لوگوں نے کہا "ہم کیسے تیراندازی کر سکتے ہیں حالانکہ آپؐ اُن کے ساتھ شریک ہیں"۔ (ہم آپؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں"۔ [1]

ایامِ جاہلیّت کی چیزوں سے نفرت | ایامِ جاہلیّت کے اعمال سے اجتناب کرتے تھے۔ جاہلیّت میں حج کے زمانہ میں کئی بازار لگا کرتے تھے، لوگ اس میں تجارت کرتے تھے، لیکن جب اسلام کا زمانہ آیا تو صحابۂ کرامؓ نے ان بازاروں میں خرید و فروخت کو گناہ سمجھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت نازل فرما کر اس کی اجازت دیدی۔ [2]

چھوٹے بچّوں کی تربیت | اپنے چھوٹوں کی تربیت کرتے، ان کو گواہی (میں عدم احتیاط) پر اور عہد و پیمان کی خلاف ورزی پر مارتے تھے۔ [3]

انتشار سے نفرت | صحابۂ کرامؓ کو انتشار سے نفرت تھی، وہ ایسے آدمی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے جو جماعت سے کشیدہ رہے، اگر کوئی ایسا شخص ہوتا تو اُس کے دوبارہ جماعت سے وابستہ ہو جانے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ [4]

گناہوں کا خوف | صحابۂ کرامؓ نہ صرف بڑے گناہوں سے بلکہ چھوٹے گناہوں سے بھی بہت ڈرتے تھے حضرت انسؓ اپنے بعد والوں سے فرماتے تھے "تم لوگ ایسے اعمال کر گذرتے ہو جو تمہاری نگاہ میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں لیکن ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کو ہلاک کرنے والے گناہ سمجھتے تھے (لہٰذا اب بھی ان سے اجتناب کرتے ہیں)" [5]

دلیری و بے باکی | صحابۂ کرامؓ حق گوئی میں بے باک تھے۔ اُمراء کی خوشامد نہیں کرتے تھے۔ پیٹھ پیچھے اُنکی بُرائی کرنے اور اُن کے سامنے ان کی تعریف کرنے کو نفاق سمجھتے تھے۔ [6]

انتباہ | افسوس ہے کہ ہماری تاریخوں میں ایسے جھوٹے قصّے بھی شامل ہیں جو صحابۂ کرامؓ کے اس شاندار کردار کے جو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے جھلکتا ہے خلاف ہیں۔ افسوس ہے کہ دشمنانِ اسلام کے ان خود ساختہ واقعات کو بھی ہم صحیح سمجھتے ہیں۔ ہماری یہ تاریخ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اصولاً ان کی تردید کے لئے کافی ہے، مزید کسی تردید کی ضرورت نہیں، البتّہ ہم اپنی مطوّل تاریخ میں ان قصّوں کی نشاندہی کر کے بتائیں گے کہ ان کی سندوں میں کیسے کیسے دشمن چھپے بیٹھے ہیں۔

حضرت ابان بن سعید بن العاصؓ

حضرت ابانؓ اوائلِ اسلام میں کافر رہے۔ مسلمین کے خلاف جنگ میں حصہ لیتے رہے۔ ان ہی کے ہاتھ سے حضرت ابن قوقلؓ شہید ہوئے، کچھ عرصہ بعد یہ مسلم ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کے مذاق کے جواب میں ایک دفعہ انہوں نے کہا "اللہ نے میرے ذریعہ ابن قوقلؓ کو عزّت دی اور مجھے اُن کے ہاتھ سے ذلیل نہ ہونے دیا"۔ [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی عن سلمہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب الاسواق التی کانت فی الجاھلیۃ عن ابن عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عبداللہ بن مسعودؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن عائشۃ صدیقہؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب یتقی من محقرات الذنوب۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب مایکرہ من ثناء السلطان عن ابن عمرؓ۔
[7] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم وکتاب المغازی باب غزوۃ خیبر۔

حضرت ابن حَدرَدؓ

ایک مرتبہ حضرت ابن حدردؓ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے کچھ روپیہ قرض لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت کعبؓ نے مسجدِ نبوی میں قرضہ کی ادائیگی کے لئے اُن سے تقاضہ کیا۔ اس سلسلہ میں دونوں کی آوازیں کچھ بلند ہوگئیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے، آپؐ نے دونوں کی آوازیں سُنیں، آپؐ باہر تشریف لائے اور حضرت کعبؓ سے آدھا قرض معاف کرنے کے لئے کہا۔ حضرت کعبؓ نے آدھا قرضہ معاف کردیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابن ابی حدردؓ سے فرمایا "اُٹھو اور قرضہ ادا کرو۔" [1]

حضرت ابن دَحداحؓ

جب حضرت ابن دحداحؓ کا انتقال ہوا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر آپؐ ان کی تدفین میں شریک ہوئے، واپسی میں آپؐ ایک گھوڑے پر سوار ہوگئے، آپؐ نے فرمایا "ابن دحداحؓ کے لئے جنّت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں۔" [2]

حضرت ابن قَوقَلؓ

حضرت ابن قَوقَلؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کی ایک جنگ میں حضرت ابان بن سعید بن العاصؓ کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تھے۔ [3]

حضرت ابن لَتبیّہؓ

حضرت ابن لتبیّہؓ قبیلۂ اسد کے ایک فرد تھے۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں قبیلۂ بنو سُلَیم کے صدقات وصول کرنے کیلئے بھیجا۔ جب وہ صدقات وصُول کرکے آئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے حساب لیا۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچّے ہو تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے پھر دیکھتے کہ تمہیں تحفہ ملتا ہے یا نہیں۔" [4]

حضرت ابو ارطاتؓ

حضرت ابو ارطاتؓ ان سواروں میں شامل تھے جو حضرت جریرؓ کے ہمراہ ذوالخلصہ نامی بُت خانہ کو توڑنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ حضرت جریرؓ نے بت خانہ کو توڑ کر جلادیا، پھر حضرت ابو ارطاتؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش خبری سُنانے کے لئے مدینہ منوّرہ روانہ کردیا۔ حضرت ابو ارطاتؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اُس ذات

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب التّقاضی والملازمۃ فی المسجد۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجنائز۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یُسلم عن ابی ھریرۃؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ "وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا" عن ابی حمیدؓ وکتاب الایمان وکتاب الحیل وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب تحریم ھدایا العمّال۔

کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں گویا وہ خارشتی اونٹ ہے"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھوڑوں اور سواروں کیلئے پانچ مرتبہ دُعائے برکت فرمائی۔ [1]

حضرت ابو اسرائیلؓ

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو اسرائیلؓ کو (دھوپ میں) کھڑا ہوا دیکھا، آپؐ نے اُن کے متعلّق لوگوں سے دریافت کیا، لوگوں نے کہا "یہ ابو اسرائیلؓ ہیں، انہوں نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھیں گے کھڑے رہیں گے، اپنے اوپر سایہ نہ کریں گے اور بات نہ کریں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو حکم دو کہ بات کریں، اپنے اوپر سایہ کریں، بیٹھ جائیں اور پھر روزہ پُورا کریں"۔ [2]

حضرت ابو اُسیدؓ

حضرت ابو اُسیدؓ انصار کے قبیلہ بنو ساعدہ کے ایک فرد تھے۔

حضرت ابو اسیدؓ کی شادی | جب حضرت ابو اُسیدؓ کی شادی ہوئی تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے ولیمہ میں بُلایا۔ حضرت ابو اسیدؓ کی دلہن نے رات کو کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانا کھا چکے تو اُنہوں نے کھجور کا شربت بنا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پلایا۔ [3]

حضرت ابو اُسیدؓ کے ہاں بچّہ کی ولادت | جب حضرت ابو اُسیدؓ کے ہاں بچّہ پیدا ہوا تو وہ اُس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو ران پر بٹھا لیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی کام میں مشغول ہو گئے تو حضرت ابو اُسیدؓ نے کسی کو اشارہ کیا کہ بچّہ کو ران پر سے اُٹھا لیا جائے۔ بچّہ کو گھر بھیجدیا گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کام سے فارغ ہوئے تو پُوچھا "بچّہ کہاں ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم نے اُسے گھر بھیجدیا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کا نام کیا ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے نام بتایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کا نام منذر ہے"۔ حضرت ابو اُسیدؓ نے اُسی دن اُس کا نام منذر رکھ دیا۔ [4]

حضرت ابو اُسیدؓ کا صدق | حضرت ابو اُسیدؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا مَیں تم کو انصار کے بہترین خاندان نہ بتاؤں؟" صحابہؓ نے عرض کیا "بتائیے"۔ آپؐ نے فرمایا "بنو نجّار، پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ"۔ حضرت ابو اُسیدؓ اس حدیث کو بیان کر کے کہتے تھے "کیا میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے غلط بیانی کروں گا، اگر میں جھوٹا ہوتا تو سب سے پہلے اپنے خاندان بنو ساعدہ کا نام لیتا"۔ [5]

حضرت ابو الطفیلؓ

حضرت ابو الطفیلؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ [6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور وباب البشارۃ وکتاب المغازی وصحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور عن ابن عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب حق اجابۃ الولیمۃ وباب قیام المرأۃ علی الرجال۔ [4] صحیح بخاری کتاب الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہلؓ وصحیح مسلم کتاب الآداب۔ [5] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر۔ [6] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیر۔

حضرت ابوالعَاص بن ربیعہ بن عبدشمسؓ

حضرت ابوالعاصؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داماد تھے۔ آپ کے نکاح میں حضرت زینبؓ تھیں۔
حضرت زینبؓ کے بطن سے حضرت ابوالعاصؓ کی ایک لڑکی تھیں جن کا نام اُمامہؓ تھا۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمامہؓ کو اپنے کندھے پر چڑھا کر نماز ادا کی جب آپؐ نے سجدہ کیا تو اُن کو اُتار دیا اور جب آپؐ کھڑے ہوئے تو پھر ان کو چڑھا لیا۔[1]
حضرت ابوالعاصؓ کے ایک صاحبزادے بھی تھے جن کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔[2]

حضرت ابوالیسرؓ

حضرت ابوالیسرؓ ایک انصاری صحابی ہیں۔

اللہ اور رسُولؐ کی اطاعت | حضرت ابوالیسرؓ اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے بڑے فرمانبردار تھے، آخرت کا انہیں بڑا فکر تھا۔ ایک مرتبہ ان کے پاس عبادہ بن ولید بن عبادہ اور ان کے والد ولید طلبِ علم کے لئے آئے۔ اُس وقت حضرت ابوالیسرؓ کے پاس اُن کا غلام بھی تھا جس کے پاس کتابوں کا ایک بستہ تھا۔ حضرت ابوالیسرؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے اور ایک مَعافِری پہنے ہوئے تھے۔ ان کا غلام بھی اُسی لباس میں تھا۔ حضرت ولیدؒ نے ان سے پُوچھا "اے چچا مجھے آپ کے چہرہ پر غصّہ کے آثار نظر آرہے ہیں"۔ حضرت ابوالیسرؓ نے فرمایا "ہاں فلاں بن فلاں پر میرا کچھ قرض تھا۔ میں اُس کے گھر گیا اور سلام کیا۔ میں نے پوچھا کیا وہ ہیں، گھر والوں نے کہا نہیں ہیں۔ اتنے میں اُس کا لڑکا جَفر باہر آیا۔ میں نے اُس سے پُوچھا تمہارے والد کہاں ہیں۔ اُس نے کہا وہ آپ کی آواز سُن کر میری والدہ کے چھپر کھٹ کے اندر چھپ گئے۔ میں نے کہا اب نکل آؤ تم جہاں ہو مجھے معلوم ہو گیا۔ وہ شخص باہر آیا، میں نے اُس سے کہا تم کیوں چھپے تھے۔ اُس نے کہا اللہ کی قسم، میں آپ سے (سچ سچ) بیان کرتا ہوں جھوٹ نہیں بولوں گا، اللہ کی قسم آپ سے جھوٹ بولتے ہوئے مجھے خوف محسُوس ہوتا ہے اور وعدہ خلافی کرنے سے بھی مجھے ڈر لگتا ہے کیونکہ آپ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی ہیں، اللہ کی قسم میں تنگ دست ہوں۔ میں نے کہا اللہ کو گواہ کر کے کہتے ہو۔ اُس نے کہا اللہ گواہ ہے۔ میں نے تین دفعہ اسی طرح سوال کیا، اُس نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا۔ میں نے اُس کا کاغذ منگوا کر اپنے ہاتھ سے قرضہ کی تحریر مٹا دی اور اُس سے کہدیا اگر تمہارے پاس ہو تو ادا کر دینا ورنہ تم کو میری طرف سے معافی ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا، میرے ان دونوں کانوں نے سُنا اور میرے اس دل نے یاد رکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اُس کو معاف کر دے تو اللہ اُس کو اپنے سایہ میں جگہ دیگا"۔ پھر حضرت عبادہؒ نے پوچھا "چچا یہ تو بتائیے کہ اگر آپ غلام کی چادر لے لیتے اور اپنی معافری اُس کو دے دیتے یا غلام کی معافری لے لیتے اور اپنی چادر اُس کو دیدیتے تو آپ کا بھی جوڑا پُورا ہو جاتا اور اس کا بھی"۔ حضرت ابوالیسرؓ نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا "الٰہی اس کو برکت عطا فرما"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اذا حمل جاریۃً وصحیح مسلم باب جواز حمل الصبیان فی الصّلوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجنائز عن اُسامہؓ وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتاب الجنائز بابُ البکاء۔

پھر فرمایا "بھتیجے میری اِن دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے، ان دونوں کانوں نے سُنا ہے اور اس دل نے یاد رکھا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اُن (غلاموں) کو وہی کِھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو، لہٰذا دنیا کا سامان دے دینا میرے لئے اس سے زیادہ سہل ہے کہ قیامت کے دن یہ میری نیکیاں لے لے"۔[1]

حضرت ابو ایّوبؓ

حضرت ابوایّوبؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپؐ نے اپنا سامان حضرت ابوایّوبؓ کے مکان کے سامنے اُتارا۔[2] پھر آپؐ نے فرمایا "ہمارے آدمیوں میں سے کس کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے"۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا "یارسُولَ اللہ، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تم جاؤ اور ہمارے لیٹنے کا انتظام کرو"۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا "آپ دونوں اللہ کی برکت سے اُٹھئے (اور چلئے)" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اُن کے مکان میں چلے گئے۔[3]

احترامِ رسُولؐ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوایوبؓ کے مکان میں نیچے قیام فرمایا اور حضرت ابوایّوبؓ بالائی منزل میں رہنے لگے۔ ایک رات کو حضرت ابوایوبؓ کو خیال آیا کہ ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر کے اُوپر چلتے پھرتے ہیں (یہ تو بڑی بُری بات ہے) یہ خیال آتے ہی وہ ایک کونے میں ہو گئے اور اسی جگہ رات گذاری (صبح کو) اِس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا (اور اُوپر قیام فرمانے کیلئے عرض کیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نیچے سہولت ہے"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اُس چھت پر نہیں چڑھ سکتا جس کے نیچے آپؐ ہوں"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اوپر چلے گئے اور حضرت ابوایّوبؓ نیچے رہنے لگے۔[4]

حُبِّ رسُولؐ (ابتداء میں کچھ عرصہ تک) حضرت ابوایّوبؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے کھانا تیار کر کے آپؐ کو بھیجتے تھے۔ بچا ہوا کھانا جب واپس آتا تو دریافت کرتے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُنگلیاں کس جگہ لگی ہیں۔ جب ان کو بتایا جاتا تو اسی جگہ سے کھاتے۔ ایک دن کھانے میں لہسن ڈالا گیا، جب کھانا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے واپس آیا تو اُنہوں نے پُوچھا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کس طرف سے کھایا ہے؟" اُن سے کہا گیا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کھایا"۔ یہ سُن کر وہ گھبرا گئے، فوراً اوپر گئے اور عرض کیا "کیا یہ حرام ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا"۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا "میں بھی اُسے پسند نہیں کرتا جسے آپؐ پسند نہیں کرتے"۔[5]

جذبۂ اطاعتِ رسُولؐ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ "قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ مُنہ کرو نہ پیٹھ"۔ حضرت ابوایوبؓ جب شام پہنچے تو دیکھا کہ وہاں جو بیت الخلاء بنے ہوئے تھے وہ قبلہ رُخ تھے حضرت ابوایّوبؓ ایک طرف مڑ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے۔[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر الطویل۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم) وغیرہ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اباحۃ اکل الثوم۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قبلۃ اہل المدینۃ وصحیح مسلم کتاب الوضوء باب الاستطابۃ۔

حضرت ابو ایوبؓ کی وفات | حضرت یزید بن معاویہؓ کی سپہ سالاری میں جب اسلامی لشکر ارضِ روم میں جہاد کے لئے گیا تو حضرت ابو ایوبؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے، اسی جہاد میں ان کی وفات ہوئی۔[1]

حضرت ابو بُردہ بن نیارؓ

حضرت ابو بُردہؓ، حضرت براء بن عازبؓ کے ماموں ہیں۔ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر انہوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے اور اس خیال سے بھی کہ ان کی قربانی سب سے پہلے ہو جائے (تو بہت اچھا ہے) عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی اور اس کا گوشت کھا کر عید گاہ پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی اُسے چاہیئے کہ دوبارہ کرے"۔ حضرت ابو بُردہؓ نے کہا "یہ دن ایسا ہے کہ اس دن گوشت کی بڑی خواہش ہوتی ہے اس لئے میں نے نماز سے پہلے قربانی کر لی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہاری بکری صرف گوشت کی بکری ہے" (اس سے گوشت تو حاصل ہو گیا، اللہ کی رضا، حاصل نہیں ہوئی) اُنہوں نے کہا "ہمارے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے، کیا وہ میرے لئے کافی ہو گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، لیکن تمہارے علاوہ کسی کے لئے نہیں"۔[2]

حضرت ابو برزہ اسلمیؓ

جہاد | حضرت ابو برزہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ آٹھ جنگوں میں شریک ہوئے۔[3]

نیکی کی حرص | ایک مرتبہ حضرت ابو برزہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے نبیؐ، مجھے کوئی ایسی بات سکھایئے جو مجھے نفع دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم فلاں فلاں کام کیا کرو اور مسلمین کے راستہ سے ایذا پہنچانے والی چیز ہٹا دیا کرو"۔[4]

دین کی آسانیوں سے فائدہ اٹھانا | حضرت ابو برزہؓ اَلدّین یُسر کی زندہ مثال تھے۔ ایک مرتبہ اَہواز کے مقام پر خوارج سے مسلمین کی جنگ ہوئی۔ حضرت ابو برزہؓ اس جنگ میں شریک تھے۔ ایک دن وہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو اُنہوں نے اپنی سواری کے چوپائے کی لگام ہاتھ میں پکڑ لی۔ چوپائے نے لگام چھڑانے کی کوشش کی۔ حضرت ابو برزہؓ اس کا پیچھا کرتے رہے۔ ایک خارجی کہنے لگا "اے اللہ، اس بوڑھے شخص کو سمجھ لے"۔ جب حضرت ابو برزہؓ نے سلام پھیرا تو کہا "میں نے تمہاری بات سُن لی ہے۔ بے شک میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چھ، سات بلکہ آٹھ لڑائیوں میں شریک ہوا ہوں اور میں نے آپؐ کی آسانی بخش باتوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے، مجھے یہ چیز زیادہ محبوب تھی کہ میں اپنی سواری کے ساتھ واپس لوٹوں بہ نسبت اس کے کہ میں اسے چھوڑ دوں اور وہ اپنے اصطبل چلی جائے اور میں مشقت میں پڑ جاؤں"۔[5]

فتنوں سے کنارہ کشی | فتنوں کے زمانہ میں وہ قریش سے ناراض تھے اور اس پر انہیں ثواب کی اُمید تھی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب النوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیعؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العیدین باب الاکل یوم النحر عن براءؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ (ابواب العمل فی الصلوٰۃ) [4] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل ازالۃ الاذیٰ عن الطریق۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب العمل فی الصلوٰۃ اذا انفلتت الدابۃ فی الصلوٰۃ۔

وہ فرماتے تھے "اے عرب کے لوگو، تمہیں معلوم ہے کہ تم کس ذلّت، قلّت اور گمراہی میں مبتلا تھے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ نجات دی اور اب تم دیکھ رہے ہو کہ تم کیسی نعمتیں حاصل کر رہے ہو لیکن اس دُنیا نے تمہارے درمیان فساد ڈلوا دیا ہے۔"[1]

حضرت ابوبَصِیرؓ

صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابوبصیرؓ مسلم ہو گئے۔ مسلم ہو کر وہ مدینہ منوّرہ پہنچے۔ صلح نامہ حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ جو شخص مُسلم ہو کر مدینہ منوّرہ جائے گا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے واپس کر دیں گے، اس شرط کے مُطابق کُفّارِ مکّہ میں سے ایک شخص نے جس کا نام اخنس تھا ان کی واپسی کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک خط لکھا۔ کُفّارِ مکّہ نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھی روانہ کئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوایا کہ جو عہد آپؐ نے کیا ہے اُس کی پاسداری کیجئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبصیرؓ کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا۔ راستہ میں حضرت ابوبصیرؓ نے دھوکا دیکر ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ منوّرہ آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا"۔ اتنے میں حضرت ابوبصیرؓ بھی وہاں پہنچ گئے، انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، بے شک اللہ نے آپؐ کو ذمّہ داری سے بَری کر دیا ہے، آپؐ تو مجھے کُفّار کی طرف واپس کر چکے ہیں، اب تو اللہ نے مجھے نجات دی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو لڑائی کی آگ (بھڑکاتا) ہے"۔ حضرت ابوبصیرؓ سمجھ گئے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں واپس کر دیں گے لہٰذا وہ وہاں سے چل دیئے اور سمندر کے کنارہ پہنچکر مقیم ہو گئے۔ ان کے پاس آہستہ آہستہ اور بھی نومسلم جمع ہو گئے وہ جب سُنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ ادھر سے گذر رہا ہے تو وہ اُسے لُوٹ لیتے۔ قریش بڑے پریشان ہوئے، انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک آدمی بھیجا اور اللہ کا واسطہ دیکر درخواست کی کہ آپ ابوبصیرؓ کو ان باتوں سے منع کر دیں، اب جو شخص مسلم ہو کر آپؐ کے پاس آئے وہ آسکتا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبصیرؓ کو لُوٹ مار کرنے سے منع فرما دیا۔[2]

حضرت ابوبکرہؓ

قبولِ اسلام | اسلام لانے سے پہلے حضرت ابوبکرہؓ طائف میں رہا کرتے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے طائف کا محاصرہ کیا تو حضرت ابوبکرہؓ (شہر کی) فصیل پر چڑھ کر باہر آگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچکر اسلام قبول کر لیا۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکام کا احترام | جب حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ وغیرہ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا اور حضرت علیؓ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرہؓ یہ سمجھے کہ طالبینِ قصاص کی امیر حضرت عائشہؓ ہیں۔ فوراً اُن کے ذہن میں یہ حدیث آگئی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جس کی امیر عورت ہو"۔ لہٰذا وہ اس جماعت میں شامل نہیں ہوئے بلکہ کنارہ کش رہے۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشروط و کتاب المغازی وغیرہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف۔ [4] صحیح بخاری کتاب الفتن۔

جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کے معاملہ میں اختلاف ہوا تو حضرت ابوبکرہؓ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہوئے، بلکہ حضرت احنفؒ بن قیسؒ کو بھی (محض اس اندیشہ سے کہ کہیں جنگ تک نوبت نہ پہنچ جائے) حضرت علیؓ کا ساتھ دینے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جب دو مسلم تلوار لے کر ایک دوسرے سے مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں"۔ [1]

حضرت ابوبکرہؓ فتنوں سے دور رہتے تھے۔ جب جاریہ بن قدامہ نے ابن حضرمی کو جلایا تو اُس نے کہا "ابوبکرہؓ کے پاس جاکر معلوم کرو کہ (وہ کس حال میں ہیں)" لوگوں نے کہا "یہ ابوبکرہؓ موجود ہیں تم کو دیکھ رہے ہیں" حضرت ابوبکرہؓ نے کہا کہ "اگر یہ لوگ میرے پاس آتے تو میں ان کو ایک تنکا بھی نہ مارتا" (یعنی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت پر عمل کرتا، فتنوں میں شریک نہ ہوتا) [2]

لڑکے کو نصیحت حضرت ابوبکرہؓ نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے کو جو سجستان میں تھے لکھا کہ جب تم غصہ میں ہو تو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا "قاضی ہرگز ایسی حالت میں فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصہ میں ہو"۔ [3]

نیکی کی حرص حضرت ابوبکرہؓ نیکیوں کے بڑے حریص تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرہؓ (مسجد میں داخل ہوئے) رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رکوع میں تھے، حضرت ابوبکرہؓ صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع میں چلے گئے۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "اللہ تمہاری حرص زیادہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا"۔ [4]

حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ

حضرت ابوثعلبہ شکاری آدمی تھے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "اے اللہ کے نبیؐ، ہم اہلِ کتاب کے مُلک میں رہتے ہیں، کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ ہماری زمین میں شکار کی افراط ہے، میں اپنی کمان، اپنے سدھائے ہوئے کُتّے اور غیر سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرتا ہوں، تو اس میں سے کونسی چیز میرے لئے جائز ہے (اور کونسی ناجائز)" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہیں اہلِ کتاب کے برتن کے علاوہ برتن مل جائے تو اُس میں کھاؤ، اگر نہ ملے تو اُسے دھولو پھر اس میں کھاؤ۔ جب تم کمان سے شکار کرو تو بسم اللہ کہو پھر کھاؤ۔ اگر سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرو تو (اسے چھوڑتے وقت) بسم اللہ کہو پھر کھاؤ، اگر غیر سدھائے کُتّے سے شکار کرو (تو اُسے نہ کھاؤ البتہ) اگر شکار زندہ ملجائے تو اُسے ذبح کرکے کھا سکتے ہو"۔ [5]

حضرت ابوجَنْدَل بن سُہَیل بن عَمْروؓ

حضرت ابوجندلؓ مکّہ معظّمہ میں مسلم ہوگئے تھے لیکن ان کے باپ سُہیل نے انہیں بیڑیاں ڈال کر قید کر رکھا تھا۔ جس وقت سُہیل، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھا ہوا صلح نامہ حدیبیہ لکھوا رہا تھا اُس وقت حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [2] صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لاترجعوا بعدی کفارًا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب ہل یقضی القاضی وہو غضبان۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا رکع دون الصف۔ [5] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید۔

ابوجندلؓ بیڑیاں پہنے ہوئے وہاں پہنچے۔ صلح نامہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مکّہ سے اگر کوئی شخص مسلم ہو کر مسلمین کے پاس آئے گا تو مسلمین اُسے واپس کردیں گے۔ سہیل نے کہا "یہی پہلی شرط ہے کہ آپؐ ابوجندلؓ کو واپس کردیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابھی تحریر ختم نہیں ہوئی"۔ سہیل نے کہا "تو پھر ہم کسی بات پر صلح نہیں کرسکتے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس ایک آدمی کی اجازت دیدو"۔ سہیل نے انکار کیا "حضرت ابوجندلؓ نے کہا "اے مؤمنو! کیا میں مشرکوں کے پاس واپس کردیا جاؤں گا حالانکہ میں مسلم ہو کر آیا ہوں، تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھائی ہیں"۔ بہرحال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجبوراً اُنہیں واپس کردیا۔ مکّہ معظمہ پہنچنے کے بعد وہ کسی نہ کسی طرح سے بھاگ کر حضرت ابوبصیرؓ کے پاس پہنچ گئے جو سمندر کے ایک کنارہ پر مقیم تھے۔ حضرت ابوجندلؓ وہیں رہنے لگے۔ انہی کی طرح مکّہ معظّمہ سے آنے والے نومسلموں کی ایک خاصی تعداد وہاں جمع ہوگئی، ان لوگوں نے کافروں کے قافلوں کی لوٹ مار شروع کردی۔ مجبور ہو کر کفّارِ مکّہ نے صلح نامہ کی اس شرط کو کالعدم کردیا اور اجازت دیدی کہ جو شخص مسلم ہو کر مدینہ منوّرہ جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔ [1]

حضرت ابوجُہیم بن الحارث بن الصّمّہؓ

حضرت ابوجہیمؓ ایک انصاری صحابی ہیں [2]

(ایک مرتبہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک چادر بطور ہدیہ پیش کی) چادر میں نقش ونگار تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (نے اسے قبول کیا اور) اُسے اوڑھ کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز میں آپؐ کی نظر اُس کے نقش ونگار پر پڑی۔ سلام کے بعد آپؐ نے فرمایا "اس کو ابوجہیمؓ کے پاس لے جاؤ اور اُن سے بغیر نقش ونگار کی چادر لے آؤ کیونکہ اس نے تو مجھے نماز میں اپنی طرف متوجہ کرلیا ہوتا۔" [3]

حضرت ابوحُذیفہؓ

حضرت ابوحذیفہؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے حضرت سالمؓ کو جو ایک انصاری عورت کے غلام تھے متبنّٰی بنایا تھا۔ [4]

حضرت ابوحُمیدؓ

حضرت ابوحمیدؓ انصاری صحابی تھے اور قبیلۂ بنوساعدہ کے ایک فرد تھے۔ [5]

جنگِ تبوک میں شرکت | حضرت ابوحمیدؓ جنگِ تبوک میں شریک تھے۔ [6]

نماز کے طریقہ کی حفاظت | حضرت ابوحمیدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نماز کے طریقہ کو اچھی طرح یاد کر رکھا تھا۔ ایک دن صحابۂ کرامؓ کی ایک مجلس میں کہنے لگے کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نماز یاد ہے۔ پھر اُنہوں نے نماز کا طریقہ بتایا (کسی نے اس پر انکار نہیں کیا) [7]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الشروط وکتابُ المغازی وغیرہ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التیمم۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اذا صلّی فی ثوب لہ اعلام عن عائشۃ صدیقہؓ وصحیح مسلم باب کراہۃ الصّلوٰۃ فی ثوب لہ اعلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب سنۃ الجلوس فی التشہد۔ [6] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ باب خرص التمر۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب سنۃ الجلوس فی التشہد۔

حضرت ابوخَیثمہؓ

حضرت ابوخیثمہؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

جنگِ تبوک کی تیاری | جنگِ تبوک کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت ابوخیثمہؓ نے ایک صاع کھجور اللہ کے راستہ میں دئے۔ منافقین نے اس قلیل صدقہ پر اُن کو طعنہ دیا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ کی آیت ۷۹ نازل فرما کر ان منافقین کو تنبیہ کی۔[1]

جنگِ تبوک میں شرکت | جنگِ تبوک میں یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچ گئے تو ایک سفید پوش آدمی دور سے ریگستان میں آتا ہوا نظر آیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوخیثمہؓ ہوں!" کچھ دیر بعد وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچ گئے۔[2]

حضرت ابودُجانہ سِماک بن خرشہؓ

حضرت ابودُجانہ بڑے بہادر اور جانباز مجاہد تھے۔

جنگِ اُحُد | حضرت ابودجانہؓ جنگِ اُحُد میں شریک تھے۔ جب جنگ نے شدت اختیار کی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار (ہاتھ میں) لے کر فرمایا "یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے؟" سب نے ہاتھ پھیلا دئے، ہر ایک نے کہا "میں لیتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون اسے لیکر اس کا حق ادا کرے گا؟" یہ سُنکر سب پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابودُجانہ نے کہا "میں اسے لیکر اس کا حق ادا کروں گا" (رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اُنہیں دیدی) اُنہوں نے تلوار لیکر کفار پر شدت کے ساتھ حملہ کیا اور بہت سے کافروں کے سر پھاڑ دئے۔[3]

حضرت ابودرداءؓ

حضرت ابودرداءؓ ایک مہاجر صحابی تھے۔

ہجرت کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداءؓ اور حضرت سلمانؓ میں مؤاخات کرادی تھی۔ ایک دن حضرت سلمانؓ حضرت ابودرداءؓ سے ملنے آئے۔ دیکھا کہ اُن کی بیوی حضرت اُمِّ درداءؓ میلے کپڑے پہنے ہوئی ہیں۔ حضرت سلمانؓ نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" اُنہوں نے کہا "تمہارے بھائی ابودرداءؓ کو دُنیا کی حاجت ہی نہیں ہے"۔ اتنے میں ابودرداءؓ بھی آگئے۔ حضرت ابودرداءؓ نے حضرت سلمانؓ کے لئے کھانا پکوایا (جب کھانا سامنے آیا تو) حضرت سلمانؓ نے کہا "آپ بھی کھائیے"۔ اُنہوں نے کہا "میں روزہ سے ہوں"۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "میں نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ"۔ یہ سُن کر حضرت ابودرداءؓ نے کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی حضرت ابودرداءؓ نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "ابھی سوتے رہو"۔ وہ سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اُٹھے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "ابھی سوتے رہو"۔ (وہ سو گئے) جب رات آخر ہوئی تو حضرت سلمانؓ نے کہا "اب اُٹھو"۔ وہ اُٹھے اور پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "بیشک

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن ابی مسعودؓ وکتاب التوبۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔
[3] صحیح مسلم باب فضائل ابی دجانۃ عن انسؓ۔

تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، ہر حق دار کو اس کا حصہ دو۔" پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سلمانؓ نے سچ کہا۔"[1]

سنت سے محبت | حضرت ابو درداءؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے بڑی محبت تھی حضرت ام درداءؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو درداءؓ میرے پاس آئے۔ انہیں اس وقت غصہ آرہا تھا۔ میں نے پوچھا "کس بات پر آپ کو غصہ آرہا ہے؟" حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا "میں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اب کوئی بات (سنت کے مطابق) نہیں پہچانتا سوائے اسکے کہ یہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں۔"[2] (یہ اس وقت کا ذکر ہے جب سبائیوں کے فتنے پھیل گئے تھے اور ان فتنوں کی وجہ سے بعض شہروں کے عوام میں سنت کا اہتمام ختم ہو گیا تھا)

کسر نفسی | ایک مرتبہ حضرت علقمہ ان کے پاس پہنچے (تاکہ ان سے کچھ استفادہ کریں) حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا "کیا تم لوگوں میں ابن مسعودؓ نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں، تکیہ اور لوٹا اٹھا کر چلتے تھے۔ کیا تم میں عمارؓ نہیں ہیں جن کو اللہ نے شیطان سے محفوظ کر دیا ہے۔ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار حذیفہؓ نہیں ہیں۔"[3] (ان لوگوں کے ہوتے ہوئے میری شاگردی کی کیا ضرورت ہے)

حضرت ابو ذرؓ

قبول اسلام | حضرت ابو ذرؓ قبیلۂ غفار کے ایک فرد تھے۔ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٔ نبوت کی خبر پہنچی تو تحقیقِ حال کیلئے اپنے بھائی کو مکہ روانہ کیا۔ انہوں نے مکہ معظمہ پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی پھر واپس آکر حضرت ابو ذرؓ کو آپؐ کے کلام اور تعلیمات کا حال سنایا، حضرت ابو ذرؓ کو ان کے بیان سے تشفی نہ ہوئی لہٰذا وہ خود مکہ معظمہ پہنچے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ لہٰذا وہ مسجد میں ٹھہر گئے۔ رات کے وقت حضرت علیؓ اُن کے پاس سے گذرے اور انہیں اپنے گھر لے گئے۔ صبح کو حضرت ابو ذرؓ واپس مسجد آگئے۔ دوسری اور تیسری رات کو بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت علیؓ نے ان سے آنے کا مقصد پوچھا۔ حضرت ابو ذرؓ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے ہیں۔ حضرت علیؓ اُن کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلم ہو گئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے مکہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا، اس اعلان پر انہیں خوب زدوکوب کیا گیا۔ اتفاق سے حضرت عباسؓ ادھر آنکلے۔ انہوں نے ان کو بچایا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا۔ پھر حضرت ابو ذرؓ اپنے وطن واپس آگئے اور اپنی قوم سے اپنے اسلام کو چھپایا۔[4]

تبلیغ اسلام | اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابو ذرؓ مع اپنی والدہ اور اپنے بھائی حضرت انیسؓ کے پھر مکہ معظمہ آئے۔ مکہ کے سامنے پہنچکر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ پہلے حضرت انیسؓ مکہ میں گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، وہاں سے واپس آکر حضرت انیسؓ نے کہا 'اللہ کی قسم وہ سچے ہیں۔" پھر حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ راستہ میں انہوں نے ایک شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ پوچھا۔ پتہ پوچھنا تھا کہ لوگوں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل نحوہٗ۔

اُنہیں مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔ ہوش میں آئے تو زمزم کے پاس گئے۔ زخم دھوئے اور ایک مہینہ تک وہیں رہے۔ اتفاق سے ایک رات کو بیت اللہ میں اُن کی ملاقات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ سے ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ اُنہیں اپنے گھر لے گئے، ان کی مہمان داری کی، پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے فرمایا "تم ابھی چلے جاؤ اور اپنی قوم میں تبلیغ کرو۔" حضرت ابوذرؓ واپس چلے آئے۔ اپنے بھائی اور اپنی والدہ سے اپنے اسلام لانے کا ذکر کیا، وہ دونوں بھی مسلم ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت ابوذرؓ اپنے وطن آگئے، اُن کی تبلیغ سے اُن کی آدھی قوم مسلم ہوگئی۔[1]

ہجرت جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کی تو حضرت ابوذرؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہیں چلے جا رہے تھے۔ حضرت ابوذرؓ بھی ساتھ تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جگہ اُنہیں بٹھا کر آگے چلے گئے۔ جاتے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "اسی جگہ رہنا"۔ کچھ دیر بعد حضرت ابوذرؓ نے ایک (خوفناک) آواز سنی۔ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ پھر انہیں یاد آگیا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "اسی جگہ رہنا جب تک میں نہ آؤں" لہٰذا وہ اس جگہ سے نہ ہٹے کچھ دیر بعد) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نے ایک آواز سُنی تھی" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے (آواز) سُنی تھی"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے پاس جبریل علیہ السّلام آئے تھے اور وہ یہ کہہ کر گئے ہیں کہ آپؐ کی اُمّت میں سے جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گا وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا۔" میں نے کہا "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے"۔ جبریلؑ نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت ابوذرؓ نے بھی (از راہِ تعجّب وہی سوال کیا کہ) "اے اللہ کے رسولؐ اگرچہ وہ چوری کرے اور زنا کرے"۔ آپؐ نے فرمایا "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے"۔[2]

امارت کی خواہش ایک مرتبہ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپ مجھے عامل کیوں نہیں بناتے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اُن کے شانہ پر مار کر فرمایا۔ "اے ابوذرؓ تم کمزور ہو، اور بے شک یہ ایک امانت ہے اور بے شک قیامت کے دن یہ رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی مگر اس کے لئے نہیں جو اس کو اس کے حق کے ساتھ لے اور جو ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہیں اُن کو پورا کرے۔"[3]

حضرت ابوذرؓ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سو رہے تھے (وہ چلے گئے) تھوڑی دیر بعد پھر آئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سو رہے تھے (حضرت ابوذرؓ پھر چلے گئے) تھوڑی دیر بعد پھر آئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیدار ہو گئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو بندہ لا الٰہ الّا اللہ کہے پھر اسی پر مر جائے تو وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا۔" حضرت ابوذرؓ نے پوچھا "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگرچہ وہ زنا کرے، چوری کرے"۔ حضرت ابوذرؓ نے تین دفعہ اسی طرح سوال کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا۔ چوتھی مرتبہ آپؐ نے فرمایا "ابوذرؓ کی ناک خاک آلودہ ہو" (وہ جنّت میں جائے گا) حضرت ابوذرؓ آپؐ کے پاس سے واپس ہوئے اور یہ کہتے جا رہے تھے

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل ابی ذرؓ (حضرت ابوذرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ "سیرۃ النبیؐ" کے بیان میں پہلے ذکر کیا جا چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں)

[2] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض عن ابی ذرؓ و کتاب الادب من اجاب بلبیک صحیح مسلم کتاب الزکوۃ مختصراً [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراہۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ۔

"اگرچہ ابوذرؓ کی ناک خاک آلودہ ہو"۔ [1]

حضرت ابوذرؓ اور مال جمع کرنا حضرت ابوذرؓ مال جمع کرنے کے خلاف تھے۔ بہت ہی سادہ لباس پہنتے تھے۔ ایک دن قریش کی ایک جماعت کے پاس پہنچے، اُنہیں سلام کیا پھر کہا "مال جمع کرنے والوں کو بشارت دیدو کہ قیامت کے دن پتھر کا ایک ٹکڑا دوزخ کی آگ میں گرم کرکے اُن کے پستان کے اوپر رکھا جائے گا اور شانہ کی طرف سے نکال لیا جائے گا۔ پھر پیچھے رکھا جائے گا تو پستان میں سے نکال لیا جائے گا۔" یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور ایک ستون سے لگ کر بیٹھ گئے۔ حضرت احنف بن قیسؒ بھی ان کے پیچھے پیچھے آئے اور ان کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ حضرت احنفؒ نے ان سے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے تمہاری بات کو اچھا نہیں سمجھا" حضرت ابوذرؓ نے کہا یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے (ایک دن) مجھ سے میرے خلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوذرؓ تمہیں اُحد پہاڑ نظر آرہا ہے؟" میں آفتاب کی طرف دیکھنے لگا کہ کس قدر دن باقی ہے۔ میں یہ سمجھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی کام کیلئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا "جی ہاں" (مجھے اُحد پہاڑ نظر آرہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اُسے خرچ نہ کروں (میں تو چاہتا ہوں کہ) سب خرچ کردوں سوائے تین دینار کے جو قرض کی ادائیگی کیلئے روک لوں۔" اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے کہا "یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ دُنیا جمع کرتے ہیں! اللہ کی قسم میں اُن سے قرض نہیں مانگونگا اور نہ ان سے دینی مسئلہ پوچھونگا یہاں تک کہ میں اللہ سے مل جاؤں"۔ [2]

حضرت معاویہؓ سے اختلاف حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت ابوذرؓ ملک شام میں رہا کرتے تھے۔ ایک دن اُن کا اور حضرت امیر معاویہؓ کا وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ (جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہونگے) کے شانِ نزول میں اختلاف ہوگیا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا "یہ آیت اہلِ کتاب کے متعلق نازل ہوئی ہے"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہمارے اور اہلِ کتاب دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہے"۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو اس بات کی اطلاع دی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو مدینہ منوّرہ بلالیا جب وہ مدینہ منوّرہ پہنچے تو لوگ اس کثرت سے اُن کے پاس ملنے کیلئے آنے لگے گویا کہ اُنہوں نے اس سے پہلے انہیں دیکھا ہی نہ تھا۔ حضرت ابوذرؓ نے اس بات کا ذکر حضرت عثمانؓ سے کیا۔ حضرت عثمانؓ نے اُنہیں مشورہ دیا کہ یہیں کہیں قریب میں منتقل ہوجائیں۔ الغرض وہ مدینہ کے قریب رَبذہ نامی مقام میں منتقل ہوگئے۔ [3]

اطاعتِ امیر حضرت ابوذرؓ اپنے امیر کی اطاعت بڑی سختی سے کرتے تھے۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ اگر کسی حبشی کو بھی مجھ پر امیر بنادیا جائے گا تو میں اُس کا حکم سُنونگا اور اطاعت کروں گا۔ [4]

حضرت ابوذرؓ کا جذبۂ اطاعتِ رسولؐ ایک دن حضرت ابوذرؓ نے اپنے غلام کو اُس کی ماں کی (بُرائی کرکے) عار دلائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن لیا۔ فرمایا "اے ابوذرؓ تم نے اس کی ماں کی (بُرائی کرکے) اسے عار دلائی تم میں ابھی تک جاہلیت کی خصلت باقی ہے۔ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، جس کے پاس غلام ہو اُسے چاہئے کہ جو خود کھائے وہی اُسے کھلائے، جو خود پہنے وہی اُسے پہنائے۔ اُن سے ایسا کام نہ لے جو اُن پر غالب آجائے۔ اگر

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب من مات لا یشرک باللہ شیئًا دخل الجنۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ وکتاب الرقاق وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ما اُدّی زکاتہ فلیس بکنز۔ [4] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ما اُدّی زکاتہ فلیس بکنز۔

لے تو ان کی مدد کرے۔" اس حدیث کی روشنی میں حضرت ابوذرؓ جو کپڑا خود پہنتے تھے وہی اپنے غلام کو پہنایا کرتے تھے[1]

حضرت ابورافعؓ

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا احترام | ایک مرتبہ حضرت ابورافعؓ نے اپنا ایک مکان حضرت سعدؓ بن مالک (بن ابی وقاص) کو بیچنا چاہا۔ حضرت سعدؓ نے کہا میں چار سو درہم سے زیادہ نہیں دے سکتا اور وہ بھی متفرق اوقات میں۔ حضرت ابورافعؓ نے کہا مجھ کو پانچ سو درہم نقد مل رہے تھے لیکن میں نے اس کو نہیں بیچا۔ یہ کہہ کر حضرت ابورافعؓ نے وہ مکان حضرت سعدؓ کو چار سو درہم میں بیچ دیا اور پھر یہ فرمایا کہ اگر میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ "پڑوسی اپنے قریب کی چیز کا زیادہ حقدار ہے" تو میں آپ کو کبھی نہ دیتا[2]

حضرت ابورجاء العطاردیؓ

جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو حضرت ابورجاءؓ لڑکے تھے اور اپنے گھر کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ پہلے مسیلمہ کذّاب کو نبی تسلیم کرلیا (پھر کچھ عرصہ بعد ایمان لے آئے)[3]

حضرت ابورفاعہؓ

دین کا شوق | حضرت ابورفاعہؓ، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ اُس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں ایک پردیسی آدمی ہوں، اپنے دین کے متعلق پوچھنے آیا ہوں، میں نہیں جانتا کہ دین کیا ہے۔" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ دینا بند کردیا۔ پھر آپؐ ان کے پاس تشریف لائے، لوہے کے پایوں کی ایک کرسی لائی گئی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر بیٹھ گئے اور حضرت ابورفاعہؓ کو دین کی تعلیم دینے لگے، پھر وہاں سے واپس ہوکر آپؐ نے اپنا خطبہ پورا کیا[4]

حضرت ابوزیدؓ

حضرت ابوزیدؓ ایک انصاری صحابی ہیں اور حضرت انسؓ کے چچا ہیں۔ حضرت ابوزیدؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے عہدِ رسالت ہی میں قرآن مجید کو جمع کرلیا تھا[5] حضرت ابوزیدؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی[6]

حضرت ابوسعید بن مُعلّیٰؓ

حضرت ابوسعیدؓ ایک مرتبہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں آواز دی۔ اُنہوں نے جواب نہیں دیا (جب نماز پڑھ چکے تو) کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے جواب نہ دے سکا)" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اللہ یہ نہیں فرماتا کہ

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ جب اللہ اور رسولؐ تمہیں بلائیں تو جواب دو۔"

پھر آپؐ نے فرمایا "اِس سے پہلے کہ تم مسجد سے نکلو میں تمہیں ایک سورت بتاؤں گا وہ قرآن مجید کی تمام سورتوں میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاہلیۃ عن ابی ذرؓ وکتاب الادب باب ماینہی عن السباب واللعن وصحیح مسلم کتاب الایمان۔
[2] صحیح بخاری کتاب الحیل باب احتیال العامل لیھدی لہ وباب فی الھبۃ والشفعۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابتؓ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل

سب سے زیادہ عظیم المرتبت ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور مسجد کے باہر جانیکا ارادہ کیا تو اُنہوں نے کہا "کیا آپؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ آپ مجھے قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظیم المرتبت سُورت بتائیں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ سورت الحمد للہ رب العالمین' ہے۔ یہی سبع مثانی ہے (یعنی سات دوہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل ہے) اور قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے"۔ [1]

حضرت ابوسعید خدریؓ

حضرت ابوسعید خدریؓ ایک انصاری صحابی تھے۔ [2]

جذبۂ اطاعتِ رسُولؐ | حضرت ابوسعیدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان پر شدّت سے عمل کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جمعہ کے دن حضرت ابوسعیدؓ اپنے سامنے سُترہ لگا کر نماز پڑھ رہے تھے۔ بنو ابی مُعیط قبیلہ کے ایک نوجوان نے اُن کے سامنے سے گذرنا چاہا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے اُس کے سینہ پہ ہاتھ مار کر اُسے روک دیا۔ اُس نوجوان نے دیکھا کہ اور کوئی راستہ نہیں ہے تو اُس نے پھر سامنے سے گذرنا چاہا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے پہلے سے زیادہ زور سے اُسے مار کر روک دیا۔ اُس نوجوان کو غصّہ آگیا، وہ سیدھا حضرت مروانؒ کے پاس گیا اور حضرت ابوسعیدؓ کی شکایت کی۔ حضرت ابوسعیدؓ بھی پیچھے پیچھے حضرت مروانؒ کے پاس پہنچے۔ حضرت مروانؒ نے پوچھا "تمہارے اور تمہارے بھتیجے کے درمیان کیا واقعہ پیش آیا؟" حضرت ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جب تم میں سے کوئی سُترہ لگا کر نماز پڑھے اور پھر اُس کے سامنے سے کوئی گذرنا چاہے تو اُسے روک دے، اگر وہ نہ مانے تو اُس سے لڑے اس لئے کہ وہ شیطان ہے"۔ [3]

جذبۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر | جب بُرائی دیکھتے تو اُسے روکنے کی کوشش کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت مروانؒ عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینے کے لئے منبر پہ چڑھنے لگے۔ حضرت ابوسعیدؓ نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہا "اللہ کی قسم تم نے تبدیلی پیدا کر دی"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "اے ابوسعیدؓ، جو تم جانتے ہو وہ بات اب نہیں رہی"۔ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم جو میں جانتا ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا"۔ [4]

حدیث کی تعلیم | حدیث کی تعلیم بڑے اہتمام سے دیتے۔ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے علی اور اپنے شاگرد عکرمہ کو ان کے پاس حدیث سننے کے لئے بھیجا۔ جب وہ دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ اپنی دیوار کی مرمّت کر رہے تھے۔ اُنہوں نے فوراً وہ کام چھوڑ دیا، اپنی چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کرنی شروع کر دی۔ [5]

حدیث کی تحقیق | ایک مرتبہ انہیں معلوم ہوا کہ اجناس کے باہمی تبادلہ کے سلسلہ میں حضرت ابنِ عبّاسؓ ان سے مختلف بات بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوسعیدؓ ان کے پاس پہنچے اور مسئلہ کی تحقیق کی۔ [6]

حضرت ابوسفیان بن حارثؓ

جنگِ بنو نضیر | جنگِ بنو نضیر میں جب صحابہ کرامؓ نے جنگی نقطۂ نظر سے بعض درختوں کو آگ لگائی تو حضرت حسّانؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ الفاتحۃ) [2] صحیح بخاری کتاب الآداب باب الخروج فی التجارۃ وکتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثا وصحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب یرد المصلی من مر بین یدیہ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب منع المار بین یدی المصلی [4] صحیح بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبر وصحیح مسلم کتاب العیدین [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد [6] صحیح مسلم کتاب البیوع باب بیع الطعام

نے ایک شعر کہا جس کا مطلب یہ تھا کہ قریش پر افسوس ہے کہ بُوَیرہ میں آگ لگ رہی ہے اور وہ اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے اس شعر کے جواب میں یہ دو شعر کہے:۔

أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ — اللہ یہ آگ ہمیشہ جلائے رکھے اور
وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ — اس کے اطراف آتشِ دوزخ جلتی رہے
سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ — عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون اِس آگ سے
وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضِيْنَا تَضِيْرُ — دور ہے اور کونسی زمین کو نقصان پہنچتا ہے[1]

جنگِ حُنین | حضرت ابوسفیانؓ (فتح مکہ کے موقع پر) مسلم ہو گئے اور جنگِ حنین میں برابر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچّر پر تن تنہا کافروں کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا تو حضرت ابوسفیانؓ نے آپؐ کی رکاب پکڑ لی (اور آپؐ کو تنہا آگے جانے سے روکا)[2]

حضرت ابوسفیان بن حربؓ

حضرت ابوسفیانؓ، حرب کے لڑکے تھے[3]

جنگِ بدر | جنگِ بدر سے پہلے کافروں کا ایک تجارتی قافلہ ملک شام سے مکّہ معظّمہ واپس آ رہا تھا۔ حضرت ابوسفیانؓ اس قافلہ میں شریک تھے۔ مُومنین کو (تجارتی ناکہ بندی کے لئے) اس قافلہ کی تلاش تھی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ بالکل اتفاق سے کافروں کا جو لشکر اِس قافلہ کی حفاظت کیلئے آیا تھا اُس سے مُومنین کی مڈبھیڑ ہو گئی۔[4]

جنگِ اُحُد | جنگِ اُحُد میں حضرت ابوسفیانؓ کافروں کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ جب جنگ رُک گئی تو حضرت ابوسفیانؓ پہاڑی پر چڑھے اور کہا "کیا اس قوم میں محمدؐ ہیں؟" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب نہ دو"۔ پھر حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "کیا اس قوم میں ابوبکر بن قحافہؓ ہیں؟" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جواب نہ دو"۔ پھر حضرت ابوسفیانؓ نے سوال کیا "کیا اِس قوم میں عمر بن خطابؓ ہیں؟" پھر حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "بے شک سب لوگ قتل ہو گئے"۔ حضرت عمرؓ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے "اے اللہ کے دشمن، تو غلط کہتا ہے، اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "ہبل نامی بُت کی جے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب دو"۔ صحابہؓ نے پوچھا "کیا جواب دیں" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہو اللہ بلند و برتر ہے"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "ہماری (مددگار) عُزّٰی ہے اور تمہاری کوئی عُزّٰی نہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب دو" صحابہؓ نے پُوچھا "کیا جواب دیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہو کہ ہمارا مولیٰ اللہ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "یہ بدر کا بدلہ ہے، لڑائی مثل ڈول کے ہوا کرتی ہے (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) تم مقتولین کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا، البتہ میں اسے بُرا بھی نہیں سمجھتا"۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس کتاب المغازی باب غزوۃ حنین و باب غزوۃ الطائف و کتاب الجہاد من قاد دابۃ غیرہ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ و کتاب الجہاد باب غزوۃ حنین عن براءؓ و عباسؓ و سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن ابن عباسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔

جنگِ خندق | جنگِ خندق میں جن لشکروں نے مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا تھا حضرت ابوسفیانؓ بھی ان میں شامل تھے۔ اس جنگ میں بھی انہیں بے نیلِ مرام واپس ہونا پڑا۔[1]

صلح کا زمانہ | صلح حدیبیہ کے زمانہ میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نامۂ مبارک، ہرقل شاہِ روم کے پاس پہنچا تو اُس وقت یہ مع چند آدمیوں کے شام میں بغرض تجارت آئے ہوئے تھے۔ ہرقل نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالات معلوم کرنے کیلئے ان سب کو ایلیا طلب کیا جہاں وہ اس زمانہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ہرقل نے پُوچھا "تم میں اس شخص کا جس نے نبوّت کا دعوٰی کیا ہے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "میں" ہرقل نے اُنہیں اپنے قریب کھڑا کر لیا اور پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق سوالات کئے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے اس خیال سے کہ لوگ ان کو جھوٹ سے ملوّث کریں گے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق غلط بیانی سے کام نہیں لیا اور تمام باتیں صحیح صحیح بتادیں۔ اس کے بعد ہرقل نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نامۂ مبارک سُنا۔ دربار میں شور ہونے لگا۔ حضرت ابوسفیان مع اپنے ساتھیوں کے باہر کر دئے گئے۔ باہر نکل کر حضرت ابوسفیانؓ کہنے لگے "ابوکبشہ کے لڑکے (یعنی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا کام بہت بڑھ چکا ہے۔ اب تو روم کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔" اس کے بعد اُنہیں یقین ہو گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ضرور غالب ہوں گے۔[2]

جب مکّہ کے لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوسفیانؓ (جو اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "آپؐ صلۂ رحمی کا حکم دیتے ہیں (لہٰذا آپؐ خود بھی صلۂ رحمی کا لحاظ کرتے ہوئے) اللہ سے دعا کیجئے، آپؐ کی قوم مضر وغیرہ ہلاک ہوئی چلی جا رہی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مضر کے لئے دعا (کرا رہے ہو) تم بڑے دلیر ہو"۔ (کہ ایسی قوم کیلئے دُعا کرا رہے ہو) بہرحال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعا کی اور قحط دور ہو گیا۔[3]

فتح مکّہ | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ پر حملہ کیا تو ابوسفیانؓ مکّہ کے باہر نکلے تاکہ آپؐ کی کوئی خبر معلوم کر سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چوکیداروں نے انہیں دیکھ لیا اور پکڑ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے۔ حضرت ابوسفیانؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر مسلم ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا "انہیں پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ تاکہ یہ مسلمین کی شوکت کا نظارہ کریں"۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوسفیانؓ کے سامنے سے اسلامی فوج کے دستے گذرتے رہے۔ جب حضرت سعد بن عبادہؓ مع اپنے دستہ کے گذرے تو اُنہوں نے کہا "اے ابوسفیان آج ہلاکت کا دن ہے، آج کعبہ حلال ہو جائے گا (یعنی آج اس کی حرمت کا لحاظ نہ ہوگا)" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "اے عباس، یومِ ہلاکت بھی خوب ہے"۔ جب اُن کے سامنے سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گذرے تو اُنہوں نے حضرت سعد بن عبادہؓ کے قول کا ذکر آپؐ سے کیا، آپؐ نے فرمایا "سعدؓ نے غلط کہا۔ یہ دن تو وہ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کعبہ کو بزرگی عطا فرمائے گا"۔[4]

جب مُومنین کا کفّار سے مقابلہ ہوا تو مُومنین نے کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوسفیانؓ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، قریش کی جماعت ختم ہو رہی ہے، آج کے بعد قریش میں سے کوئی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب عن حذیفہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الروم وسورۃ الدخان) وصحیح مسلم کتاب الرقاق باب الدخان نحوہٗ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح۔

باقی نہ رہے گا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے، جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے۔" یہ سُن کر بہت سے کافر حضرت ابوسفیانؓ کے مکان میں داخل ہو گئے۔[1]

فتح کے بعد حضرت ابوسفیانؓ نے دیکھا کہ مسلمین اُن کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور نہ اُن کے ساتھ نشست برخاست کرتے ہیں، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "میری تین درخواستیں قبول فرمائیے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "میری بیٹی اُمِّ حبیبہؓ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین ہے، میں اُس کا نکاح آپؐ سے کرتا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔" پھر اُنہوں نے کہا "مجھے سپہ سالار بنا دیجئے تاکہ جسطرح میں مسلمین سے لڑتا تھا اب کافروں سے لڑوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا۔"[2]

حضرت ابوسفیانؓ کا انتقال ملکِ شام میں ہوا۔

حضرت ابوسلمہؓ

حضرت ابوسلمہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رضاعی بھائی تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور حضرت ابوسلمہؓ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔[3]

وفات حضرت ابوسلمہؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پہلے شوہر تھے۔ یہ وہ خاندان تھا جس نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوسلمہؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ حضرت ابوسلمہؓ کی آنکھیں کھُلی رہ گئی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بند کر دیا۔ اتنے میں گھر والے رونے لگے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بھلائی کی دُعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دُعا پر آمین کہتے ہیں۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرح دُعا فرمائی "اے اللہ، ابوسلمہؓ کو بخش دے، ہدایت والوں میں ان کا درجہ بلند فرما، اُن کے پس ماندگان میں تو خلیفہ بن جا، اور اے ربّ العالمین ہم کو اور ان کو بخش دے، ان کی قبر کو کشادہ کر دے اور اس میں ان کیلئے روشنی کر دے۔"[4]

حضرت ابوسنابل بن بعککؓ

حضرت ابوسنابلؓ قبیلہ عبدالدار کے ایک فرد تھے۔[5]

حضرت ابوشاہؓ

حضرت ابوشاہؓ ایک یمنی صحابی ہیں۔ فتح مکّہ کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت ابوشاہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ خطبہ مجھے لکھوا کر دیدیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابوشاہؓ کو لکھ کر دیدو۔"[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّہ عن ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائلِ ابی سفیانؓ عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن اُمِّ سلمہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب القضاء، عدۃ المتوفی عنہا۔
[6] صحیح بخاری کتاب اللقطۃ وکتاب العلم وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکّہ۔ [6] صحیح بخاری ابواب الجنائز باب حد المرأۃ۔

حضرت ابوشُریحؓ عدوی

حضرت ابوشُریحؓ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر جب امیر عمرو بن سعیدؓ نے مکہ معظمہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو حضرت ابوشریحؓ نے امیر کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی، انہوں نے کہا "اے امیر، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کسی آدمی کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں کہ وہ وہاں خونریزی کرے"۔ عمروؓ نے کہا "اے ابوشریحؓ میں اس بات کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ بے شک حرم گنہگار کو اور خون کرکے بھاگ جانے والے کو اور فساد کرکے فرار ہونے والے کو پناہ نہیں دیتا"۔ [1]

حضرت ابوشعیبؓ

حضرت ابوشعیبؓ انصاری صحابی ہیں۔

ایک دن انہوں نے اپنے غلام سے جو قصاب تھا کہا کہ پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرو میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ میں نے آپؐ کے چہرہ پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں۔ (اُس نے کھانا تیار کیا) حضرت ابوشعیبؓ نے ان لوگوں کو بُلایا جب وہ لوگ حضرت ابوشعیبؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو ایک آدمی اور ساتھ ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (جب اُن کے گھر پہنچے تو آپؐ) نے حضرت ابوشعیبؓ سے فرمایا "یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اگر تم چاہو تو اِسے (دعوت میں شریک ہونے کی) اجازت دیدو اور اگر تم چاہو کہ یہ واپس چلا جائے تو یہ واپس چلا جائے گا"۔ حضرت ابوشعیبؓ نے کہا "نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی"۔ [2]

حضرت ابوطلحہؓ

حضرت ابوطلحہؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کرکے مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کیا۔ بھائی چارہ کی پوری کارروائی حضرت ابوطلحہؓ کے گھر میں ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو حضرت ابوطلحہؓ کا بھائی قرار دیا گیا۔ [3]

جنگ بدر حضرت ابوطلحہؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔ [4]

جنگ اُحد حضرت ابوطلحہؓ جنگ اُحد میں بھی شریک ہوئے۔ جب مسلمین ادھر اُدھر منتشر ہوگئے تو حضرت ابوطلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب آگئے اور آپؐ کے سامنے اپنی ڈھال لگا کر کھڑے ہوگئے۔ حضرت ابوطلحہؓ زبردست تیرانداز تھے، کمان کو بہت زور کے ساتھ کھینچتے تھے۔ اُس دن ان کے ہاتھ سے دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گذرتا اور اُس کے ترکش میں تیر ہوتے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب لایعضد شجر الحرم وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما قیل فی اللحام والجزار عن ابی مسعودؓ وکتاب الاطعمۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مؤاخاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری باب غزوۃ بدر عن ابن عباسؓ۔

علیہ وسلّم اُس سے فرماتے کہ ان تیروں کو ابو طلحہؓ کے لئے چھوڑ جاؤ جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گردن اُونچی کر کے کُفّار کی طرف دیکھتے تو حضرت ابو طلحہؓ عرض کرتے "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا، ہو جائیں آپؐ اُونچے ہو کر نہ دیکھئے، ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) تیر میرے سینہ پر لگے نہ کہ آپؐ کے سینہ پر"۔[1]

دورانِ جنگ اللہ تعالیٰ نے مُومنین پر ایک غنودگی بھیجی، اس غنودگی کے عالم میں حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔[2]

حضرت ابو طلحہؓ اور شراب کی حرمت | ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ کے گھر میں شراب کا دَور چل رہا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو طلحہؓ نے منادی کی آواز سُنی۔ اُنہوں نے حضرت انسؓ سے کہا "باہر جا کر دیکھو یہ کیا اعلان ہے"۔ حضرت انسؓ باہر نکلے، شراب کی حرمت کا اعلان سُنا اور حضرت ابو طلحہؓ کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت انسؓ سے کہا "اس شراب کو باہر لیجا کر بہا دو، اس مٹکے کو توڑ دو"، حضرت انسؓ نے حکم کی تعمیل کی۔[3]

جنگِ خندق سے پہلے | رات کے وقت ایک مرتبہ مدینہ کے باہر ایک خوفناک آواز سُنائی دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً ابو طلحہؓ سے اُن کا گھوڑا عاریۃً لیا جس کا نام مندوب تھا، آپؐ اس پر سوار ہو کر اُس آواز کی طرف گئے۔[4]

جنگِ خیبر | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کی نماز پڑھ کر خیبر میں داخل ہوئے تو اُس وقت آپؐ کے ساتھ حضرت ابو طلحہؓ بھی تھے۔[5]

حضرت ابو طلحہؓ کا ایثار | ایک دفعہ ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں بھوکا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تمام ازواج کے ہاں کچھ نہیں نکلا تو آپؐ نے فرمایا "آج رات کو کون اِس شخص کی مہمانداری کریگا، اللہ تعالیٰ مہمانداری کرنے والے پر رحمت نازل فرمائے"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں ان کی مہمانداری کروں گا"۔ یہ کہکر حضرت ابو طلحہؓ اُس کو اپنے گھر لے آئے، گھر آکر بیوی سے پُوچھا "کھانے کیلئے کچھ ہے؟" بیوی نے کہا "کچھ نہیں، تھوڑا سا کھانا ہے جو بچّوں کیلئے رکھا ہے"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے کہا "بچّوں کو بہلا کر سُلا دو، کھانا مہمان کے سامنے لاکر رکھ دو پھر چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانہ سے بجھا دو، پھر یہ ظاہر کرو کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں (لیکن کھاؤ نہیں)" الغرض اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج رات کو جو کچھ تم نے اپنے مہمان کے ساتھ کیا وہ اللہ کو بہت پسند آیا، اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ {حشر ۹}

اور (انصار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو) اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ وہ خود فقر و فاقہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔[6]

(نوٹ:۔ یہ واقعہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے واقع ہوا)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت | ایک دن حضرت انسؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی و ابواب المناقب و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب التفسیر سورۃ آل عمران و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ) و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اسم الفرس و باب الشجاعۃ فی الحرب باب الرکوب علی الدابۃ وغیرہ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی الفخذ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار عن ابی ہریرہؓ و کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف و فضل ایثارہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

شکمِ مبارک پر پٹّی باندھ رکھی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر حضرت ابو طلحہؓ سے کیا۔ وہ (فوراً) مسجد آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ لیٹے ہوئے ہیں، پیٹ پیٹھ سے جا لگا ہے (آواز میں نقاہت ہے) وہ فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت اُمِّ سُلَیمؓ سے کہا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز میں نقاہت محسُوس کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ بھوکے ہیں، کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟" حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے حضرت انسؓ کو جَو کی چند ٹکیاں دیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ سے پُوچھا "کیا تمہیں ابو طلحہؓ نے بھیجا ہے؟" انہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "(کھانا کھانے) چلو"۔ آپؐ مع صحابہؓ کے روانہ ہوئے۔ حضرت انسؓ نے جا کر حضرت ابو طلحہؓ کو خبر دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت اُمِّ سُلَیمؓ سے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اصحابؓ کے تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے"۔ حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے کہا "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر حضرت ابو طلحہؓ استقبال کیلئے باہر گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان ٹکیوں کا مالیدہ بنوایا اور برکت کی دُعا کی۔ وہ کھانا سب کو کافی ہو گیا، باقی بچا ہوا کھانا پڑوسیوں کو بھیجدیا گیا۔[1]

لڑکے کی وفات | حضرت ابو طلحہؓ کا ایک لڑکا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اسی بیماری میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کی وفات کے وقت حضرت ابو طلحہؓ گھر پر نہیں تھے۔ اُن کی بیوی نے اُسے غسل دیکر کفن پہنا کر گھر کے ایک کونہ میں رکھدیا جب حضرت ابو طلحہؓ آئے تو انہوں نے پُوچھا "لڑکا کیسا ہے؟" بیوی نے کہا "اُس کا سانس ٹھہر گیا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اب وہ آرام سے ہے"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے یہ سمجھا کہ واقعی اُس کی طبیعت اچھی ہے (وہ تو یہ کو سمجھ نہ سکے) حضرت ابو طلحہؓ نے رات اطمینان سے گذاری، صبح کو نہائے، پھر جب وہ جانے لگے تو بیوی نے لڑکے کے مرنے کی خبر دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس واقعہ کی خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید اللہ تمہاری گذشتہ رات میں برکت عطا فرمائے"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک صاحبزادی کا انتقال | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی (حضرت اُمِّ کلثومؓ) کا انتقال ہوا تو اُن کی قبر میں حضرت ابو طلحہؓ ہی اُترے تھے۔[3]

حُبِّ رسُولؐ | حضرت ابو طلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جنگِ اُحد میں اُن کی جاں نثاری قابلِ دید تھی۔ ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہؓ اور حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کسی سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ گئے۔ واپسی میں مدینہ کے قریب رات کے وقت حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئے اور حضرت ابو طلحہؓ حضرت اُمِّ سلیمؓ کے پاس ٹھہر گئے (لیکن اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جُدائی شاق گذری) کہنے لگے "اے ربّ تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے رسُولؐ کے ساتھ نکلنا کتنا محبوب ہے اور تیرے رسُولؐ کے ساتھ جانا کتنا محبوب ہے، تو جانتا ہے کہ میں یہاں کس وجہ سے رُک گیا ہوں"۔ حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کہنے لگیں "اب مجھے ویسا درد نہیں ہے، چلو ہم بھی چلیں"۔ الغرض وہ دونوں بھی مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئے۔[4]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حج کے موقع پر) بال مُنڈائے تو سب سے پہلے حضرت ابو طلحہؓ نے آپؐ کے

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل اُمِّ سُلَیمؓ عن انسؓ۔

چند بال لئے (اور بطور تبرک اپنے پاس رکھے) [1] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام بال اُن کو دیدیئے اور فرمایا "ان کو لوگوں میں تقسیم کردو۔" [2]

نیکی کا شوق | حضرت ابوطلحہؓ کو نیکیوں کا بہت شوق تھا، وہ کھجوروں کے لحاظ سے انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کا سب سے محبوب مال بَیْرُحَاء باغ تھا۔ یہ باغ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور اُس کے کنوئیں کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ {آل عمران ۹۲} تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے۔

تو حضرت ابوطلحہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے، اور میرا سب سے محبوب مال بیرحاء باغ ہے، میں اُسے اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اللہ کے ہاں اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کی اُمید رکھتا ہوں اے اللہ کے رسولؐ، آپ جہاں چاہیں اسے صرف کریں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، تم نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا، تم اس کو اپنے اقرباء میں تقسیم کردو۔" حضرت ابوطلحہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں ایسا ہی کروں گا۔" پھر حضرت ابوطلحہؓ نے اُسے اپنے اقارب اور چچا کی اولاد میں تقسیم کردیا۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جہاد کی وجہ سے (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو بڑی کثرت سے روزے رکھنے لگے۔ [4]

حضرت ابوطلحہؓ کی زوجۂ محترمہ | حضرت ابوطلحہؓ کی بیوی کا نام رُمَیْصَاء یا غُمَیصاء تھا اور کُنیت اُمِّ سُلَیم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے رُمَیصاء کو جنت میں دیکھا۔" [5]

حضرت ابوعامرؓ

حضرت ابوعامرؓ کا نام عبیدؓ تھا۔

جنگ اوطاس | جنگِ حنین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعامرؓ کی امارت میں ایک لشکر اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ابوعامرؓ کا مقابلہ دُرَید بن صمہ اور اُس کے ساتھیوں سے ہوا۔ دُرید قتل ہوگیا اور اُس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ دورانِ جنگ حضرت ابوعامرؓ ایک تیر لگنے سے زخمی ہوگئے جو ایک جشمی شخص نے پھینکا تھا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے پوچھا "اے چچا آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟" اُنہوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں شخص نے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا، حضرت ابوموسیٰؓ نے اُسے قتل کردیا، پھر حضرت ابوعامرؓ کو خوشخبری سُنائی۔ حضرت ابوعامرؓ نے کہا "یہ تیر نکالو" انہوں نے تیر نکالا (تیر نکالتے ہی) زخم سے پانی بہنے لگا، حضرت ابوعامرؓ نے کہا "اے بھتیجے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور اُن سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الماء الذی یُغسل بہ شعر الانسان عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب عن انسؓ وکتاب التفسیر سورۃ آل عمران وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اختار الغزو علی الصوم عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ وصحیح مسلم باب فضائل اُمِّ سُلَیمؓ نحوہ۔

عرض کرنا کہ ابو عامرؓ کیلئے استغفار فرمائیں"۔ یہ کہہ کر انہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو امیر بنا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ فوت ہو گئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت ابو عامرؓ کا پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی "اے اللہ، عبید ابو عامرؓ کو بخشدے، اے اللہ، قیامت کے دن ابو عامرؓ کا درجہ بہت سے انسانوں سے بلند تر کیجیو"۔ [1]

حضرت ابو عبیدہ ابن الجراحؓ

حضرت ابو عبیدہؓ مہاجر صحابی ہیں۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے اور حضرت ابو طلحہؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ [2]

جیش الخبط | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر پر آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو سپہ سالار بنایا اور ایک بوری کھجوریں بطور زادِ راہ کے اُن کے ساتھ کر دیں۔ یہ لشکر قریش کے قافلہ کے انتظار میں پندرہ دن تک وہاں مقیم رہا۔ جب زادِ راہ ختم ہو گیا تو لوگ پتے کھانے لگے۔ اسی لئے اس لشکر کا نام جیش الخبط (پتوں کا لشکر) ہو گیا۔ اسی اثنا میں اُنہوں نے ساحل کے قریب پہاڑی کے برابر ایک مچھلی پڑی ہوئی دیکھی حضرت ابو عبیدہؓ کو پہلے تو اس کے کھانے میں تردد ہوا پھر کہنے لگے "ہم اللہ کے راستہ میں ہیں اور بھوکے ہیں، لہٰذا کھاؤ"۔ اہلِ لشکر اٹھارہ دن تک اسے کھاتے رہے۔ پھر حضرت ابو عبیدہؓ کے حکم سے اُس کی دو پسلیاں نصب کی گئیں، پھر اسکے نیچے سے ایک شخص اونٹنی پر بیٹھ کر نکلا، وہ پسلیاں اُس کے نہ لگیں۔ اس مچھلی کا گوشت مدینہ پہنچنے تک باقی رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا"۔ پھر آپؐ نے بھی اس میں سے تناول فرمایا۔ [3]

جب یمن کا وفد اپنے ملک واپس جانے لگا تو اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "کسی آدمی کو ہمارے ساتھ کر دیجئے تاکہ وہ ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو انکے ہمراہ کر دیا۔ [4]

فتح مکہ | فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو عبیدہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپؐ نے انہیں پیدل دستہ پر امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا۔ [5]

جب نجران کے عیسائیوں نے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجدیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجوں گا، وہ واقعی امین ہے"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو اُن کے ساتھ بھیجدیا اور فرمایا "یہ اس اُمت کے امین ہیں"۔ [6]

فضائل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے اِس اُمت کے لوگو! ہمارے امین ابو عبیدہ ابن الجراحؓ ہیں"۔ [7]

حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی نظر میں | جب خلیفہ کے انتخاب کیلئے مشورہ ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "تم عمرؓ یا ابو عبیدہؓ کی بیعت کرنا"۔ [8] حضرت عمرؓ حضرت ابو عبیدہؓ کی رائے کے خلاف کوئی کام کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ [9]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اوطاس و صحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مؤاخاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ و کتاب الجہاد باب حمل الزاد علی الرقاب کتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر وغیرہ و صحیح مسلم کتاب الصید (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[4] صحیح مسلم باب فضائل ابی عبیدۃ عن انسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ اہل نجران و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ عن حذیفہؓ۔ [7] صحیح مسلم باب فضائل ابی عبیدۃؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المظالم و باب مناقب ابی بکرؓ۔ [9] صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون۔

حضرت ابوعُقَیل رضؓ

جنگِ تبوک کے موقع پر حضرت ابوعقیلؓ نے نصف صاع (طعام) اللہ کے راستہ میں دیا۔ منافقین نے ان کو طعنہ دیا کہ اللہ (اس قلیل) صدقہ سے مستغنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سُورۂ توبہ کی آیت ۷۹ نازل فرما کر منافقین کو سخت تنبیہ کی۔[1]

حضرت ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ رضؓ

حضرت ابوعمروؓ قبیلۂ مخزوم کے ایک فرد تھے۔

انہوں نے اپنی بیوی حضرت فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں دیدیں۔ طلاق دیکر وہ یمن چلے گئے۔ اُن کے وکیل نے حضرت فاطمہؓ کو کچھ جَو بھیجے۔ حضرت فاطمہؓ ناراض ہوگئیں (وہ سمجھتی تھیں کہ تین طلاقوں کے بعد بھی عدّت کے زمانہ میں نان نفقہ کی پوری ذمّہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے، لہٰذا انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا نفقہ اب ان پر واجب نہیں۔"[2]

حضرت ابوعمیرؓ

حضرت ابوعمیرؓ، حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ بچپن میں اُنہوں نے ایک پرندہ پال رکھا تھا، اُس سے کھیلا کرتے تھے (جب وہ پرندہ مرگیا تو) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن سے فرمایا کرتے تھے "اے ابوعمیرؓ، تمہارا پرندہ کہاں گیا؟"[3]

حضرت ابوقتادہ رضؓ

صلح حدیبیہ حضرت ابوقتادہؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ حضرت ابوقتادہؓ کے علاوہ تمام صحابۂ کرامؓ عُمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ ایک مقام پر دورانِ سفر ایسا ہوا کہ حضرت ابوقتادہؓ صحابۂ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنی جوتی سی رہے تھے کہ اتنے میں صحابۂ کرامؓ کو ایک جنگلی گدھا دکھائی دیا۔ صحابۂ کرام (حالتِ احرام میں نہ شکار کرسکتے تھے نہ کسی قسم کا تعاون کرسکتے تھے اگرچہ وہ) چاہ رہے تھے کہ حضرت ابوقتادہؓ اس شکار کو دیکھ لیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوقتادہؓ نے اس گدھے کو دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑے پر زین کسا اور گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ جلدی میں کوڑا اور نیزہ لینا بھول گئے۔ اُنہوں نے صحابۂ کرامؓ سے کہا "نیزہ اور کوڑا مجھے اُٹھادو۔" صحابۂ کرامؓ نے تعاون سے انکار کردیا۔ حضرت ابوقتادہؓ کو غصہ آگیا، گھوڑے سے اُترے اور خود نیزہ اور کوڑا اٹھالیا، پھر اُنہوں نے گدھے پر حملہ کیا اور اُسے مار ڈالا پھر صحابۂ کرامؓ کے پاس آئے اور کہا "چلو اُسے اُٹھالائیں۔" صحابۂ کرامؓ نے پھر انکار کردیا۔ الغرض وہ خود ہی اُسے لے آئے صحابۂ کرامؓ نے اس کا گوشت کھایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ آگے نکل گئے تھے۔ حضرت ابوقتادہؓ آپؐ کو تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ آپؐ سے جاکر ملے اور عرض کیا "آپؐ کے اصحابؓ آپؐ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں۔ انہیں اندیشہ ہے کہ دشمن انہیں آپؐ سے دور نہ کردے، لہٰذا آپؐ انتظار فرمائیے۔" رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے انتظار میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحمل اجرۃ یتصدق بہا عن ابی مسعودؓ و کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الطلاق۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب الکنیۃ للصبی عن انسؓ۔

ٹھہر گئے۔ صحابہ کرامؓ وہاں پہنچے تو اس شکار کا ذکر کیا۔ آپؐ نے حضرت ابو قتادہؓ سے فرمایا "کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے"؟ حضرت ابو قتادہؓ ایک دست آپؐ کے لئے لے آئے تھے، عرض کیا "جی ہاں باقی ہے"۔ حضرت ابو قتادہؓ نے وہ دست آپؐ کو پیش کیا۔ آپؐ نے اُس میں سے کچھ کھایا۔[1]

غزوۂ ذوقرد ایک دن چند مشرکین نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنیاں لُوٹ لیں۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے تنِ تنہا پیدل اُن کا پیچھا کیا اور اُن کا ناک میں دم کر دیا۔ لٹیروں نے اونٹنیاں بھی چھوڑ دیں اور اپنے کو ہلکا کرنے کے لئے کچھ اور سامان بھی چھوڑ دیا۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اصحابؓ کے اُن کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت اخرمؓ کا مقابلہ عبدالرحمٰن فزاری سے ہوا۔ اُس نے حضرت اخرمؓ کو شہید کر دیا۔ اتنے میں حضرت ابو قتادہؓ وہاں پہنچ گئے، انہوں نے عبدالرحمٰن فزاری کو قتل کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہؓ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر سلمہؓ ہیں"۔[2]

جنگِ حنین حضرت ابو قتادہؓ جنگِ حنین میں شریک تھے، انہوں نے دیکھا کہ ایک مسلم ایک مشرک سے لڑ رہا ہے اور وہ مشرک مسلم پر غالب آگیا ہے۔ وہ گھوم کر جلدی سے اُس مشرک کے پیچھے آئے اور اُس کے شانہ پر تلوار ماری، اس ضرب سے اُس کی زرہ کٹ گئی۔ وہ حضرت ابو قتادہؓ کے مقابل ہو گیا اور اُن کو پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئے لیکن اسی اثنا میں اُس کی موت واقع ہو گئی، حضرت ابو قتادہؓ اُس کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔ اتنے میں اُنکی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا "لوگوں کا کیا حال ہے" (یہ کیا انتشار ہے؟) حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کا حکم اسی طرح ہے"۔[3]

فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جگہ آکر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "جس شخص نے کسی کافر کو قتل کیا ہے اور اُس کے پاس اس کا ثبوت ہے تو اُس کافر کا سامان اس قتل کرنے والے کو ملیگا"۔ حضرت ابو قتادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "کون میرے لئے گواہی دے گا"۔ کسی نے گواہی نہیں دی تو وہ بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی اعلان فرمایا۔ حضرت ابو قتادہؓ نے پھر وہی کہا اور بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیسری مرتبہ پھر اعلان فرمایا۔ حضرت ابو قتادہؓ پھر کھڑے ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابو قتادہؓ، کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابو قتادہؓ نے واقعہ بیان کیا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سچ کہتے ہیں، اُس کافر کا سامان میرے پاس ہے آپؐ ان کو راضی کر دیجئے کہ وہ اسباب میں لے لوں"۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم، آپؐ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کے ساتھ جو اللہ اور رسُولؐ کی طرف سے لڑتا ہے ایسا نہیں کریں گے کہ اس کا اسباب تمہیں دیدیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ سچ کہتے ہیں"۔ پھر وہ اسباب حضرت ابو قتادہؓ کو دیدیا۔ اُنہوں نے زرہ کو بیچ کر بنو سلمہ کے محلّہ میں ایک باغ مول لیا اور یہ سب سے پہلا مال تھا جو زمانۂ اسلام میں انہوں نے حاصل کیا۔[4]

فضیلت حضرت ابو بکرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی میں حضرت ابو قتادہؓ کو اللہ کا شیر کہا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ سچ کہتے ہیں"۔ گویا حضرت ابو قتادہؓ اسد اللہ تھے۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب من استوھب من اصحابہ شیئًا وکتاب المغازی وکتاب الذبائح وکتاب الاطعمۃ وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب غزوۃ حنین وباب غزوۃ الطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وکتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل وباب غزوۃ حنین عن براءؓ وسلمہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب وکتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنینٍ۔ [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ

احکامِ رسولؐ کا احترام جنگِ تبوک میں شرکت نہ کرنے کے سلسلہ میں جب حضرت کعب بن مالکؓ کے ساتھ مسلمانوں کے مقاطعہ نے طول کھینچا تو حضرت کعبؓ اپنے چچازاد بھائی حضرت ابوقتادہؓ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ حضرت ابوقتادہؓ حضرت کعبؓ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے، حضرت کعبؓ نے ان کو سلام کیا، اُنہوں نے جواب نہیں دیا حضرت کعبؓ نے کہا "مَیں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مَیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں؟" حضرت ابوقتادہؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے پھر قسم دیکر پوچھا تو کہا "اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ یہ سُن کر حضرت کعبؓ کے آنسو جاری ہوگئے اور وہ وہاں سے چلے آئے۔[1]

احسان کا شوق ایک دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟" لوگوں نے عرض کیا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا اس پر قرض ہے؟" لوگوں نے کہا "ہاں، تین دینار قرض ہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نمازِ جنازہ پڑھو" (میں نہیں پڑھتا) حضرت ابوقتادہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، آپ نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے، اس کا قرض میرے ذمّہ ہے"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔[2]

حضرت ابوقحافہؓ

حضرت ابوقحافہؓ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے والد ہیں۔ یہ فتح مکّہ کے روز رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے۔ ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال ثغامہ گھاس کی طرح بالکل سفید ہوگئے تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کے بالوں کو کسی چیز سے رنگ دو لیکن سیاہ رنگ سے بچنا"۔[3]

حضرت ابولُبابہؓ بن عبدالمنذر انصاریؓ

حضرت ابولُبابہؓ بدری صحابی ہیں۔ پہلے ان کا مکان قباء میں تھا، پھر یہ مدینہ منوّرہ میں منتقل ہوگئے تھے۔[4]

حضرت ابومَحذورہؓ

حضرت ابومحذورہؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذّن تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ترجیع کے ساتھ اذان کے کلمات سکھائے تھے۔[5]

حضرت ابومذکور انصاریؓ

حضرت ابومذکورؓ قبیلۂ بنو عذرہ کے ایک فرد تھے، ایک مرتبہ اُنہوں نے اپنے غلام سے کہا "تم میرے مرنیکے بعد آزاد ہو"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے اُن سے فرمایا "کیا تمہارے پاس کوئی اور مال ہے؟"

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک و کتابُ التفسیر (سُورۃ التّوبۃ) و صحیح مسلم کتابُ التوبۃ باب حدیث کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الاجارۃ باب اذا أحالَ دینِ المیّت علی رجل جاز عن سلمۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ اللباس۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر و صحیح مسلم کتاب قتل الحیات (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح مسلم باب صفۃ الاذان عن ابی محذورۃ رضؓ۔

انہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے (یہ سن کر) حضرت نُعیم بن عبداللہ عدویؓ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے وہ درہم لیکر حضرت ابو مذکورؓ کو دیدیئے اور فرمایا "اپنے نفس سے ابتدا کرو، پھر بچے تو اپنی بیوی کو دو، پھر بچے تو اپنے رشتہ داروں کو دو، پھر آگے، دائیں بائیں سب کو دو"۔[1]

حضرت ابو مَعْبَدؓ

فتح مکّہ کے موقع پر اپنے بھائی حضرت مجاشعؓ کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مجاشعؓ نے کہا "میں اپنے بھائی کو ہجرت کی بیعت کرانے لایا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہجرت کا ثواب تو اہلِ ہجرت لُوٹ چکے، میں ان سے اسلام، ایمان اور جہاد کی بیعت لوں گا"۔[2]

حضرت ابو مسعود انصاریؓ

جنگِ بدر | حضرت ابو مسعودؓ نے جنگِ بدر میں شرکت کی۔[3]

خشیت | ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت ابو مسعودؓ اپنے غلام کو کوڑے مار رہے تھے۔ اتنے میں اُنہوں نے پیچھے سے ایک آواز سُنی "اے ابو مسعودؓ، جان لو کہ اللہ تم پر بہ نسبت اس قدرت کے جو تم اس غلام پر رکھتے ہو زیادہ قدرت رکھتا ہے"۔ انہوں نے مڑکر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہیبت سے کوڑا اُن کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اب کسی غلام کو نہیں ماروں گا اور اے اللہ کے رسُولؐ، یہ غلام اللہ کیلئے آزاد ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنّم کی آگ تمہیں جلا دیتی"۔[4]

امر بالمعروف | حضرت ابو مسعودؓ، خلفاء کی کوتاہیوں پر بھی تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عراق کے گورنر حضرت مغیرہؓ بن شعبہؓ نے نماز میں دیر کردی۔ حضرت ابو مسعودؓ نے جاکر انہیں تنبیہ کی۔[5]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

حضرت ابو موسیٰؓ کا نام عبداللہ تھا، ان کے والد کا نام قیس تھا۔[6]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کی تو حضرت ابو موسیٰ اشعری یمن میں تھے۔ انہوں نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ وہ قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی اتفاق سے ساحلِ حبشہ پر جاکر رکی یہ (وہاں اُتر گئے اور) شاہ نجاشی کے پاس چلے گئے۔ وہیں ان کی ملاقات حضرت جعفرؓ سے ہوئی۔ حضرت جعفرؓ نے کہا "ہمیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے، تم بھی یہیں قیام کرو"۔ حضرت ابو موسیٰؓ رضی اللہ عنہ وہیں ٹھہر گئے۔[7]

حضرت ابو موسیٰؓ اُن لوگوں میں شامل تھے جو بذریعہ کشتی مدینہ منوّرہ آئے تھے۔ یہ لوگ جنگِ خیبر کے بعد مدینہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ و صحیح بخاری کتاب البیوع باب فی الاستقراض۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکّۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ و صحیح مسلم باب اوقات الصلوٰۃ الخمس۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب الذکر۔ [7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضائلِ جعفرؓ و باب استحباب خفض الصوت بالذکر (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

منورہ پہنچے اور بقیعِ بطحان میں مقیم ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ان کو بھی حصّہ دیا۔ یہ لوگ باری باری سے عشاء کی نماز میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مع اپنے ساتھیوں کے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عشاء کی نماز میں دیر کردی۔ نماز پڑھا کر آپؐ نے فرمایا "اللہ کی نعمت سے خوش ہوجاؤ کہ اِس وقت سوائے تمہارے کسی نے نماز نہیں پڑھی"۔ حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں "یہ سُن کر ہم خوشی خوشی گھر لوٹے"۔[1]

جب حضرت ابو موسیٰؓ کے ہاں پہلا لڑکا تولّد ہوا تو وہ اُس کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو کھجور چبائی اور اُس کے لیے برکت کی دُعا کی اور اس کا نام ابراہیم رکھا۔[2]

حضرت ابو موسیٰؓ ایک سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے اور لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ پڑھتے ہوئے چلے جارہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبداللہ بن قیس!" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مَیں حاضر ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں، ضرور بتلایئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ"۔[3]

جنگ ذات الرّقاع | حضرت ابو موسیٰؓ جنگ ذات الرّقاع میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ سواریوں کی قلّت کی وجہ سے پیدل چلتے تھے اور باری باری سے اونٹ پر بھی سوار ہوجاتے تھے۔ پیدل چلتے چلتے اُن کے دونوں پیروں میں سُوراخ ہوگئے اور ناخن گر پڑے۔ زخموں کی وجہ سے دوسرے صحابہؓ کرامؓ کی طرح اُنہوں نے بھی اپنے پیروں پر دھجیاں باندھ لی تھیں۔[4]

جنگِ اوطاس | جنگِ حنین کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو عامرؓ کی امارت میں ایک لشکر اوطاس روانہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ کافروں کو شکست ہوئی لیکن حضرت ابو عامرؓ کو ایک شخص کا تیر لگا اور وہ زخمی ہوگئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اس تیر پھینکنے والے کا تعاقب کیا، وہ بھاگا چلا جارہا تھا، کسی طرح ٹھہرتا نہیں تھا، حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "تجھے شرم نہیں آتی، تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟" بالآخر وہ ٹھہر گیا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا، حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسے قتل کردیا اور حضرت ابو عامرؓ کو خوشخبری سُنائی۔ حضرت ابو عامرؓ نے کہا "یہ تیر نکالو"۔ اُنہوں نے تیر نکالا، زخم سے پانی بہنے لگا۔ حضرت ابو عامرؓ نے کہا "اے بھتیجے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے میرا سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ میرے لئے استغفار فرمائیں"۔ یہ کہہ کر اُنہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو امیر بنادیا، کچھ دیر بعد ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت ابو عامرؓ کا پیغام پہنچا دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے بھی دُعا فرمایئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی کہ "اے اللہ، عبداللہ بن قیسؓ کے گناہ بخش دے اور انہیں قیامت کے دن اچھی جگہ داخل کر"۔[5]

جنگِ تبوک | جنگِ تبوک کے موقع پر حضرت ابو موسیٰؓ اپنے اور اپنے دوستوں کیلئے سواری مانگنے کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں انہیں سواری نہیں دے سکتا،

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ وکتابُ الجہاد وکتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر وکتاب فرض الخمس۔ [2] صحیح بخاری کتابُ العقیقۃ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوہ خیبر وصحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب خفض الصوت بالذکر۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات الرّقاع۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اوطاس وصحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔

میرے پاس سواریاں نہیں ہیں۔" حضرت ابوموسیٰؓ یہ سُن کر غمزدہ حالت میں واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں حضرت بلالؓ نے اُنہیں آواز دی، وہ واپس آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں چھ اُونٹ دئے۔ اس کے کچھ دیر بعد آپؐ نے اُنہیں پانچ اُونٹ اور دیدئے۔ وہ اُونٹ لیکر چلے تو اُنہیں یاد آیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قسم کھائی تھی کہ اُنہیں سواری نہیں دیں گے، اُنہیں خیال ہوا کہ انہوں نے آپؐ کو قسم یاد نہ دلائی لہٰذا (اب) وہ کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ یہ سوچ کر وہ اپنے دوستوں کے مشورہ سے پھر واپس آئے اور آپؐ کو قسم یاد دلائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں جبؐ قسم کھالیتا ہوں تو بہتر بات کیلئے اُسے توڑ کر کفارہ دیدیتا ہوں"۔ [1]

حضرت ابوموسیٰؓ کا گورنر بنایا جانا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰؓ کو یمن کے ایک علاقہ پر گورنر مقرر کیا۔ روانگی سے پہلے آپؐ نے اُن کو بہت سی ہدایتیں دیں۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ہماری زمین میں جَو اور شہد کی شرابیں ہوتی ہیں (کیا وہ حلال ہیں؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نشہ کی چیز حرام ہے"۔ [2]

یمن کے دوسرے علاقہ پر حضرت معاذؓ حکمراں تھے، جبؐ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی ولایت کے قریب سے گذرتا تو اُس سے ملاقات کر کے اپنی محبت کو تازہ کرتا۔ ایک مرتبہ حضرت معاذؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس پہنچے، انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت معاذؓ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے بتایا کہ یہ شخص مُرتد ہوگیا ہے، حضرت معاذؓ نے کہا "میں اُس وقت تک اپنی سواری سے نہیں اُتروں گا جبؐ تک یہ قتل نہ کردیا جائے"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "آپ اُتریں تو سہی، وہ تو اسی لئے گرفتار کر کے لایا گیا ہے"۔ لیکن حضرت معاذؓ نہیں اُترے جبؐ تک وہ قتل نہ کردیا گیا۔ [3]

حجۃ الوداع حجۃ الوداع سے کچھ عرصہ پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو یمن بھیجا تھا۔ جبؐ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حج کرنے مکہ معظمہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰؓ بھی یمن سے آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "میں نے اُس چیز کا احرام باندھا ہے جس چیز کا احرام آپؐ نے باندھا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس قربانی کا جانور ہے؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کعبہ کا طواف کرو، پھر صفا و مروہ کا طواف کر کے احرام کھول دو"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے اپنے سر میں کنگھی کرائی اور سر دھویا۔ [4]

احکام و سُنن کا احترام ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت عمرؓ کے ہاں گئے۔ تین دفعہ سلام کیا، کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلے آئے۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں بلوایا اور پُوچھا "انتظار کرنے سے تمہیں کونسی چیز مانع تھی؟" حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جبؐ تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت لے اور اُس کو اجازت نہ ملے تو اُسے واپس چلا جانا چاہیئے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اس پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تمہیں ایسی سزا دونگا جو باعث عبرت ہوگی"۔ حضرت ابوموسیٰؓ گھبرائے ہوئے انصار کی مجالس کی طرف گئے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین وکتاب الایمان وصحیح مسلم کتاب القدر وکتاب الایمان عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامر بالتیسیر وکتاب الاشربۃ باب بیان ان کل مسکر خمر۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ ومعاذؓ وکتاب استتابۃ المرتدین وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اہل فی زمن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کإہلال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی موسیٰؓ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نسخ التحلل۔

ابو موسیٰؓ کے ساتھ گئے اور جاکر گواہی دی۔ اتنے میں حضرت اُبَیّ بن کعبؓ بھی آگئے، حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "یہ ابو موسیٰؓ کیا کہتے ہیں؟" حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے کہا "میں نے بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسی طرح سُنا ہے"۔ [1]

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ بیمار ہوئے۔ اثنائے مرض میں ایک دن وہ بے ہوش ہوگئے۔ اُن کا سر اُن کی بیوی اُمِّ عبداللہ کی گود میں تھا۔ اُن کے بے ہوش ہوتے ہی بیوی چیخنے لگیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ کو جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں بھی اُس چیز سے بیزار ہوں جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میں (غم میں) چلّانے والی، (سر) منڈانے والی، (کپڑے) پھاڑنے والی سے بیزار ہوں"۔ [2]

حضرت ابو موسیٰؓ پیشاب (کی چھینٹوں) سے بہت بچتے تھے۔ (اسی مقصد کی خاطر) وہ (اکثر) ایک شیشہ کے برتن میں پیشاب کیا کرتے تھے۔ [3]

ایک مرتبہ مہاجرین اور انصار میں غسل کی فرضیت کے سلسلہ میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "میں تمہاری شفاء الاسلام کرتا ہوں"۔ یہ کہکر وہ حضرت عائشہؓ کے ہاں گئے اور اُن سے عرض کیا "اے اُمّ المؤمنینؓ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن پوچھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "شرم نہ کرو، تم جس طرح اپنی والدہ سے جس نے تمہیں جنا تھا پوچھتے ہو اسی طرح مجھ سے پوچھ سکتے ہو کیونکہ میں بھی تمہاری والدہ ہی ہوں"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "غسل کب فرض ہوتا ہے؟" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "جب مرد، عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور شرمگاہ شرمگاہ سے چھو جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے"۔ [4]

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ ایک شخص نے نماز میں کہا "نماز فرض کی گئی ہے نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے نماز کے بعد پوچھا "یہ کلمہ کس نے کہا تھا؟" تمام لوگ خاموش رہے۔ انہوں نے پھر پوچھا۔ لوگ پھر خاموش رہے۔ ایک شخص نے کہا "میں نے کہا تھا اور میری نیت سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں تھی"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "تمہیں یہ نہیں معلوم کہ نماز میں کیا پڑھنا چاہیئے"۔ پھر حضرت ابو موسیٰؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ کے ذریعہ نماز کے طریق پر روشنی ڈالی۔ [5]

خوش الحانی | حضرت ابو موسیٰؓ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے، ایک رات کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قرأت کو بڑے غور سے سُنتے رہے۔ صبح کو آپؐ نے ان سے فرمایا "تمہیں داؤد (علیہ السلام) کی خوش الحانی میں سے حصّہ ملا ہے"۔ [6]

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ کو بصرہ کے قاریوں کی طرف بھیجا گیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو تین سو قاری اُن کے پاس آئے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے ان سے فرمایا "تم اہلِ بصرہ میں بہترین لوگ ہو اور اُن کے قاری ہو، تم قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہا کرو، ایسا نہ ہو کہ طویل مدت ہو جانے سے تمہارے دل سخت ہو جائیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں کے دل سخت ہو گئے تھے"۔ [7]

ثواب کی اُمّید۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کی ایک گفتگو | حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ سے کہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان عن ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود۔ [3] صحیح مسلم کتاب الوضوء باب المسح علی الخفین۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحیض باب نسخ الماء من الماء۔ [5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن۔ [7] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔

"اے ابو موسیٰؓ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارا رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ اسلام لانا، ہمارا آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنا اور جہاد کرنا اور وہ تمام اعمال جو ہم نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی معیت میں کئے برقرار رہیں اور وہ عمل جو ہم نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کئے ان میں ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا:۔ "نہیں، اللہ کی قسم (مجھے یہ پسند نہیں) رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ہم نے جہاد کیا، ہم نے نماز پڑھی، ہم نے روزے رکھے اور (ان کے علاوہ) بہت سے نیک عمل کئے، ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا، اور ہمیں تو ان اعمال کے صلہ میں (بہت کچھ) امید ہے" حضرت عمرؓ نے کہا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عُمرؓ کی جان ہے، میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ وہ عمل (جو ہم نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کئے) برقرار رہیں اور وہ تمام اعمال جو ہم نے آپؐ کے بعد کئے ان میں ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں"۔ [1]

عزتِ نفس | حضرت ابو موسیٰؓ کو عزتِ نفس کا بہت خیال رہتا تھا۔ اپنے متعلق بدگمانی کا موقع نہیں آنے دیتے تھے، ایک مرتبہ وہ اپنے دوستوں کے کہنے سے سواریاں مانگنے کیلئے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں گئے۔ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہدیا "میرے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں انہیں کوئی سواری نہیں دے سکتا"۔ حضرت ابو موسیٰؓ واپس آگئے اور دوستوں سے یہ بات بیان کردی۔ تھوڑی دیر بعد رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بلاکر چند اُونٹ مرحمت فرمائے۔ اُنہوں نے وہ اُونٹ اپنے دوستوں کو پہنچا دیئے۔ پھر اُنہیں خیال آیا کہ لوگ اُنہیں جھوٹا سمجھیں گے (اس لئے کہ پہلے اُنہوں نے یہ خبر دی تھی کہ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اُونٹنیاں نہیں ہیں) لہٰذا اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "اللہ کی قسم میں تمہیں اُس وقت تک نہیں چھوڑونگا جب تک میں تمہیں اُن لوگوں کے پاس نہ لے چلوں جنہوں نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو انکار کرتے ہوئے سُنا تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میری بات کو جھوٹ سمجھو"۔ دوستوں نے کہا "تم سچے ہو اور اگر تم تصدیق کرانا بہتر سمجھتے ہو تو ہم ایسا بھی کرلینگے"۔ الغرض حضرت ابو موسیٰؓ اُن لوگوں میں سے ایک آدمی کو لیکر آئے اور اپنی بات کی تصدیق کرائی۔ [2]

حضرت ابو موسیٰؓ ایک دن اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان ساتھیوں نے رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی کہ انہیں کسی جگہ کا عامل بنا دیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ (کو خیال ہوا کہ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یہ سمجھیں گے کہ میں ان کو اسی مقصد کیلئے لیکر آیا ہوں تو صفائی پیش کرتے ہوئے اُنہوں) نے عرض کیا "اللہ کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اِنہوں نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ اِن کے دل میں کیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ عامل بننا چاہتے ہیں"۔ رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہم اُس کو عامل نہیں بناتے جو عامل بننے کی درخواست کرے، ہاں اے ابو موسیٰؓ تم یمن جاؤ"۔ [3]

اعترافِ حق و کسرِ نفسی | ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ سے پوچھا گیا کہ ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن میں کس طرح ورثہ تقسیم کیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "بیٹی کو نصف ملیگا اور بہن کو نصف ملیگا"۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا "تم ابن مسعودؓ کے پاس جاؤ وہ میری تائید کریں گے"۔ لوگوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سوال کیا اور اُن سے حضرت ابو موسیٰؓ کا قول بھی بیان کردیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اگر میں اُن کی تائید کروں تو میں گمراہ ہوجاؤنگا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب النذر [3] صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب اثم من اشرک باللہ

اور ہدایت والوں میں سے نہ رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ کروں گا جو فیصلہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیا ہے بیٹی کو نصف ملیگا۔ پوتی کو چھٹا حصّہ، یہ پُورا دو تہائی ہوگیا۔ اب جو بچا وہ بہن کیلئے ہے۔" وہ لوگ کہتے ہیں ہم پھر حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس گئے اور اُن سے حضرت ابن مسعودؓ کا قول وفیصلہ بیان کر دیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا "جب تک یہ عالم تم لوگوں میں موجود ہیں مجھ سے نہ پوچھو" (یعنی ابن مسعودؓ حدیث کے بہت بڑے عالم ہیں، اُن سے پوچھا کرو تاکہ تمہیں حدیث کے مطابق فتوٰی مل جائے) [1]

بشارتِ نبوی | ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک دیہاتی آیا، آپؐ نے اُس سے فرمایا "بشارت قبول کرو۔" اُس نے کہا "بشارت تو آپؐ بہت دے چکے (کچھ مال دلوائیے)" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت بلالؓ سے فرمایا "اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا، تم بشارت قبول کرو۔" ان دونوں نے کہا "ہم نے قبول کی۔" پھر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا، آپؐ نے اُس میں دونوں ہاتھ دھوئے کلّی کی اور چہرہ دھویا، پھر آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا "اسے اپنے چہروں اور ہنسلیوں پر مَل لو اور خوش خبری حاصل کرو۔" ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔ [2]

فضیلت | رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰؓ کے قبیلہ کے متعلق فرمایا تھا "وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔" [3]

حضرت ابو نائلہؓ

جب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے لئے روانہ کیا تو ابو نائلہؓ بھی اُن کے ساتھ گئے تھے۔ حضرت ابو نائلہؓ کعب کے رضاعی بھائی تھے۔ [4]

حضرت ابو واقد لیثیؓ

حفظِ سُنّت | ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عیدین میں کونسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابو واقدؓ نے بیان کیا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم (عید کی نماز میں) سُورۂ ق اور سُورۂ قمر تلاوت کرتے تھے۔ [5]

حضرت ابو ہُریرہؓ

حضرت ابوہریرہؓ اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے۔ ان کا غلام بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں وہ اُن سے علیحدہ ہوگیا۔ حضرت ابوہریرہؓ برابر چلتے رہے۔ راستہ میں وہ یہ شعر پڑھتے جارہے تھے:۔

یَا لَیْلَۃً مِنْ طُوْلِھَا وَعَنَائِھَا	اس رات کی درازی اور تکلیف کی شکایت (تو ضرور کرتا ہوں)
عَلٰی اِنَّھَا مِنْ دَارَۃِ الْکُفْرِ نَجَّتٖ	لیکن (وہ رات بڑی مبارک تھی کہ) اُس نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی

حضرت ابوہریرہؓ جب مدینہ منوّرہ پہنچے تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگِ خیبر میں مصروف تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ خیبر پہنچے اور بیعت کی۔ اتنے میں اُن کا غلام آگیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوہریرہؓ تمہارا غلام آگیا۔"

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الفرائض باب میراث ابنۃ ابنٍ مَعَ ابنۃٍ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف وصحیح مسلم باب فضائلِ ابی موسیٰؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل الاشعریین۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب قتل کعب بن اشرف۔ [5] صحیح مسلم کتابُ العیدین۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "مَیں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا"[1] جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مال غنیمت تقسیم کیا تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "مجھے بھی حصّہ دیجئے"۔ لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صرف اُن لوگوں کو حصّہ دیا جو جنگ میں شریک تھے یا جو حبشہ سے آئے تھے[2] (حضرت ابوہریرہؓ کو کچھ نہیں دیا)

طالب علمی کا زمانہ | مدینہ منوّرہ پہنچ کر حضرت ابوہریرہؓ تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ طالب علمی کا زمانہ بہت عسرت میں گذرا۔ نہ کھانا میسّر تھا، نہ پہننے کو اچھا کپڑا ملتا تھا، نہ کوئی غلام تھا نہ لونڈی کہ ان کی خدمت کرے۔ پیٹ سے پتّھر باندھے رہتے۔ لوگوں سے آیت کا مطلب پوچھتے تاکہ وہ انہیں اپنے گھر لیجا کر کچھ کھلائیں۔ اکثر حضرت جعفرؓ انہیں اپنے گھر لیجاتے، اگر کچھ نہ ہوتا تو خالی کُپّی ہی دیدیا کرتے۔ حضرت ابوہریرہؓ اُسی کو چاٹ لیا کرتے تھے۔[3]

ایک دن اُنہیں سخت بھوک لگی، وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ اُنہیں ایک آیت سُنائی، حضرت عمرؓ نے اُنکے آنے کیلئے دروازہ کھولا (حضرت عمرؓ دروازہ کھول کر اندر چلے گئے) حضرت ابوہریرہؓ بھوک کی وجہ سے گر پڑے۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر ہانے کھڑے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور اُنہیں خوب دودھ پلایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر جب اُن کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی تو اُنہیں یہ واقعہ سُنایا۔[4]

فراخی کا زمانہ | بعد میں جب فراخی کا زمانہ آیا تو ایک مرتبہ کتّان کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، اسی اثنار میں انہوں نے ناک سنکی پھر کہنے لگے واہ واہ ابوہریرہؓ کتّان کے کپڑوں میں ناک صاف کرتا ہے، ایک وہ وقت تھا کہ میں منبر اور حجرہ کے درمیان بے خود پڑا ہوتا تھا، لوگ میری گردن پر پیر رکھدیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا میں دیوانہ ہوں حالانکہ مجھے دیوانگی نہیں تھی۔ بھوک کی وجہ سے یہ کیفیّت ہوتی تھی۔[5]

حضرت ابوہریرہؓ کھیتی کرتے تھے۔[6]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت | حضرت ابوہریرہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قضائے حاجت کے لئے باہر گئے، حضرت ابوہریرہؓ بھی ساتھ ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "استنجے کے لئے پتّھر لے آؤ"۔ حکم کی تعمیل میں وہ اپنے کپڑے کے ایک کنارہ میں پتّھر لے آئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس رکھدیئے۔[7]

ایک دفعہ راستہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی ملاقات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوئی۔ کچھ دیر بعد وہ چپکے سے چلے گئے اور غسل کر کے پھر آگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اے ابوہریرہؓ، تم کہاں (گئے) تھے؟" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "میں ناپاک تھا، میں نے اسے بُرا سمجھا کہ میں آپؐ کے ساتھ ناپاکی کی حالت میں رہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سُبحان اللہ، بے شک مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔" (یعنی حقیقتاً ناپاک نہیں ہوتا بلکہ حکماً ناپاک ہوتا ہے)[8]

حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کا قبولِ اسلام | حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ مشرکہ تھیں، وہ انہیں اسلام کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرہن فی الحضر باب العتق وفضلہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس وکتاب الجہاد وکتاب المغازی۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الحلوی والعسل [4] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کلوا من طیبات من ابی ہریرہؓ [5] صحیح بخاری کتاب الاعتصام [6] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الامر بقتل الکلاب [7] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الاستنجاء بالحجارۃ [8] صحیح بخاری کتاب الغسل۔

دعوت دیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حسبِ معمول اسلام کی دعوت دی۔ والدہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہُ علیہ وسلّم کے متعلق ایک ایسی بات کہی جو حضرت ابوہریرہؓ کو بہت ہی بُری معلوم ہوئی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس روتے ہوئے گئے اور آپؐ سے اپنی والدہ کی ہدایت کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہُ علیہ وسلّم نے فرمایا "الٰہی ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے"۔ حضرت ابوہریرہؓ دُعا سُنکر خوش خوش گھر آئے۔ گھر کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور پانی گرنے کی آواز آرہی ہے۔ اُن کی والدہ غسل کر رہی تھیں۔ غسل کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا "اشہدان لآ الٰہ الّا اللہ واشہدان محمّداً عبدہٗ ورسولہٗ"۔ حضرت ابوہریرہؓ خوشی میں روتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، خوش ہوجائیے، اللہ نے آپؐ کی دُعا قبول فرمالی"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے اور میری والدہ کو مسلمین کا محبوب بنادے اور ہمیں ایمانداروں کی محبّت عطا کرے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی۔ اس دُعا کے بعد مسلمین ان دونوں سے محبّت کرنے لگے۔[1]

اتّباعِ سُنّت حضرت ابوہریرہؓ سختی سے سنّت کا اتّباع کرتے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے عشاء کی نماز میں "اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ" پڑھی (جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو) سجدہ کیا، حضرت ابورافعؓ نے پوچھا "یہ آپ نے کیا کیا؟" حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "میں نے ابوالقاسم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے سجدہ کیا ہے لہٰذا میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں آپؐ سے جا ملوں"۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ مہینہ میں تین روزے پابندی سے رکھتے، اشراق کی نماز پڑھتے اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میرے خلیل (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے مجھے یہی وصیت کی ہے۔[3]

ایک مرتبہ حضرت مروانؒ مکّہ گئے اور حضرت ابوہریرہؓ کو مدینہ میں امیر کر گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جمعہ کی نماز پڑھائی تو اس میں سُورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون تلاوت کی۔ ایک شخص نے کہا "حضرت علیؓ بھی کوفہ میں یہی سُورتیں پڑھتے تھے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہی سُورتیں پڑھا کرتے تھے"۔[4]

قانونِ الٰہی کی عظمت اور حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابوہریرہؓ نے کچھ لوگوں سے بیان کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے دیکھا کہ لوگ اس حکم سے رُوگردانی کر رہے ہیں، کہنے لگے "کیا بات ہے کہ میں تم کو اس حکم سے رُوگردانی کرنے والا پاتا ہوں، اللہ کی قسم (اگر تم رُوگردانی کروگے تو) میں اُس کو تمہارے دونوں کندھوں کے درمیان ٹھونک دوں گا"۔[5]

ایک مرتبہ اُنہوں نے کہا کہ جو شخص ناپاکی کی حالت میں صبح کرے وہ روزہ نہ رکھے، پھر جب اُنہیں خبر دی گئی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو روزہ رکھ لیا کرتے تھے تو اُنہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔[6]

امیر کو نصیحت ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت مروانؒ کے گھر میں ایک تصویر دیکھی تو فوراً اُن سے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح چیز پیدا بنائے۔

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل ابی ہریرۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب القرأۃ فی العشاء بالسجدۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب النوافل باب صلاۃ الضحیٰ فی الحضر۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم عن ابی ہریرۃؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصوم وصحیح بخاری کتاب الصوم۔

وہ ایک چیونٹی تو بنا کر دکھائے یا ایک دانہ یا ایک جَو ہی پیدا کر کے بتائے"۔[1]

ایک مرتبہ بحرین کے ایک گورنر کو دیکھا جو اپنا تہ بند لٹکائے ہوئے زمین پر پیر مارتا ہوا چلا جا رہا تھا اور یہ کہتا جا رہا تھا امیر آیا۔ امیر آیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اِتراتا ہوا اپنے تہ بند کو لٹکائے"۔[2]

حُبِّ رسولؐ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں چلے گئے۔ صحابۂ کرامؓ گھبرائے کہ کہیں دشمن آپؐ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ صحابہؓ آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت ابوہریرہؓ روانہ ہوئے۔ وہ ایک انصاری کے باغ کے قریب پہنچے۔ انہوں نے باغ کا چکر لگایا لیکن کہیں دروازہ نہیں ملا، لہٰذا وہ ایک موری میں سے سکڑ کر اندر داخل ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا "اے ابوہریرہؓ!" عرض کیا "جی"۔ آپؐ نے پوچھا "کیا ماجرا ہے؟" اُنہوں نے واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں جوتیاں دیکر فرمایا "اے ابوہریرہؓ یہ جوتیاں لیکر جاؤ اور جو شخص باغ کے باہر تمہیں ملے اور وہ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (حاکم و معبود) نہیں اور اس کا دل اس پر یقین کا مِل رکھتا ہو تو اُسے جنّت کی بشارت دیدو"۔ وہ روانہ ہوئے، راستہ میں حضرت عمرؓ ملے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی بات پر شک کیا اور اُن کے سینہ پر ہاتھ مارا (وہ افلاس کی وجہ سے کمزور تو تھے ہی) کولہوں کے بَل گر پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واپس چلو۔ حضرت ابوہریرہؓ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے پوچھا "تم نے ایسا کیوں کیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں، آپؐ نے ان کو بھیجا تھا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "لوگ (غلط فہمی سے) اسی پر بھروسہ کر لینگے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا "اس کا عام اعلان نہ کرو"۔[3]

اجر و ثواب کی حرص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "صالح غلام کیلئے دوہرا اجر ہے"۔ اس حدیث کو روایت کر کے ایک دن حضرت ابوہریرہؓ کہنے لگے "اگر جہاد، حج اور اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا نہ ہوتا تو میں غلام ہو کر مرنا پسند کرتا (تاکہ مجھے دوہرا اجر ملتا)"۔[4]

شوقِ ضیافت حضرت ابوہریرہؓ کو ضیافت کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ کئی جماعتیں رمضان کے مہینہ میں حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئیں، یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی ضیافت کیا کرتے تھے، لیکن حضرت ابوہریرہؓ سب سے زیادہ لوگوں کی دعوت کیا کرتے تھے (دوسروں کو کم موقع دیتے تھے) ایک دن حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے کھانا تیار کرایا اور حضرت ابوہریرہؓ سے کہا "آج رات کو میرے یہاں دعوت ہے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "تم نے مجھ پر سبقت کر لی"۔ انہوں نے کہا "جی ہاں"۔[5]

زہد و ورع ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ ایک جماعت کے پاس سے گذرے جن کے پاس بھُنی ہوئی بکری تھی، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو کھانے کیلئے بُلایا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے لیکن آپؐ نے جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب اللباس [2] صحیح مسلم کتاب اللباس [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان [4] صحیح بخاری کتاب الزہن باب فی العتق وفضلہ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ [6] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ۔

احترامِ حدیث ایک دن کچھ لوگ اُن کے پاس آئے اور کہا "یہ اللہ ہے (جس نے سب کو پیدا کیا لیکن) اللہ کو کس نے پیدا کیا؟" حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے ہاتھ میں کچھ کنکریاں لیں اور اُن کو مارا پھر فرمایا "اُٹھو، اُٹھو، میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا تھا (کہ عنقریب لوگ اس قسم کے سوال کریں گے)"[1]

حفظِ احادیث احادیث کے حفظ کرنے کا بہت شوق تھا۔ بقول اُن کے سوائے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے کوئی صحابی اُن سے زیادہ حدیث کا علم نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "میں حدیثیں بھول جاتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی چادر پھیلاؤ"۔ اُنہوں نے چادر پھیلائی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ ملا کر فرمایا "اس چادر کو لپیٹ لو"۔ اُنہوں نے چادر کو لپیٹ لیا۔ پھر وہ ان احادیث میں سے کچھ نہ بھولے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت کثرت سے حدیثیں بیان کرتے تھے۔ لوگوں نے اعتراضاً کہا کہ ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں، اگر کتاب اللہ میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک بھی حدیث بیان نہ کرتا"۔ پھر اُنہوں نے وہ دونوں آیتیں تلاوت کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ ہدایات کو چھپاتے ہیں اُن پہ اللہ کی لعنت ہے (آل عمران) پھر فرمایا "ہمارے بھائی مہاجرین بازاروں میں اپنے کاروبار میں رہا کرتے تھے اور ہمارے بھائی انصار اپنے کھیتوں وغیرہ میں مصروف رہا کرتے تھے اور ابو ہریرہؓ کو پیٹ بھر کر کھانا مل جاتا (تو یہ اس کے لئے کافی تھا) وہ اُس وقت بھی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتا تھا جب دوسرے غیر حاضر ہوتے تھے اور وہ باتیں یاد کر لیتا تھا جو دوسرے یاد نہیں کر سکتے تھے"۔ ایک دفعہ اُنہوں نے کہا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن علم حاصل کیا۔ ایک کو تو میں نے خوب پھیلایا اگر دوسرے کو بھی اسی طرح پھیلاتا تو میری گردن کاٹ دی جاتی" (یعنی اگر فتنہ پرور لوگوں کا حال بیان کرتا تو وہ موقع پا کر مجھے قتل کر دیتے جیسے بعض خلفاء اور صحابہؓ کو اُنہوں نے قتل کیا)[2]

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ نے یہی بات کہی تھی "لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بڑی کثرت سے حدیثیں بیان کرتے ہیں"۔ پھر وہ ایک شخص سے ملے اور اُس سے پوچھا کہ بتاؤ رات کو عشاء کی نماز میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون سی سُورتیں پڑھی تھیں؟ اُس نے کہا "مجھے نہیں معلوم"۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا "کیا تم نمازِ عشاء میں شریک نہیں تھے؟" اُس نے کہا "کیوں نہیں" حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا "لیکن مجھے معلوم ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں سُورتیں پڑھی تھیں"[3] (یعنی میں غور سے ہر حدیث سُن کر یاد رکھتا ہوں اس لئے کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہوں)

قیام اللیل حضرت ابو ہریرہؓ، ان کی بیوی اور ان کا خادم تہائی رات باری باری سے نماز پڑھا کرتے تھے جب ایک نماز پڑھ چکتا تو دوسرے کو جگا دیتا (گویا ہر وقت کوئی نہ کوئی عبادت میں مشغول ہوتا)۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الوسوسۃ فی الایمان۔
[2] صحیح بخاری کتاب العلم وکتاب البیوع باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ "فاذا قضیت الصلوٰۃ" وصحیح مسلم باب فضائل ابی ہریرہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب العمل فی الصلوٰۃ باب تفکر الرجل الشیٔ فی الصلوٰۃ
[4] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب اکل القثاء بالرطب۔

حضرت آبی اللحم رضؓ

ایک مرتبہ حضرت آبی اللحم رضؓ نے اپنے غلام کو کچھ گوشت سکھانے کا حکم دیا۔ اُنہوں نے اس میں سے کچھ گوشت ایک مسکین کو کھلا دیا۔ حضرت آبی اللحم رضؓ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے غلام کو مارا۔ غلام نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت آبی اللحم رضؓ کو بُلایا اور پُوچھا کہ "تم نے اس کو کیوں مارا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اس نے بغیر میرے حکم کے میرا کھانا دیدیا۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اجر تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا۔"[1]

حضرت اُبیّ ابن کعب رضؓ

حضرت اُبیّ ابن کعب رضؓ کی کُنیت ابو منذر تھی۔[2]

جنگِ خندق حضرت اُبیّ ابن کعب رضؓ جنگِ خندق میں شریک تھے، اُن کے ہاتھ کی رگ میں تیر لگا اور وہ زخمی ہو گئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے پاس ایک طبیب کو بھیجا۔ طبیب نے ان کی فصد کھولی اور پھر داغ دیا۔[3]

اختلافِ قرأت اور حضرت اُبیّ کی تحقیق ایک مرتبہ انہوں نے دو آدمیوں کو قرأت کرتے سُنا۔ اُنہیں اُن کا اندازِ قرأت ناگوار محسُوس ہوا۔ حضرت اُبیّ ان دونوں کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت اُبیّ رضؓ نے کہا "یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس شخص نے قرأت کی، میں نے اسے بُرا سمجھا، پھر اس شخص نے پہلے سے اور طریقہ سے قرأت کی (میں نے اس کو بھی بُرا سمجھا)" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کو حکم دیا کہ وہ قرأت کریں۔ دونوں نے قرأت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں کی قرأت کی تحسین فرمائی۔ حضرت اُبیّ رضؓ کے دل میں کچھ تکذیب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان کی اِس کیفیت کو سمجھ گئے۔ آپؐ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا، اُنہیں پسینہ آگیا اور خوف کی وجہ سے انہیں ایسا محسُوس ہونے لگا گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُبیّ مجھے یہ حکم ملا تھا کہ قرآن کو ایک لہجہ میں پڑھوں۔ میں برابر دُعا کرتا رہا یہاں تک کہ سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت مل گئی۔"[4]

دیانت داری ایک مرتبہ حضرت اُبیّ رضؓ کو ایک تھیلی پڑی ہوئی ملی جس میں سو دینار تھے۔ حضرت اُبیّ رضؓ اُس کو لیکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک سال تک اس کا اعلان کرو"۔ حضرت اُبیّ رضؓ نے اس کا اعلان کیا لیکن اس کا مالک نہ ملا۔ وہ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا "ایک سال تک اور اعلان کرو"۔ انہوں نے پھر اعلان کیا لیکن اس کا مالک نہیں ملا۔ وہ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ ایک سال کے بعد وہ پھر آئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کے ظرف، تعداد اور بندھن کو یاد رکھو، اگر اس کا مالک آجائے (تو اسے دیدو) ورنہ خود استعمال کرلو"۔ الغرض (جب اس کا کوئی مالک نہیں آیا تو) وہ دینار انہوں نے خود استعمال کرلئے۔[5]

حضرت اُبیّ کا علم ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ میں سب سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ان القرآن علی سبعۃ احرف عن ابی رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب اللقطۃ عن اُبیّ رضؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل سورۃ الکہف۔

زیادہ عظمت والی آیت کونسی ہے ؟" حضرت اُبیؓ نے کہا "اللہ اور اُس کے رسولؐ کو زیادہ علم ہے"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پھر اُن سے وہی سوال کیا، حضرت اُبیؓ نے جواب دیا کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سینہ پر (ہاتھ) مارا اور فرمایا "اے ابو منذر تمہیں علم مبارک ہو"۔ [1]

فضائل | حضرت اُبیؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں پُورا قرآن جمع کر لیا تھا۔ [2]

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار آدمیوں میں آپؐ نے حضرت اُبیؓ کا نام بھی لیا۔ [3]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُبیؓ سے فرمایا "بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سُورۂ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تمہیں سناؤں"۔ حضرت اُبیؓ نے پوچھا "کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ یہ سُن کر حضرت اُبیؓ (فرطِ مسرّت سے) رونے لگے۔ [4]

حضرت اُبیؓ حضرت عمرؓ کی نظر میں | حضرت عمرؓ فرماتے تھے "ہم میں سب سے بڑے قاری اُبیؓ ہیں"۔ [5]

حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت اُبیؓ کو تراویح پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا۔ [6]

حضرت اَخرَم اَسَدیؓ

حضرت اَخرَمؓ قبیلۂ اسد کے ایک فرد تھے۔ اِن کو شہادت کا بہت شوق تھا۔ ایک دن چند لٹیروں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اونٹنیاں لوٹ لیں۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے تنہا پیدل ان کا تعاقب کیا اور انہیں پریشان کر دیا۔ مجبوراً بھاگتے بھاگتے وہ بہت سا سامان اور اونٹنیاں چھوڑ گئے۔ حضرت سلمہؓ برابر ان کا پیچھا کرتے رہے۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے وہاں پہنچ گئے۔ حضرت اَخرَمؓ سب سے آگے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "اے اخرمؓ تم ان لوگوں سے ذرا احتیاط سے رہنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں مار ڈالیں"۔ حضرت اخرمؓ نے کہا "اے سلمہؓ اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اور دوزخ، جنت پر یقین رکھتے ہو تو میری شہادت کے درمیان حائل نہ ہو"۔ حضرت سلمہؓ نے اُنہیں چھوڑ دیا۔ ان کا مقابلہ عبدالرحمٰن فزاری سے ہوا۔ حضرت اخرمؓ نے اُس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا، اُس نے حضرت اخرمؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا۔ اتنے میں حضرت ابو قتادہؓ وہاں پہنچ گئے انہوں نے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا۔ [7]

حضرت اُسامہؓ

حضرت اُسامہؓ حضرت زید بن حارثہؓ کے لڑکے تھے۔

فتح مکّہ | فتح مکّہ کے موقع پر حضرت اُسامہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فاتحانہ مکّہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو حضرت اُسامہؓ اُونٹنی پر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ [8] جب

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل سُورۃ الکہف وآیۃ الکرسی۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابتؓ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب اُبیؓ عن انسؓ وصحیح مسلم باب استحباب قراۃ القرآن علی اہل الفضل و باب فضائل اُبیؓ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ البقرۃ) عن ابن عباسؓ [6] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح عن ابی ہریرہؓ [7] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت اسامہؓ بھی ساتھ گئے۔[۱]

سریۂ اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ جہینہ کی شاخ حرقات سے جنگ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت اسامہؓ کو سپہ سالار بنایا۔ جنگ ہوئی، ایک کافر نے بہت سے مسلمین کو موقع پاکر شہید کر دیا۔ حضرت اسامہؓ اور ایک انصاری نے اس پر حملہ کیا۔ جب وہ گھر گیا تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ حضرت اسامہؓ نے پھر بھی اسے قتل کر دیا۔ مسلمین کی فتح ہوئی۔ حضرت اسامہؓ نے خوش خبری سنانے کیلئے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے لڑائی کے حالات پوچھے، جب حضرت اسامہؓ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو بلایا اور پوچھا "اے اسامہؓ تم نے اسے کیوں قتل کیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اس نے کئی مسلمین کو شہید کیا، جب میں نے تلوار اٹھائی تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا (میں نے پھر بھی اسے قتل کر دیا)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے اسے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اس نے تو ہتھیار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے "قیامت کے دن جب وہ کلمہ (لے کر) آئے گا تو تم اس کلمہ کا کیا جواب دوگے" حضرت اسامہؓ نے تمنا کی کہ کاش وہ اس دن سے پہلے مسلم نہ ہوئے ہوتے۔[۲]

حجۃ الوداع حجۃ الوداع میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوئے تو حضرت اسامہؓ سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں پہنچے تو آپؐ نے اتر کر پیشاب کیا اور پھر خفیف سا وضو کیا، حضرت اسامہؓ پانی ڈالتے رہے۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "نماز (مغرب) پڑھ لیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز آگے (یعنی مزدلفہ میں) پڑھینگے"۔[۳] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوافِ کعبہ کے بعد سبیل پر تشریف لائے اس وقت بھی حضرت اسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔[۴]

جیش اسامہؓ وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رومیوں پر حملہ کرنے کی غرض سے) ایک اور لشکر ترتیب دیا اور اس پر حضرت اسامہؓ کو امیر بنایا۔ بعض لوگوں نے حضرت اسامہؓ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتراض کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا "یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں تمہیں اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں، یہ تمہارے صالح لوگوں میں سے ہے"۔[۵]

حضرت اسامہؓ کی فراست جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "وہ آپؐ کی بیوی ہیں (بھلا ان سے یہ کام کیسے ہو سکتا ہے) آپؐ بدستور ان کو اپنے ہی پاس رکھئے۔ ہم بجز بھلائی کے ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے"۔[۶]

فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ اور حضرت حسنؓ کو گود میں لے کر فرماتے "اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر کیونکہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں"۔[۷] حضرت اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کہلاتے

(حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ) ۵ صحیح بخاری کتاب المناسک کتاب الجہاد باب الردف علی الحمار وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الحج۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ وغیرہ وصحیح مسلم کتاب الحج وغیرہ۔ ۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔ ۳ صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اسباغ الوضوء وباب الرجل یوضئ صاحبہ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۴ صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وباب وجوب البیت بمنی۔ ۵ صحیح بخاری مناقب بن حارثہؓ وصحیح مسلم فضائل زید بن حارثہؓ عن ابن عمرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) ۶ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وصحیح مسلم کتاب التوبۃ

تھے۔ ایک مخزومی عورت نے جب چوری کی تو لوگوں نے سفارش کے لئے حضرت اُسامہؓ کا انتخاب کیا۔ انہوں نے سوچا کہ سوائے اُسامہؓ کے یہ جرأت اور کون کر سکتا ہے۔ اُن لوگوں کے کہنے سے حضرت اسامہؓ نے سفارش کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرہ متغیّر ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا "اے اُسامہؓ تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حدّ میں سفارش کرتے ہو"۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے"۔ [1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسامہؓ کے باپ کے بعد اسامہؓ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں"۔ [2]

حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ

حضرت اُسید بن حضیرؓ، حضرت سعد بن معاذؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ (اُن) نقیبوں میں سے ایک تھے (جن کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت سے پہلے مدینہ منوّرہ میں نقیب بنایا تھا) [3]

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہار گم ہو جانے کی وجہ سے صحابہؓ کو ایک ایسے مقام پر رُکنا پڑا جہاں پانی نہیں تھا تو اُس وقت تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت اُسیدؓ نے حضرت عائشہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "اے آلِ ابوبکرؓ، یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے (اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے برکتوں کا نزول ہو چکا ہے)" [4]

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا "اگر تہمت لگانے والا قبیلۂ اوس کا آدمی ہے تو میں اُس کی گردن اُتار دوں گا اور اگر قبیلۂ خزرج کا آدمی ہے تو جیسا آپؐ حکم دیں گے ہم تعمیل کریں گے"۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے تم جھوٹے ہو، تم خزرجی کو قتل نہیں کر سکتے"۔ یہ سُن کر حضرت اُسید بن حضیرؓ کھڑے ہوئے اور کہا "تم جھوٹے ہو، اللہ کی قسم ہم اسے مار ڈالیں گے تم منافق ہو کہ منافقوں کی حمایت کرتے ہو"۔ اس بات پر دونوں قبیلے بھڑک اُٹھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کو خاموش کر دیا۔ [5] ایک تاریک رات میں یہ مسجد نبوی سے روانہ ہوئے تو ایک روشنی ان کے آگے چلنی رہی۔ [6]

فضیلت ایک رات کو حضرت اُسیدؓ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، اُن کا لڑکا یحییٰ اُن ہی کے پاس لیٹا ہوا تھا اتنے میں اُن کا گھوڑا کودنے لگا (وہ رُک گئے) تھوڑی دیر بعد پھر پڑھنا شروع کر دیا، گھوڑا پھر کودنے لگا، (وہ پھر رُک گئے) تھوڑی دیر بعد انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا، گھوڑا پھر کودنے لگا۔ حضرت اُسیدؓ گھوڑے کے پاس گئے دیکھا کہ ایک بادل اُن کے سر پر ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں۔ پھر وہ اُوپر چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ فرشتے تھے جو قرآن سُننے آئے تھے"۔ [7]

حضرت اسمٰاءؓ بنت ابی بکرؓ

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کی تو حضرت اسماءؓ نے اپنے ازار بند کے دو ٹکڑے کئے، ایک سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مشکیزے اور تھیلے کا مُنہ باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے اپنے ازار کو باندھ لیا۔ اسی وجہ سے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب اسامہؓ و کتاب المغازی باب فتح مکّہ و کتاب الحدود و صحیح مسلم کتاب الحدود۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب زید بن حارثہؓ و صحیح مسلم باب فضائل زید بن حارثہؓ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ و کتاب الحیض باب التیمّم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ و صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمّم۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ

ان کا لقب ذات النِّطَاقَین (دو کمر بند والی) ہو گیا۔[1]

ان کا نکاح حضرت زبیرؓ سے ہوا تھا۔ اس زمانہ میں حضرت زبیرؓ کے پاس کچھ نہیں تھا سوائے ایک پانی کھینچنے والے اُونٹ کے اور ایک گھوڑے کے۔ حضرت اسماءؓ گھوڑے کو چَراتی تھیں، پانی پلاتی تھیں، اس کا ڈول سیتی تھیں، آٹا پیستی تھیں لیکن اُنہیں روٹی پکانی نہیں آتی تھی۔ لہٰذا ان کی روٹی اُن کی انصاری پڑوسنیں پکا دیا کرتی تھیں۔ (بعد میں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو ایک زمین دی، حضرت اسماءؓ اُس زمین سے جو دو میل دور تھی اپنے سر پر کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ وہ اپنے سر پر گٹھلیاں لا رہی تھیں کہ اُنہیں راستہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ملے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ چند انصاری اصحاب بھی تھے۔ آپؐ نے حضرت اسماءؓ کو پکارا اور اُونٹ کو بٹھانے کیلئے اِخ اِخ کہا۔ حضرت اسماءؓ کو مَردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمجھ گئے اور آگے نکل گئے۔ حضرت اسماءؓ نے حضرت زبیرؓ سے اس بات کا تذکرہ کیا، حضرت زبیرؓ نے کہا "اللہ کی قسم، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے تمہارے بیٹھ جانے سے زیادہ مجھے اس بات سے غیرت ہے کہ تم گٹھلیاں اُٹھا کر لا رہی تھیں"۔ اِس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ ان کے پاس ایک خادمہ بھیجدی تاکہ وہ گھوڑے کی خدمت کرے۔ اس طرح اُنہیں ایک بہت بڑی مشقّت سے چھٹکارا ملا۔[2]

ایک دن اُن کے پاس ایک آدمی آیا، اُس نے کہا "میں ایک محتاج آدمی ہوں، میرا ارادہ ہے کہ تمہاری دیوار کے سایہ میں دکان لگا لوں"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "اگر میں تمہیں اجازت دیدوں تو شاید زبیرؓ ناراض ہوں لہٰذا جب زبیرؓ موجود ہوں تو اُن کے سامنے پوچھنا"۔ الغرض وہ شخص حضرت زبیرؓ کی موجودگی میں آیا اور اُس نے وہی سوال کیا۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "تمہیں مدینہ میں میرے گھر کے علاوہ اور کوئی گھر نہیں ملا"۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "تم ایک محتاج کو کیوں بیچنے سے منع کرتی ہو"۔ (انہوں نے اجازت دیدی) اُس شخص نے وہاں دکان لگا لی، پھر اُس نے کافی روپیہ کمایا، حضرت اسماءؓ نے وہ لونڈی اُس کے ہاتھ فروخت کر دی۔ جب حضرت زبیرؓ آئے تو اس کی قیمت ان کی گود میں تھی۔ اُنہوں نے کہا "یہ رقم مجھے دیدو"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "یہ تو میں نے اللہ کے نام دیدی"۔[3]

نمازِ کسوف میں شرکت ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ کسوف پڑھائی۔ حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ کے ہاں آئیں، حضرت عائشہؓ نماز میں مشغول تھیں، حضرت اسماءؓ بھی نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں۔ طویل قیام سے اُنہیں غش آنے لگا تو اُنہوں نے اپنے سر پر پانی ڈالا۔[4]

حضرت اسماءؓ کا ہار حضرت اسماءؓ کے پاس ایک ہار تھا۔ ایک دفعہ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں روانہ ہوئیں تو اُنہوں نے حضرت اسماءؓ سے عاریۃً ہار لے لیا۔ یہی وہ ہار تھا جس کے کھو جانے پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ایسے مقام پر رُکنا پڑا جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ اِسی موقع پر تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت عائشہؓ کے اُونٹ کے نیچے سے وہ ہار مل گیا۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کذاب ثقیف (خطاب کبیر الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الغیرۃ و صحیح مسلم کتاب السلام۔ [3] صحیح مسلم کتاب السلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوضوء۔ [5] صحیح بخاری کتاب التیمّم۔

حجۃ الوداع حضرت اسماءؓ حجۃ الوداع میں شریک تھیں۔ اُن کے شوہر حضرت زبیرؓ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے اس لئے اُنہوں نے احرام نہیں کھولا۔ حضرت اسماءؓ کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا لہٰذا اُنہوں نے عمرہ کر کے احرام کھولدیا۔ پھر وہ جا کر حضرت زبیرؓ کے پاس بیٹھ گئیں۔ حضرت زبیرؓ نے کہا "اُٹھ جاؤ، مجھ سے دور رہو، مجھ سے دور رہو۔" حضرت اسماءؓ نے کہا "کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تم پر کود پڑوں گی"[1]

حضرت اسماءؓ کا حج حضرت اسماءؓ ایک مرتبہ حج کرنے گئیں۔ اُن کے آزاد کردہ غلام عبداللہ ان کے ساتھ تھے۔ دس ذوالحجہ کی رات کو وہ مزدلفہ میں رہیں۔ رات کو نماز پڑھتی رہیں۔ کچھ دیر نماز پڑھنے کے بعد عبداللہ سے کہا، "اے میرے بیٹے کیا چاند غائب ہوگیا؟" عبداللہ نے کہا "نہیں"۔ اُنہوں نے پھر نماز شروع کر دی۔ کچھ دیر نماز پڑھنے کے بعد اُنہوں نے پھر پوچھا "کیا چاند غائب ہوگیا؟" عبداللہ نے کہا "ہاں"۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔ "تو پھر یہاں سے کوچ کرو۔" ان لوگوں نے کوچ کیا اور جمرہ پر جا کر کنکریاں ماریں، پھر اپنی منزل پر واپس آکر صبح کی نماز پڑھی حضرت عبداللہ نے کہا "میں سمجھتا ہوں ہم نے (کنکریاں) اندھیرے میں ماریں"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو (اندھیرے میں کنکریاں مارنے کی) اجازت دی ہے"[2]۔

مشرکہ ماں کے ساتھ حسنِ سلوک ایک مرتبہ حضرت اسماءؓ کی ماں جو مشرکہ تھیں حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں (حضرت اسماءؓ اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہتی تھیں لہٰذا) اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "میری والدہ میرے پاس آئی ہیں، اسلام سے اُنہیں کوئی رغبت نہیں ہے، کیا میں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کر سکتی ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو"۔[3]

صدقہ وخیرات کا شوق ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگیں "اے اللہ کے رسولؐ، میرے پاس کوئی مال نہیں ہے سوائے اس کے جو (میرے شوہر) زبیرؓ مجھے دیدیں، تو کیا میں (اس میں سے) صدقہ وخیرات کر سکتی ہوں"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صدقہ دو، روک کر نہ رکھو ورنہ تم سے بھی روک دیا جائے گا"۔[4]

دلیری وبے باکی حضرت اسماءؓ بڑی بے باک اور دلیر تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرنے کے بعد حجاج نے اُنہیں بُلوایا۔ اُنہوں نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اُس نے دھمکی دی پھر بھی اُنہوں نے اُس کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ آخر وہ خود اُن کے پاس آیا اور کہا "تم نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا "تو نے ان کی دنیا خراب کر دی، اُنہوں نے تیری آخرت خراب کر دی۔ سُن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبیلۂ ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذّاب کو تو ہم دیکھ چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ظالم تو ہی ہے"۔ حجاج نے کوئی جواب نہیں دیا اور واپس چلا آیا۔[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد حضرت اسماءؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتی تھیں، وہ جب کبھی حجون مقام سے گذرتیں تو کہتیں "اللہ اپنے رسولؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے، ہم آپؐ کے ساتھ یہاں اترے تھے"۔[6]

احترامِ حدیث واتباعِ سُنّت ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ نے حج تمتّع کی اجازت دی حالانکہ حضرت ابن

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من طاف بالبیت۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب مَن قَدَّمَ ضَعَفَۃَ اہلہ بلیل۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب الہدیۃ للمشرکین وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہبۃ المرأۃ لغیر زوجہا عن اسماءؓ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔
[5] صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہؓ ذکر کذاب ثقیف۔ [6] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من طاف بالبیت

زبیرؓ اس سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا" یہ ابنِ زبیرؓ کی والدہ موجود ہیں، یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کی اجازت دی ہے ان کے پاس جاؤ۔ ان سے پوچھ لو۔" حضرت اسماءؓ موٹی اور نابینا ہو گئی تھیں (لوگوں نے ان سے پوچھا تو) انہوں نے کہا" بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے"۔[1]

ایک دفعہ حضرت اسماءؓ نے ایک شخص کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم تین چیزوں کو حرام کہتے ہو۔ کپڑے کے ریشمی نقش و نگار کو، سرخ زین پوش کو، رجب کے پورے مہینہ میں روزے رکھنے کو۔ حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا" تم نے رجب کے روزوں کا سوال کیا تو یہ بات اس کیلئے کیسے درست ہو سکتی ہے جو ہمیشہ روزے رکھا کرتا ہو۔ رہے کپڑوں کے نقش و نگار تو میں نے حضرت عمرؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نقش و نگار بھی ریشم کے نہ ہوں۔ رہا سرخ زین پوش تو خود عبداللہ کا زین پوش سرخ ہے۔" اس شخص نے یہ باتیں حضرت اسماءؓ سے بیان کر دیں۔ انہوں نے کہا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ موجود ہے"۔ یہ کہہ کر حضرت اسماءؓ ایک طیالسی کسروانی جبہ نکال کر لائیں جس کا گریبان دیباج کا تھا اور جس کے دامن پر دیباج کی بیل تھی۔ پھر انہوں نے کہا" یہ جبہ حضرت عائشہؓ کے انتقال تک حضرت عائشہؓ کے پاس رہا۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں لے آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے، اب ہم اسے دھو کر اس کا پانی شفاء کیلئے بیماروں کو پلاتے ہیں"۔[2]

جب حضرت اسماءؓ کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگواتیں اور اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو"۔[3]

حضرت اسماء بنتِ عُمَیسؓ

حضرت اسماءؓ ان لوگوں میں شامل تھیں جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے، جب وہ مدینہ منورہ آگئیں تو ایکدن حضرت حفصہؓ کے ہاں گئیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی وہاں آگئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا" یہ کون ہیں؟" حضرت حفصہؓ نے کہا یہ اسماء بنت عمیسؓ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا" حبشہ والی سمندر والی"۔ حضرت اسماءؓ نے کہا" ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا" ہم ہجرت میں تم پر سبقت لے گئے، ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقدار ہیں"۔ حضرت اسماءؓ کو غصہ آگیا۔ انہوں نے کہا" ہرگز نہیں، تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے جو بھوکا ہوتا اسے کھانا کھلاتے، جو ناواقف ہوتا اسے نصیحت کرتے اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے، ہمیں ایذاء دی جاتی تھی، خوف کے عالم میں دن گذرتے تھے۔ ہماری یہ تکلیف صرف اللہ اور رسول کے راستہ میں تھی۔ اللہ کی قسم مجھ پر کھانا حرام ہے جب تک میں اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کر لوں، اللہ کی قسم میں نہ جھوٹ بولوں گی نہ کج روی کروں گی نہ بڑھا کر کہوں گی"۔ الغرض جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے اس بات کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" عمرؓ تم سے زیادہ میرے حقدار نہیں، کیونکہ عمرؓ اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو تمہاری دو ہجرتیں ہیں"۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب متعۃ الحج۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب۔ [3] صحیح مسلم کتاب السلام و صحیح بخاری کتاب الطب ماب الحمّی من فیح جھنم۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب [illegible]

بعد میں حضرت اسماءؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے نکاح کر لیا۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حجّۃ الوداع کیلئے روانہ ہوئے تو اثنائے سفر میں بمقام ذوالحلیفہ اُن کے بطن سے حضرت محمّدؐ بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ حضرت اسماءؓ کو نہانے اور لنگوٹ باندھ کر احرام باندھنے کا حکم دیں۔[1]

ایک دن بنو ہاشم قبیلہ کے کچھ لوگ حضرت اسماءؓ کے ہاں گئے، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ بھی آگئے۔ ان کو اُن لوگوں کا آنا ناگوار گذرا۔ اُنہوں نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا اور کہا کہ میں نے سوائے خیر کے اور کوئی بات نہیں دیکھی۔ آپؐ نے فرمایا "بے شک اللہ نے انہیں اس چیز سے بَری کر دیا ہے"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا "کوئی شخص آج کے بعد سے کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو جب تک اُس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور نہ ہوں"۔[2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "کیا بات ہے میں اپنے بھائی کے بچّوں کو دُبلا پاتا ہوں کیا وہ بھوکے رہتے ہیں؟" حضرت اسماءؓ نے کہا "نہیں انہیں نظر جلدی لگ جاتی ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "انہیں جھاڑ دو" انہوں نے ایک منتر پیش کیا، آپؐ نے فرمایا "انہیں (اس کے ذریعہ) جھاڑ دو"۔[3]

حضرت اشجؓ

حضرت اشجؓ قبیلۂ عبدالقیس کے ایک فرد تھے، قبیلۂ عبدالقیس کے وفد کے ساتھ یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا تھا "تمہاری (سیرت) میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے۔ بردباری اور تحمّل" (یعنی تم حلیم الطبع ہو اور جلد بازی نہیں کرتے)[4]

حضرت اشعث بن قیسؓ

حضرت اشعثؓ کا ایک کنواں تھا جو اُن کے چچازاد بھائی کی زمین میں واقع تھا (ان کے بھائی نے اس کنویں پر ان کا حقِ ملکیت تسلیم نہیں کیا) دونوں میں اختلاف ہوا تو حضرت اشعثؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بات کی شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "ثبوت میں دو گواہ پیش کرو، اگر تمہارے پاس گواہ نہیں ہیں تو اُس سے قسم لی جائے گی"۔ حضرت اشعثؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ وہ تو قسم کھا لیگا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلم کا مال حاصل کریگا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا"۔[5]

حضرت اقرعؓ بن حابس تمیمی

حضرت اقرعؓ قبیلۂ بنو تمیم کے ایک فرد تھے، یہ اپنے قبیلہ کے ایک وفد میں شامل ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔[6]

---

[1] صحیح مسلم باب احرام النفساء عن عائشہؓ وجابرؓ و باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب السّلام۔ [3] صحیح مسلم کتاب السّلام۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان عن قتادہؓ وابی سعیدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ البقرۃ) وکتاب الرہن فی الحضر وکتاب الشہادات وصحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم۔ [6] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ الحجرات)

ایک مرتبہ حضرت اَقرعؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حسنؓ کو پیار کیا۔ حضرت اَقرعؓ نے کہا "میرے دس بچّے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بھی کبھی پیار نہیں کیا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔ [1]

حضرت اُمِّ اُسَیدؓ

جب حضرت اُمِّ اُسیدؓ کی شادی حضرت ابو اُسیدؓ سے ہوئی تو حضرت ابو اُسیدؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی۔ حضرت اُمِّ اُسیدؓ نے پتّھر کے ایک لگن میں رات کو کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانا کھا چکے تو اُنہوں نے اُن کا شربت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پلایا۔ [2]

حضرت اُمّ العلاء

حضرت اُمّ العلاءؓ ایک انصاری خاتون تھیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ ہجرت کے بعد ان ہی کے ہاں رہا کرتے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ کی وفات ہوئی تو حضرت امّ العلاءؓ نے ان سے مخاطِب ہو کر کہا "اے ابو السائبؓ، آپ پر اللہ کی رحمت ہو، میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ نے آپ کو بزرگی دی ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ بے شک اللہ نے انہیں بزرگی دی ہے!" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے۔ اگر اللہ انہیں بزرگی نہیں دیگا تو پھر کسے دیگا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں موت آ چکی ہے، اللہ کی قسم مجھے ان کیلئے خیر کی اُمّید ہے لیکن اللہ کی قسم، مَیں اللہ کا رسُول ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ اُن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے"۔ حضرت اُمّ العلاءؓ نے کہا "اللہ کی قسم، اب ان کے بعد میں کبھی کسی کی بزرگی بیان نہ کروں گی"۔ [3]

حضرت اُمّ الفضلؓ

حجّۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن لوگوں کو شک ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روزے سے ہیں یا نہیں۔ حضرت اُمّ الفضلؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، آپؐ نے دودھ پی لیا۔ [4]

حضرت اُمامہ بنت ابی العاصؓ

حضرت امامہؓ، حضرت زینبؓ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ ان کو اپنے کندھے پر بٹھا کر نماز ادا کی، جب آپؐ نے رکوع کیا تو اُنہیں اُتار دیا اور جب آپؐ (سجدہ سے) اُٹھے تو انہیں پھر کندھے پر بٹھا لیا۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد عن ابی ھریرۃ رضؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قیام المرأۃ علی الرّجال فی العرس۔
[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن خارجۃ بن زید وکتاب الشھادات۔
[4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب صوم یوم عرفۃ وباب الوقوف علی الدّابّۃ بعرفۃ وصحیح مسلم کتاب الصّوم۔
[5] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد عن ابی قتادۃؓ۔

حضرت اُمّ ایمن رضؓ

حضرت اُمّ ایمنؓ حبشہ کی رہنے والی تھیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد عبداللہ کی لونڈی تھیں۔ ایامِ رضاعت کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش کے فرائض انہوں نے ہی انجام دئے تھے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑے ہوئے تو آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضؓ سے کر دیا، حضرت اُسامہؓ ان ہی کے لڑکے تھے۔ [1]

فضیلت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد انصار نے اپنے کھجور کے درخت مہاجرین کو ہبہ کر دئے تھے، اُن میں سے بہت سے درخت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو نضیر کی فتح کے بعد انصار کو واپس کر دئے، جو باقی رہ گئے تھے اُنہیں بنو قریظہ کی فتح کے بعد واپس کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت انسؓ کے گھر والوں کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے اپنے عطیّہ کی واپسی کیلئے حضرت انسؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ یہ عطیّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمّ ایمنؓ کو دے رکھا تھا۔ جب حضرت اُمّ ایمنؓ کو معلوم ہوا (کہ حضرت انسؓ اُس عطیّہ کی واپسی کی درخواست لیکر آئے ہیں) تو وہ فوراً رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئیں اور حضرت انسؓ کی گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں "اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ عطیّہ ہرگز تمہیں واپس نہیں کریں گے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں راضی کرنا چاہا لیکن وہ (راضی نہیں ہوئیں) کہنے لگیں "واللہ میں نہیں دوں گی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس عطیّہ سے دس گنا یا اس کے لگ بھگ دے کر اُنہیں راضی کر لیا (اور وہ عطیّہ حضرت انسؓ کو واپس کر دیا) [2]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے شربت پیش کیا، آپؐ نے اُسے واپس کر دیا تو حضرت اُمِ ایمنؓ غصّہ سے آپؐ پر چلّانے لگیں۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر ان کے ہاں جایا کرتے تھے، آپؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اُن کے ہاں گئے۔ حضرت اُمِ ایمنؓ رونے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے پوچھا "آپ کیوں رو رہی ہیں؟" حضرت اُمِ ایمنؓ نے فرمایا "میں اِس لئے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی بند ہو گئی"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی رونے لگے۔ [3]

وفات | حضرت اُمِ ایمنؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے پانچ مہینہ بعد انتقال فرمایا۔ [4]

حضرت اُمِّ حبیبہ رضؓ بنتِ جحش

حضرت اُمِّ حبیبہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجۂ مطہّرہ حضرت زینبؓ بنت جحش کی بہن ہیں۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بیوی ہیں۔ حضرت اُمِّ حبیبہؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سات سال تک استحاضہ میں مبتلا رہیں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل امِّ ایمنؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم۔

انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے متعلق پُوچھا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ تو ایک رَگ کا خون ہے"۔ پھر آپؐ نے انہیں نہانے کا حکم دیا، لہٰذا وہ ہر نماز کے وقت نہایا کرتی تھیں۔ [1]

حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحانؓ

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر حضرت اُمّ حرام بنتِ ملحانؓ کے ہاں جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ ان کے ہاں جاتے تو وہ آپؐ کو کھانا کھلاتیں۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے ہاں گئے۔ حسبِ معمول کھانا کھا کر آپؐ سو گئے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کیوں مسکرا رہے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیش کئے گئے، گویا وہ تختِ نشین بادشاہ ہیں، یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان کے لئے (جنّت) واجب ہو گئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے دُعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اور آپؐ پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پھر وجہ پوچھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیش کئے گئے گویا کہ وہ تختِ نشین بادشاہ ہیں۔ یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا، ان سب کی مغفرت ہو گئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے پھر دُعا کیلئے کہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لشکر میں ہو"۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اُمِّ حرامؓ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے نکاح کیا اور ان کے ہمراہ حضرت معاویہؓ کی سپہ سالاری میں سمندر کے جہاد میں شریک ہوئیں۔ واپسی میں وہ اپنی سواری سے گر پڑیں اور ان کا انتقال ہو گیا۔ [2]

حضرت اُمِّ حُفَید بنت الحارث بن حزنؓ

حضرت اُمِّ حفیدؓ حضرت ابن عبّاسؓ کی خالہ ہیں اور حضرت میمونہؓ کی بہن ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے کچھ گھی، پنیر اور سانڈے کا گوشت بھیجا تھا۔ [3]

حضرت اُمِّ خالد بنتِ خالد بن سعیدؓ

بچپن میں جب وہ اپنے والد کے ہمراہ حبشہ سے واپس آئیں تو ایک دن اُن کے والد اُن کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، وہ اُس وقت زرد رنگ کی ایک قمیص پہنے ہوئے تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک چادر جس میں بیل بوٹے تھے اُڑھائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا "(یہ قمیص تو بہت) اچھّی ہے (یہ قمیص تو بہت) اچھّی ہے"۔ پھر وہ آپکے پیچھے جا کر آپؐ کی مُہرِ نبوّت سے کھیلنے لگیں۔ ان کے والد نے انہیں ڈانٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو (کھیلنے دو)"۔ پھر اُمِّ خالدؓ کو مخاطب کر کے قمیص کے متعلق فرمایا "پرانا کرو اور پھاڑو، پرانا کرو اور پھاڑو، پرانا کرو اور پھاڑو"۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحیض باب عرق الاستحاضۃ عن عائشۃ صدیقۃؓ و صحیح مسلم کتاب الحیض (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء بالجہاد و باب فضل من یصرع و باب غزوۃ المرأۃ فی البحر و باب رکوب البحر و باب ما قیل فی قتال الروم و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الخبز المرقق۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بالفارسیۃ و کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ و کتاب الادب و غیرہ ۵ حضرت اُمِّ حرامؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضاعی خالہ تھیں۔

حضرت امرؤالقیس کِندیؓ

ایک مرتبہ حضرت امرؤالقیسؓ اور حضرت ربیعہ بن عبدان حضرمیؓ میں زمین کے معاملہ میں کچھ جھگڑا ہوا۔ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا "اِنہوں نے میرے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کرلیا ہے"۔ حضرت امرؤالقیسؓ نے کہا "وہ میری ہی زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے، ان کا اس زمین پر کوئی حق نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ربیعہؓ سے فرمایا "تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "تو پھر ان کی قسم پر تمہارا فیصلہ ہوگا"۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا "یہ تو پرواہ ہی نہیں کریں گے کہ کس چیز پر قسم کھا رہے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں"۔ پھر حضرت امرؤالقیسؓ قسم کھانے چلے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر انہوں نے اِس مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرنے کیلئے قسم کھائی تو یہ اللہ سے اس حال میں ملیں گے کہ اللہ ان سے ناراض ہوگا"۔ [1]

حضرت اُمِّ رُبَیِّع بنتِ برَاءؓ

حضرت اُمِّ ربیّعؓ جو اُمِّ حارثہ بن سراقہؓ بھی کہلاتی ہیں جنگ بدر کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں "اے اللہ کے نبیؐ، حارثہؓ جنگِ بدر میں شہید ہوگیا، آپؐ مجھے اس کے متعلّق خبر کیوں نہیں دیتے؟ اگر وہ جنّت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں، اور اگر کچھ اور معاملہ ہے تو میں اس پر خوب روؤنگی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جنّتیں کئی ہیں، اور وہ تو فردوسِ بریں میں ہے" (جو سب سے اعلیٰ جنّت ہے) [2]

حضرت اُمِّ رومانؓ

حضرت اُمِّ رومانؓ، حضرت ابوبکرؓ صدّیقؓ کی زوجہ اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی والدہ ہیں۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نکاح تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہجرت سے پہلے ہی ہوگیا تھا، لیکن وداع نہیں ہوئی تھی۔ جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ مدینہ منوّرہ آگئیں تو ایک دن جبکہ وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں حضرت اُمِّ رومانؓ نے اُنہیں پکارا، پھر اُن کا ہاتھ پکڑا اور ایک مکان کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ پھر اُنہیں اندر لے گئیں۔ چند انصاری خواتین نے اُن کا بناؤ سنگھار کیا۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ [3]

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو وہ اپنی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ کے پاس آئیں اور ان سے اس واقعہ کے متعلّق دریافت کیا، حضرت اُمِّ رومانؓ نے جواب دیا "اے بیٹی گھبراؤ نہیں، ایسی عورتیں بہت کم ہیں جو خوبصورت ہوں، کسی محبّت کرنے والے شوہر کے پاس ہوں، پھر اُن کی سوکنیں بھی ہوں اور انہیں تہمت نہ لگائی جائے"۔ حضرت عائشہؓ کو صدمہ سے لرزہ کا بخار چڑھ گیا۔ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ان پر رضائی ڈالدی۔ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم عن وائلؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اتاہ سہم غرب عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب النکاح۔ [4] فیضِ صحبت اور تربیت سے پہلے ایسے گمان کا امکان ہوسکتا ہے۔

علیہ وسلّم تشریف لائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "ان کا کیا حال ہے؟" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "سخت لرزہ کا بخار چڑھا ہوا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید تہمت کی خبر سُنکر بخار آگیا ہے" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "ہاں"۔

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی برئیت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں تو حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے کہا "اُٹھو اور کھڑی ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شکریہ ادا کرو"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں اللہ کے سوا کسی کا شکریہ ادا نہیں کرونگی"۔[1]

حضرت اُمِّ زُفرؓ

حضرت اُمِّ زُفرؓ ایک سیاہ رنگ کی طویل القامت خاتون تھیں، اُن کو مرگی کا مرض تھا۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "مَیں مرگی کے مرض میں مبتلا ہوں، جب مرگی کا دورہ ہوتا ہے تو میرا بدن کُھل جاتا ہے، آپؐ میری صحت کیلئے دُعا کیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنّت ملجائے، اور اگر تم چاہو تو میں تمہاری صحت کیلئے دُعا کروں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں صبر کرتی ہوں لیکن دورہ کے وقت میرا بدن کُھل جاتا ہے آپؐ دُعا فرمائیے کہ بدن نہ کُھلے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی۔[2]

حضرت اُمِّ سلیطؓ

جنگِ اُحُد حضرت اُمِّ سلیطؓ جنگِ اُحد میں شریک تھیں، یہ مشکیزوں میں پانی لالاکر زخمیوں کو پلا رہی تھیں۔[3]

حضرت اُمِّ سُلیم بنت مِلحانؓ

حضرت اُمِّ سُلیمؓ کا نام رُمیصاء یا غُمیصاء تھا اور وہ حضرت ابوطلحہؓ کے نکاح میں تھیں۔[4]

جنگِ اُحُد حضرت اُمِّ سلیمؓ جنگِ اُحد میں شریک تھیں، وہ اپنی پیٹھ پر مشکیں اُٹھا اُٹھا کر لاتی تھیں اور (زخمی) لوگوں کے مُنہ میں ڈالتی تھیں۔[5]

جنگِ حُنین حنین کے میدان میں اسلامی لشکر کے ساتھ حضرت اُمِّ سُلیمؓ بھی ایک خنجر لیکر پہنچ گئیں (اُن کے شوہر) ابوطلحہؓ نے انہیں دیکھا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ اُمِّ سُلیمؓ بھی آگئیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمِّ سلیمؓ سے پُوچھا "یہ خنجر کیسا ہے؟" حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے عرض کیا "اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو اِس خنجر سے اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گی"۔ یہ سُنکر رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے۔[6]

حُبِّ رسُولؐ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا تو دوسرے دن صبح کو حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے دولہا دلہن کیلئے مالیدہ بنا کر بطور تحفہ بھیجا۔[7]

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمِّ سلیمؓ کے ہاں تشریف لے گئے، وہ آپؐ کیلئے کھجور اور گھی لیکر آئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "گھی مشکیزے میں واپس ڈالدو اور کھجور برتن میں واپس بھر دو اس لئے کہ میں روزہ سے ہوں"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور حضرت اُمِّ سُلیمؓ اور اُن کے اہلِ بیت کیلئے دُعا کی۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے صرف میرے ہی لئے دُعا کی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" حضرت اُمِّ سلیمؓ نے عرض کیا "اپنے خادم انسؓ (کیلئے بھی دُعا کر دیجئے)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کیلئے بھی دُعا کی۔[8]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر و کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحُد و کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ الی دار من یثق برضاہ بذالک و کتاب الفضائل باب فضائل اُمِّ سُلیمؓ و صحیح بخاری باب فضائل عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و ابواب المناقب مناقب ابی طلحہؓ و کتاب الجہاد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاستئذان و کتاب النکاح باب الہدیۃ للعروس عن انسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من زار قوماً فلم یفطر عندہم عن انسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الطب باب افضل من یصرع من الریح

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ایک دفعہ پھر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر قیلولہ فرمایا۔ آپؐ کو پسینہ آیا۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے پسینہ کو ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی تو پوچھا "یہ کیا کر رہی ہو؟" عرض کیا "یہ آپؐ کا پسینہ ہے، ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں کیونکہ یہ تمام عطروں سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے، اور اس سے ہم بچوں کیلئے برکت بھی حاصل کرتے ہیں"۔[1]

مسائل کی جستجو ان کو مسائل کی تحقیقات میں حیاء مانع نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آئیں اور عرض کیا "بے شک اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا، تو کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل کرنا ضروری ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، جب تری دیکھے"۔[2]

حیرت انگیز صبر ایک دن حضرت اُمِّ سلیمؓ کے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ رات کو جب اُن کے شوہر حضرت ابوطلحہؓ آئے تو اُنہوں نے کھانا لا کر سامنے رکھ دیا۔ پھر حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے اُن کے لئے (حسبِ معمول) بناؤ سنگھار کیا حتّٰی کہ وہ رات کو ان کے ساتھ سوئے۔ (صبح کو) انہوں نے حضرت ابوطلحہؓ سے کہا "اگر کچھ لوگ کسی کے گھر سے کوئی چیز عاریۃً لیں، پھر وہ اپنی چیز مانگیں تو کیا عاریۃً لینے والے وہ چیز روک سکتے ہیں"۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا "نہیں" حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کہا "تو پھر میں تمہیں تمہارے بیٹے کے انتقال کی خبر دیتی ہوں" (اللہ نے عاریۃً ہمیں دیا تھا، اسکی چیز تھی اُس نے واپس لے لی) یہ سُن کر حضرت ابوطلحہؓ خفا ہوئے اور کہا "تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا"۔ پھر حضرت ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سُنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شاید اللہ تمہیں تمہاری گذری ہوئی رات میں برکت عطاء فرمائے"۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ حاملہ ہو گئیں (چند ماہ بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت اُمِّ سُلیمؓ بھی ساتھ تھیں۔ واپسی میں رات کے وقت مدینہ کے قریب حضرت اُمِّ سُلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا لیکن کچھ دیر بعد وہ رُک گیا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد پھر دردِ زہ شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اُنہوں نے فوراً اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپؐ نے اُسے کھجور چبائی اور عبداللہ نام رکھا۔[3]

یتیم لڑکی سے محبت حضرت اُمِّ سُلیمؓ کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی۔ جب وہ بڑی ہو گئی تو ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرمایا "تم ہی وہ لڑکی ہو، تم تو بڑی ہو گئیں، اللہ کرے تمہاری عمر بڑی نہ ہو"۔ وہ لڑکی روتی ہوئی حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے پاس آئی، انہوں نے کہا "اے بیٹی، کیا ہوا؟" لڑکی نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بددُعاء دی کہ میری عمر بڑی نہ ہو۔ اب میں کبھی بڑی نہ ہوں گی"۔ یہ سُن کر حضرت اُمِّ سُلیمؓ جلدی سے اپنا دوپٹہ اوڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "اے اُمِّ سُلیمؓ کیا بات ہے؟" انہوں نے کہا "اے اللہ کے نبیؐ، آپؐ نے میری یتیم بچی کو بددُعاء دیدی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ کیا" انہوں نے کہا "آپؐ نے فرمایا کہ اس کی عمر دراز نہ ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا "اے اُمِّ سُلیمؓ، تم نہیں جانتیں کہ میں نے اپنے ربّ سے شرط کر لی ہے کہ میں بھی ایک انسان ہوں، خوش ہوتا ہوں جیسے اور انسان خوش ہوتے ہیں۔ ناراض ہوتا ہوں جیسے اور آدمی ناراض ہوتے ہیں۔ اگر میں اپنی اُمّت

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم وکتاب احادیث الانبیاء وصحیح مسلم کتاب الحیض۔ [3] صحیح بخاری کتاب الفضائل باب فضائل امّ سُلیمؓ عن انسؓ۔ وکتاب الجنائز۔

فلاں فلاں مقام میں نہیں جاتی۔" [1]

احکامِ شریعت کی سختی سے پابندی کرتی تھیں۔ جب ان کے لڑکے کا انتقال ہوا تو تیسرے دن زردی منگا کر اپنے اوپر لگائی اور فرمایا "ہمیں سوائے شوہر کے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔" [2]

حضرت اُمِّ قیس بنت محصنؓ

حضرت اُمِّ قیسؓ اوّلین ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں۔ یہ حضرت عکاشہؓ کی بہن تھیں۔ [3]

حضرت اُمِّ قیسؓ ایک مرتبہ اپنے لڑکے کو جو کھانا نہیں کھاتا تھا لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ اُس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی منگایا اور کپڑے پر ڈال دیا اُسے دھویا نہیں۔ [4]

ایک مرتبہ پھر حضرت اُمِّ قیسؓ اپنے لڑکے کو لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، لڑکے کے حلق میں درد تھا اِس لئے اُنہوں نے اس کا تالو اُٹھایا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دیکھکر فرمایا "اللہ سے ڈرو، اس طرح تالو اُٹھاکر اپنے بچّوں کو کیوں تکلیف دیتی ہو، عُودِ ہندی کا استعمال کیا کرو کیونکہ اس سے سات بیماریوں کو آرام ہوتا ہے: ان میں سے ایک لسپلی کا درد بھی ہے۔" [5]

حضرت اُمِّ کعبؓ

حضرت اُمِّ کعبؓ کا انتقال زچگی کے زمانہ میں ہوگیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے جنازہ کے وسط میں کھڑے ہوئے اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [6]

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ عقبہؓ

حضرت اُمِّ کلثومؓ، عقبہ بن ابی معیط کی لڑکی تھیں، یہ ان خواتین میں سے تھیں جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیعت کی۔ [7]

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ علی بن ابی طالبؓ

حضرت اُمِّ کلثومؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی (صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی) بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا تھا۔ [8]

حضرت اُمِّ مالکؓ

حضرت اُمِّ مالکؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک کُپّی میں تحفہ کے طور پر گھی بھیجا کرتی تھیں (رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب اذا لم یکن لہا جلباب فی العید۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب احداد المرأۃ علی غیر زوجہا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الطب باب العذرۃ وصحیح مسلم کتاب السلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب بول الصبیان عن ام قیسؓ وصحیح مسلم کتاب الوضوء باب حکم بول الطفل الرضیع وکتاب السلام۔ [5] صحیح بخاری کتاب الطب باب العذرۃ وصحیح مسلم کتاب السلام [6] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب این یقوم الامام من المیت عن سمرۃ رض۔ [7] صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الکذب۔ [8] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن تعلبۃ۔

میں سے کسی کو بد دُعا دیدوں اور وہ اُس کا اہل نہ ہو تو اُسے اُس شخص کیلئے بروز قیامت طہارت، پاکیزگی اور تقرب کا ذریعہ بنا دے۔[1]

فضائل | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔ کسی نے آپؐ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا "ان کا بھائی میری رفاقت میں شہید کیا گیا لہٰذا میں ان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں جنّت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے چلنے کی آہٹ سُنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے (فرشتوں نے) بیان کیا کہ یہ غمیصاء بنت ملحانؓ، انسؓ کی والدہ ہیں"۔[3]

حضرت اُمِّ سنانؓ

حضرت اُمّ سنانؓ ایک انصاری خاتون تھیں۔ حجّۃ الوداع کے موقع پر ان کے شوہر اور ان کا لڑکا حج کرنے چلے گئے لیکن وہ حج نہ کر سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "تم نے ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "ہمارے پاس دو اُونٹ ہیں، ایک پر میرا لڑکا اور اُس کے والد حج کرنے چلے گئے اور ایک اونٹ پر ہمارا غلام پانی لیکر آتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب رمضان آئے تو عُمرہ کر لینا کیونکہ اس مہینہ میں عُمرہ کرنا حج کے برابر ہوتا ہے"۔[4]

حضرت اُمِّ عبدؓ

حضرت اُمّ عبدؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی والدہ تھیں، اُن کی اور حضرت ابن مسعودؓ کی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر میں اتنی آمد و رفت رہتی تھی کہ لوگ ان کو اہلِ بیت میں شمار کرتے تھے۔[5]

حضرت اُمِّ عطیّہؓ

حضرت اُمّ عطیہؓ کا نام نُسَیبَہ تھا اور یہ ایک انصاری خاتون تھیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو ایک بکری بطور صدقہ عنایت کی۔ انہوں نے اس میں سے حضرت عائشہؓ کو کچھ گوشت ہدیۃً بھیجدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کھانے کیلئے کچھ ہے؟" حضرت عائشہؓ نے کہا "کچھ نہیں سوائے اس گوشت کے جو نُسَیبہؓ نے صدقہ کی بکری میں سے ہمیں بھیجا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لے آؤ وہ اپنی جگہ پہنچ چکا"۔[6]

حضرت اُمّ عطیہؓ ان خواتین میں شامل تھیں جنہوں نے حضرت زینبؓ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کی وفات کے بعد غسل دیا تھا۔[7]

حضرت اُمّ عطیہؓ جب کبھی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر کرتیں تو یہ ضرور کہتیں "میرا باپ آپؐ پر فدا ہو جائے"۔

حضرت حفصہ بنت سیرینؒ نے ایک مرتبہ ان سے پُوچھا "کیا آپ نے عورتوں کے عید کے دن عید گاہ جانے کے متعلق کچھ سُنا ہے؟" حضرت اُمّ عطیہؓ نے فرمایا "ہاں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے پردہ نشین جوان عورتیں بھی عید گاہ جائیں، جو عورتیں اذیّتِ ماہانہ میں ہوں وہ بھی جائیں، البتہ وہ نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں جائیں، لیکن انہیں (عید کی) خیر (و برکت) اور مؤمنین کی دُعا میں شرکت کرنی چاہیئے"۔ حضرت حفصہؒ نے کہا "کیا جو عورتیں اذیّتِ ماہانہ میں ہوں وہ بھی جائیں؟" حضرت اُمّ عطیہؓ نے فرمایا "ہاں، کیا جو عورت اذیّتِ ماہانہ میں ہوتی ہے وہ عرفات اور

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ولیس ہو أھلًا لذلک کان لہ زکاۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من جہز غازیًا وصحیح مسلم باب فضائل اُمّ سُلیمؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل اُمّ سُلیمؓ وصحیح بخاری باب فضائل عمرؓ نحوہٗ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل العمرۃ فی رمضان۔ [5] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قدر کم یُعطی من الزکوٰۃ وکتاب الہبۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الہدیۃ لبنی ہاشم صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [7] صحیح بخاری باب مناقب ابن مسعودؓ وصحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ۔

صلی اللہ علیہ وسلم گھی نکال کر وہ کُپّی واپس کر دیا کرتے تھے) جب کبھی اُن کے بچّے اُن سے سالن مانگتے اور گھر میں کچھ نہ ہوتا تو وہ اُس کُپّی کے پاس جاتیں، کُپّی میں گھی موجود ہوتا تھا (وہ اس میں سے گھی نکال کر بچّوں کو دیدیا کرتی تھیں) اسی طرح ایک عرصہ تک ان کے سالن کا کام چلتا رہا۔ ایک دن انہوں نے اس کو نچوڑ لیا (تو پھر ان کو گھی ملنا بند ہو گیا) وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں (اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے اُسے نچوڑ لیا ہوگا"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم اسے یونہی رہنے دیتیں تو گھی ہمیشہ قائم رہتا"۔ [1]

حضرت اُمِّ مُبَشِّرؓ

حضرت اُمِّ مبشرؓ ایک انصاری خاتون تھیں۔ ان کا ایک کھجوروں کا باغ تھا۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس باغ میں تشریف لے گئے تھے [2]

حضرت اُمِّ مِسطَحؓ

حضرت اُمِّ مِسطَحؓ، ابورہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ جو صخر بن عامر کی بیٹی تھیں حضرت ابوبکرؓ کی خالہ تھیں۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا۔ ان کے لڑکے کا نام مسطحؓ تھا۔

ایک مرتبہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ مدینہ کے باہر قضائے حاجت کے لئے گئیں۔ راستہ میں اُن کا پاؤں چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ کہنے لگیں "مسطح ہلاک ہو"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "تم بُری بات کہہ رہی ہو وہ تو بدری صحابی ہیں"۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ نے کہا "ارے دیوانی کیا تم نے نہیں سُنا مسطحؓ نے کیا کہا ہے؟" حضرت عائشہؓ نے پوچھا "کیا کہا ہے؟" حضرت اُمِّ مسطحؓ نے کہا "مسطح تم پر تہمت لگانے والوں میں شامل ہے"۔ [3]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت اُمِّ مسطحؓ کو زوجۂ مطہرہ پر تہمت لگانے کا بہت صدمہ تھا۔ حُبِّ رسُولؐ میں انہیں اپنے بیٹے کی زندگی تک کی پرواہ نہیں تھی۔

حضرت اُمِّ ہانیؓ بنت ابی طالب

فتح مکّہ کے موقع پر حضرت اُمِّ ہانیؓ، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپؐ اُس وقت غسل کر رہے تھے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "میں اُمِّ ہانیؓ ہوں"۔ پھر حضرت اُمِّ ہانیؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری ماں کے لڑکے (علیؓ) یہ کہتے ہیں کہ وہ ہبیرہ کے لڑکے کو قتل کر دیں گے، حالانکہ میں انہیں پناہ دے چکی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اُمِّ ہانیؓ، تم نے جس کو پناہ دی ہم نے بھی اس کو پناہ دی"۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2] صحیح مسلم کتابُ البیوع باب فضل الغرس والزرع۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وکتابُ التفسیر (سُورۃ النّور) وکتاب الشہادات وصحیح مسلم کتابُ التوبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الغسل باب التّستّر فی الغسل وکتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الثوب الواحد عن اُمِّ ہانیؓ وصحیح مسلم کتابُ الحیض۔

حضرت اُمِّ ہشام بنت حارثہ بن نعمانؓ

(حضرت اُمِّ ہشامؓ مسجدِ نبوی کے قریب ہی رہتی تھیں) دو سال یا ڈیڑھ سال تک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اور اِن کا تنور ایک ہی تھا۔ حضرت اُمِّ ہشامؓ نے سورۂ 'ق' رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُن سُن کر ہی یاد کی تھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر جمعہ کو جب منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تو سورۂ 'ق' کی تلاوت کیا کرتے تھے۔[1]

حضرت اُمیمہؓ بنت نعمان بن شراحیل

حضرت اُمیمہؓ کو جَوْنیہ اور دختر جَوْن بھی کہتے ہیں۔ لوگوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت اُمیمہؓ کا ذکر کیا (اور نکاح کا مشورہ دیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کر لیا۔ حضرت اُمیمہؓ مدینہ منوّرہ آگئیں اور قبیلۂ بنو ساعدہ کی ایک حویلی میں جو کھجوروں کے باغ میں واقع تھی فروکش ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت اُمیمہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں پہچانا۔ کہنے لگیں "کیا ملکہ کسی بازاری آدمی کو اپنا نفس دے سکتی ہے؟ میں تم سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے بہت بڑے کی پناہ طلب کی ہے، لہٰذا میں نے تمہیں اپنے سے پناہ دی، تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جاؤ"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں کچھ سامان دیکر رخصت کر دیا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میرے پاس رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تھے تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنے لگیں "میں بڑی بدنصیب ہوں" (کہ زوجۂ مطہرہ بننے کا شرف حاصل نہ ہو سکا)[2]

حضرت اَنجشہؓ

حضرت انجشہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلام تھے۔ یہ ازواجِ مطہراتؓ اور دوسری خواتین کے اونٹ ہانکا کرتے تھے، ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ ایک دفعہ سفر میں (ایسا ہوا کہ اُنہوں نے اُونٹوں کو تیزی سے ہانکنا شروع کر دیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے انجشہؓ، آہستہ آہستہ ہانکو، شیشوں کو نہ توڑو" (یعنی نازک خواتین کو نہ گرا دینا کہ کہیں اُن کی ہڈی وغیرہ ٹوٹ جائے)[3]

حضرت اَنَس بن مالکؓ

حضرت انسؓ، حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے لڑکے تھے۔ اُن کا نام اُن کے چچا حضرت انس بن نضرؓ کے نام پر رکھا گیا تھا۔[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہؓ، حضرت انسؓ کو اپنے ساتھ لے کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا "یہ لڑکا بڑا عقلمند ہے، یہ آپؐ کی خدمت کیا کرے گا"۔ الغرض حضرت انسؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کرتے رہے یہانتک

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب الشرب من قدح وکتاب الطلاق باب من طلق عن عائشۃ صدیقہؓ وابی اُسیدؓ وسہلؓ بن سعدؓ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ میں بھی مختصراً یہ واقعہ موجود ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفاً و باب المعاریض۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید۔

عہ جَوْن، حضرت اُمیمہؓ کے آباء واجداد میں سے کسی کا نام تھا۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔[1]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو کسی کام کیلئے کہیں جانے کا حکم دیا۔ حضرت انسؓ نے کہا "میں نہیں جاتا"۔ وہ کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال تھا کہ ضرور جاؤنگا۔ پھر وہ چلے اور بازار میں بچوں کا کھیل دیکھنے لگے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا "تم ابھی تک گئے نہیں؟" حضرت انسؓ نے کہا "ابھی جاتا ہوں"۔[2]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے باہر جاتے تو حضرت انسؓ پانی کا برتن ساتھ لیکر جاتے۔[3]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خیبر کیلئے تشریف لیجا رہے تھے تو آپؐ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا "اپنے لڑکوں میں سے کسی کو میرے ساتھ کر دو تاکہ وہ (سفر میں) میری خدمت کرے"۔ حضرت ابو طلحہؓ، حضرت انسؓ ہی کو اپنے پیچھے بٹھا کر لے آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سے اترتے تو حضرت انسؓ آپؐ کی خدمت بجا لاتے۔[4]

جنگ خیبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر خیبر میں داخل ہوئے تو (حضرت انسؓ کے سوتیلے والد) حضرت ابو طلحہؓ بھی اپنی سواری پر آپؐ کے ساتھ تھے۔ ان کے پیچھے حضرت انسؓ بیٹھے ہوئے تھے۔[5]

فتح مکہ فتح مکہ کے موقع پر حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ دوران سفر راستہ میں صحابہؓ نے ایک خرگوش دیکھا، کچھ لوگ اس کے پیچھے دوڑے لیکن تھک گئے اور پکڑ نہ سکے، حضرت انسؓ نے بھی اس کا پیچھا کیا اور اسے پکڑ لائے۔ انہوں نے اسے اپنے والد حضرت ابو طلحہؓ کے حوالہ کیا، حضرت ابو طلحہؓ نے اسے ذبح کیا اور اس کی رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجدیں۔[6]

حجۃ الوداع حضرت انسؓ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔[7]

حضرت انسؓ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سلیمؓ کے ہاں گئے۔ آپؐ نے گھر کے ایک کونہ میں فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز پڑھی اور حضرت ام سلیمؓ اور ان کے گھر والوں کے لئے دعاء کی۔ حضرت ام سلیمؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے صرف میرے ہی لئے دعاء کی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" حضرت ام سلیمؓ نے عرض کیا "اپنے خادم انسؓ (کیلئے بھی دعاء فرمائیے)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کے لئے دعاء کی، دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی نہیں جو آپؐ نے ان کیلئے نہ مانگی ہو۔ آپؐ نے دعاء میں یہ بھی فرمایا "اے اللہ اسے مال اور اولاد دے اور اس کو برکت عطاء فرما"۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "(اس دعاء کے اثر سے) انصار میں میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اور میری بیٹی امینہ نے مجھے بتایا کہ حجاج کی بصرہ میں آمد کے وقت[8] ۱۲۰ سے زیادہ میرے بیٹے پوتے وغیرہ دفن ہو چکے تھے" (یعنی حضرت انسؓ کی اولاد اور اولاد کی اولاد کثرت سے ہوئی اور حضرت انسؓ نے بہت طویل عمر پائی)۔[9]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو کسی کام سے بھیجا۔ اس کام کی وجہ سے وہ اپنی والدہ کے پاس دیر سے پہنچے۔ ان کی والدہ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا "وہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایا و کتاب الاطعمۃ و کتاب الادب، صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الاستنجاء بالماء عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی الفخذ عن انس رض۔ [6] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب قبول ھدیۃ الصید عن انسؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من زار قومًا فلم یفطر عندہم و صحیح مسلم باب فضائل انسؓ نحوہ عن انسؓ۔ [9] یعنی ۹۳ھ میں۔

راز ہے"۔ ان کی والدہ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی سے بیان نہ کرنا"۔ انہوں نے وہ راز کسی سے بیان نہیں کیا۔[1]

بحرین کی گورنری | حضرت ابوبکرؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا اور اُن کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھ کر دی جس میں اللہ اور رسول کے مقرر کردہ فرائض تحریر تھے۔[2]

احترامِ حدیث | حضرت انسؓ فرماتے تھے "مجھے کثرت سے حدیث بیان کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے"۔[3]

سُنّت سے محبّت | حضرت انسؓ سُنّتوں کے مٹ جانے کا بڑا افسوس کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے "مجھے (عراق وغیرہ میں) ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی"۔ لوگوں نے کہا "نماز؟" حضرت انسؓ نے کہا "نماز میں بھی تو تم نے کیا کیا تبدیلیاں کر ڈالیں"۔[4]

(نوٹ:۔ صحابۂ کرامؓ کے آخری دور میں سبائی، خارجی وغیرہ سازشوں کی وجہ سے عوام میں کافی تبدیلی آگئی تھی)

(جب کافی عرصہ کے بعد) حضرت انسؓ مدینہ منورہ آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ یہاں کی کونسی چیز تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مختلف نظر آتی ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "مجھے کوئی چیز بُری نہیں معلوم ہوئی سوائے اس کے کہ تم صفیں سیدھی نہیں کرتے"۔[5]

حضرت انسؓ جب کبھی بچّوں کے پاس سے گذرتے تو اُنہیں سلام کرتے اور یہ کہتے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچّوں کے پاس سے گذرے تو آپؐ نے اُنہیں سلام کیا۔[6]

اتّباعِ سُنّت | ایک مرتبہ حضرت انسؓ شام گئے، حضرت انس بن سیرینؒ وغیرہ لوگوں نے عین التمر کے مقام پر ان کا استقبال کیا، اس وقت حضرت انسؓ گدھے پر بیٹھے ہوئے کعبہ کی بائیں جانب مُنہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت انس بن سیرینؒ نے ان سے کہا "میں نے آپ کو قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا"۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا"۔[7]

اوّل وقت نماز | حضرت انسؓ ہمیشہ اوّل وقت نماز پڑھتے تھے۔ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں ایک دن ہم ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت انسؓ کے ہاں گئے۔ ہم نے ان کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پایا۔ ہم نے پوچھا اے چچا یہ کونسی نماز ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا "عصر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت نمازِ عصر پڑھا کرتے تھے"۔[8]

حُبِّ رسولؐ | حضرت انسؓ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور شکمِ مبارک پر ایک پٹّی باندھ رکھی تھی۔ حضرت انسؓ نے صحابہؓ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ اُنہوں نے کہا "بھوک کی وجہ سے"۔ یہ سُن کر حضرت انسؓ فوراً اپنے (سوتیلے) والد حضرت ابوطلحہؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا "اے ابّا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ شکمِ مبارک پر پٹّی باندھ رکھی ہے میں نے صحابۂ کرامؓ سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے پٹّی باندھ رکھی ہے"۔ (یہ سُن کر) حضرت ابوطلحہؓ مسجد آئے، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں اور آپؐ کا پیٹ پیٹھ سے لگ رہا ہے۔ حضرت

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [4] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اثم من لم یتم الصفوف۔ [6] صحیح مسلم کتاب السلام۔ [7] صحیح مسلم باب جواز النافلۃ علی الدابۃ۔ [8] صحیح بخاری باب مواقیت الصلوٰۃ۔

ابو طلحہؓ فوراً گھر واپس آئے اور آپؐ کے لئے کھانا تیار کرایا۔[1]

نہی عن المنکر حضرت انسؓ جب کسی کو برائی کرتے دیکھتے تو منع کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت انسؓ نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر تیر مار رہے ہیں۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے محبت حضرت انسؓ فرماتے ہیں "اگرچہ میرے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے مثل تو نہیں ہیں لیکن میں ان سے محبت کرتا ہوں لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے 'آدمی اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے'۔"[3] حضرت انسؓ فرماتے تھے "کسی چیز سے ہمیں اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ہوئی۔"[4]

جب حضرت انسؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ جو ایک کُپّی میں رکھا تھا اُن کے کفن کی خوشبو میں ملا دیا جائے۔[5]

حضرت انسؓ کی نظر حضرت انسؓ کی نظر بہت تیز تھی۔ ایک مرتبہ وہ حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ معظمہ چلے جا رہے تھے، لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی لیکن سوائے حضرت انسؓ کے کسی کو نظر نہیں آیا۔ حضرت انسؓ حضرت عمرؓ سے کہنے لگے "آپ کو چاند دکھائی نہیں دیتا؟" حضرت عمرؓ کو چاند دکھائی نہیں دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "ہم بھی عنقریب اُسے دیکھ لیں گے۔"[6]

حضرت انس بن نضرؓ

حضرت انس بن نضر، مشہور صحابی حضرت انسؓ کے چچا ہیں۔[7]

ایک مرتبہ حضرت انس بن نضرؓ کی بہن حضرت رُبیّعؓ نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ حضرت رُبیّعؓ کے رشتہ داروں نے لڑکی والوں سے معافی طلب کی اُنہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انسؓ کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ، کیا رُبیّع کا دانت توڑا جائے گا، اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے انسؓ، اللہ کا قانون تو یہی ہے کہ قصاص لیا جائے۔" کچھ دیر بعد لڑکی والوں نے قصاص معاف کر دیا اور دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے بندوں میں سے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ (کے بھروسہ) پر قسم کھالیں تو اللہ ضرور اُن کی قسم کو پورا کرے۔"[8]

جنگِ اُحُد حضرت انس بن نضرؓ جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے "اگر اللہ نے مجھے مشرکین سے لڑنے کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔" اس کے بعد وہ جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے۔ (افراتفری میں) جب مسلمین میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو کہنے لگے "اے اللہ جو کچھ مسلمین نے کیا میں تجھ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ مشرکوں نے کیا اُس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔" پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے، حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت انسؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا "اے سعدؓ، تم کہاں جا رہے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعۃ غیرہ الی دار من یثق برضاہ بذالک۔ [2] صحیح بخاری کتاب الذبائح و صحیح مسلم کتاب الصید۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ و صحیح مسلم کتاب البر باب المرء مع من احبّ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجلّ "من المؤمنین رجال صدقوا"۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلح باب الصلح فی الدیۃ عن انس بن مالکؓ و کتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجلّ "من المؤمنین رجال صدقوا"۔ [7] صحیح بخاری کتاب الادب باب من زار قوما فقال عندہم۔

ہو، مجھے تو اُحد پہاڑ کے سامنے سے جنّت کی خوشبو آرہی ہے۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔[1] ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ ضربیں تھیں، کافروں نے ان کے اعضاء کاٹ دیئے تھے، ان کی بہن نے انکے پورے دیکھ کر انہیں پہچانا۔[2]

حضرت اَوس بن حَدثانؓ

حضرت اوسؓ حجّۃ الوداع میں شریک تھے۔ ایّامِ تشریق میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اوسؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ کو یہ اعلان کرنے کے لئے مقرر کیا کہ "جنّت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے مُومن کے اور منٰی کے ایّام کھانے اور پینے کے دن ہیں" (ان میں روزہ نہ رکھا جائے)[3]

حضرت اُہبان بن اَوسؓ

حضرت اُہبانؓ بیعۃ الرضوان میں شریک تھے، اُن کے گھُٹنے میں کچھ تکلیف تھی اس لئے جب وہ سجدہ کرتے تو اپنے گھُٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیا کرتے تھے۔[4]

حضرت براء بن عازبؓ

جہاد فی سبیل اللہ | حضرت براءؓ جنگِ خندق[5] اور صلح حدیبیہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔[6] اس طرح وہ پندرہ جنگوں میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک ہوئے۔[7]

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ اور اُن کے بعد حضرت علیؓ کو لشکر دے کر یمن پر فوج کشی کیلئے روانہ کیا تو ان دونوں لشکروں میں حضرت براء بن عازبؓ شریک تھے۔ حضرت علیؓ کی ماتحتی میں جو جہاد ہوا اُس کے مالِ غنیمت میں سے حضرت براءؓ کو کئی اوقیہ (چاندی) حصّہ میں ملی۔[8]

پیشہ | حضرت براء بن عازبؓ تجارت کیا کرتے تھے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تجارت کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔[9] ان کی تجارت میں حضرت زید بن ارقمؓ ان کے شریک تھے۔[10]

خشیت | ایک دن حضرت مسیبؓ نے ان سے کہا "آپ کو مبارک ہو، آپ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت کا شرف حاصل ہے، اور آپ نے درخت کے نیچے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے"۔ حضرت براءؓ کہنے لگے "اے بھتیجے تمہیں نہیں معلوم کہ ہم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کیا کیا کیا"۔[11]

کسرِ نفسی | ایک مرتبہ حضرت ابو منہالؒ نے حضرت براءؓ سے سونے چاندی کے تبادلہ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت براءؓ نے کہا "زید بن ارقمؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالم ہیں"۔ اُنہوں نے حضرت زیدؓ سے پُوچھا۔ حضرت زیدؓ نے کہا "براءؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالم ہیں"۔ پھر دونوں نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاندی کو سونے کے عوض قرض پر بیچنے سے منع فرمایا ہے۔[12]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجلّ "من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ" عن انسؓ و کتاب المغازی عن خبابؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصّوم۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن براءؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب البیوع باب التجارۃ فی البرّ عن زید بن ارقمؓ۔ [9] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الاشتراک فی الذّہب۔ [10] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [11] صحیح مسلم کتاب البیوع باب النہی عن بیع الورق بالذہب دیناً۔ [12] صحیح بخاری کتاب الجہاد

حضرت بُرَیدَہ رضؓ

حضرت بریدہؓ نے سولہ جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔[1]
حضرت خالدؓ کی امارت میں جو لشکر روانہ کئے گئے تھے اُن میں سے ایک لشکر میں حضرت بریدہؓ بھی ساتھ تھے۔ اس جنگ میں بہت سا مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا تاکہ وہ اس اپنی تحویل میں لے لیں۔ حضرت بریدہؓ کو حضرت علیؓ سے بغض تھا۔ حضرت علیؓ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی تو انہیں ناگوار گذرا۔ مدینہ منورہ پہنچکر اُنہوں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ سے بغض نہ رکھو، خمس میں ان کا اس سے بھی زیادہ حصہ ہے"۔[2]

حضرت بَرِیرَہ رضؓ

ابتداء میں حضرت بریرہؓ لونڈی تھیں۔ ان کے مالکوں نے ان کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور زرِ مکاتبت مقرر کر دیا۔ حضرت بریرہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئیں اور اُن سے زرِ مکاتبت کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ نے زرِ مکاتبت ادا کر دیا اور اُنہیں آزاد کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بُلایا اور اُنہیں اُن کے شوہر کے ساتھ (جو غلام تھے) رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دے دیا۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "اگر وہ مجھے اتنا اتنا مال بھی دے جب بھی میں اسکے ساتھ نہ رہوں گی"۔ الغرض حضرت بریرہؓ نے اپنے شوہر سے قطع تعلق کر لیا۔[3]

جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہؓ سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس کی وجہ سے میں عائشہؓ کو تہمت لگا سکوں"۔ ایک شخص نے انہیں دھمکا کر کہا "سچ سچ بیان کرو"۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "سُبحان اللہ، میں تو عائشہؓ کو اس طرح بے عیب جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے"۔[4]

حضرت بُسرؓ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بُسرؓ کے ہاں تشریف لائے۔ اُنہوں نے آپؐ کے سامنے کھانا پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا۔ پھر اُنہوں نے کھجوریں پیش کیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں کھائیں۔ جب آپؐ روانہ ہوئے تو حضرت بُسرؓ نے آپؐ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا "ہمارے لئے دُعا فرمائیے"۔ آپؐ نے دُعا فرمائی "اے اللہ، جو رزق تو نے انہیں دیا ہے اس میں ان کو برکت عطا فرما، ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما"۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن بریدۃؓ (اس واقعہ کے بعد حضرت بریدہؓ حضرت علیؓ سے بہت محبت کرنے لگے۔ مسند احمد)
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ذکر البیع والشراء علی المنبر و کتاب الفرائض باب اذا اسلم علی یدیہ رجل و کتاب البیوع باب اذا اشترط و صحیح مسلم کتاب العتق۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وغیرہ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[5] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب وضع النوی خارج التمر۔

حضرت بَسِیسہ رضؓ

جنگِ بدر سے پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُفّار کے تجارتی قافلہ کے مدینہ منوّرہ کے قریب سے گذرنے کی خبر ہوئی تو آپؐ نے حضرت بسیسہؓ کو اس تجارتی قافلہ کی خبر لانے کے لئے جاسوس بنا کر روانہ کیا۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے۔ آپؐ فوراً باہر تشریف لائے (تمام حالات معلوم کرنے کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔[1]

حضرت بشیر رضؓ

حضرت بشیرؓ مشہور صحابی حضرت نعمانؓ کے والد ہیں۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے اپنی بیوی کے کہنے سے حضرت نعمانؓ کو ایک عطیّہ دیا۔ اُن کی بیوی نے کہا "جب تک تم اس عطیّہ پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گواہ نہ بناؤ میں راضی نہیں ہونگی"۔ حضرت بشیرؓ حضرت نعمانؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے اور آپؐ سے گواہ بن جانے کے متعلّق عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تم نے اپنے تمام بچّوں کو ایسا عطیّہ دیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا مجھے ظلم پر گواہ نہ کرو، اس عطیّہ کو واپس لے لو۔" اُنہوں نے عطیّہ واپس لے لیا۔[2]

حضرت بلال رضؓ

حضرت بلالؓ اوائلِ اسلام ہی میں ایمان لے آئے۔[3]

حضرت بلالؓ غلام تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے انہیں خرید لیا۔ حضرت بلالؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ سے کہا "اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا تھا تو مجھے (اپنی خدمت کے لئے) روکے رکھئے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے خریدا تھا تو مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں اللہ کیلئے عمل کر سکوں (یعنی جہاد وغیرہ میں شریک ہو سکوں)" حضرت ابو بکرؓ نے انہیں آزاد کر دیا۔[4]

جب مدینہ منوّرہ ہجرت کرنے کا حکم نازل ہوا تو صحابۂ کرامؓ نے مختلف جماعتوں میں مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت شروع کی۔ حضرت بلالؓ دوسری جماعت میں شامل تھے۔[5]

مدینہ منوّرہ پہنچ کر حضرت بلالؓ کو بخار آنے لگا۔ جب بخار سے ذرا افاقہ ہوتا تو حضرت بلالؓ مکّہ معظّمہ کو یاد کر کے دو شعر پڑھتے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

"کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اب میں پھر کسی رات کو اس وادی میں رہوں گا جہاں میرے گرد اذخر اور جلیل نامی گھاسیں ہوں گی، کیا مَیں پھر کبھی مَجنّہ نامی چشمہ پر پہنچوں گا اور کیا مجھے (پھر کبھی) شامہ اور طَفیل نامی پہاڑیاں دکھائی دیں گی۔"[6]

مؤذّنِ رسُولؐ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مشورہ کیا کہ لوگوں کو نماز کے لئے کس طرح بلایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "آپؐ کسی آدمی کو کیوں نہیں مقرّر فرماتے جو نماز کے لئے اذان دیدیا کرے"۔ رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ وکتابُ الشہادات وصحیح مسلم کتابُ الہبات [3] صحیح مسلم باب اسلام عمر وبن عبسۃؓ الحدیث الاوّل [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب بلالؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ وباب ہجرۃ الحبشۃ۔ [6] صحیح بخاری باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم المدینۃ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے کہا "اُٹھو اور نماز کے لئے اذان دو۔ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہو اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہو۔" [1]

حضرت بلالؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صبح صادق سے پہلے اذان دیا کرتے تھے، اس اذان کا مقصد یہ تھا کہ تہجد پڑھنے والا (نمازِ فجر کے لئے) لَوٹ آئے اور سونے والا بیدار ہو جائے۔ جب حضرت بلالؓ اذان دے کر اُترتے تو حضرت ابنِ اُمِ مکتومؓ چڑھتے اور نماز فجر کی اذان دیتے۔ [2]

جنگِ بدر | حضرت بلالؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ کافروں کی طرف سے اُمیہ بھی لڑنے کیلئے آیا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا اس سے آپس میں ایکدوسرے کی حفاظت کا معاہدہ تھا۔ حضرت بلالؓ نے اُمیہ کو دیکھ لیا اور فوراً انصار کی مجلس میں آکر کہا "اگر اُمیہ بن خلف بچ گیا تو میں نہیں بچ سکتا۔" یہ سُن کر انصار کی ایک جماعت نے اُمیہ کا تعاقب کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حسبِ معاہدہ اُسے بچانے کی حتی الامکان کوشش کی لیکن انصارؓ نے اُسے قتل کر ہی ڈالا۔ [3]

مزید جہادوں میں شرکت | ایک مرتبہ سفرِ جہاد میں رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے کہا "تم رات کو ہمارے لئے پہرہ دو (جب صبح ہو تو نماز کیلئے اٹھا دو)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سو گئے، حضرت بلالؓ نماز پڑھتے رہے۔ جب فجر قریب ہوئی تو اپنی سواری سے تکیہ لگا کر مشرق کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے اُنہیں بھی نیند آگئی۔ جب دھوپ نکلی تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور بہت ڈرے۔ آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا (یہ تم نے کیا کیا) حضرت بلالؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں جس ہستی نے آپؐ کے نفس کو روک لیا اُسی نے میرے نفس کو بھی روک لیا۔" [4]

حضرت بلالؓ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو حضرت بلالؓ نے بچا ہوا پانی لے لیا۔ لوگ اس پانی کی طرف دوڑے، جس کو پانی مل گیا تو اُس نے اُسے اپنے جسم پر مَل لیا اور جس کو پانی نہ مل سکا تو اُس نے دوسرے آدمی کے ہاتھ کی تری حاصل کر لی۔ پھر حضرت بلالؓ نے ایک برچھی اُٹھائی اور اُس کو گاڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس برچھی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ [5]

فتح مکہ | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت بلالؓ بھی ساتھ تھے۔ فتح کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت بلالؓ بھی اُن لوگوں میں شامل تھے جو اندر داخل ہوئے تھے۔ [6]

حجۃ الوداع | حضرت بلالؓ حجۃ الوداع میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ [7]

فضائل | ایک مرتبہ حضرت ابوسفیانؓ (جو اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے) حضرت سلمانؓ، صہیبؓ اور بلالؓ کے پاس آئے، حضرت بلالؓ وغیرہ نے کہا "اللہ کی قسم، اللہ کی تلواریں ابھی تک اللہ کے دشمن کی گردن تک نہیں پہنچیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے (جو وہاں موجود تھے) کہا "تم قریش کے بوڑھے آدمی اور اُن کے سردار کے متعلق ایسی بات کہتے ہو"۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو اپنے رب کو ناراض کیا"۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس پھر آئے اور کہا "اے بھائیو! کیا میں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الاذان و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری ابواب الاذان و صحیح مسلم کتاب الصیام۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ [4] صحیح مسلم باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الاحمر عن ابی جحیفہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ وغیرہ و صحیح مسلم کتاب الحج وغیرہ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناسک و صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

تمہیں ناراض کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا "نہیں، اے بھائی، اللہ تمہیں بخشے"۔[1]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "اے بلالؓ، مجھے اپنا وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں داخل ہونے کے بعد کیا ہے اور جس کی بنیاد پر تمہیں اللہ سے بہت زیادہ اُمّید ہے کیونکہ میں نے جنّت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سُنی ہے"۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا "میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں جس کی بنیاد پر میں اللہ سے کسی قسم کی اُمّید رکھوں سوائے اس کے کہ میں جب کبھی وضو کرتا ہوں تو میں نماز پڑھ لیتا ہوں"۔[2]

حضرت عمرؓ، حضرت بلالؓ کو "سیّدنا" کہا کرتے تھے۔[3]

بشارتِ نبوی | ایک دن ایک دیہاتی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا، آپؐ نے اُس سے فرمایا "بشارت قبول کرو"۔ اُس نے کہا "بشارت تو آپؐ بہت دے چکے (کچھ مال دلوایئے)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا، تم اسے قبول کرو"۔ ان دونوں نے کہا "ہم نے قبول کی" اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا، پھر آپؐ نے اُس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کُلّی کی اور مُنہ دھویا۔ پھر فرمایا "تم دونوں اسے اپنے چہروں اور ہنسلیوں پر مَل لو اور خوش خبری حاصل کرو"۔ ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔[4]

حضرت بنت خفاف بن اِیماء غفاریؓ

حضرت عمرؓ ایک دن کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں خفافؓ کی صاحبزادی ملیں۔ اُن کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے ننھے ننھے بچے تھے اور کھانے کیلئے کچھ نہیں تھا۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو اپنا حال سُنایا اور کہا "میں خفاف بن ایماءؓ کی بیٹی ہوں جو حدیبیہ میں شریک تھے"۔ حضرت عمرؓ ٹھہر گئے اور فرمایا "مرحبا، تم تو بہت قریب کی قرابت دار نکلیں"۔ حضرت عمرؓ گھر گئے، ایک قوی اُونٹ پر دو بوجھ غلّے کے لادے اور اُن کے اوپر کچھ درہم اور کپڑے بھی رکھ دئے پھر اُونٹ کی لگام ان صاحبزادی کے ہاتھ میں دیکر کہا "لے لے جاؤ، یہ سامان ہرگز ختم نہ ہونے پائے گا کہ اس سے بہتر اللہ تم کو اور دیدے گا"۔ ایک شخص نے کہا "اے امیر المؤمنین، آپ نے ان کو بہت دیدیا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم، میں نے اس کے باپ اور بھائی کو دیکھا ہے کہ وہ ایک قلعہ کو زمانۂ دراز تک گھیرے رہے اور اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا"۔[5]

حضرت بنتِ عبدالرحمٰنؓ

یہ صحابیہ، حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰنؓ کی بڑی بہن ہیں۔ یہ بیان کرتی ہیں کہ "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُن سُن کر میں نے سُورۂ 'ق' یاد کی تھی، آپ ہر جمعہ کو منبر پر اس کی تلاوت کرتے تھے"۔[6]

حضرت تمیم داریؓ

حضرت تمیمؓ پہلے عیسائی تھے۔ اپنے عیسائیت کے زمانہ میں اُنہوں نے چند آدمیوں کے ساتھ ایک بحری سفر کیا

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل سلمانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب فضل الطّہور باللیل و صحیح مسلم باب فضائل بلالؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب بلالؓ عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف و صحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن اسلمؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔

وہ ایک کشتی میں سوار تھے۔ ایک مہینہ تک موجیں کشتی سے کھیلتی رہیں بالآخر وہ کشتی ایک جزیرہ پر جا کر رک گئی حضرت تمیمؓ مع اپنے ساتھیوں کے اُس جزیرہ میں پہنچے۔ وہاں انہوں نے اتنا بڑا آدمی دیکھا کہ اس سے پہلے اتنا بڑا آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے اُن لوگوں سے بہت سی باتیں دریافت کیں، منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھی کہ "اُمّیوں کے نبی کی کیا حالت ہے؟" اُنہوں نے کہا "وہ مکّہ سے نکل کر مدینہ میں مقیم ہو گئے ہیں۔" اُس نے کہا "یہ بات لوگوں کے حق میں بہتر ہے کہ وہ اس رسُولؐ کی اطاعت کریں"۔ پھر اُس نے کہا "میں دجّال ہوں، عنقریب مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔ میں مکّہ اور مدینہ کے علاوہ ہر جگہ جاؤں گا۔" جب حضرت تمیمؓ اس سفر سے واپس آئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ [1]

حضرت ثابت بن ضحّاکؓ

حضرت ثابتؓ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ [2]

حضرت ثابت بن قیسؓ

حضرت ثابت بن قیسؓ خطیبُ الانصار کہلاتے تھے۔

جب مسیلمہ کذّاب مدینہ میں آیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے کچھ باتیں کیں، پھر آپؐ اُس کے پاس سے یہ کہہ کر چلے آئے کہ "یہ ثابت بن قیس ہیں جو میری طرف سے تجھ کو جواب دیں گے۔" [3]

خشیتِ الٰہی آدابِ رسالت کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ {حجرات}

اے ایمان والو! نبیؐ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح زور سے رسُولؐ سے بات نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابتؓ نے گھر سے نکلنا بند کر دیا۔ جب کئی دن ہو گئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سعد بن معاذؓ سے پوچھا کہ ثابتؓ کا کیا حال ہے، حضرت سعدؓ نے کہا "وہ میرے پڑوسی ہیں لیکن مجھے انکی بیماری کا تو کوئی علم نہیں، البتہ میں ابھی جا کر اُن کی کیفیت معلوم کر کے آپؐ کو مطلع کرتا ہوں"۔ حضرت سعدؓ اُن کے گھر گئے وہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت ثابتؓ نے کہا "بُرا حال ہے، میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز سے زیادہ اپنی آواز کو بلند کرتا تھا لہٰذا میرے تو سب عمل ضائع ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا"۔ حضرت سعدؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مطلع کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ دوزخی نہیں بلکہ جنّتی ہیں"۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن عن فاطمۃ بنت قیسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [3] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ و کتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الرؤیا۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب الایمان باب مخافۃ المؤمن ان یحبط عملہ (حضرت سعدؓ کے نام کی صراحت اور خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں حضرت ثابتؓ کے متعلق خطیب الانصار کا خطاب بھی صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت ثُمامہ بن اُثال رضؓ

حضرت ثمامہؓ، بنو حنیفہ قبیلہ کے ایک فرد تھے اور اہل یمامہ کے سردار تھے۔ یہ عمرہ کرنے جا رہے تھے کہ مسلمین نے انہیں گرفتار کر لیا اور مسجدِ نبوی کے ستون سے لاکر باندھ دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ثمامہؓ کے پاس گئے اور پُوچھا "اے ثمامہؓ کیا حال ہے؟"۔ حضرت ثمامہؓ نے کہا "خیریت ہے، اگر آپؐ مجھے قتل کریں گے (تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے) جو خونریزی کی وجہ سے قتل کا مستحق ہے، اور اگر آپؐ مجھے چھوڑ دیں گے تو ایک احسان ماننے والے شخص پہ احسان کریں گے، اگر آپؐ کو مال چاہیئے تو جتنا مال چاہیں طلب فرمائیں"۔ یہ سُن کر آپؐ وہاں سے چلے آئے۔ دوسرے دن آپؐ پھر ان کے پاس گئے اور وہی سوال و جواب ہوئے۔ تیسرے دن آپؐ پھر ان کے پاس گئے۔ انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ثمامہؓ کو چھوڑ دو"۔ رہائی کے بعد حضرت ثمامہؓ کھجور کے (باغ میں) جو مسجد کے قریب تھا گئے۔ نہا دھو کر پھر مسجد میں آئے اور کلمۂ شہادت پڑھا اور عرض کیا "اللہ کی قسم روئے زمین پر مجھے آپؐ کے چہرہ سے زیادہ کسی چہرہ سے دشمنی نہیں تھی اور اب میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب آپؐ کا چہرہ ہے۔ آپؐ کے سواروں نے مجھے گرفتار کر لیا، اب میں عُمرہ کروں یا نہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ثمامہؓ کو خوشخبری دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ثمامہؓ مکّہ معظّمہ پہنچے تو کسی نے اُن سے کہا تم بے دین ہو گئے، انہوں نے کہا "نہیں. بلکہ میں محمّد رسُولُ اللہؐ کے دین کو قبول کر کے مسلم ہو گیا ہوں، اللہ کی قسم اب یمامہ سے تمہارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی بغیر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اجازت کے نہیں آئے گا"۔ [1]

حضرت ثوبانؓ

حضرت ثوبانؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

احترامِ رسُولؐ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک یہودی عالم آیا، اُس نے کہا "اے محمّدؐ السّلام علیک"۔ حضرت ثوبانؓ پاس ہی کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے اس یہودی عالم کو اس زور سے دھکّا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ یہودی عالم نے پُوچھا "تم نے مجھے کیوں دھکّا دیا؟" حضرت ثوبانؓ نے کہا "تُو یا رسُولَ اللہ کیوں نہیں کہتا" اُس نے کہا "ہم ان کو اُس نام سے پُکارتے ہیں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے"۔ [2]

ایک مرتبہ حضرت ثوبانؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا کہ "مجھے ایسا کوئی عمل بتایئے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنّت میں داخل کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کے لیے کثرت سے سجدے کرنا اپنے اوپر لازم کر لو"۔ [3]

حضرت جابر بن سَمُرہؓ

حضرت جابرؓ سے کسی نے پُوچھا "کیا آپ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھا کرتے تھے، حضرت جابرؓ نے فرمایا "ہاں کثرت سے بیٹھا کرتا تھا"۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاغتسال اذا اسلم، وکتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب ربط الاسیر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[2] صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود. [4] صحیح مسلم باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح۔

حضرت جابرؓ

حضرت جابرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کے صاحبزادے تھے، حضرت عبداللہؓ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے شہادت سے پہلے اُنہوں نے حضرت جابرؓ کو وصیّت کی کہ "میرا قرضہ ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا" جب اُن کی شہادت ہوئی تو حضرت جابرؓ رونے لگے اور بار بار کپڑا ہٹا کر اُن کے چہرہ کو دیکھتے رہے [1]

حضرت عبداللہؓ کی شہادت کے بعد اُن کے یہودی قرضخواہوں نے حضرت جابرؓ سے تقاضہ کیا۔ حضرت جابرؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "کون ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں میں" (کیا ہوتا ہے، نام بتانا چاہیئے) حضرت جابرؓ نے عرض کیا "آپؐ یہودیوں سے سفارش کر دیں تاکہ وہ کچھ قرضہ معاف کر دیں یا قرضہ کی ادائیگی میں کچھ مہلت دیدیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سفارش کی لیکن یہودی قرضخواہوں نے انکار کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کی قسمیں علیٰحدہ علیٰحدہ کر دو، پھر مجھے بُلا لینا"۔ حضرت جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی اور پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُلایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے حضرت جابرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کچھ تازہ کھجوریں پیش کیں، آپؐ نے تناول فرمائیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کی جھونپڑی میں کچھ دیر آرام فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت جابرؓ نے پھر کچھ کھجوریں پیش کیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھجوریں تناول فرمائیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعاءِ برکت کی، پھر آپؐ ایک ڈھیری پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت جابرؓ سے کہا "اب تم ناپ ناپ کر دینا شروع کرو"۔ یہ کہکر آپؐ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت جابرؓ نے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا۔ تمام قرضہ ادا ہو گیا اور کھجوریں اسی طرح باقی رہیں۔ حضرت جابرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں"۔ [2]

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سفر میں تھے۔ وہ کسی کام سے رات کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھتے ہوئے پایا لہٰذا وہ بھی آپؐ کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت جابرؓ کے پاس صرف ایک کپڑا تھا، انہوں نے اُس کو لپیٹ لیا۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو فرمایا "اے جابرؓ، رات کو آنے کا کیا مقصد ہے؟" اُنہوں نے اپنی ضرورت کا ذکر کیا۔ جب وہ اپنی ضرورت بیان کر چکے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "یہ کپڑا تم نے کس طرح لپیٹا ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "کپڑا (چھوٹا) تھا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب کپڑا کشادہ ہو تو اُسے لپیٹ لیا کرو اور جب کپڑا تنگ ہو تو تہ بند باندھ لیا کرو"۔ [3]

حضرت جابرؓ کی بیماری | ایک مرتبہ حضرت جابرؓ بیمار ہو گئے، اور ان پر غفلت طاری ہو گئی، رسُول اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد و کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت و باب ھل یخرج المیت و کتاب الجہاد باب ضرب المرأۃ غیرہ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب الکیل و کتاب الاستقراض و کتاب الہبۃ و کتاب الصلح و کتاب الوصایا و کتاب المغازی و کتاب الاطعمۃ و کتاب الاستئذان۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا کان الثوب ضیقاً۔

علیہ وسلّم عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپؐ نے وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی حضرت جابرؓ پر چھڑکا۔ حضرت جابرؓ ہوش میں آگئے اور کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ، میری میراث کس کو ملیگی اس لئے کہ میرے نہ والدین ہیں نہ اولاد ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرائض یعنی میراث کے حصّوں کی آیت نازل فرمائی۔ [1]

ایک دن ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کو کسی کام سے بھیجا۔ وہ کام کرکے واپس آئے تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب نہیں دیا، انہیں بڑا ملال ہوا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید میرے دیر سے آنے کی وجہ سے آپؐ ناراض ہوگئے۔ اُنہوں نے پھر سلام کیا آپؐ نے پھر جواب نہیں دیا۔ اب تو انہیں اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ انہوں نے پھر سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب دیا اور فرمایا "جواب دینے سے مجھے یہ چیز مانع ہوئی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا"۔ [2]

حضرت جابرؓ کی شادی | جنگِ اُحُد کے کچھ عرصہ بعد حضرت جابرؓ نے نکاح کرلیا، نکاح کے بعد وہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ واپسی میں وہ اپنے پانی بھرنے والے سُرخ اُونٹ پر سوار تھے۔ اُونٹ بہت تھک گیا تھا، اچھّی طرح چل نہیں سکتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے اُونٹ کو کیا ہوگیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "تھک گیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے ڈانٹا اور کوڑے سے مار کر دُعا کی، وہ اُونٹ تیزی سے چلنے لگا۔ کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اسے میرے ہاتھ بیچو گے؟" حضرت جابرؓ کے پاس اُس کے سوا اور کوئی پانی بھرنے والا اُونٹ نہیں تھا لیکن انہیں انکار کرتے ہوئے شرم آئی۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ آپؐ کے لئے ویسے ہی پیش ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تمہیں معاف کرے تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ آپؐ ہی کا ہے" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس کو چار دینار میں خریدتا ہوں"۔ حضرت جابرؓ نے اس شرط پر اُونٹ بیچ دیا کہ وہ اس پر مدینہ تک سوار رہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اس پر سوار ہو سکتے ہو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "میں نے نکاح کیا ہے لہٰذا مجھے جلدی گھر جانے کی اجازت دیدیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "بیوہ سے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اُس سے کھیلتے"۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میری چھ چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں، مجھے بُرا معلوم ہوا کہ میں اُن ہی جیسی کم سن نادان لڑکی سے نکاح کروں کہ وہ نہ اُن کو ادب سکھا سکے اور نہ اُن کی خدمت کرسکے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اچھّا کیا"۔

حضرت جابرؓ جلدی سے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے، مدینہ میں جب وہ اپنے ماموں سے ملے تو ماموں نے اُونٹ کا حال دریافت کیا۔ حضرت جابرؓ نے کیفیّت بتائی اور بیچنے کا ذکر کیا، ماموں نے اسے بیچنے پر انہیں ملامت کی۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے تو دوسرے دن حضرت جابرؓ اُونٹ لیکر حاضرِ خدمت ہوئے، آپؐ نے اُنہیں قیمت ادا کردی اور بعد میں اُونٹ بھی واپس کردیا۔ [3]

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے ہاں قالین ہیں؟" حضرت جابرؓ نے کہا "ہمارے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الوضوء وکتابُ التفسیر وصحیح مسلم کتابُ الفرائض۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصّلوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب استئذان الرجل الامام وباب من ضرب دابّۃ غیرہ وباب الطّعام عند القدوم وکتابُ الوکالۃ وکتابُ النکاح وصحیح مسلم کتابُ النکاح وکتابُ البیوع (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ہاں قالین کیسے ہو سکتے ہیں (اتنی وسعت کہاں ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب تمہارے ہاں قالین ہوں گے"۔ (آخر وہ زمانہ آیا، اُن کی بیوی نے قالین بچھائے) حضرت جابرؓ نے اپنی بیوی سے کہا "یہ تمہارے قالین ہم سے دور کر دو"۔ بیوی نے جواب دیا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں فرمایا تھا کہ "عنقریب تمہارے ہاں قالین ہوں گے"۔ یہ سُن کر حضرت جابرؓ نے قالینوں کو بچھا رہنے دیا۔[1]

جنگ خندق | حضرت جابرؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔

حضرت جابرؓ نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لیکر گھر آئے اور بیوی سے کہا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ میں صبر نہیں کر سکتا، تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟" بیوی نے کہا "میرے پاس کچھ جَو اور ایک بکری کا بچّہ ہے"۔ یہ کہکر اُنہوں نے جَو نکالے اور اُنہیں پیسنا شروع کر دیا۔ حضرت جابرؓ نے بکری کے بچّہ کو ذبح کیا۔ پھر حضرت جابرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُلانے گئے۔ جاتے وقت بیوی نے کہا "مجھے رُسوا نہ کرنا"۔ حضرت جابرؓ خدمتِ اقدس میں پہنچے اور چپکے سے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایک دو آدمیوں کے ساتھ کھانے کیلئے تشریف لے چلئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "کتنا کھانا ہے؟" حضرت جابرؓ نے کھانے کی مقدار بتائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنی بیوی سے کہو میرے آنے سے پہلے نہ پتیلی اُتاریں نہ روٹی پکائیں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بلند آواز سے فرمایا "اے خندق والو، جابرؓ نے کھانا پکایا ہے جلدی چلو"۔ حضرت جابرؓ فوراً بیوی کے پاس پہنچے اور کہا "وائے افسوس، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع تمام رفقاء کے تشریف لا رہے ہیں"۔ بیوی نے پوچھا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تم سے پُوچھا تھا (کہ کھانا کس قدر ہے)" حضرت جابرؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے برتن میں لعابِ دہن ڈالا، برکت کی دُعا کی، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو کھانا کھلانا شروع کیا۔ ایک ہزار آدمیوں نے کھایا لیکن کھانا پھر بھی بچ گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کی بیوی سے فرمایا "تم بھی کھاؤ اور تحفۃً اوروں کو بھی بھیجو کیونکہ سب ہی بھوکے ہیں"۔[2]

صلح حدیبیہ | حضرت جابرؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔[3]

جنگِ ذات الرّقاع | حضرت جابرؓ جنگِ ذات الرقاع میں بھی شریک تھے۔[4]

حضرت جابرؓ اور بیع سَلَم | حضرت جابرؓ کے پاس بیر رومہ کے راستہ پر ایک زمین تھی جس میں کھجوروں کے درخت تھے۔ حضرت جابرؓ پیشگی قیمت لے کر اپنی کھجوریں ایک یہودی کو بیچ دیا کرتے تھے اور جب کھجوریں اُترتی تھیں تو مقررہ مقدار میں کھجوریں اُس کو دیدیا کرتے تھے۔ ایک سال کھجوریں بہت کم ہوئیں۔ وہ یہودی کھجوریں اُترنے کے زمانہ میں اُن کے پاس آیا، حضرت جابرؓ نے اُس سے ایک سال کی مہلت مانگی، اُس نے انکار کر دیا۔ یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے کہا "چلو جابرؓ کو یہودی سے مہلت دلادیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اصحابؓ کے وہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے یہودی سے مہلت دینے کے لئے کہا۔ اُس نے کہا "اے ابوالقاسم، میں جابرؓ کو مہلت نہ دوں گا"۔ یہ سُنکر آپؐ نے باغ کا چکّر لگایا اور یہودی سے پھر دوبارہ گفتگو کی۔ یہودی نے پھر انکار کر دیا۔ حضرت جابرؓ نے کچھ کھجوریں

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و صحیح مسلم کتاب اللّباس۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن مسورؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرقاع۔

لاکر آپؐ کی خدمت میں پیش کیں، آپؐ نے تناول فرمائیں، پھر آپؐ نے کچھ دیر چھپّر کے نیچے آرام فرمایا۔ حضرت جابرؓ نے پھر کھجوریں پیش کیں، آپؐ نے کھجوریں تناول فرمائیں اور پھر یہودی سے گفتگو کی۔ وہ پھر بھی نہ مانا۔ آخر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھجور کے درختوں میں جاکر کھڑے ہو گئے اور حضرت جابرؓ سے فرمایا "کھجوریں توڑ توڑ کر ادا کرتے رہو"۔ حضرت جابرؓ نے ایسا ہی کیا، یہودی کا تمام قرضہ ادا ہو گیا اور اُسی قدر کھجوریں باقی بچ گئیں۔ حضرت جابرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوش خبری سُنائی۔ آپؐ نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں"۔ [1]

جنگِ جہینہ | حضرت جابرؓ جنگ جہینہ میں شریک تھے۔ اس جنگ میں کُفّار نے بہت سخت مقابلہ کیا تھا۔ [2]

جیشُ الخبط | حضرت جابرؓ اس لشکر میں بھی شامِل تھے جو حضرت ابو عبیدہؓ کی امارت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ساحلِ بحر کی طرف روانہ کیا تھا۔ [3]

جنگ بطن بُواط | حضرت جابرؓ جنگ بطن بُواط میں شریک تھے۔ دورانِ سفر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کُنویں کے قریب پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا "ہم سے آگے جاکر کون اس حوض کو درست کریگا" حضرت جابرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ شخص جائے گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے ساتھ کون جائے گا؟" حضرت جبّار بن صخرؓ جانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ وہ دونوں کنویں پر پہنچے، اُنہوں نے دو ایک ڈول حوض میں ڈالے اور اُس پر مٹی لگائی، پھر اُس حوض کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "تم دونوں ہمیں (پانی استعمال کرنے کی) اجازت دیتے ہو"۔ اُنہوں نے کہا "جی ہاں۔ اے اللہ کے رسُولؐ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اُونٹنی کو چھوڑا، اُس نے پانی پیا، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا۔ حضرت جابرؓ نے بھی اُسی جگہ سے وضو کیا جہاں سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت جابرؓ بھی آپؐ کی بائیں جانب آکر کھڑے ہو گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں گھما کر اپنی دائیں طرف کر لیا، حضرت جابرؓ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کو اُنہوں نے گردن سے باندھ رکھا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ (اس چادر کا) تہ بند باندھ لو۔ اتنے میں حضرت جبّارؓ بھی آگئے اور بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے ان دونوں کو اپنے پیچھے کر دیا۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے جابرؓ، جب چادر کشادہ ہو تو اس کے دونوں کنارے اُلٹ لیا کرو (یعنی اُسے اُوپر سے اوڑھ لیا کرو) اور جب تنگ ہو تو اُس کا تہ بند باندھ لیا کرو"۔

اتنے میں صحابۂ کرامؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اسلامی فوج آگے بڑھتی رہی۔ ایک وادی میں پہنچکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت جابرؓ بھی پانی کا ایک ڈول لے کر چلے، پھر حضرت جابرؓ آپؐ سے دور ہو گئے۔ واپسی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھوڑی دیر کے لئے ایک جگہ رُک گئے، پھر آپؐ حضرت جابرؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے فرمایا "ان دو درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک درخت میں سے ایک ڈالی کاٹ کر لے آؤ اور جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا ہوا تھا تو داہنے بائیں ایک ایک ڈالی ڈال دو"۔ حضرت جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت جابرؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہاں دو قبریں ہیں، ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے چاہا کہ ان کی سفارش کروں کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب رطب تمر۔ [2] صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ وکتاب الجہاد وکتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر وغیرہ وصحیح مسلم کتاب الصید۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ سے کہا "لوگوں سے پکار کر کہدو کہ وضو کریں۔" حضرت جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی پھر پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، ہمارے پاس تو ایک قطرہ بھی پانی نہیں ہے۔" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مشک منگائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کو ہاتھ میں لے لیا اور کچھ پڑھا، پھر حضرت جابرؓ کے حوالہ کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا برتن منگایا اور حضرت جابرؓ سے کہا "مشک کو بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر اُلٹ دو۔" حضرت جابرؓ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا۔ سب نے خوب پانی پیا۔ پھر اسلامی فوج ایک دریا کے کنارہ پہنچی، دریا نے ایک جانور باہر ڈال دیا۔ صحابہ کرامؓ نے اس کا گوشت پکایا اور کھایا، پھر حضرت جابرؓ اور چار آدمی اُس کی آنکھ کے گوشہ میں گھس گئے (وہ اتنا بڑا تھا کہ باہر سے) اُنہیں کوئی نہ دیکھ سکا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت جابرؓ کی دعوت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابرؓ کے مکان کے پاس سے گذرے، آپؐ نے ان کو اشارہ سے بلایا اور ہاتھ پکڑ کر اُن کو اپنے گھر لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجۂ مطہرہؓ سے پوچھا "کچھ کھانا وغیرہ ہے؟" زوجۂ مطہرہؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر زوجۂ مطہرہ نے تین روٹیاں پیش کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ روٹی حضرت جابرؓ کے آگے رکھی اور ڈیڑھ روٹی اپنے آگے رکھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجۂ مطہرہؓ سے پوچھا "کچھ سالن ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں البتہ سرکہ موجود ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہی لے آؤ، سرکہ تو بہت عمدہ سالن ہے۔"[2]

بحرین کا خراج جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بحرین کا خراج آیا تو اُنہوں نے منادی کرائی کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا اُس کا آپؐ پر کچھ قرضہ ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ حضرت جابرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ بھر کر مجھ سے فرمایا تھا کہ بحرین کے مال میں سے میں تمہیں اِتنا اِتنا مال دوں گا۔" حضرت ابوبکرؓ خاموش رہے، حضرت جابرؓ دوبارہ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پھر بھی کچھ جواب نہیں دیا، پھر تیسری مرتبہ گئے، انہوں نے پھر بھی کچھ جواب نہیں دیا تو حضرت جابرؓ نے اُن سے کہا "میں نے آپ سے سوال کیا آپ نے مجھے کچھ نہیں دیا، پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ پھر سوال کیا، پھر کچھ نہیں دیا۔ اگر دینا ہے تو دیدیجئے ورنہ میرے ساتھ بخل سے کام لیجئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تم مجھ پر بخل کا الزام لگاتے ہو حالانکہ بخل سے زیادہ بُری کونسی بیماری ہے۔" حضرت ابوبکرؓ نے تین دفعہ یہی بات کہی پھر کہا "میں ہر مرتبہ دینے کا ارادہ کرتا تھا۔" پھر حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق اُنہیں مال دیدیا۔[3]

حضرت مقنعؓ کی عیادت ایک مرتبہ حضرت جابرؓ، حضرت مقنعؓ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت جابرؓ نے پوچھا "تمہیں کیا شکایت ہے؟" اُنہوں نے کہا "ایک زخم ہو گیا ہے وہ بہت تکلیف دے رہا ہے۔" حضرت جابرؓ نے کسی لڑکے سے کہا "اے لڑکے، پچھنے لگانے والے کو لے آؤ۔" حضرت مقنعؓ نے کہا "وہ کیا کریگا؟" حضرت جابرؓ نے کہا "میرا ارادہ ہے کہ اس زخم پر پچھنے لگواؤں۔" اُنہوں نے کہا "مکھیاں پر لیٹ کریں گی، کپڑا لگنے سے تکلیف ہوگی۔" حضرت جابرؓ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اگر تمہاری دواؤں میں کوئی بہترین دوا ہے، تو وہ پچھنے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق عن جابرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب فضیلۃ الخل عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الاجارۃ و کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب قصۃ عمان و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا۔

لگوانا، شہد پینا اور داغ دینا ہے لیکن میں داغ دینے کو پسند نہیں کرتا" (یہ حدیث سُن کر اُنہوں نے پچھنے لگانے والے کو بُلایا) پچھنے لگانے والے نے پچھنے لگائے، اُن کی بیماری جاتی رہی۔ [1]

اتباعِ سُنّت | لوگوں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ کتنے پانی سے غسل کرنا چاہیئے۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا ایک صاع پانی کافی ہے۔ ایک شخص نے کہا "مجھے تو کافی نہیں ہے"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ مقدار اُن کو کافی ہو جاتی تھی جو تم سے زیادہ بالوں والے تھے اور تم سے بہتر تھے"۔ (یعنی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) [2]

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ کے پاس حضرت حسن بن محمد بن الحَنَفِیّہؒ آئے، انہوں نے پُوچھا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیسے غسل فرماتے تھے؟" حضرت جابرؓ نے فرمایا "سر پر تین دفعہ پانی بہاتے تھے"۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا "میرے سر پہ تو بڑی کثرت سے بال ہیں"۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تم سے زیادہ بال تھے"۔ [3]

تبلیغ مسائل | ایک مرتبہ حضرت جابرؓ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی، اُن کے کپڑے ایک تپائی پر رکھے ہوئے تھے ایک شخص نے پُوچھا "آپ ایک چادر میں نماز پڑھتے ہیں"۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا "میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا ہے کہ تم جیسا بے وقوف آدمی دیکھ لے (اور اُسے یہ معلوم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں نماز ہو سکتی ہے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہم میں سے کس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے؟" (یعنی جب دو کپڑے نہیں ہوتے تھے تو ایک کپڑے ہی میں نماز ہو جاتی تھی اور یہ چیز اب بھی جائز ہے۔ یعنی اگر دو کپڑے نہ ہوں تو ایک کپڑے میں نماز جائز ہے۔ البتہ اگر کپڑا وسیع ہو تو اُسے اُوپر سے نیچے تک لپیٹنا ہوگا جیسا کہ اسی سلسلہ کی ایک حدیث میں پہلے گذر چکا ہے۔ کپڑا وسیع ہو اور پھر بھی اوپر کا بدن کھلا رہے یہ جائز نہیں کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اُس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو") [4]

فضیلت | ایک مرتبہ (کسی جہاد میں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مرار کی گھاٹی پر کون چڑھتا ہے، اس کے گناہ اِس طرح معاف ہو جائیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے"۔ یہ سُن کر جو رسالہ سب سے پہلے اس پر چڑھا وہ حضرت جابرؓ کے قبیلہ خزرج کا رسالہ تھا پھر اور لوگ بھی چڑھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم سب کی مغفرت ہو گئی سوائے اُس سُرخ اُونٹ والے کے"۔ یہ سُن کر حضرت جابرؓ اُس کے پاس گئے اُس کا اُونٹ کھو گیا تھا وہ اُسے تلاش کر رہا تھا۔ حضرت جابرؓ نے اُس سے کہا "آؤ (شاید) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمہارے لئے بخشش کی دُعاء کریں"۔ اُس نے کہا "اللہ کی قسم میرا اونٹ مجھے مِل جائے یہ مجھے تمہارے ساتھی کی دُعاء سے زیادہ محبوب ہے"۔ [6]

حضرت جبّار بن صخرؓ

حضرت جبّار بن صخرؓ جنگ بطن بُواط میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ دورانِ سفر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کنویں کے قریب پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا "ہم سے آگے جا کر کون اس حَوض کو درست کریگا"۔ حضرت جابرؓ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے ساتھ کون جائے گا؟" حضرت جبّار بن صخرؓ

---

[1] صحیح مسلم کتاب السلام باب لکلّ داءٍ دواءٌ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الغسل و صحیح مسلم کتاب الحیض۔ [3] صحیح بخاری کتاب الغسل عن جابرؓ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عقد الازار علی القفا۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔

جانے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ وہ دونوں کنویں پر پہنچے، دو ایک ڈول حوض میں ڈالے اور اس پر مٹّی لگائی، پھر اس حوض کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے، آپؐ نے فرمایا "تم دونوں ہمیں (پانی استعمال کرنے کی) اجازت دیتے ہو"۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، جی ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے۔ حضرت جابرؓ نے بھی وضو کیا اور آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں گھما کر دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ پھر حضرت جبّارؓ آئے اور آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں کو پیچھے کر دیا۔[1]

حضرت جُبَیر بن مُطعِمؓ

حضرت جبیرؓ، مطعم بن عدی کے فرزند ہیں۔ جنگِ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور پھر مجھ سے ان ناپاک قیدیوں کے متعلّق بات کرتا تو میں اسکی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا"۔[2]

حضرت جبیرؓ نے سب سے پہلے جو چیز سُنی وہ سُورۂ طور تھی جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مغرب کی نماز میں اسکی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت جبیرؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اُس وقت ایمان میرے دل میں محبوب ہوا۔[3]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جبیرؓ کا اُونٹ کھو گیا، عرفہ کا دن تھا، حضرت جبیرؓ اونٹ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے عرفات میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے "اللہ کی قسم یہ تو قرشی ہیں، پھر یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں"۔[4] (نوٹ:۔ ایّامِ جاہلیّت میں قریش کے لوگ مزدلفہ میں ٹھہرا کرتے تھے)

حضرت جَرِیر بن عبداللہؓ

حضرت جریرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آخری زمانہ میں ایمان لائے تھے۔ حضرت جریرؓ موزوں پر مسح کرنے کی حدیث بیان کیا کرتے تھے، لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی اس لئے کہ حضرت جریرؓ نے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخری عمر میں موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو سُورۂ مائدہ کی وضو کی آیت سے اُس کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوا (یعنی موزوں پر مسح اب بھی جائز ہے اور یہ اُمّت کیلئے ایک آسانی ہے)[5]

حضرت جریرؓ جب ایمان لائے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے نماز کو قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلم کی خیر خواہی پر بیعت لی۔[6]

ذوالخلصہ کو تباہ و برباد کرنا یمن میں ذوالخلصہ نامی ایک بت خانہ تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جریرؓ سے فرمایا "تم مجھے ذوالخلصہ کو تباہ کر کے خوشی کیوں نہیں پہنچاتے"۔ انہوں نے عرض کیا "میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سینہ پر (ہاتھ) مارا اور اس طرح دُعا

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الزہد والرقائق عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الوقوف بِعَرَفَۃَ و صحیح مسلم کتابُ الحج۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الخفاف۔ [6] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصّلوٰۃ۔

کی "اے اللہ ان کو ثابت رکھ اور ان کو ہادی اور مہدی بنادے"۔ اس دُعاء کے بعد وہ کبھی گھوڑے سے نہ گرے۔ حضرت جریرؓ ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اُس بُت خانہ کو توڑ کر جلا دیا اور حضرت ابو ارطاتؓ کو خوشخبری دینے کیلئے مدینہ منوّرہ روانہ کیا۔[1]

یمن میں ایک دن وہ ایک شخص کے پاس پہنچے جو تیروں سے فال نکال رہا تھا۔ حضرت جریرؓ نے اُس سے کہا "تیروں کو توڑ کر کلمۂ شہادت پڑھو"۔ اُس نے تیروں کو توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مُسلم ہوگیا۔[2]

حضرت جریرؓ کا خطبہ | جس دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت جریرؓ کھڑے ہوگئے اور ایک خطبہ دیا۔ اُنہوں نے فرمایا "اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا خوف لازم پکڑو، وقار اور سکون سے رہو یہاں تک کہ (دوسرا) امیر آئے اور وہ اب آتا ہی ہوگا"، پھر فرمایا "اپنے (سابق) امیر (یعنی حضرت مغیرہؓ) کیلئے معافی طلب کرو کیونکہ وہ معاف کرنے کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس مسجد کے رب کی قسم میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں"۔ پھر استغفار پڑھا اور (منبر سے) اُتر آئے۔[3]

انصار سے محبّت | حضرت جریرؓ کو انصار سے بہت محبّت تھی، جب وہ کسی انصاری کو کوئی کام کرتے دیکھتے تو اسکی عزّت کرتے (اور اس کی خدمت میں لگ جاتے) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ حضرت جریرؓ مجھ سے بڑے تھے لیکن میری خدمت کیا کرتے تھے۔[4]

فضائل | حضرت جریرؓ کہتے ہیں "جب سے میں اسلام لایا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی مجھے آنے سے نہیں روکا، جب مجھے دیکھتے مسکراتے۔ آپؐ نے میرے لئے دُعاء کی اے اللہ اس کو ثابت رکھ اور اسکو ہادی و مہدی بنا"۔[5]

حضرت جعفرؓ

حضرت جعفرؓ نے اوائل اسلام ہی میں اسلام قبول کیا (کفّار کے ظلم سے تنگ آکر) انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔[6] ورمع اپنے ساتھیوں کے کئی سال تک وہاں رہے۔ پھر یہ لوگ کشتی میں سوار ہوکر جنگ خیبر کے بعد مدینہ منوّرہ پہنچے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالِ غنیمت میں سے ان لوگوں کو بھی حصّہ دیا۔[7]

حضرت جعفرؓ عمرۃ القضاء میں شریک تھے۔ جب حضرت حمزہؓ کی لڑکی کے سلسلہ میں ان میں اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ میں جھگڑا ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کیا کیونکہ حضرت جعفرؓ کی بیوی اُس لڑکی کی خالہ تھیں۔[8]

جنگ مُوتہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رُومیوں پر حملہ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا، اس لشکر پر آپؐ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو سپہ سالار بنایا، پھر آپؐ نے فرمایا "اگر زید بن حارثہؓ شہید ہوجائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے" موتہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ حضرت زید بن حارثہؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لیا (اور لڑتے لڑتے)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور و باب البشارۃ و کتاب المناقب و کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ و صحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ عن جریرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الخدمۃ فی الغزو عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من لا یثبت علی الخیل و صحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب الفضائل باب ہجرۃ الحبشۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجہاد و کتاب المغازی و کتاب فرض الخمس۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔

شہید ہوگئے۔ [1]

فضیلت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا تھا "تم پیدائش اور خُلق میں میرے مشابہ ہو"۔ [2]

حضرت جعفرؓ ذُوالجَنَاحَین (دو بازو والے) کہلاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب ان کے صاحبزادے سے ملتے تو فرماتے "اے ذوالجناحین کے بیٹے، السّلام علیک"۔ [3]

حضرت جعفرؓ مساکین کے حق میں بہت اچھے تھے، مساکین کو گھر لیجاتے اور کھانا کھلایا کرتے تھے۔ [4]

حضرت جُلَیبِیبؓ

حضرت جُلَیبیبؓ ایک جنگ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔ جنگ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کوئی غائب تو نہیں ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا "فلاں وفلاں اور فلاں غائب ہیں (یعنی شہید ہوگئے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور کوئی تو غائب نہیں؟" اُنہوں نے عرض کیا "جی نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "میں جلیبیبؓ کو نہیں دیکھتا"۔ یہ سُن کر لوگوں نے اُن کو مقتولین کی لاشوں میں تلاش کیا تو اُن کی لاش اُن سات آدمیوں کے پاس ملی جن کو اُنہوں نے قتل کیا تھا۔ آپؐ لاش کے پاس آئے اور فرمایا "انہوں نے سات آدمیوں کو قتل کیا پھر کُفار نے ان کو شہید کر دیا، یہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں۔ یہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں"۔ پھر آپؐ نے انہیں اپنی دونوں کلائیوں پر اُٹھایا اور دفن کر دیا۔ [5]

حضرت جُندُب بن عبداللہ بَجلیؓ

حضرت جندبؓ فتنہ کے زمانہ میں لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حاضرین نے کہا آپ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی کچھ سُنا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو شخص لوگوں کے سُنانے کیلئے نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ (اُس کی نیتِ فاسدہ کو) قیامت کے دن لوگوں پر ظاہر کریگا اور جو لوگوں پر مشقّت ڈالیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو مشقّت میں مبتلا کریگا"۔ لوگوں نے کہا "ہمیں کچھ وصیّت کیجئے"۔ حضرت جندبؓ نے فرمایا "انسان کے بدن میں سے جو چیز سب سے پہلے سڑتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے، لہٰذا جو شخص اِس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ سوائے پاکیزہ چیز کے کچھ نہ کھائے تو وہ ضرور ایسا کرے اور جو شخص اس بات کی قدرت رکھتا ہو کہ اس کے اور جنّت کے درمیان ایک چُلّو بھر خون (ناحق) بھی حائل نہ ہو تو وہ ضرور ایسا کرے"۔ [6]

ایک مرتبہ فتنوں کے زمانہ میں ایک آدمی کو حضرت عسعس بن سلامہؒ کے پاس بھیجا اور اُن سے کہلوایا کہ اپنی برادری کے لوگوں کو میری بات سُننے کیلئے جمع کرو۔ حضرت عسعسؒ نے حکم کی تعمیل کی۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو حضرت جندبؓ نے فرمایا "ایک جنگ میں حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب طلب کیا اور آپؐ بار بار یہ فرماتے رہے قیامت کے دن تم کلمہ کا کیا جواب دوگے"۔ [7]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز عن انس رضؓ۔
[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء۔
[3] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب مناقب جعفر رضؓ عن ابن عمر رضؓ۔
[4] صحیح بخاری باب مناقب جعفر رضؓ۔
[5] صحیح مسلم باب فضائل جلیبیبؓ عن ابی برزۃ رضؓ۔
[6] صحیح بخاری کتابُ الاحکام باب من شاق شق اللہ علیہ۔
[7] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لاالٰہ الااللہ۔

کی "اے اللہ ان کو ثابت رکھ اور ان کو ہادی اور مہدی بنادے"۔ اس دُعاء کے بعد وہ کبھی گھوڑے سے نہ گرے۔ حضرت جریرؓ ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اُس بُت خانہ کو توڑ کر جلا دیا اور حضرت ابو ارطاتؓ کو خوشخبری دینے کیلئے مدینہ منوّرہ روانہ کیا۔[1]

یمن میں ایک دن وہ ایک شخص کے پاس پہنچے جو تیروں سے فال نکال رہا تھا۔ حضرت جریرؓ نے اُس سے کہا "تیروں کو توڑ کر کلمۂ شہادت پڑھو"۔ اُس نے تیروں کو توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مُسلم ہوگیا۔[2]

حضرت جریرؓ کا خطبہ | جس دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت جریرؓ کھڑے ہوگئے اور ایک خطبہ دیا۔ اُنہوں نے فرمایا "اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا خوف لازم پکڑو، وقار اور سکون سے رہو یہاں تک کہ (دوسرا) امیر آئے اور وہ اب آتا ہی ہوگا"، پھر فرمایا "اپنے (سابق) امیر (یعنی حضرت مغیرہؓ) کیلئے معافی طلب کرو کیونکہ وہ معاف کرنے کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس مسجد کے رب کی قسم میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں"۔ پھر استغفار پڑھا اور (منبر سے) اُتر آئے۔[3]

انصار سے محبّت | حضرت جریرؓ کو انصار سے بہت محبّت تھی، جب وہ کسی انصاری کو کوئی کام کرتے دیکھتے تو اسکی عزّت کرتے (اور اس کی خدمت میں لگ جاتے) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ حضرت جریرؓ مجھ سے بڑے تھے لیکن میری خدمت کیا کرتے تھے۔[4]

فضائل | حضرت جریرؓ کہتے ہیں "جب سے میں اسلام لایا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی مجھے آنے سے نہیں روکا، جب مجھے دیکھتے مسکراتے۔ آپؐ نے میرے لئے دُعاء کی اے اللہ اس کو ثابت رکھ اور اسکو ہادی و مہدی بنا"۔[5]

حضرت جعفرؓ

حضرت جعفرؓ نے اوائل اسلام ہی میں اسلام قبول کیا (کفّار کے ظلم سے تنگ آکر) انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔[6] ورمع اپنے ساتھیوں کے کئی سال تک وہاں رہے۔ پھر یہ لوگ کشتی میں سوار ہوکر جنگ خیبر کے بعد مدینہ منوّرہ پہنچے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالِ غنیمت میں سے ان لوگوں کو بھی حصّہ دیا۔[7]

حضرت جعفرؓ عمرۃ القضاء میں شریک تھے۔ جب حضرت حمزہؓ کی لڑکی کے سلسلہ میں ان میں اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ میں جھگڑا ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کیا کیونکہ حضرت جعفرؓ کی بیوی اُس لڑکی کی خالہ تھیں۔[8]

جنگ مُوتہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رُومیوں پر حملہ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا، اس لشکر پر آپؐ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو سپہ سالار بنایا، پھر آپؐ نے فرمایا "اگر زید بن حارثہؓ شہید ہوجائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے" موتہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ حضرت زید بن حارثہؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لیا (اور لڑتے لڑتے)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور و باب البشارۃ و کتاب المناقب و کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ و صحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ عن جریرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الخدمۃ فی الغزو عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من لا یثبت علی الخیل و صحیح مسلم باب فضائل جریرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب الفضائل باب ہجرۃ الحبشۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجہاد و کتاب المغازی و کتاب فرض الخمس۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم غلط کہتے ہو، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہونگے، وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر تھے"۔[1]

حضرت حُبَیش بن الأشعرؓ

حضرت حبیشؓ فتح مکّہ کے موقع پر حضرت خالدؓ کے دستہ میں تھے، اسی موقع پر جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔[2]

حضرت حُذَیفہؓ

جنگ بدر حضرت حذیفہؓ جنگِ بدر میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے (راستہ میں) کُفّار قریش نے اُنہیں گرفتار کرلیا۔ کُفّار نے پوچھا "تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟" انہوں نے کہا "ہم تو مدینہ منوّرہ جانا چاہتے ہیں"۔ کُفّار نے اُن سے عہد لیا کہ وہ مدینہ چلے جائیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہو کر (ہم سے) جنگ نہ کریں (عہد کرنے کے بعد اُنہیں چھوڑ دیا گیا) وہ سیدھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سُنایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ چلے جاؤ، ہم ان کا عہد پُورا کریں گے"۔[3]

جنگِ اُحُد حضرت حذیفہؓ جنگ اُحُد میں شریک ہوئے، مسلمین کی فتح ہوئی، مسلمین نے کافروں کا تعاقب کیا، ابلیس نے چلّا کر کہا "اللہ کے بندو پیچھے کی خبر لو"۔ مسلمین یہ سُن کر پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے، شناخت کرنا مشکل ہوگیا۔ اسی افراتفری میں حضرت حذیفہؓ کے والد یمان شہید ہوگئے، اگرچہ حضرت حذیفہؓ کہتے رہے کہ یہ میرے والد ہیں لیکن کسی نے نہ سُنا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا "اللہ تمہیں معاف فرمائے"۔[4]

جنگِ خندق حضرت حذیفہؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ ہوا بہت تیز چل رہی تھی، سردی بہت سخت تھی کہ عین اس عالم میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے جو جاکر کافروں کی خبر لائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو میری معیّت عطا فرمائے گا"۔ سب خاموش رہے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حذیفہؓ سے فرمایا "جاؤ اور کُفّار کی خبر لاؤ اور دیکھو اُنہیں مجھ پر نہ اُکسانا"۔ حضرت حذیفہؓ نے حکم کی تعمیل کی، سخت سردی کے باوجود انہیں ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا وہ گرم حمّام میں چل رہے ہیں۔ وہ کُفّار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ ابوسفیانؓ کو وہ بآسانی مار سکتے تھے لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت تھی کہ پہل نہ کرنا، لہٰذا انہوں نے ابوسفیانؓ کو نہ مارا جب وہ وہاں سے واپس ہوئے اور سارا واقعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُنایا تو پھر سردی محسُوس ہونے لگی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنا کمبل اُڑھا دیا۔ حضرت حذیفہؓ صبح تک سوتے رہے۔ جب صبح (صادق) ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لے بہت زیادہ سونے والے اُٹھ جاؤ"۔[5]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تہجّد میں شرکت ایک رات کو حضرت حذیفہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تہجّد میں شریک ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُورۂ بقرہ شروع کی۔ انہوں نے سوچا کہ آپؐ سَو آیتیں پڑھ کر رکوع کریں گے، لیکن آپؐ آگے نکل گئے۔ انہوں نے سوچا آپؐ سورۂ بقرہ پُوری پڑھیں گے لیکن آپؐ نے سُورۂ نساء شروع کردی، اُسے ختم کرنے کے بعد آپؐ نے سورۂ آل عمران شروع کردی اور اُسے ختم کیا۔[6]

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل اہلِ بدر۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد عن حذیفۃ رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وکتاب الدیات باب العفو فی الخطأ عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکّہ باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرایۃ یوم الفتح [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب۔ [6] صحیح مسلم باب استحباب تطویل قراءۃ فی صلوٰۃ اللیل۔

سرکاری فرائض | حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اُنہیں لگان کی شرح اور لگان کا روپیہ وصول کرنے کیلئے مقرر کیا تھا، انہوں نے حق و انصاف کے ساتھ لگان کی شرح مقرر کی تھی [1]

فتنہ کے متعلق حدیث | فتنوں کے متعلق انہیں کافی حدیثیں یاد تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا "تم میں سے کس کو فتنہ کے متعلق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "مجھ کو" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم اس معاملہ میں بڑے دلیر ہو" [2]

حضرت حذیفہؓ بڑے بارعب تھے، اُن کے شاگرد بے محابا اُن سے سوال نہیں کر سکتے تھے۔ [3]

فضیلت | حضرت حذیفہؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن رازوں کو جانتے تھے جن کو سوائے اُن کے کوئی نہیں جانتا تھا۔ [4] (یعنی فتنوں وغیرہ کے متعلق اکثر احادیث صرف ان ہی کو معلوم تھیں)

امر بالمعروف | ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں رکوع اور سجود کو پُوری طرح ادا نہیں کر رہا ہے۔ جب اس نے سلام پھیرا تو حضرت حذیفہؓ نے اُس سے کہا "تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تمہارا اسی حالت میں انتقال ہو جاتا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر تمہارا انتقال نہیں ہوتا۔" [5]

ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نے پانی مانگا، ایک مجوسی نے (چاندی یا سونے کے) برتن میں پانی لاکر دیا۔ انہوں نے اس برتن کو پھینک دیا اور فرمایا "میں نے تم کو کئی بار منع کیا (لیکن تم باز نہیں آتے) میں اس میں پانی نہیں پیتا کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور نہ پیو، یہ دُنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں ہمارے لئے ہیں۔" [6]

حضرت حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے "اے قاریو (یعنی علماء) کی جماعت، استقامت اختیار کرو کیونکہ تم بہت پیچھے رہ گئے ہو، اگر تم دائیں بائیں اُتر جاؤ گے تو بالکل گمراہ ہو جاؤ گے۔" [7]

بے باکی | ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ اور عَقَبہ [8] والوں میں سے ایک شخص کے مابین کچھ جھگڑا ہو گیا۔ اُس شخص نے کہا "میں آپ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں، عَقَبہ والے کتنے تھے؟" (حضرت حذیفہؓ خاموش رہے) لوگوں نے کہا "جب وہ پوچھتا ہے تو بتا دیجئے۔" حضرت حذیفہؓ نے اُس سے فرمایا "ہمیں خبر دی گئی ہے کہ وہ چودہ [14] تھے اور اگر تو بھی ان میں شامل تھا تو پندرہ تھے اور میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ تو (یقیناً) دنیا اور آخرت میں اللہ اور رسُول کے دشمن ہیں، رہ گئے تین تو انہوں نے عُذر کیا تھا کہ ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز نہیں سُنی اور نہ ہمیں یہ معلوم ہو سکا کہ لوگوں کا کیا ارادہ ہے [9] (یعنی ہمیں جنگِ تبوک کی کوئی اطلاع نہیں ملی)"

ایمان بالحدیث | جَرعَہ [10] کے دن حضرت حذیفہؓ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے جن کا نام جُندب تھا اور جو حضرت حذیفہؓ کو نہیں پہچانتے تھے کہا "آج تو یہاں بہت سے خون بہائے جائیں گے۔" حضرت حذیفہؓ بولے "اللہ کی قسم ہرگز خونریزی نہیں ہوگی۔" حضرت جندبؓ نے کہا "اللہ کی قسم ضرور ہوگی۔" حضرت حذیفہؓ نے کہا "اللہ کی قسم

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمانؓ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب مواقیت الصلوٰۃ وکتاب الزکوٰۃ۔ [3] صحیح بخاری ابواب مواقیت الصلوٰۃ وکتاب الزکوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا لم یتم السجود۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الاکل فی اناء مُفضّض۔ [7] صحیح بخاری کتاب الاعتصام۔ [8] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [9] یہ وہ منافق تھے جنہوں نے سازش کی تھی کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائیں تو آپؐ پر دفعۃً حملہ کر کے شہید کر دیا جائے۔ [10] جَرعَہ، کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے، یومِ جَرعَہ سے مراد وہ دن ہے جس دن کوفہ کے لوگ حضرت عثمانؓ کے گورنر حضرت سعید بن عاصؓ کے خلاف ہو کر اُن سے لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔

ہرگز نہیں ہوگی"۔ حضرت جندبؓ نے کہا "اللہ کی قسم ضرور ہوگی"۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا "اللہ کی قسم ہرگز نہیں ہوگی، میں نے اس سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک حدیث سُنی ہے"۔ حضرت جندبؓ نے کہا "تم بہت بُرے ہمنشیں ہو، میں شروع سے تمہاری مخالفت کر رہا ہوں اور تم سُن رہے ہو اور تم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک حدیث بھی سُنی ہے مگر مجھے مخالفت سے نہیں روکتے"۔ پھر حضرت جندبؓ نے سوچا غصّہ سے کیا فائدہ (آخر پوچھوں تو سہی کہ یہ کون شخص ہے) اُنہوں نے حضرت حذیفہؓ کی طرف متوجّہ ہوکر پوچھا تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہؓ ہیں[1]۔

حضرت حرام بن ملحانؓ

حضرت حرام بن ملحانؓ حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے بھائی تھے۔

عرب کے چند قبیلے بظاہر مسلم ہوگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے ایسے آدمی طلب کئے جو (تبلیغی جدوجہد میں) ان کی مدد کر سکیں اور انہیں تعلیم دے سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ستّر قاریوں کو اُن کے ساتھ کر دیا۔ ان میں حضرت حرام بن ملحانؓ بھی شامل تھے۔

جب یہ لوگ بئرِ معونہ مقام پر پہنچے تو کافروں نے بدعہدی کی۔ حضرت حرامؓ کو جب ان کی بدعہدی کا علم ہوا تو دو آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ کچھ دور جاکر اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم دونوں میرے قریب رہنا جب تک مَیں اُن کے پاس پہنچوں، اگر اُنہوں نے مجھے مار ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا"۔ یہ کہکر حضرت حرامؓ کافروں کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا "کیا تم مجھے امن دیتے ہو تاکہ میں تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام پہنچاؤں" انہوں نے امن دیا، حضرت حرامؓ نے تقریر شروع کی، ان لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ اُس نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت حرامؓ نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور سر پر مَلا اور کہا "اللہ اکبر، ربِّ کعبہ کی قسم، مَیں کامیاب ہوگیا"[2]۔

حضرت حسّان بن ثابتؓ

جنگ بنو نضیر | حضرت حسّانؓ جنگِ بنو نضیر میں شریک تھے۔ جنگی نقطۂ نظر کے لحاظ سے جب اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق اسلامی فوج نے بعض درختوں کو جلایا تو حضرت حسّانؓ نے یہ شعر کہا:-

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ — مَردانِ بنی لوئی (یعنی قریش) کیلئے باعثِ شرم ہے کہ

حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ — بویرہ میں آگ لگ رہی ہے جس کی چنگاریاں دُور دُور تک جا رہی ہیں (لیکن وہ اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے)[3]

شعر و شاعری | حضرت حسّان بن ثابتؓ بہت اچھے شاعر تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کُفّار کو جواب دیا کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا تھا "اے حسّانؓ، رسُولُ اللہ کی طرف سے جواب دو"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس طرح دُعا فرماتے "اے اللہ، رُوح القدس سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع و بئر معونۃ وکتاب الجہاد باب من ینکب فی سبیل اللہ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ان کی مدد فرما۔" [1] بنو قریظہ سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا "کفار کی ہجو بیان کرو، بے شک جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔" [2]

اگرچہ حضرت حسانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والوں میں شامل تھے لیکن جب حضرت عائشہؓ کے سامنے اُنہیں کوئی بُرا کہتا تو روک دیتیں۔ [3] وہ فرماتی تھیں حسانؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار سے جھگڑتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حسانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میرے نسب کو ہجو سے کیسے بچاؤ گے؟" حضرت حسانؓ نے عرض کیا "میں آپؐ کو مشرکین سے اس طرح علیحدہ کرلوں گا جس طرح آٹے میں سے بال بالکل صاف نکل آتا ہے۔" حضرت عائشہؓ کے متعلق حضرت حسانؓ فرماتے ہیں:۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ — باوقار، تیز فہم، کسی کے شک سے ان پر تہمت نہیں
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ — لگائی جاسکتی وہ صبح کو بے خبر عورتوں کے گوشت سے
بھوکی اُٹھتی ہیں (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں) [4]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سے فرمایا "مشرکین کی ہجو میں اشعار کہو۔" اُنہوں نے ایک ہجو کہی لیکن وہ آپؐ کو پسند نہ آئی۔ پھر آپؐ نے حضرت حسانؓ کو بلوایا۔ حضرت حسانؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا "وہ وقت آگیا ہے کہ آپؐ نے اس شیر کو بلایا ہے، قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑا جاتا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے حسانؓ، جلدی نہ کرو، ابوبکرؓ قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں (ان سے ملو) جب تک وہ میرے نسب کو تمہیں علیحدہ کر کے نہ بتائیں (کچھ نہ کہو)۔" حضرت حسانؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت حسانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں اور کفار کی ہجو میں بہت سے اشعار کہے (ان میں سے چند اشعار سیرۃ النبیؐ صفحہ ۳۱۹ پر لکھے جا چکے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حسانؓ نے قریش کی ہجو کر کے مؤمنین کے قلوب کو تسکین دی اور کافروں کی عزت کو تباہ کر دیا۔" [5]

حضرت حکیم بن حزامؓ

حضرت حکیم بن حزامؓ ایامِ جاہلیت میں بھی بہت نیک تھے۔ صدقہ و خیرات کرتے، رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتے، غلام آزاد کرتے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ سو غلام آزاد کر چکے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "اے اللہ کے رسولؐ، صدقہ و خیرات، غلاموں کی آزادی اور صلۂ رحمی وغیرہ کے جو کام میں ایامِ جاہلیت میں کیا کرتا تھا اُن کا بھی کوئی ثواب ملیگا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو نیکیاں تم نے پہلے کی ہیں تم ان سب پر اسلام لائے ہو۔" [6] (یعنی وہ نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الشعر فی المسجد و صحیح مسلم باب فضائل حسانؓ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب۔ [3] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث الافک۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ و اُمِّ رومانؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ حسانؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائلِ حسانؓ عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب من تصدق فی الشرک ثم اسلم و کتاب البیوع و کتاب الرہن باب العتق و فضلہ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ۔

حضرت حکیمؓ مسلم ہونے کے بعد بھی صلۂ رحمی اور ہمدردی کرتے رہے۔ حضرت زبیرؓ کا جب انتقال ہوا تو وہ بہت قرضدار تھے۔ حضرت زبیرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے ان کے قرضہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا۔ حضرت حکیمؓ حضرت عبداللہؓ کے پاس گئے اور کہا "اے بھتیجے میرے بھائی پر کس قدر قرض ہے"۔ حضرت عبداللہ نے قرضہ کی رقم کو ظاہر نہیں کیا۔ حضرت حکیمؓ نے کہا "میں جانتا ہوں تم اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اگر تم عاجز ہو تو مجھ سے مدد لینا"۔ [1]

حضرت حکیمؓ کی غیرتِ ایمانی | ایک مرتبہ حضرت حکیمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دیدیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطاء فرمایا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ مال ایک میٹھی سبزی ہے، جو شخص اسے دل کی لاپرواہی اور بغیر سوال کے لیگا اس کیلئے اس میں برکت دیجائے گی اور جو شخص (سوال کی) ذلت برداشت کرکے اسے لیگا اس کیلئے اس میں برکت نہیں ہوگی، وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینے والا بہتر ہے لینے والے سے)" حضرت حکیمؓ نے کہا "اے اللہ کے رسول، اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپؐ کے بعد میں کسی سے کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے"۔ حضرت حکیمؓ نے جو کچھ کہا تھا اسے کر دکھایا۔ حضرت ابوبکرؓ انہیں کچھ دینے کیلئے بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت کے زمانہ میں) انہیں بلایا اور کچھ مال دینا چاہا۔ حضرت حکیمؓ نے مال لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے جماعت المسلمین میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں مالِ فَیٔ میں سے حضرت حکیمؓ کو ان کا حصہ دیتا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کرتے ہیں"۔ الغرض حضرت حکیمؓ نے اپنی وفات تک کسی سے کچھ نہیں لیا۔ [2]

حضرت حمزہؓ

حضرت حمزہؓ مہاجر صحابی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں۔

جنگِ بدر | حضرت حمزہؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ کافروں کی طرف سے سب سے پہلے تین آدمی نکلے۔ مسلمین کی طرف سے ان کا مقابلہ کرنے کیلئے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ نکلے (تینوں کافر قتل ہوگئے) [3] حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے طُعَیمہ بن عدی بن خیار بھی قتل ہوا۔ [4]

جنگِ بدر کے بعد | حضرت حمزہؓ شراب کے عادی تھے، گانا بھی سُن لیا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ چند لوگوں کے ساتھ گانا سُن رہے تھے کہ گانے والی گاتے گاتے یہ کہنے لگی "اے حمزہؓ ہمارے واسطے فربہ اُونٹنیوں کا قصد کرو" حضرت علیؓ کی دو اُونٹنیاں باہر بندھی ہوئی تھیں۔ حضرت حمزہؓ اُٹھے اور انہوں نے دونوں اُونٹنیوں کی کلیجیاں نکال لیں اور کوہان کاٹ لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ تشریف لائے اور حضرت حمزہؓ کو ملامت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسألۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ (صحیح مسلم میں صرف خط کشیدہ عبارت ہے)۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الحج) وکتاب المغازی وکتاب فرض الخمس وصحیح مسلم کتاب التفسیر۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن وحشیؓ۔

کی، حضرت حمزہؓ نشہ میں تھے، کہنے لگے "تم سب میرے باپ کے غلام ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ وہ نشہ میں چور ہیں، لہٰذا آپؐ واپس چلے گئے۔[1] (نوٹ:۔ اس کے کچھ عرصہ بعد شراب حرام ہوگئی)

جنگِ اُحد | حضرت حمزہ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے۔ کافروں کی طرف سے سباع نامی ایک شخص مقابلہ کیلئے نکلا۔ اُس نے میدان میں آکر کہا "مجھ سے کون مقابلہ کرے گا"۔ مسلمین کی صف سے حضرت حمزہؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا "اے سباع، کیا تو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے لڑتا ہے"۔ یہ کہکر اُس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ حضرت حمزہؓ نے طُعَیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا۔ طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لے، اُس نے اپنے غلام سے جس کا نام وحشی تھا کہا "اگر تم حمزہؓ کو قتل کر دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا"۔ آزادی کے لالچ میں وحشی جنگ اُحد میں شریک ہوئے، وہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر حضرت حمزہؓ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ لڑتے لڑتے حضرت حمزہؓ وحشی کے پاس سے گذرے تو وحشی نے اپنا ہتھیار پھینک کر حضرت حمزہؓ کو مارا اور ان کے ناف کے نیچے بھالا رکھ کر اس زور سے دبایا کہ اُن کے دونوں کولہوں کے پار ہوگیا (زخم اتنا شدید تھا کہ) حضرت حمزہؓ (جانبر نہ ہو سکے اور اُن) کی وفات ہوگئی۔ حضرت حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا کفن کیلئے نہ مل سکا۔[2]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے بعد مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہؓ کی لڑکی دوڑتی ہوئی آپؐ کے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ پکار رہی تھی "اے چچا، اے چچا"۔ حضرت علیؓ نے اُسے گود میں اُٹھا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکی کو حضرت جعفرؓ کے حوالہ کر دیا کیونکہ اُن کی بیوی اُس لڑکی کی خالہ تھیں۔[3]

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ

حضرت حمزہؓ بہت روزے رکھتے تھے، ایک دن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میں سفر میں بھی روزہ رکھنے کی قوت رکھتا ہوں، کیا مجھ پر (ایسا کرنے میں) کچھ گناہ ہوگا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ کی طرف سے ایک رخصت ہے، جو اس رخصت پر عمل کرتا ہے وہ اچھا ہے۔ اور جو رکھتا ہے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں"۔[4]

حضرت حنظلہ اسیدیؓ

حضرت حنظلہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا تذکرہ کیا، حضرت حنظلہؓ اُس وقت موجود تھے، جب گھر آئے، بال بچوں میں دوزخ کا خوفناک منظر ذہن سے اُتر گیا، باہر نکلے تو حضرت ابوبکرؓ ملے حضرت حنظلہؓ نے اُن سے کہا "حنظلہ منافق ہوگیا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "سُبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو؟" حضرت حنظلہؓ نے کہا "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں، آپؐ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو جنت و دوزخ ہمارے سامنے آجاتی ہے، گھر آکر بہت کچھ بھول جاتے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "یہ حالت تو میری بھی ہوتی ہے"۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ و کتاب البیوع باب بیع الحطب و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی جمیع المال عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ و کتاب المغازی عن وحشی۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصوم۔

علیہ وسلّم سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا "اگر تمہاری ہر وقت وہ کیفیت رہتی جو میرے پاس ہوتی ہے تو بستروں پر اور راستوں میں فرشتے تم سے ملاقات کرتے۔ اے حنظلہؓ، یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے (ہمیشہ نہیں رہ سکتی، بس اتنا ہی کافی ہے کہ) کبھی یہ اور کبھی وہ۔" [1]

حضرت حولاءؓ بنت تُوَیت بن حبیب بن اسد بن عبدالعزیٰ

حضرت حولاءؓ بہت عبادت گذار تھیں، رات بھر جاگتی تھیں۔ ایک دن وہ حضرت عائشہؓ کے پاس سے گذریں، اُس وقت حضرت عائشہؓ کے پاس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی موجود تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "یہ حولاءؓ تھیں، یہ رات کو بالکل نہیں سوتیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رات کو نہیں سوتیں؟" پھر فرمایا "اتنے عمل ہی اختیار کرو جن کی تمہیں طاقت ہے کیونکہ اللہ کی قسم اللہ نہیں تھکے گا ہاں تم خود ہی تھک جاؤ گے۔" [2]

حضرت خالد بن سعیدؓ

حضرت خالد بن سعیدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملنے گئے۔ اجازت ملنے کے انتظار میں دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اندر سے ایک عورت کی آواز آئی جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کی اجازت مانگ رہی تھی، اس کی گفتگو میں حیاء کے منافی کوئی بات تھی۔ حضرت خالدؓ کو یہ بات ناگوار گذری، حضرت ابوبکرؓ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت خالدؓ نے ان سے کہا "اے ابوبکرؓ، کیا تم نہیں سُن رہے کہ یہ عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا بات کہہ رہی ہے۔" [3]

ایک مرتبہ ان کی لڑکی اُمِّ خالدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُہرِ نبوت سے کھیلنے لگیں، حضرت خالدؓ نے فوراً اپنی لڑکی کو ڈانٹا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو۔" [4]

حضرت خالد بن ولیدؓ

حضرت خالدؓ، زوجۂ مطہرہ، اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے حقیقی بھانجے تھے۔

ایک دن حضرت خالدؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں گئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے سانڈے کا گوشت رکھا گیا، آپؐ نے ہاتھ روک لیا حضرت خالدؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُول کیا یہ حرام ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، ہمارے مُلک میں سانڈا نہیں ہوتا اس لئے مجھے کراہت آتی ہے۔" حضرت خالدؓ نے وہ گوشت اپنی طرف کھینچ لیا، وہ کھاتے رہے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دیکھتے رہے۔ [5]

حضرت خالدؓ بہت بہادر مجاہد تھے، وہ بہت سی جنگوں میں شریک ہوئے اور کامیابی حاصل کی۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فضل دوام الذکر عن حنظلۃؓ۔ [2] صحیح مسلم باب امر من نعس فی صلاتہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب شہادۃ المختبیٔ عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بالفارسیۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب کان النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم لا یأکل حتّٰی یُسمّٰی عن خالدؓ۔

جنگ مُوتہ | حضرت خالدؓ جنگِ مُوتہ میں شریک تھے۔ حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہو جانے کے بعد بغیر اس کے کہ کوئی انہیں امیر بنائے اُنہوں نے اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں خبر دی "اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا"۔ حضرت خالدؓ مردانہ وار جنگ کرتے رہے، اُس دن اُن کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں، صرف ایک یمنی تلوار باقی بچی (جس سے وہ آخر تک جنگ کرتے رہے)

اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔[1]

فتح کے بعد (شہداء کی لاشوں کو تلاش کیا گیا) حضرت جعفرؓ کی لاش بھی مقتولین میں ملی۔ اُن کے جسم پر نوّے سے زیادہ زخم تھے جن میں سے پچاس صرف آگے کی طرف تھے۔[2]

(حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا) قبیلۂ حِمیَر کے ایک شخص نے ایک کافر کو قتل کیا تھا۔ اُس نے مقتول کا سامان لینا چاہا، حضرت خالدؓ نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوف بن مالکؓ نے کہا "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قاتل کو (مقتول کا) سامان دیتے ہیں"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "بے شک، لیکن مجھے یہ سامان بہت معلوم ہوتا ہے"۔

جب یہ لشکر مدینہ منوّرہ پہنچا تو حضرت عوفؓ نے اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ سے فرمایا "تم نے سامان کیوں نہیں دیا؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے سامان کو بہت زیادہ سمجھا"۔ آپؐ نے فرمایا "دیدو"۔ جب وہ دینے کیلئے چلے تو حضرت عوفؓ نے اُن کی چادر کھینچ کر کہا "جو میں نے کہا تھا وہی ہوا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عوفؓ کی بات سُن لی، آپؐ نے فرمایا "اے خالدؓ (اب) اسے کچھ نہ دو"۔[3] (گویا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عوفؓ کی اشتعال انگیز بات کو ناپسند فرمایا)

فتح مکّہ | فتح مکّہ کے موقع پر حضرت خالدؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے انہیں میمنہ پر امیر مقرّر کر کے روانہ کیا تھا۔[4]

سریّۂ خالدؓ | فتح مکّہ کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بنو جذیمہ کی طرف روانہ کیا، حضرت خالدؓ نے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی، انہوں نے جواب میں بجائے 'اسلمنا' کے 'صبأنا، صبأنا' کہا (یعنی ہم بے دین ہو گئے یا ہم نے دین بدل دیا) حضرت خالدؓ نے اُنہیں کافر سمجھا اور کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک قیدی ایک ایک مجاہد کے حوالہ کر دیا، پھر ایک دن انہوں نے مجاہدین سے کہا "ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے"۔ بعض لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی (کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ لوگ مسلم ہو چکے ہیں) جب یہ لشکر واپس رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا تو اس بات کا ذکر آپؐ سے کیا گیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اے اللہ میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذمّہ ہوں"۔[5]

جنگِ حُنین | جنگِ حنین میں بھی حضرت خالدؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے، آپؐ نے اُنہیں شہ سواروں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز و کتاب المناقب باب مناقب خالدؓ عن انسؓ و کتاب المغازی باب غزوۃ مُوتۃ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب خالدؓ و کتاب الجہاد و کتاب المغازی۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عوفؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّۃ عن ابی ہریرۃؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خالدؓ عن ابن عمرؓ۔

ایک دستہ پر امیر مقرر کر دیا تھا۔[1]

یمن پر حملہ | پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یمن کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت خالدؓ کو سپہ سالار بنایا۔ اس کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر روانہ کیا، اس پر بھی حضرت خالدؓ کو امیر بنایا (اسلامی فوج کو فتح ہوئی اور) بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔[2]

پیشگی زکوٰۃ کی ادائیگی | ایک مرتبہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو زکوٰۃ کی وصولیابی کیلئے عامل بنایا۔ انہوں نے آکر آپؐ کو اطلاع دی کہ حضرت خالدؓ نے زکوٰۃ نہیں دی۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم لوگ خالدؓ پر ظلم کرتے ہو، انہوں نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ کے راستہ میں (پہلے ہی) دیدئے ہیں"۔[3]

شانِ ایمان | ایک مرتبہ ایک منافق نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تقسیم پر اعتراض کیا۔ حضرت خالدؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں؟" رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتی"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں"۔[4]

فضیلت | رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں "سیف اللہ" کا خطاب دیا۔[5]

حضرت خبّابؓ

حضرت خبّابؓ ایامِ جاہلیت میں لوہار تھے۔ عاص بن وائل پر ان کا کچھ قرضہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد حضرت خبّابؓ اُس کے پاس گئے اور تقاضہ کیا۔ اُس نے کہا "میں تمہارا قرضہ اُس وقت تک ادا نہیں کروں گا جب تک تم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا انکار نہ کر دو گے"۔ حضرت خبّابؓ نے کہا "میں انکا انکار نہیں کر سکتا یہاں تک کہ اللہ تجھے وفات دے اور پھر زندہ کرے"۔ اُس نے کہا "مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ میں مروں اور دوبارہ زندہ کیا جاؤں، اُس وقت میرے پاس مال اور اولاد ہوگی، میں تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا"۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "(اے رسولؐ) آپؐ نے اُس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (دوسری زندگی میں) مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی کیا اُسے غیب کا علم ہے، یا اُس نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے"۔[6]

حضرت خبّابؓ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہجرت کی اور مدینہ منوّرہ آگئے۔ حضرت خبّابؓ فرماتے تھے "ہم نے محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہجرت کی، ہمارا اجر اللہ پر واجب ہو گیا"۔[7]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے نوجوان اصحاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت خبّابؓ تشریف لائے، اُنہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے کہا "کیا یہ نوجوان اُس طرح پڑھ سکتے ہیں جس طرح آپ پڑھتے ہیں"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اگر آپ چاہیں تو میں ان میں سے کسی کو حکم دوں کہ وہ آپ کو قرآن مجید سنائے"۔ حضرت خبّابؓ نے کہا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وکتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل وباب غزوۃ حُنین۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ بن ابی طالب عن براءؓ وبریدہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب تقدیم الزکوٰۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ وکتاب التوحید وکتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد وابواب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب خالدؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ موتہ۔ [6] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ذکر القین، وکتاب التفسیر سورۃ مریم وصحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ ص ۷۷، سورۃ ۱۸ مریم

"ہاں"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا "اے علقمہؒ، تم قرأت کرو"۔ حضرت علقمہ نے سُورۂ مریم کی پچاس آیتیں تلاوت کیں۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے کہا "اِس قرأت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟" حضرت خبّابؓ نے کہا "انہوں نے بہت اچھی قرأت کی"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "جس طرح میں پڑھتا ہوں اُسی طرح یہ پڑھتے ہیں"۔ پھر اُنہوں نے حضرت خبّابؓ کو دیکھا کہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "کیا ابھی اس انگوٹھی کے اُتارنے کا وقت نہیں آیا" (کیا ابھی تک آپ کو نہیں معلوم کہ مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے) حضرت خبّابؓ نے کہا "آج کے بعد آپ اس انگوٹھی کو میرے ہاتھ میں نہیں دیکھیں گے"۔ یہ کہہ کر انگوٹھی کو اُتار دیا۔[1]

حضرت خُبَیبؓ

جنگِ بدر | حضرت خبیبؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ حارث بن عامر کو انہوں نے ہی قتل کیا تھا۔[2]

واقعۂ رجیع | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کافروں کی جاسوسی کیلئے دس صحابیوں کا ایک دستہ روانہ کیا، ان میں حضرت خبیبؓ بھی شامل تھے۔ کافروں کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے دو سَو تیر اندازوں کو ان کے گرفتار کرنے کیلئے روانہ کیا۔ کافروں نے ان مسلمین کا محاصرہ کر لیا، مسلمین اور کافروں میں جنگ ہوئی، آٹھ مسلم شہید ہو گئے۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت ابن دثنہؓ باقی بچے، ان دونوں نے کافروں کے امان پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو اُن کے حوالہ کر دیا۔ کافروں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور مکّہ معظّمہ میں لے جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا۔ حضرت خبیبؓ ان کے ہاں قید رہے۔ ایک دن حضرت خبیبؓ نے حارث کی بیٹی سے ایک اُسترا مانگا تاکہ زیرِ ناف بال مُونڈیں۔ لڑکی نے اُسترا دیدیا۔ اسی اثناء میں حضرت خبیبؓ نے اُس لڑکی کے بیٹے کو اپنی گود میں لے لیا۔ جب اُس لڑکی نے دیکھا کہ اُس کا بچّہ حضرت خبیبؓ کے زانو پر بیٹھا ہے اور اُن کے ہاتھ میں اُسترا ہے تو وہ خوف زدہ ہو گئی۔ حضرت خبیبؓ پہچان گئے، کہنے لگے "کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ مَیں اسے قتل کر دوں گا؟ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا"۔ ایّامِ قید و بند میں وہ انگور کھایا کرتے تھے حالانکہ مکّہ معظّمہ میں اُس زمانہ میں کوئی پھل نہیں آ رہا تھا، یہ رزق، اللہ کی طرف سے تھا جو اُنہیں مِل رہا تھا۔ بالآخر ایک دن کافر اُن کے قتل کے لئے جمع ہوئے اور اُنہیں حدودِ حرم کے باہر لے گئے۔ حضرت خبیبؓ نے کہا "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں"۔ کافروں نے اُنہیں مہلت دی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر اس طرح دعا کی "اے اللہ ان کو گن لے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ"۔ پھر دو شعر پڑھے:-

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا	جبکہ میں اس حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں کہ میں مسلم ہوں
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ	تو مجھے اِس بات کی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں
وَ ذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ	یہ مصیبت تو اللہ کی راہ میں پہنچ رہی ہے اور اگر اللہ چاہے
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ	تو کٹے ہوئے اعضاء کے ٹکڑوں میں برکت عطا فرمائے۔

اس کے بعد حارث کے بیٹے عقبہ نے اُنہیں شہید کر دیا۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب قدوم الاشعریّین واھل الیمن۔

[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

[3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب ھل یستأسر الرجل وکتابُ المغازی باب غزوۃ بدر و باب غزوۃ رجیع۔

حضرت خِدامؓ

حضرت خِدامؓ نے اپنی بیوہ بیٹی حضرت خَنساءؓ کا نکاح کر دیا۔ وہ اس نکاح سے ناخوش تھیں، وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح مسترد کر دیا۔[1]

حضرت خِرباقؓ

حضرت خرباقؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ذوالیدین کہا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور ایک لکڑی کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ حاضرین میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی موجود تھے، لیکن وہ ڈرے اور آپؐ سے بات نہ کر سکے۔ اتنے میں جلدی جانے والے لوگ باہر نکل گئے۔ جو لوگ رہ گئے اُنہوں نے (آپس میں) کہا کیا نماز کم ہو گئی (لیکن کسی کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھنے کی جرأت نہ ہوئی، جب سب خاموش رہے تو) حضرت ذوالیدینؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا نماز کم ہو گئی یا آپؐ بھُول گئے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہ میں بھُولا، نہ نماز کم ہوئی۔" اُنہوں نے عرض کیا "آپؐ بھُول گئے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے پُوچھا "کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعتیں اور پڑھیں، پھر سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کیے۔[2]

حضرت خُزَیمہؓ انصاری

حضرت خزیمہ انصاریؓ ثابت کے لڑکے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں قرآن مجید کو سرکاری طور پر جمع کیا گیا تو سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں ان ہی کے پاس لکھی ہوئی ملی تھیں۔[3]

حضرت خُفاف بن اِیماء الغفاریؓ

حضرت خُفافؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھے۔ اُنہوں نے اپنے لڑکے کے ساتھ ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔ حضرت عمرؓ ان کے اس کارنامہ کے بڑے قدردان تھے۔[4]

حضرت خَنساءؓ بنت خِدام انصاریہؓ

حضرت خَنساءؓ بیوہ ہو گئیں تو اُن کے والد نے کسی شخص سے ان کا نکاح کر دیا حضرت خَنساءؓ اس نکاح سے ناخوش تھیں وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کو مسترد کر دیا۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح۔
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب السہو۔
[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) عن زید بن ثابتؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن عمرؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب النکاح باب اذا زوّج الرجل ابنتہ وھی کارھۃٌ۔

حضرت خُنَیس بن حذافہ سہمی رضؓ

حضرت خنیسؓ کا نکاح حضرت حفصہ بنت عمرؓ سے ہوا تھا۔ حضرت خنیسؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ کے کچھ عرصہ بعد مدینہ منوّرہ میں انتقال فرمایا۔[1]

حضرت خولہؓ بنت حکیم

حضرت خولہؓ ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کیا تھا۔[2]

حضرت دِحیہؓ

جنگِ خیبر | حضرت دِحیہؓ جنگ خیبر میں شریک تھے۔ فتح کے بعد انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے نبی مجھے ایک لونڈی دیدیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ایک لونڈی لے لو"۔ انہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا جو قریظہ اور نضیر قبیلوں کی سردار تھیں، ایک شخص نے آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "آپؐ نے قریظہ اور نضیر قبیلوں کی سردار خاتون کو دِحیہؓ کے حوالہ کر دیا۔ وہ آپؐ کے علاوہ کسی کے لئے زیبا نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت دِحیہؓ کو بلایا اور اُن سے فرمایا "تم دوسری لونڈی لے لو"۔ پھر آپؐ نے (ان کی دلجوئی کی خاطر) سات لونڈیوں کے عوض میں حضرت صفیہؓ کو اُن سے خرید لیا۔[3]

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام تبلیغی خط لکھا تو حضرت دِحیہؓ کے ذریعہ اُسے بُصریٰ کے گورنر کے پاس روانہ کیا۔ حضرت دِحیہؓ نے وہ خط گورنر کے حوالہ کر دیا اور گورنر نے بادشاہ کو بھیجدیا۔[4]

حضرت دِرّہ بنت ابی سلمہؓ

حضرت دِرّہؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ کی لڑکی تھیں۔[5]

حضرت رافعؓ

حضرت رافعؓ بیعت عقبہ میں شریک تھے اور اس شرکت پر فخر کرتے تھے۔[6]

حضرت رافعؓ بن خَدِیج بن رافع

پیشہ | حضرت رافعؓ کھیتی کرتے تھے۔ ان کے خاندان کے پاس کافی زمینیں تھیں۔ یہ لوگ اپنی زمین کو کرایہ پر دیدیا کرتے تھے۔ کھیت کے ایک مقرّرہ حصّہ کی پیداوار اپنے لئے اور ایک مقرّرہ حصّہ کی پیداوار کرایہ دار کیلئے مخصوص کر دیتے تھے۔ کبھی ایسا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل للمرأۃ ان تھب نفسھا وکتاب التفسیر (سُورۃ الاحزاب) عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی الفخذ وکتاب النکاح وکتاب المغازی وکتاب البیوع وصحیح مسلم کتاب النکاح (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلّم الی ہرقل۔ [5] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔

ہوتا کہ ایک حصّہ میں تو پیداوار ہوتی اور دوسرے میں نہ ہوتی (ایک آدمی نقصان میں رہتا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس طرح کرایہ پر دینے سے منع فرما دیا۔[1]

شانِ ایمان ایک دفعہ حضرت رافعؓ کے چچا حضرت ظُہیر نے کہا "ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کام سے منع کر دیا حالانکہ اُس میں ہمیں بڑی آسانی تھی"۔ حضرت رافعؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ فرمایا وہی حق ہے"۔

شانِ اطاعت حضرت رافعؓ کہتے ہیں ایک دن مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بلایا اور مجھ سے پوچھا "تم اپنے کھیتوں کا کیا کرتے ہو؟" میں نے کہا "ہم اُن کو نالیوں کے قریب کی پیداوار کے عوض میں یا کبھی کھجور اور جَو کے عوض میں کرایہ پر دیدیتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو، خود کاشت کرو یا (بغیر معاوضہ) دوسرے کو کاشت کے لئے دیدو ورنہ اسے روکے رکھو"۔ حضرت رافعؓ نے کہا "میں نے سُنا اور میں اطاعت کروں گا"۔ حضرت رافعؓ کہتے ہیں "سونا اور چاندی (یعنی دینار و درہم) تو اُس زمانہ میں تھے ہی نہیں، اگر درہم و دینار کے عوض کرایہ پر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں"۔[2]

جہاد حضرت رافعؓ جہاد میں بھی جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جنگ کے موقع پر کہنے لگے "اے اللہ کے رسُولؐ! ہمیں اندیشہ ہے کہ کل دشمن سے ہمارا مقابلہ ہوگا، ہمارے پاس کوئی چھُری نہیں ہے تو کیا ہم کھپچّی سے ذبح کر سکتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو چیز بھی خون نکالدے (اُس سے ذبح ہو سکتا ہے) اور اُسے تم کھا بھی سکتے ہو بشرطیکہ بوقتِ ذبح اُس پر اللہ کا نام لیا جائے"۔[3]

حفاظتِ حدیث ایک مرتبہ حضرت مروانؒ نے خطبہ دیا اور مکّہ کی حُرمت کا ذکر کیا۔ حضرت رافعؓ نے اُنہیں پُکارا اور فرمایا "کیا بات ہے کہ تم مکّہ، مکّہ کی حُرمت اور اہلِ مکّہ کا ذکر کرتے ہو اور مدینہ، مدینہ کی حُرمت اور اہلِ مدینہ کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ یقیناً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مدینہ کے) دونوں سنگستانوں کے علاقہ کو حرام قرار دیا ہے اور یہ میرے پاس خولانی چمڑے پر لکھا ہوا بھی موجود ہے، اگر تم چاہو تو پڑھ کر سناؤں"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "ہاں، میں نے بھی ایسا سُنا ہے"۔[4]

حضرت رباحؓ

حضرت رباحؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلام تھے، یہ حبشہ کے رہنے والے تھے۔ واقعۂ ایلاء پر جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک بالاخانہ میں مقیم تھے تو یہی دربانی کے فرائض انجام دیتے تھے۔[5]

حضرت رُبَیّع بنت مُعَوِّذؓ

حضرت ربیّع، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتی تھیں، لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ان کی خدمت کرتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹّی کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منتقل کرتی تھیں۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن رافع رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ فی ابواب عن رافع رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل مدینۃ عن نافع بن جبیرؒ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ وکتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہٗ وصحیح مسلم کتاب الطّلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ ..... الخ وباب الایلاء (خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مداواۃ النساء الجرحٰی وباب ردّ النساء الجرحٰی والقتلٰی۔

حضرت ربیعہؓ بن حارث

ایک دن حضرت ربیعہؓ اور حضرت عباسؓ نے آپس میں فیصلہ کیا کہ اپنے لڑکوں عبدالمطلبؓ اور فضل بن عباسؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں، یہ دونوں آپؐ سے عرض کریں کہ انہیں زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل بنادیں تاکہ انہیں بھی کچھ اُجرت مل جائے۔ اتنے میں حضرت علیؓ وہاں آنکلے۔ اُنہوں نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا حضرت علیؓ نے فرمایا "انہیں نہ بھیجو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں عامل نہیں بنائیں گے۔" حضرت ربیعہؓ نے کہا "اللہ کی قسم تم یہ بات حسد کی بناء پر کہہ رہے ہو۔ تمہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہے ہم نے تو کبھی اس پر حسد نہیں کیا۔" حضرت علیؓ نے کہا "اچھا تو بھیجکر دیکھ لو۔" الغرض ان دونوں نے اپنے دونوں لڑکوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں عامل بنانے سے انکار کر دیا، آپؐ نے فرمایا "زکوٰۃ کا مال محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے لئے جائز نہیں۔"[1]

حضرت ربیعہؓ بن عبدان حضرمی

ایک مرتبہ حضرت ربیعہؓ کا حضرت امرؤالقیسؓ سے زمین کے معاملہ میں کچھ جھگڑا ہوا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اس شخص نے میرے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔" حضرت امرؤالقیسؓ نے کہا "وہ میری ہی زمین ہے۔ میرے قبضہ میں ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہؓ سے کہا "تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر تمہارا فیصلہ ان کی قسم پر ہوگا۔" حضرت ربیعہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، وہ تو پرواہ ہی نہیں کریں گے کہ کس چیز پر قسم کھا رہے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔"[2]

حضرت ربیعہؓ بن کعب اسلمیؓ

حضرت ربیعہؓ (اکثر سفر وغیرہ میں) رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ آپؐ کے واسطے وضو، اور استنجے کے لئے پانی لے کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سوال کرو۔" اُنہوں نے کہا "میں آپؐ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جنّت میں مجھے آپؐ کی رفاقت نصیب ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(یہ) یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز مطلوب ہے۔" اُنہوں نے عرض کیا "مجھے تو بس یہی مطلوب ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر تم کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔"[3]

حضرت رفاعہ بن رافعؓ

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ بدر میں شریک تھے۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم عن واٰئلؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [5] صحبتِ رسولؐ اور تربیت سے پہلے اس قسم کا گمان ہو سکتا ہے۔

حضرت زاہر اسلمی رضؓ

حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ رضوان اور جنگِ خیبر میں شریک تھے۔[1]

حضرت زبیر بن عوّام رضؓ

حضرت زبیرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پھوپھی زاد بھائی تھے، ان کی شادی حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے ہوئی تھی۔ اُس وقت اُن کے پاس نہ مال تھا نہ زمین، نہ لونڈی نہ غلام، ایک پانی کھینچنے والا اُونٹ تھا اور ایک گھوڑا (لیکن بعد میں بہت مالدار ہوگئے جیسا کہ آگے اس کا ذکر آئے گا) حضرت اسماءؓ گھوڑے کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو ایک زمین عطا فرمائی۔ حضرت اسماءؓ اُس زمین سے کھجور کی گٹھلیاں اُٹھا کر لایا کرتی تھیں۔ حضرت زبیرؓ بہت غیرت دار آدمی تھے، اُنہیں اپنی بیوی کا گٹھلیاں اُٹھا کر لانا بہت بُرا معلوم ہوتا تھا۔[2]

جنگِ بدر | حضرت زبیرؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ ابو ذات الکرش عبیدہ بن سعید بن العاص سے ان کا مقابلہ ہوا۔ عبیدہ آہن پوش تھا۔ حضرت زبیرؓ نے اس کی آنکھوں میں نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ وہ نیزہ بڑی مشکل سے اُس کے بدن سے نکلا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ سے وہ نیزہ مانگا، اُنہوں نے اُس نیزہ کو آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔[3]

جنگِ خندق | حضرت زبیرؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس قوم (یعنی بنو قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین مرتبہ یہی سوال کیا ہر مرتبہ حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیرؓ ہیں"۔ الغرض حضرت زبیرؓ دو تین مرتبہ بنو قریظہ کی بستی میں گئے، پھر وہاں کے حالات سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آگاہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں"۔[4]

فتح مکّہ | فتحِ مکّہ کے موقع پر حضرت زبیرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے بائیں دستہ پر اُن کو امیر مقرر کر کے مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے کیلئے روانہ کیا تھا۔[5]

حضرت زبیرؓ کا ایک منافق سے جھگڑا | حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری سے کھیتوں کو پانی پلانے کے سلسلہ میں جھگڑا ہو گیا۔ مقدمہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصاری کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا "اے زبیرؓ، تم اپنے کھیت کو پانی دیکر پھر اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دیا کرو"۔ اس انصاری کو غصّہ آگیا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ اس لئے کہ وہ آپؐ کے پھوپی زاد بھائی ہیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہو گیا، آپؐ نے فرمایا "اے زبیرؓ تم اپنے کھیت کو پانی دو، پھر پانی کو روک لو، یہاں تک کہ پانی مُنڈیروں تک پہنچ جائے، پھر اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دو"۔ اس فیصلہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو اُن کا پُورا حق دیدیا حالانکہ پہلے آپؐ نے ایسا فیصلہ کیا تھا جس میں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب الغیرۃ عن اسماءؓ و صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ النّساء) و کتابُ الصّلح۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن زبیرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی و کتابُ الجہاد باب فضل الطلیعۃ عن جابرؓ و ابواب المناقب باب مناقبِ زبیرؓ عن ابن زبیرؓ و صحیح مسلم کتابُ الفضائل۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب فتح مکّۃ۔

دونوں کیلئے فراخی تھی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے رسولؐ، آپؐ کے ربّ کی قسم یہ لوگ اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپؐ کو منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپؐ کریں اُس سے دل میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس فیصلہ کے سامنے برضاء و رغبت سرِ تسلیم خم کر دیں" (نساء ۶۵) [1]

خارش کی بیماری ایک مرتبہ حضرت زبیرؓ کو کھجلی ہو گئی، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی [2]

جنگِ روم (جنگ یرموک) حضرت زبیرؓ جنگ رُوم (جنگ یرموک) میں شریک تھے۔ دورانِ جنگ ایک مرتبہ انہوں نے کُفّار پر حملہ کیا اور صفوں کو چیرتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے، دوسرا کوئی اُن کا ساتھ نہ دے سکا۔ پھر واپس ہوئے اور کُفّار کی طرف مُنہ کیا تو کُفّار نے اُن کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اُن کے شانہ پر دو ضربیں ماریں۔ ان دونوں ضربوں کے نشان کندھوں پر باقی رہ گئے۔ ان دونوں ضربوں کے درمیان وہ ضرب تھی جو جنگِ بدر میں لگی تھی۔ ان کے بیٹے حضرت عروہؓ بچپن میں ان ضربوں میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے [3]

حضرت زبیرؓ کی وفات اور قرضہ کا فکر بلوۂ جمل میں حضرت زبیرؓ موجود تھے۔ اُنہوں نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کو بلایا اور کہا "مَیں سمجھتا ہوں کہ آج مَیں مظلومانہ حیثیت میں مقتول ہونگا (مجھے اندیشہ ہے کہ قاتلینِ عثمانؓ مجھے دھوکہ دیکر مار ڈالینگے) مجھے اپنے قرض کی بڑی فکر ہے، میرا سارا مال قرض کی ادائیگی میں ختم ہو جائے گا، بہرحال تم میرے مال کو بیچ دینا اور میرا قرض ادا کر دینا۔ اگر کچھ مال باقی بچے تو اس کا تہائی تمہارے لڑکوں کے لئے ہے۔ اے بیٹے، اگر تم کسی بات میں عاجز ہو جاؤ تو میرے مَولیٰ سے مدد لینا۔" حضرت عبداللہؓ نے پُوچھا "آپ کا مولیٰ کون ہے؟" کہنے لگے "اللہ"۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم قرضہ کی ادائیگی میں جب کبھی کوئی دقّت پیش آئی تو میں نے یہی کہا "اے زبیرؓ کے مولیٰ اس کی طرف سے قرضہ ادا کر دے۔ اللہ تعالیٰ قرضہ ادا کر دیتا تھا"۔ الغرض حضرت زبیرؓ اس بلوہ میں شہید ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بعد دو زمینیں چھوڑیں جن میں سے ایک غابہ میں تھی اور گیارہ مکان مدینہ منوّرہ میں، دو مکان بصرہ میں، ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں چھوڑا۔

حضرت زبیرؓ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی اُن کے پاس اپنی امانت رکھنے کیلئے لاتا تو وہ فرماتے بطور امانت کے نہیں رکھتا بلکہ بطور قرض لیتا ہوں کیونکہ امانت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حضرت زبیرؓ پر اسی قسم کا قرضہ تھا (ضرورتاً انہوں نے قرض نہیں لیا تھا) حضرت عبداللہؓ نے حساب لگایا تو کُل قرضہ بائیس ۲۲ لاکھ (درہم) تھا، اور کُل ترکہ کی قیمت پانچ کروڑ دو لاکھ (درہم) تھی۔ حضرت عبداللہؓ نے پورا قرضہ ادا کر دیا۔ پھر موسمِ حج میں چار سال تک اعلان کرتے رہے کہ اگر زبیرؓ پر کسی کا کچھ قرضہ ہو تو ہمارے پاس آئے (جب کوئی قرضخواہ نہیں آیا تو) انہوں نے تہائی مال وصیت کے مطابق محفوظ کر لیا اور باقی ورثاء میں تقسیم کر دیا [4]

حدیثِ رسولؐ کا احترام حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک دن اپنے والد حضرت زبیرؓ سے کہا "کیا بات ہے کہ آپ حدیثیں بیان نہیں کرتے جیسے فلاں اور فلاں صحابی بیان کرتے ہیں"۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا "بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) و کتاب الصلح و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب وجوب اتباعہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [2] صحیح بخاری کتاب اللباس باب یرخص للرجال من الحریر للحکۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم و کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب زبیرؓ و کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ حیًّا و میتًا۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کبھی نہیں چھوڑا (ہر موقع پر ساتھ رہا لہٰذا حدیثیں مجھے بھی خوب یاد ہیں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں غلطی نہ ہو جائے اس لئے کہ) میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ 'جو شخص مجھ پر عمدًا جھوٹ بولے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے'۔" [1]

فضائل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیر بن عوامؓ ہیں"۔ [2] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق شہید ہونے کی بشارت دی تھی۔ [3]

حضرت زبیرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی نظر میں حضرت عمرؓ حضرت زبیرؓ کو اُن چھ آدمیوں میں شمار کرتے تھے جن سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آخر وقت تک راضی رہے۔ حضرت عمرؓ ان کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ جب خلیفہ کے انتخاب کا وقت آیا تو حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ [4]

حضرت عثمانؓ نے اپنے آخری زمانہ میں حضرت زبیرؓ کے متعلق فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق وہ ان (موجود لوگوں میں) سب سے بہتر ہیں اور اللہ کی قسم تم بھی جانتے ہو کہ وہ تم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب تھے"۔ [5]

حضرت زید بن ارقمؓ

پیشہ حضرت زید بن ارقمؓ تجارت کیا کرتے تھے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تجارت کے مسائل پُوچھا کرتے تھے۔ [6]
ان کی تجارت میں حضرت براء بن عازبؓ ان کے شریک تھے۔ [7]

جہاد حضرت زیدؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سترہ [17] جنگوں میں شریک ہوئے۔ [8]

حضرت زیدؓ جنگ بنو مصطلق میں بھی شریک تھے۔ جنگ کے بعد عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین نے منافقین سے کہا "جو لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہیں اُنہیں کچھ نہ دیا کرو (جب کچھ نہیں ملیگا تو) یہ خود ہی بھاگ جائیں گے۔ مہاجرین نے ہم سے فریاد رسی کی تھی (لیکن یہ لوگ سر پر چڑھ گئے) اب ہم مدینہ پہنچکر ان ذلیل آدمیوں کو نکالدینگے"۔ حضرت زیدؓ نے یہ باتیں سُن لیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبی اور دوسرے منافقین کو بُلایا۔ منافقین نے قسم کھا کر ان باتوں کا انکار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سچّا سمجھ لیا۔ حضرت زیدؓ کو اس بات سے بہت صدمہ ہوا، حضرت زیدؓ وہاں سے آکر اپنی منزل میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو بُلایا۔ جب وہ آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے تمہاری تصدیق کر دی"۔ اللہ تعالیٰ نے سُورۂ منافقون کی آیات نازل فرما کر منافقین کی تکذیب کر دی۔ [9]

تبلیغ ایک مرتبہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اشراق کی نماز (اوّل وقت) پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے "انہیں یقیناً معلوم ہے کہ یہ نماز اِس وقت کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ 'اللہ والوں کی نماز

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب المناقب وغیرہ وصحیح مسلم باب فضائل طلحہؓ وزبیرؓ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل طلحہ وزبیرؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ وکتاب الاحکام عن مسورؓ۔ [5] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب البیوع باب التجارۃ فی البز عن زید بن ارقمؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الاشتراک فی الذہب۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [9] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ المنافقون) وکتاب احادیث الانبیاء باب ماینہی عن دعوی الجاھلیۃ۔

اُس وقت ہوتی ہے جب اُونٹ کے بچّے (دھوپ کی گرمی سے) گرم ہو جائیں"۔ [1]

کسرِ نفسی ایک دفعہ حضرت ابو منہالؒ نے حضرت براءؓ سے سونے چاندی کے تبادلہ کے متعلّق سوال کیا۔ حضرت براءؓ نے کہا "زیدؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالِم ہیں"۔ اُنہوں نے حضرت زیدؓ سے پُوچھا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا "براءؓ سے پوچھو وہ زیادہ عالِم ہیں"۔ پھر دونوں نے فرمایا کہ "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کو چاندی کے عوض قرض پر بیچنے سے منع فرمایا ہے"۔ [2]

حضرت زید بن ثابت رضؓ

حضرت زیدؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

کتابتِ وحی جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے قرآن مجید کی کتابت کا باقاعدہ انتظام فرمایا اور اس کام کیلئے حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرّر فرمایا۔ [3]

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ وحی نازل ہوئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو لکھنے کیلئے بلوایا۔ حضرت زیدؓ کے پاس دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی رہا کرتی تھی۔ حضرت زیدؓ حاضر ہوئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا لکھو:-

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ — مُومنین میں سے جو لوگ جہاد نہ کریں اور جو لوگ جہاد
الْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ — کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

اسی اثنار میں حضرت ابن اُمّ مکتومؓ آئے جو نابینا تھے اُنہوں نے اپنا عُذر پیش کیا۔ اُسی وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی آنی شروع ہو گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ران حضرت زیدؓ کی ران پر تھی۔ حضرت زیدؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ران اتنی بھاری معلوم ہوئی کہ اُنہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں اُن کی ران نہ ٹوٹ جائے۔ جب وحی کی کیفیت زائل ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا "اس طرح لکھو":-

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ — معذورین کے علاوہ جو مُومن جہاد نہ کریں اور جو جہاد
غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ — کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ [4]

ذاتی طور پر قرآن مجید کو جمع کرنا حضرت زیدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں ذاتی طور پر پُورے قرآن مجید کو جمع کر لیا تھا۔ [5]

قرآن مجید کا سرکاری نسخہ حضرت ابو بکرؓ کے عہدِ خلافت میں جب سرکاری طور پر قرآن مجید جمع کرنیکا فیصلہ ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ ہی کو اِس کام کیلئے منتخب کیا، حضرت ابو بکرؓ نے ان سے فرمایا "تم جوان اور قوی آدمی ہو، تمہاری عقل بھی اچھی ہے لہٰذا تم پر جھوٹ اور نسیان کا دھبّہ نہیں لگایا جا سکتا۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے وحی لکھا کرتے تھے لہٰذا تم یہ کام سنبھالو اور قرآن مجید کو جمع کر لو"۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ "اگر مجھے پہاڑ ہٹانے کا حکم دیتے تو یہ میرے لئے قرآن مجید جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا"۔ اُنہوں نے کہا "آپ اُس کام کو کیسے کر سکتے ہیں جس کام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا"۔ حضرت ابو بکرؓ بار بار اُن سے کہتے رہے، بالآخر ان کا شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے

---

[1] صحیح مسلم باب صلاۃ الاوّابین۔ [2] صحیح مسلم کتابُ البیوع باب النہی عن بیع الورق بالذہب دینًا۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کاتب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن زیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ النّسآء) عن زیدؓ و براءؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابت عن انسؓ

قرآن مجید کو کھالوں، شانہ کی ہڈیوں اور کھجور کے پٹھوں سے جمع کرلیا۔[1]

اعترافِ حق ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ نے فتوٰی دیا کہ جو عورت اذیتِ ماہانہ میں ہو وہ طوافِ وداع کرنے سے پہلے واپس جاسکتی ہے (طوافِ وداع کی ضرورت نہیں) حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا، "آپؓ یہ فتوٰی دے رہے ہیں؟" حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا "اگر تم نہیں (مانتے تو) فلاں انصاری خاتون سے جاکر پوچھو کہ ان کو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا تھا یا نہیں"۔ حضرت زید بن ثابتؓ (گئے اور پھر) ہنستے ہوئے واپس آئے اور کہنے لگے "میں سمجھ گیا کہ جو کچھ تم نے کہا تھا وہ ٹھیک ہے"۔[2]

ادائیگی سُنّت کا شوق اور امیر کو نصیحت ادائیگی سُنّت کا بہت شوق تھا۔ اِس معاملہ میں امیر کو بھی ٹوک دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مروانؒ سے کہا "کیا بات ہے کہ تم مغرب میں (ہمیشہ) چھوٹی سُورتیں پڑھتے ہو حالانکہ میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بڑی سُورتوں میں سے بڑی سورت پڑھتے سُنا ہے"۔[3]

حضرت زید بن حارثہؓ

حضرت زید بن حارثہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا تھا لہٰذا لوگ ان کو زید بن محمدؐ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو ناپسند فرمایا اور حکم دیا "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" {احزاب ۵} لوگوں کو اُن کے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔[4] (اس کے بعد لوگ اُنہیں زید بن حارثہؓ کہنے لگے)

حضرت زیدؓ کا نکاح حضرت زینبؓ بنت جحش سے ہوا تھا، کچھ عرصہ بعد حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا، رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں مشورہ دیا کہ ایسا نہ کرو (کیونکہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں حکم نہیں دیا تھا اس لئے شرعی اختیار کی بناء پر) اُنہوں نے طلاق دیدی۔ عدّت گذر جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کے ذریعہ ہی حضرت زینبؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت زیدؓ، حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے وہ اُس وقت آٹے میں خمیر ملا رہی تھیں (پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت زیدؓ نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے دل میں حضرت زینبؓ کی اتنی عظمت بیٹھ گئی کہ وہ اُن کی طرف دیکھ نہ سکے۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں نکاح کا پیغام بھیجا تھا (اور اب وہ زوجۂ مطہرہ بننے والی تھیں) حضرت زیدؓ نے پیٹھ موڑی اور ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گئے، پھر نکاح کا پیغام پہنچایا۔[5]

عمرۃ القضاء حضرت زیدؓ عمرۃ القضاء میں شریک تھے۔ جب حضرت حمزہؓ کی لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں ان کا حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ سے جھگڑا ہوا تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کیا، کیونکہ حضرت جعفرؓ کی بیوی اس لڑکی کی خالہ تھیں۔ پھر آپؐ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا "تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو"۔[6]

جنگِ مُوتہ اور حضرت زیدؓ کی شہادت رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُوتہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) عن زید بن ثابت رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب طواف الوداع۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی المغرب عن مروانؒ۔ [4] سُورۃ الاحزاب ۳۷ و صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عمرؓ [5] صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینبؓ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء عن براءؓ۔

اور اس پر حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر بنایا، لوگوں نے اس پر طعن کیا (لیکن آپؐ نے کوئی پرواہ نہیں کی) [1]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں فرمایا "زیدؓ نے جھنڈا لیا (وہ لڑے) اور شہید ہو گئے"۔ [2]

فضائل | حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم وہ امارت کے اہل تھے اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے"۔ [3]

(ان کے لڑکے حضرت اسامہؓ کے متعلق بعض لوگوں کو شک تھا) ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت زیدؓ اور حضرت اسامہؓ لیٹے ہوئے تھے، وہاں سے ایک قیافہ شناس کا گذر ہوا، اس نے ان دونوں کے قدموں کو دیکھکر کہا "یہ قدم ایکدوسرے سے تعلق رکھتے ہیں" (کیونکہ قیافہ شناس کی یہ بات لوگوں کے شک کیلئے ضرب کاری تھی، اس لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور اسے بہت پسند کیا اور حضرت عائشہؓ کو بھی اس بات سے مطلع کیا۔ [4]

حضرت زید بن خالدؓ

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلحِ حدیبیہ میں شریک تھے۔ [5]

حضرت زید بن دَثِنہؓ

حضرت زید بن دَثِنہؓ اُن دس صحابیوں میں شامل تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی جاسوسی کیلئے روانہ کیا تھا۔ جب کافروں کو ان کی جاسوسی کا علم ہوا تو انہوں نے دوسو تیر اندازوں کو ان کے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ باقاعدہ جنگ کے بعد حضرت ابن دثنہؓ اور حضرت خبیبؓ باقی رہے۔ کافروں نے انہیں امان دی اور یہ ان کے عہد و پیمان پر بھروسہ کر کے مقابلہ سے باز آگئے۔ کافروں نے انہیں گرفتار کر لیا اور مکہ معظمہ میں لیجا کر بیچ دیا۔ [6]

حضرت زید بن عمرو بن نُفَیلؓ

حضرت زید بن عمرو بن نُفَیلؓ ایامِ جاہلیت میں ہی شرک سے بیزار تھے۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور اور بُتوں کے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ان ذبیحوں کے سلسلہ میں وہ قریش پر بہت سخت تنقید کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے "اللہ نے اسے پیدا کیا، اللہ نے اس کیلئے آسمان سے پانی برسایا، اللہ ہی نے اس کے لئے چارہ اُگایا، پھر تم کیوں اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو"۔

ایک مرتبہ بلدح کے نشیب میں حضرت زیدؓ کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی، اُس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دسترخوان رکھا گیا جس پر کسی آستانہ پر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ دسترخوان حضرت زیدؓ کے سامنے رکھا گیا۔ حضرت زیدؓ نے کہا "میں بھی تمہارے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب زیدؓ بن حارثہ عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب زیدؓ و صحیح مسلم باب فضائل زیدؓ بن حارثہ
[4] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب العمل بالحاق القائف الولد۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ھل یستأسر الرجل وکتاب المغازی باب غزوۃ بدر و باب غزوۃ الرجیع عن ابی ہریرۃؓ۔

جانور نہیں کھاتا، میں تو اُس جانور کا گوشت کھاتا ہوں جو صرف اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔"
غرض یہ کہ کُفّار کی ان باتوں سے پریشان ہو کر وہ دینِ حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ملکِ شام پہنچے، وہاں ایک یہودی عالِم سے مُلاقات ہوئی۔ اُس نے کہا "تم ہمارے دین پر نہیں آسکتے جب تک اللہ کا غضب نہ حاصل کرلو۔" حضرت زیدؓ نے کہا "میں اللہ کا ذرا سا غضب بھی برداشت نہیں کرسکتا۔" یہودی عالم نے کہا "تم حنیف ہوجاؤ۔ یعنی دینِ ابراہیمؑ پر عمل کرو۔" حضرت زیدؓ اُس کے پاس سے رخصت ہو کر ایک عیسائی عالِم کے پاس پہنچے۔ اُس نے کہا "تم ہمارے دین میں داخِل نہیں ہوسکتے جب تک اللہ کی لعنت نہ حاصل کرلو۔" حضرت زیدؓ نے کہا "میں اللہ کی ذرا سی بھی لعنت برداشت نہیں کرسکتا۔" عیسائی عالِم نے کہا کہ پھر تم حنیف ہوجاؤ یعنی دینِ ابراہیمؑ پر عمل کرو۔ حضرت زیدؓ اُس کے پاس سے نکل کر باہر چلے آئے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا "اے اللہ میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیمؑ پر ہوں۔"[1]

حضرت زینبؓ

حضرت زینبؓ بہت زیادہ عبادت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد میں دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی لٹکی ہوئی دیکھی۔ آپؐ نے پوچھا "یہ رسّی کیسی ہے؟" لوگوں نے کہا "زینبؓ کی ہے، جب وہ تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، اسے کھولدو، تم میں سے ہر شخص کو اُس وقت تک نماز پڑھنی چاہیئے جب تک نشاط باقی رہے، جب تھک جائے تو بیٹھ جانا چاہیئے (نماز نہیں پڑھنی چاہیئے)"[2]

حضرت زینبؓ بنتِ حُمَید

حضرت زینبؓ کے ایک لڑکے تھے جن کا نام عبداللہ بن ہشامؓ تھا۔ جب وہ ذرا بڑے ہوئے تو حضرت زینبؓ اُنہیں لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس سے بیعت لے لیجئے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ ابھی چھوٹے ہیں۔" پھر آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کیلئے دُعاء کی۔[3]

حضرت زینبؓ بنتِ اُمِّ سلمہؓ و ابی سلمہؓ

حضرت زینبؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ کی بیٹی تھیں، یہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ربیبہ تھیں، پہلے ان کا نام برّہ تھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدل کر زینبؓ رکھدیا۔ ایک مرتبہ حضرت محمد بن عمرو بن عطاءؒ نے اپنی لڑکی کا نام برّہ رکھا تو حضرت زینبؓ نے اُن سے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔[4]

حضرت زینبؓ زوجہ ابن مسعودؓ

ایک دفعہ عید کے دن حضرت زینبؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اجازت طلب کی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی گئی کہ زینبؓ آئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "کونسی زینبؓ؟" کسی نے کہا

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نفیلؓ عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجد باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الآداب۔

"ابنِ مسعودؓ کی بیوی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو"۔ الغرض انہیں اجازت دی گئی۔ انہوں نے کہا "آج (عید کے خطبہ میں) آپؐ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تھا۔ میرے پاس کچھ زیور ہے، میں چاہتی ہوں کہ اُس کو اللہ کے راستہ میں دیدوں۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ وہ اور ان کی اولاد اوروں سے زیادہ اِس صدقہ کی مستحق ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابنِ مسعودؓ سچ کہتے ہیں"۔[1]

الغرض حضرت زینبؓ مستقل طور پر اپنے شوہر اور کچھ یتیم بچّوں کو جو اُن کی پرورش میں تھے صدقات دینے لگیں، ایک دن وہ اپنے شوہر سے کہنے لگیں "میں تم پر اور ان یتیم بچّوں پر جو صرف کر رہی ہوں یہ میرے لئے کافی بھی ہے یا نہیں، تم ذرا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کر کے مجھے بتاؤ"۔ حضرت ابن مسعودؓ کہنے لگے "تم ہی دریافت کرو"۔ الغرض وہ دریافت کرنے کیلئے روانہ ہوئیں۔ جب وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مکان پر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک انصاری خاتون بھی اسی مقصد سے وہاں کھڑی ہیں۔ ان دونوں نے حضرت بلالؓ سے کہا "ہمارے اس سوال کا جواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھ کر ہمیں بتادو لیکن آپؐ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں"۔ حضرت بلالؓ نے اندر جا کر دریافت کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون عورتیں ہیں؟" اُنہوں نے کہا "ایک انصاری خاتون ہیں اور دوسری زینبؓ ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کونسی زینبؓ؟" حضرت بلالؓ نے کہا "عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (یہ صدقہ دینا کافی ہے) اور ان کے لئے دوہرا اجر ہے، ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا"۔[2]

حضرت سالمؓ

حضرت سالمؓ ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ ہی میں تھے کہ چند مسلمین نے ہجرت کی۔ یہ مہاجرین عُصبہ کے مقام پر جو قُبا میں ایک موضع ہے فروکش ہوئے، ان مہاجرین کی امامت حضرت سالمؓ کرتے تھے کیونکہ یہ ان سب سے زیادہ قرآن کے حافظ تھے۔[3]

حضرت ابوحذیفہؓ نے ان کو متبنّیٰ بنالیا اور ان کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے کردی۔[4]

فضائل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار میں آپؐ نے حضرت سالمؓ کا نام بھی لیا۔[5]

حضرت سائب بن یزیدؓ

بچپن میں ان کی خالہ ان کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرا یہ بھانجہ درد میں مبتلا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کیلئے برکت کی دُعا کی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا۔ حضرت سائبؓ نے آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا، پھر آپؐ کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے اور مہرِ نبوّت کو دیکھنے لگے۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب عن ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج عن زینبؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ العبد والمولیٰ و کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس عن سائبؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوۃ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت سائبؓ اور دوسرے بچّوں نے مدینہ کے باہر جا کر آپؐ کا استقبال کیا اور ثنیۃ الوداع کی گھاٹی پر آپؐ سے ملاقات کی۔[1]

حضرت سبرہ بن معبد جہنیؓ

حضرت سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتحِ مکّہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔[2]

حضرت سُبَیعہؓ بنتِ حارث

حضرت سُبیعہؓ قبیلۂ اسلم کی ایک خاتون تھیں۔ حجّۃ الوداع کے موقع پر جب اُن کے شوہر حضرت سعد بن خولہؓ کا انتقال ہوا تو وہ حاملہ تھیں۔ حضرت ابوالسنابل بن بَعْکَکؓ نے اُنہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ کچھ دن بعد اُن کے ہاں بچّہ ہوا (اُنہوں نے نکاح کا ارادہ کیا) حضرت ابوالسنابلؓ نے کہا "واللہ تمہارے لئے نکاح جائز نہیں جب تک عدّت کی دونوں مدّتوں میں سے زیادہ مدّت والی عدّت نہ گذر جائے"۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپؐ نے اُن سے فرمایا (حاملہ کی عدّت وضعِ حمل تک ہے) "تم نکاح کر سکتی ہو"۔ الغرض اُنہوں نے نکاح کر لیا۔[3]

حضرت سُراقہ بن مالک بن جعشمؓ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی تو کفّارِ مکّہ نے انعام مقرّر کیا کہ جو شخص ان دونوں کو گرفتار کر کے لائے گا یا قتل کریگا تو ہر ایک کے عوض اُس کو سَو اُونٹ دیئے جائیں گے۔ حضرت سراقہؓ کو جب اس انعام کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ گھوڑا لے کر باہر جائے اور ٹیلے کے پیچھے اُسے لیکر کھڑی ہو جائے۔ پھر حضرت سراقہؓ نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کی چھت پر سے نیزہ کے ذریعہ نیچے اُتر گئے (دروازہ سے نہ نکلے تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہے ہیں، وہ چاہتے تھے کہ انعام ان ہی کو ملے) وہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اُسے تیزی سے دوڑاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچتے ہی اُن کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس پر سے گر پڑے۔ پھر اُٹھے اور تیروں سے فال نکالی، فال وہ نکلی جو اُن کی خواہش کے خلاف تھی۔ اُنہوں نے فال کی پرواہ نہ کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف مڑ کر دیکھا اور دُعا کی کہ "اے اللہ، اِسے گرا دے"۔ حضرت سراقہؓ کے گھوڑے کے اگلے پیر گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور وہ پھر اُس پر سے گر پڑے۔ حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "آپؐ میرے لئے دُعا کریں ہمیں آپؐ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی، گھوڑا سیدھا کھڑا ہو گیا، حضرت سراقہؓ نے پھر فال نکالی اور پھر وہی چیز نکلی جو اُنہیں ناپسند تھی۔ اب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امان کے ساتھ پکارا اور آپؐ کو زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں لیا۔ حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "آپؐ جو حکم مجھے دیں گے میں تعمیل کروں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن سائبؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ۔ [3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب انقضاء عدۃ المتوفی عنہا۔

"تم ابھی یہیں ٹھہرو اور کسی کو ہم تک نہ آنے دو۔" حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "آپؐ میرے لئے ایک پروانۂ امن تحریر فرما دیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رقعہ میں تحریرِ امن لکھوا کر ان کے حوالہ کی۔ حضرت سراقہؓ وہیں رہے اور حسبِ ہدایت تلاش کرنے والوں کو واپس کرتے رہے [1]

(چند سال بعد حضرت سراقہؓ مسلم ہو گئے) حجۃ الوداع کے موقع پر انہوں نے ہی سوال کیا تھا کہ "اے اللہ کے رسولؐ، یہ (حج تمتع) صرف ہمارے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے مشروع ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "نہیں ہمیشہ کیلئے مشروع ہے۔" [2]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

قبولِ اسلام | حضرت سعدؓ اوائلِ اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ وہ خود فرماتے تھے "میں اُسی دن اسلام لایا جس دن اور لوگ اسلام لائے، سات دن تک میں تہائی اسلام تھا (یعنی تین مسلمین میں سے ایک تھا)

جب حضرت سعدؓ نے اسلام قبول کیا تو اُن کی والدہ بہت سخت ناراض ہوئیں حتّٰی کہ اُنہوں نے ایک دن قسم کھالی کہ جب تک وہ اسلام کا انکار نہ کریں وہ ان سے نہ بولیں گی، نہ کھائیں گی نہ پئیں گی۔ تین دن اسی حالت میں نکل گئے یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئیں۔ اُن کے دوسرے بیٹے عمارہ نے ان کو پانی پلایا جب وہ ہوش میں آئیں تو حضرت سعدؓ کو بددعا دینے لگیں۔ اُن کو جب کھانا کھلانا چاہتے تو لکڑی سے اُن کا منہ کھولکر زبردستی منہ میں کھانا ڈال دیتے [3]

جہاد فی سبیل اللہ | اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے حضرت سعدؓ نے تیر چلایا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ ان کے پاس کوئی کھانا نہیں تھا سوائے پتّوں کے (وہ پتّے کھاتے تھے اور) اُونٹ یا بکری کی طرح مینگنیاں کرتے تھے [4]

جنگِ بدر | حضرت سعدؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ اس جنگ میں بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ مالِ غنیمت میں ایک تلوار بھی تھی۔ حضرت سعدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یہ تلوار مجھے انعام میں دے دیجئے میرے جو حالات ہیں ان کا تو آپؐ کو علم ہی ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے وہیں رکھدو۔" حضرت سعدؓ جب اُسے رکھنے لگے تو اُن کے دل نے اُنہیں ملامت کی۔ لہٰذا اُنہوں نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "یہ تلوار مجھے دے دیجئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا "اسے وہیں رکھ دو۔" [5]

جنگِ اُحد | حضرت سعدؓ جنگ اُحد میں شریک تھے جب اسلامی فوج میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو حضرت سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر حضرت سعدؓ کو دئے اور فرمایا "اے سعدؓ، تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔ تیر چلائے جاؤ۔" [6]

دورانِ جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے حضرت سعدؓ اور حضرت طلحہؓ کے کوئی نہیں رہا (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں) [7]

مشرکین میں ایک شخص تھا جس نے چند مسلمین کو آگ میں جلایا تھا (اُس کو دیکھکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم کتاب الزہد باب حدیث الہجرۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الاشتراک فی الہدی۔
[3] صحیح مسلم باب فضائل سعد بن ابی وقاصؓ۔ [4] صحیح بخاری باب مناقب سعدؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل سعدؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن سعدؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی وابواب المناقب

سعدؓ سے فرمایا "تیر مارو"۔ انہوں نے بے پھل کا ایک تیر مارا، وہ تیر اُس شخص کے پہلو میں لگا۔ وہ گر پڑا اور اُس کا ستر کھل گیا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس ظالم کے قتل پر بہت خوشی ہوئی) آپؐ مسکرائے، یہاں تک کہ آپؐ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ کے باہر گشت کرتے ہوئے) کافی دیر تک جاگتے رہے۔ جب آپؐ مدینہ منورہ واپس آئے تو فرمایا "کاش آج رات کو میرے اصحاب میں سے کوئی نیک آدمی میری چوکیداری کرتا"۔ حضرت سعدؓ (نے یہ الفاظ سُنے تو فوراً) ہتھیار پہنکر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار کی آواز سُنی تو فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں، میں آپؐ کی چوکیداری کرنے آیا ہوں"۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے[2]

حجۃ الوداع میں شرکت حضرت سعدؓ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ ابھی وہ مکہ ہی میں تھے کہ بہت سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں بہت سخت بیمار ہوں، میرے پاس کافی مال ہے اور میرا کوئی وارث نہیں سوائے ایک لڑکی کے، کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ اُنہوں نے کہا "آدھا"۔ آپؐ نے فرمایا "نہیں"۔ اُنہوں نے کہا "تہائی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تہائی کر دو لیکن تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے ورثار کو مالدار چھوڑ جاؤ تو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، اگر تم اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی بیوی کے مُنہ میں لقمہ دو گے تو اس کا بھی ثواب ملیگا"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "کیا میں اپنے اصحاب کے پیچھے رہ جاؤں گا" (یعنی سب چلے جائیں گے اور میں اس مقام پہ مر جاؤں گا جہاں سے ہجرت کر چکا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم ہرگز نہ چھوڑے جاؤ گے (تم ابھی زندہ رہو گے) تم عمل کرو گے اس سے تمہارے درجات بڑھیں گے۔ بلندی ملے گی، بعض لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچیگا اور بعض کو تم سے نقصان پہنچیگا" (یعنی اہلِ اسلام کو فائدہ پہنچیگا اور کافروں کو نقصان اور شکست)[3]

حضرت سعدؓ کا گورنر بنایا جانا حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا، کچھ عرصہ بعد اہلِ کوفہ (یعنی سبائیوں) نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی۔ شکایت میں منجملہ اور باتوں کے یہ بات بھی تھی کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا اور انہیں اپنے پاس بُلا کر پُوچھا "اے ابو اسحٰق، یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے تھے"۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں ان کو بالکل اسی طرح نماز پڑھاتا تھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا تھا (مثلاً) عشاء کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں طویل قرأت کرتا تھا اور آخری دو میں ہلکی قرأت کرتا تھا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تمہارے متعلق میرا یہی گمان تھا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ چند آدمی کوفہ روانہ کئے، اُنہوں نے شکایت کی تحقیقات کی، وہ تمام مسجدوں میں گئے، تمام لوگوں نے اُنکی تعریف کی۔ یہاں تک کہ جب وہ بنو عَبس کی مسجد میں گئے تو ایک شخص جس کا نام اُسامہ بن قتادہ تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا "حضرت سعدؓ نہ تو لشکر کے ساتھ جاتے تھے، نہ مال کو سب میں برابر تقسیم کرتے تھے، نہ مقدمات میں انصاف کرتے تھے"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ، اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے، صرف ریاء کاری اور نام و نمود کیلئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر طویل کر دے، اس کے افلاس کو دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے"۔ حضرت سعدؓ کی بددعا سے وہ فتنہ میں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائلِ سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ سعدؓ بن ابی وقاصؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہؓ۔

مبتلا ہوگیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھویں اُس کی آنکھوں پر آگئی تھیں، راستہ میں لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو سعدؓ کی بددُعا لگ گئی۔[1]

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں "مَیں اُن سات آدمیوں میں سے ایک ہوں جو سب سے پہلے ایمان لائے (اس کے باوجود) قبیلۂ بنو اسد کے لوگ مجھے اسلام کی تعلیم دیتے ہیں (اگر میں ان کی تعلیم و تادیب کا محتاج ہوں تو) ایسی حالت میں مَیں نقصان میں رہا اور میری کوشش بیکار گئی۔"[2]

حضرت سعدؓ کی وصیت اور وفات حضرت سعدؓ نے مرض الموت میں وصیت کی کہ میرے لئے لحد بنانا اور اُس کے اُوپر کچی اینٹیں کھڑی کر دینا جس طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔[3]

جب حضرت سعدؓ کا جنازہ تیار ہوگیا تو امہات المؤمنین ازواجِ مطہراتؓ نے کہا کہ جنازہ کو مسجد میں لاؤ تاکہ ہم بھی نمازِ جنازہ پڑھیں۔ جنازہ مسجد میں لایا گیا اور ازواجِ مطہراتؓ نے نمازِ جنازہ پڑھی۔[4]

تعلیم و تربیتِ اولاد حضرت سعدؓ، اولاد کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے لڑکے مُصعَب کو رکوع میں دونوں ہتھیلیاں ملا کر رانوں کے درمیان رکھتے ہوئے دیکھا تو اُنہیں منع کیا اور فرمایا "پہلے ہم ایسا ہی کیا کرتے تھے بعد میں ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔"[5]

حضرت سعدؓ اپنی اولاد کو مندرجہ ذیل کلمات اِس طرح سکھاتے تھے جس طرح معلّم بچّوں کو لکھنا سکھاتا ہے، اور فرماتے تھے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔[6]

زہد و تقویٰ ایک مرتبہ حضرت سعدؓ اپنے اُونٹوں میں تھے، اتنے میں اُن کے لڑکے عمر (اپنی سواری پر اُن کے قریب) آئے۔ جب حضرت سعدؓ نے اُنہیں دیکھا تو فرمایا "میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں"۔ پھر عمر اپنی سواری سے اُترے اور کہنے لگے "تم اپنے اونٹوں اور اپنی بکریوں میں مشغول ہو اور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے، وہ سلطنت کے لئے جھگڑ رہے ہیں"۔ حضرت سعدؓ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا "خاموش رہو، میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے بیشک اللہ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو متقی ہو، غنی ہو (یعنی اُس کا نفس غنی ہو۔ طمع نہ ہو) اور ایک کونے میں چھپا بیٹھا ہو" (فتنوں میں شریک نہ ہو)[7]

مؤمنین سے محبّت ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دیا، ایک شخص کو کچھ نہ دیا۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا "یارسُول اللہ آپؐ نے اس شخص کو کیوں نہیں دیا، مَیں تو اُسے مؤمن سمجھتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(مؤمن سمجھتے ہو) یا مسلم"۔ حضرت سعدؓ خاموش ہوگئے، کچھ دیر بعد اُنہوں نے پھر عرض کیا، اُنہیں پھر وہی جواب ملا۔ کچھ دیر بعد پھر عرض کیا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا، اس کے بعد فرمایا "اے سعدؓ، میں جس کو کچھ دیتا ہوں اُس سے زیادہ مجھے وہ محبوب ہوتا ہے جس کو مَیں نہیں دیتا۔ اس کو میں اِس لئے دیتا ہوں کہ (مفلسی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب وجوب القراءۃ عن جابر بن سمرۃؓ و صحیح مسلم مختصراً جداً۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ یاکلون۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی اللحد۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجنائز۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع و صحیح مسلم کتاب المساجد باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب فی الرکوع۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یتعوذ من الجبن۔ [7] صحیح مسلم کتاب الزہد۔

کی وجہ سے وہ کہیں مُرتد نہ ہو جائے اور) اللہ اُس کو اَوندھے مُنہ دوزخ میں نہ ڈال دے"۔ [1]

حضرت سعدؓ اور شراب کی حُرمت | ایک مرتبہ حضرت سعدؓ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے پاس گئے اُنہوں نے حضرت سعدؓ سے کہا "آؤ تمہیں کچھ کھلائیں اور شراب پلائیں"۔ حضرت سعدؓ ان کے پاس جاکر ایک باغ میں بیٹھ گئے۔ حضرت سعدؓ نے کھایا، پیا۔ آپس کی گفتگو کے دوران حضرت سعدؓ نے کہا "مہاجرین انصار سے افضل ہیں"۔ یہ سُنکر ایک شخص نے سری کا ایک ٹکڑا اُٹھاکر اُنہیں مارا جس سے ان کی ناک زخمی ہوگئی۔ ناک میں شگاف ہوگیا اور وہ ہمیشہ باقی رہا۔ حضرت سعدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کی شکایت کی، اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت شراب کی حُرمت نازل فرمائی۔ [2]

فضائل | حضرت علیؓ فرماتے ہیں "سعدؓ کے علاوہ میں نے کسی کے متعلق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سُنا "تیر مارو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں"۔ [3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق شہید ہونے کی بشارت دی تھی۔ [4]

حضرت سعدؓ حضرت عمرؓ کی نظر میں | ایک مرتبہ حضرت سعدؓ نے موزوں پر مسح کرنے کی حدیث سُنائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "ہاں (یہ ٹھیک ہے) جب سعدؓ تم سے کوئی حدیث بیان کیا کریں تو پھر کسی دوسرے سے نہ پوچھا کرو"۔ [5]

حضرت عمرؓ، حضرت سعدؓ کو اُن لوگوں میں شمار کرتے تھے جن سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات تک خوش رہے۔ حضرت عمرؓ ان کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے "میں نے جو اُن کو معزول کیا تھا تو ناقابلیت یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا"۔ [6]

حضرت سعد بن خولہؓ

حضرت سعد بن خولہؓ ایک مہاجر صحابی ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مکّہ معظّمہ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ میں ان کی وفات ہو جانے پر افسوس کا اظہار کیا (کیونکہ مہاجر کا اپنے وطن میں وفات پانا اچھا نہیں سمجھا جاتا) ان کی بیوی کا نام حضرت سبیعہؓ بنت الحارث تھا۔ [7]

حضرت سعد بن ربیعؓ

حضرت سعدؓ انصاری صحابی ہیں۔ یہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار آدمی تھے۔ ان کا بھائی چارہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ سے ہوا تھا۔ حضرت سعدؓ نے ان سے کہا "میرے مال میں سے آدھا آپ لے لیجئے اور میری دو بیویاں ہیں، آپ ان میں سے جس کو پسند کریں میں اُسے طلاق دیدیتا ہوں، آپ اس سے نکاح کرلیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے، مجھے تو بس یہ بتا دو کہ بازار کہاں ہے"۔ حضرت سعدؓ نے انہیں بنو قینقاع

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان عن سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ المائدۃ) و صحیح مسلم باب فضائل سعدؓ و کتاب الاشربۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب المجنّ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل طلحہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب المسح علی الخفّین۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتاب المناقب باب ابواب مناقب عثمانؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سعد بن خولہؓ و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب انقضاء عدۃ المتوفی عنہا (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

کے بازار کا راستہ بتا دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ اس بازار میں تجارت کرنے لگے۔[1]

حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ

حضرت سعد بن عبادہؓ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور خاندانِ بنو ساعدہ کے ایک فرد تھے۔

حضرت سعدؓ کی علالت ایک مرتبہ حضرت سعدؓ بیمار ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبداللہ بن اُبی کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے ٹھہر گئے۔ عبداللہ بن اُبیؓ نے کہا "تم جو کچھ کہتے ہو یہ اچھی چیز نہیں، ہماری مجلس میں آکر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے حضرت سعدؓ کے ہاں پہنچے اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے آپؐ درگذر فرمایئے، اس کو معاف کر دیجئے۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی ہے بے شک اللہ نے جو کتاب آپؐ پر نازل کی ہے وہ حق کے ساتھ نازل کی ہے اور جو مرتبہ اللہ نے آپؐ کو دیا ہے وہ (آپؐ کا حق ہے جو آپؐ کو) دیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس شہر کے لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ عبداللہ بن اُبیؓ کو تاج پہنا کر دستار باندھ دیں لیکن اللہ نے یہ حقِ سیادت آپؐ کو عطا فرما دیا، اِس وجہ سے اُسے حسد پیدا ہو گیا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف کر دیا۔[2]

جنگِ بدر کے لئے مشورہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے سلسلہ میں مشورہ لیا تو حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دینگے تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے اور اگر آپؐ برکِ غماد مقام تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دینگے تو ہم آپؐ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔"[3]

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہؓ پر تہمت جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا "اگر تہمت لگانے والا اَوس قبیلہ کا آدمی ہے تو مَیں اُسے قتل کر دوں گا اور اگر ہمارے بھائی خزرج قبیلہ کا آدمی ہے تو جو حکم آپؐ دیں گے ہم اُس کی تعمیل کریں گے۔" یہ سُنکر حضرت سعد بن عبادہؓ کہنے لگے "تم جھوٹے ہو، تم خزرجی کو قتل نہیں کر سکتے۔" بات زیادہ بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبیلوں کے لوگوں کو خاموش کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں "سعد بن عبادہؓ بہت اچھے آدمی تھے لیکن اس موقع پر پھسل گئے، قومی حمیّت اور غرور نے اُنہیں بھڑکا دیا۔"[4]

حضرت سعدؓ کی بیماری ایک دفعہ حضرت سعدؓ پھر بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ نے اُن کو اُن کی بیوی کے بستر میں لیٹا ہوا دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا وفات ہو گئی؟" لوگوں نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رونا آگیا، لوگ بھی رونے لگے۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تم نہیں سُنتے، بیشک اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج پر عذاب نہیں کرتا بلکہ زبان کی وجہ سے عذاب کرتا ہے یا رحمت کرتا ہے۔ اور بے شک میت پر اسکے

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن سعدؓ و انسؓ و باب کیف اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین انسؓ و کتاب البیوع عن انسؓ و سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المرضی و کتاب الادب باب کنیۃ المشرک و کتاب التفسیر سورۃ آل عمران و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ۔ [3] صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث الافک۔

اہل وعیال کے ماتم کرنے سے عذاب ہوتا ہے (اس لئے کہ اُس نے اپنی زندگی میں اس رسمِ بد کے خلاف کچھ نہ کہا) [1]

والدہ سے محبّت | حضرت سعدؓ کہیں گئے ہوئے تھے۔ اُن کی غیر حاضری میں اُن کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت سعدؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اگر مَیں اُن کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اُس سے اُن کو کچھ فائدہ پہنچیگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کہ مَیں مخراف نامی باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں"۔ [2]

ایک مرتبہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "میری والدہ کا انتقال ہوگیا اور اُن کے ذمّہ ایک نذر باقی رہ گئی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کی طرف سے تم (نذر) پوری کرو"۔ [3]

خلیفہ کا انتخاب | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جب صحابہ کرامؓ سقیفۂ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے اور خلیفہ کا انتخاب ہوا اُس موقع پر حضرت سعدؓ بھی موجود تھے، اُنہیں بخار تھا اور وہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ [4]

فضیلت | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصار کے بہترین خاندانوں کا ذکر اِس ترتیب سے کیا: "بنو نجّار پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ"، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "انصار کے ہر خاندان میں خیر ہے"۔ حضرت سعدؓ کو جب یہ حدیث پہنچی تو کہنے لگے۔ "ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے، میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جاتا ہوں"۔ اُن کے بھتیجے سہلؓ نے کہا "کیا تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بات رد کرنے جارہے ہو؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زیادہ جانتے ہیں"۔ حضرت سعدؓ جانے سے رُک گئے اور کہنے لگے "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر جب حضرت سعدؓ کی ملاقات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوئی تو عرض کیا "آپؐ نے ہمیں آخر میں کردیا" آپؐ نے فرمایا "کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم بہترین خاندانوں میں سے ہو"۔ [5]

حضرت سعدؓ بن معاذؓ

حضرت سعد بن معاذؓ قبیلہ اَوس کے ایک فرد تھے۔

حضرت سعدؓ کا سفرِ مکّہ۔ حضرت سعدؓ کی دلیری | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت کے کچھ عرصہ بعد حضرت سعدؓ بغرضِ عمرہ مکّہ معظّمہ گئے۔ حضرت سعدؓ، اُمیّہ بن خلف کے دوست تھے۔ یہ اُس کے ہاں ٹھہرتے تھے وہ ان کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ حضرت سعدؓ اُمیّہ کے ہاں ٹھہرے۔ حضرت سعدؓ نے اُمیّہ سے کہا کوئی ایسا تنہائی کا وقت بتاؤ کہ میں اُس وقت جاکر کعبہ کا طواف کرسکوں۔ اُمیّہ، حضرت سعدؓ کو دوپہر کے وقت لیکر چلا۔ بیت اللہ میں ابوجہل سے ملاقات ہوئی۔ ابوجہل نے حضرت سعدؓ سے کہا "کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم مکّہ میں امن کے ساتھ طواف کررہے ہو حالانکہ تم نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم ان کی مدد کروگے، اللہ کی قسم اگر تم ابوصفوان (یعنی اُمیّہ) کے ساتھ نہ ہوتے تو کبھی اپنے گھر صحیح سلامت نہ جاتے"۔ حضرت سعدؓ نے بلند آواز سے کہا "ہاں (ہم ان کی مدد کریں گے)" دونوں میں سخت کلامی ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اگر تو مجھے یہاں آنے سے روکے گا تو میں تیرے لئے شام جانے کا تجارتی راستہ بند کردوں گا اور یہ تیرے لئے بہت نقصان دہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض عن عبداللہ بن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوصایا عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوصایا عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الحدود وباب مناقب ابی بکرؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الانصارؓ وباب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی اُسیدؓ۔

ہوگا"۔ اُمیّہ بار بار حضرت سعدؓ سے کہتا رہا "اے سعدؓ، اپنی آواز کو وادیٔ مکّہ کے سردار کی آواز سے زیادہ بلند نہ کرو" (یعنی اسکا ادب ملحوظ رکھو، اس کے بار بار کہنے سے) حضرت سعدؓ کو غصّہ آگیا۔ فرمایا "اے اُمیّہ رہنے دے، اللہ کی قسم میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ بے شک مسلمین تجھ کو قتل کریں گے"۔ اُمیّہ نے پُوچھا "کیا مجھ کو قتل کریں گے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "ہاں"۔ اُمیّہ نے پُوچھا "کیا مکّہ میں قتل کریں گے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "یہ مجھے نہیں معلوم"۔ (پھر حضرت سعدؓ وہاں سے چلے آئے) [1]

احترامِ ناموسِ رسُولؐ | جب منافقین نے حضرت عائشہ صدّیقہ مطہرہؓ پر تہمت لگائی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر تہمت لگانے والا اَوس قبیلہ کا فرد ہے تو میں اسکی گردن اُڑادوں گا اور اگر وہ شخص قبیلۂ خزرج کا فرد ہے تو جیسا آپ حکم دیں گے ہم تعمیل کریں گے"۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کہنے لگے "تم جھوٹے ہو، تم خزرجی کو قتل نہیں کرسکتے"۔ دونوں قبیلوں کے لوگ بھڑک اُٹھے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کو خاموش کردیا۔ [2]

جنگِ خندق | حضرت سعدؓ جنگِ خندق میں شریک تھے۔ ان کی رگِ ہفت اندام (یعنی ہاتھ کی رگ) میں زخم لگا۔ جنگِ خندق کے بعد یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ نے شکست کھائی تو اُنہوں نے اپنے حق میں حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ کی خواہش کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سعدؓ کو بلوایا۔ وہ گدھے پر سوار ہوکر آئے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسُول اللہؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے فرمایا "اپنے سردار کو اُتروالاؤ"۔ حضرت سعدؓ آئے، اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ بنو قریظہ کے لڑنے والے قتل کردئے جائیں اور عورتیں اور بچّے قید کرلئے جائیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے بالکل بادشاہ (یعنی اللہ) کے حکم کے مُطابق فیصلہ کیا"۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد میں اُن کے لئے خیمہ لگادیا تاکہ قریب سے اُن کی عیادت کرسکیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زخم پر داغ دیا، زخم پر ورم آگیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوبارہ داغ دیا۔ ایک دن حضرت سعدؓ نے اِس طرح دُعا کی "اے اللہ، تو جانتا ہے کہ مجھے کسی سے جہاد کرنا اتنا محبوب نہیں جتنا کہ اس قوم سے جہاد کرنا جس نے تیرے رسُولؐ کی تکذیب کی اور اُن کو مکّہ سے نکالا، اے اللہ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم میں اور ان کُفّارِ قریش میں اب لڑائی نہیں ہوگی، اگر قریش سے آئندہ لڑائی ہونی ہے تو مجھے باقی رکھ تاکہ میں تیرے راستہ میں جہاد کرسکوں اور اگر تو نے اب لڑائی کو ختم کردیا ہے تو اس زخم کو جاری کردے اور میری مَوت اِسی میں واقع کردے"۔ اِس دُعا کے بعد حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہنے لگا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔ [3]

فضائل | ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ریشمی جبّہ ہدیۃً پیش کیا گیا، لوگ اُس کو دیکھکر تعجّب کرنے لگے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، سعد بن معاذؓ کو جو رومال جنّت میں ملیں گے وہ اس سے بہتر ہیں"۔ [4]

جب حضرت سعدؓ کا انتقال ہوا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سعد بن معاذؓ کی مَوت سے رحمٰن کا عرش ہل گیا"۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من یقتل ببدر عن ابن مسعودؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث الافک۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الخیمۃ فی المسجد عن عائشہ صدیقہؓ وکتاب المناقب باب مناقب سعدؓ وکتاب المغازی باب مرجع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد وکتاب السلام باب لکلّ داءٍ دواء (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سعد بن معاذ عن براءؓ۔ [5] صحیح بخاری ابواب المناقب وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن جابرؓ

حضرت سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نُفَیل

حضرت سعیدؓ، حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے۔

یہ اور ان کی بیوی اوائل اسلام ہی میں مسلم ہوگئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے بعد اسلام قبول کیا، حضرت عمرؓ اپنے کفر کے زمانہ میں حضرت سعیدؓ اور اپنی بہن کو رسّیوں سے باندھ کر مارا کرتے تھے۔[1]

حضرت سعیدؓ نے جنگِ بدر میں شرکت کی۔[2]

ایک مرتبہ ان کا ایک عورت سے جس کا نام اَرْوٰی تھا زمین کے سلسلہ میں کچھ اختلاف ہوگیا۔ اَرْوٰی نے حضرت مروانؒ سے شکایت کی۔ حضرت سعیدؓ نے حضرت مروانؒ سے فرمایا "کیا میں اس کے حق میں سے کچھ کم کرسکتا ہوں حالانکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ناجائز طریقہ سے حاصل کی تو قیامت کے دن اُس کے برابر ساتوں زمینوں کا طوق اُسے پہنایا جائے گا"۔ حضرت مروانؒ نے کہا "اس کے بعد میں تم سے کوئی گواہی طلب نہیں کرتا"۔ حضرت سعیدؓ نے کہا "جانے بھی دیجئے اور یہ زمین اُسے دے دیجئے"۔ پھر فرمایا "اے اللہ، اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی بینائی چھین لے اور اس کی قبر اس کے گھر میں بنا"۔ الغرض اَرْوٰی اندھی ہوگئی اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلنے لگی، وہ کہتی تھی مجھے سعیدؓ کی بددُعا لگ گئی، ایک دن وہ گھر کے کُنویں میں گر پڑی اور وہ کُنواں ہی اُس کی قبر بن گیا۔[3]

ایک مرتبہ حضرت سعیدؓ جمعہ کے روز کسی بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت ابن عمرؓ دن چڑھے ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے۔[4]

حضرت سفیانؓ بن عبداللہ ثقفی

حضرت سفیانؓ نے ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کے متعلق کسی سے کچھ نہ پوچھوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر (اس پر) جمے رہو"۔[5]

حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمانؓ، رام ہُرمُز[عہ] کے رہنے والے تھے، اسلام سے پہلے انہوں نے دس سے زیادہ آقاؤں کی غلامی میں زندگی گذاری۔[6]

ہجرت کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ میں مؤاخات کرادی تھی۔ ایک دن حضرت سلمانؓ حضرت ابو درداءؓ سے ملنے آئے (حضرت ابو درداءؓ موجود نہیں تھے) ان کی بیوی کو دیکھا کہ بُرے حال میں ہیں۔ پوچھا یہ کیا بات ہے۔ بیوی نے کہا "آپ کے بھائی کو تو دُنیا سے کوئی مطلب ہی نہیں"۔ اِتنے میں حضرت ابو درداءؓ آگئے، انہوں نے حضرت سلمانؓ کیلئے کھانا تیار کرایا (جب کھانا سامنے آیا) تو حضرت سلمانؓ نے کہا "آپ بھی کھائیے"۔ حضرت ابو درداءؓ نے کہا "میں روزے سے ہوں"۔ اُنہوں نے کہا "میں اُس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ نہیں کھائیں گے"۔ یہ سُن کر حضرت ابو درداءؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب اسلام سعید بن زیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم الظلم و غصب الارض (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب جامع اوصاف الاسلام [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب اسلام سلمانؓ الفارسیؓ۔ [عہ] رام ہُرمُز فارس کا ایک شہر ہے۔

نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداءؓ نماز تہجد کیلئے اُٹھنے لگے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "ابھی سوتے رہو"۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر اُٹھنے لگے، اُنہوں نے پھر کہا "ابھی سوتے رہو"۔ جب رات آخر ہوئی تو حضرت سلمانؓ نے کہا "اب اُٹھو"۔ وہ اُٹھے اور پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ حضرت سلمانؓ نے کہا "تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، ہر حق دار کو اُس کا حق دیا کرو"۔ پھر حضرت ابو درداءؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سلمانؓ نے سچ کہا"۔[1]

فضائل ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ {جمعہ} اللہ تعالیٰ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے لئے بھی مبعوث فرمایا ہے جو ابھی مسلمین سے ملے نہیں ہیں۔

تو ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ کون لوگ ہیں؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس نے دو تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا "اگر ایمان ثریّا میں بھی ہوتا تو فارس کے لوگوں میں سے بعض لوگ اُسے وہاں سے بھی حاصل کر لیتے" (یعنی اس آیت سے بعض اہلِ فارس مراد ہیں)[2]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ کے متعلق حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا تھا "اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا"۔[3]

حضرت سلمہؓ

حضرت سلمہؓ مشہور صحابی حضرت عمرو بن سلمہؓ کے والد ہیں جو چھ سات سال کی عمر میں اپنے قبیلہ کی امامت کرتے تھے۔ حضرت سلمہؓ ایک گذرگاہ پر رہا کرتے تھے۔ مسافروں کے قافلے ادھر سے گذرتے، وہ ان سے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے۔ حضرت سلمہؓ فتح مکہ کے بعد اپنی قوم میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا "اللہ کی قسم، میں سچے نبی کے پاس سے آیا ہوں، اُس نے کہا ہے فلاں فلاں وقت اِس اِس طریقہ سے نماز پڑھو، جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرے"۔ (پوری قوم مُسلم ہوگئی) ان لوگوں نے حضرت سلمہؓ کے لڑکے عمروؓ کو امام بنا دیا کیونکہ وہی سب سے زیادہ قرآن مجید کے حافظ تھے۔[4]

حضرت سلمہؓ بن اکوع

حضرت سلمہؓ کی کنیت ابو مسلم تھی۔[5]

حضرت سلمہؓ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے تھے۔ یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کی خدمت کرتے تھے۔ اُن کے گھوڑے پر کھریرا پھیرتے اور اُن ہی کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔[6]

جہاد حضرت سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، ان کے علاوہ وہ نو ایسے لشکروں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علیٰ اخیہ لیفطر فی التطوّع۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل سلمانؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکۃ عن عمرو بن سلمہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ذو المصلّی من السترۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد و باب قول اللہ تعالےٰ ہو الّذی کفّ و کتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام وغیرہ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل فارس۔

میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور کی سپہ سالاری میں روانہ فرمائے تھے۔[1]

جنگ فزارہ | حضرت سلمہؓ جنگِ فزارہ میں شریک تھے۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت ابوبکرؓ تھے۔ کافروں کو شکست ہوئی۔ کافروں کی عورتیں اور بچے بھاگ کر نکل جانا چاہتے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے تیر چھوڑا۔ تیر کو دیکھکر وہ سب رُک گئے حضرت سلمہؓ نے اُن سب کو گھیر لیا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بطور انعام کے ایک خوبصورت لڑکی اُنہیں دی۔ پھر اسلامی لشکر مدینہ منورہ آگیا۔ حضرت سلمہؓ کی ملاقات رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "وہ لڑکی مجھے دیدو"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "وہ مجھے اچھی لگتی ہے، اگرچہ میں نے اُس کا کپڑا ابھی ابھی تک نہیں کھولا ہے"۔ دوسرے دن پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے سلمہؓ، وہ لڑکی مجھے دیدو، تمہارا باپ تو بہت اچھا آدمی تھا"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، وہ آپؐ ہی کی ہے، اللہ کی قسم میں نے ابھی تک اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے"۔ حضرت سلمہؓ نے وہ لڑکی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو مکّہ والوں کے پاس بھیجدیا اور اُس کے بدلہ میں کئی مسلمین کو چھڑالیا۔[2]

صلح حدیبیہ | حضرت سلمہؓ صلح حدیبیہ میں بھی شریک تھے اور بیعتِ رضوان میں بھی۔ بیعت کرنے کے بعد وہ ایک درخت کے سایہ میں جاکر بیٹھ گئے۔ جب لوگ چھٹ گئے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اکوع کے بیٹے تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" انہوں نے کہا "میں بیعت کرچکا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سہی"۔ اُنہوں نے دوبارہ بیعت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اُن کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو آپؐ نے اُنہیں ایک ڈھال عنایت فرمائی۔ اُنہوں نے وہ ڈھال اپنے چچا حضرت عامرؓ کو دیدی۔ اس کے بعد چند اور لوگوں نے بیعت کی۔ جب یہ سلسلہ بالکل ختم ہوگیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے سلمہؓ، تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے کہا "میں تو دو دفعہ بیعت کرچکا ہوں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سہی"۔ الغرض حضرت سلمہؓ نے تیسری مرتبہ بیعت کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "اے سلمہؓ وہ ڈھال کہاں گئی؟" اُنہوں نے عرض کیا "میرے چچا کے پاس ہتھیار نہیں تھے میں نے وہ ڈھال اُن کو دیدی"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے اور فرمایا "تم اُس شخص کی مثل ہو جس نے دُعا کی تھی کہ الٰہی مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے میری جان سے زیادہ پیارا ہو"۔[3]

صلحِ حدیبیہ کے بعد حضرت سلمہؓ ایک درخت کے پاس آئے اور اس کے نیچے لیٹ گئے۔ اتنے میں مشرکینِ مکّہ میں سے چار آدمی آئے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہنے لگے، حضرت سلمہؓ کو اُن پر غصّہ آیا۔ وہ وہاں سے دوسرے درخت کے نیچے آکر لیٹ گئے۔ اسی اثناء میں اُنہیں آواز آئی کہ "ابن زنیم قتل کر دئے گئے"۔ یہ سُنتے ہی اُنہوں نے اپنی تلوار لی اور اُن چار آدمیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ سو رہے تھے۔ پہلے اُنہوں نے اُن کے ہتھیار لئے اور جب وہ جاگے تو اُن سے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو عزّت عطا فرمائی ہے تم میں سے جس نے اپنا سر اُٹھایا میں اُس کا سر اُڑادوں گا"۔ پھر وہ ان کو کھینچتے ہوئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معاف کر دیا اور چھوڑنے کا حکم دیا۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسامۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب التنفیل عن سلمہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب البیعۃ فی الحرب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔
[4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد وکتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام وغیرہ۔

ذوقرد کا ڈاکہ ایک دن کافروں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنیوں کو جو مقام ذوقرد میں چَرا کرتی تھیں لُوٹ لیا۔ حضرت سلمہؓ کو معلوم ہوا تو فوراً ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مدینہ کی طرف مُنہ کر کے چلّائے "یاصباحاہ" اس کے بعد وہ لُٹیروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ وہ بڑے اچھے تیر انداز تھے۔ وہ تیر مارتے جارہے تھے اور یہ رجز پڑھتے جارہے تھے۔ "میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے"۔ غرض یہ کہ وہ انہیں تیر مار مار کر زخمی کرتے رہے۔ وہ لوگ بھاگتے بھاگتے پہاڑ کے ایک تنگ راستہ میں گھُس گئے۔ حضرت سلمہؓ پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے پتّھر مارنے لگے۔ حضرت سلمہؓ برابر اُن کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ تمام اونٹنیوں کو چھوڑ گئے، اُنہوں نے پھر بھی اُن کا پیچھا کرنا نہ چھوڑا۔ مجبوراً اُنہوں نے اپنے کو ہلکا کرنے کیلئے تیس۳۰ چادریں اور تیس۳۰ نیزے پھینک دیئے۔ کافروں میں سے ایک شخص فزاری نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم میں سے چار آدمی جاکر اسے قتل کر دیں"۔ یہ سُن کر چار آدمی پہاڑ پر چڑھے، حضرت سلمہؓ نے کہا "تم مجھے پہچانتے ہو؟" انہوں نے کہا "نہیں"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "مَیں سلمہؓ بن اکوع ہوں، قسم اُس ذات کی جس نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ کو بزرگی دی ہے مَیں تم میں سے جس کو چاہوں گا قتل کر ڈالوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں مار سکتا"۔ یہ سُنکر وہ چاروں آدمی واپس چلے گئے۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے وہاں پہنچ گئے۔ سب سے آگے حضرت اخرمؓ تھے، حضرت سلمہؓ نے اُنہیں ہوشیار رہنے کی ہدایت کی لیکن وہ جذبۂ شوقِ شہادت میں آگے بڑھ گئے اور شہید ہو گئے۔ حضرت سلمہؓ برابر اُن کا پیچھا کرتے رہے۔ شام کے وقت وہ ایک چشمہ کے پاس پہنچے۔ وہ لوگ بہت پیاسے تھے لیکن حضرت سلمہؓ نے اُنہیں پانی نہ پینے دیا اور اُنکا پیچھا کرتے رہے۔ اُن لوگوں نے دو گھوڑے چھوڑ دیئے، حضرت سلمہؓ اُن گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اُسی چشمہ پر پہنچے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے لشکر میں سے سو آدمی چُن لینے دیجئے تاکہ مَیں ان لٹیروں کا تعاقب کروں اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے سلمہؓ، تم اپنی چیزیں لے چکے، اب رہنے بھی دو"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر سلمہؓ ہیں"۔ پھر جب آپؐ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو حضرت سلمہؓ کو دو حصّے دیئے، پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا اور مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئے۔[1]

حضرت سلمہؓ بہت تیز دوڑتے تھے، وہ دن بھر لُٹیروں کے تعاقب میں پیدل دوڑتے رہے، اگرچہ لٹیرے گھوڑوں پر سوار تھے تاہم وہ حضرت سلمہؓ سے آگے نہ نکل سکے۔ راستہ میں ایک انصاری نے جن سے دوڑ میں کوئی سبقت نہ لیجا تا تھا کہا "کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑے"۔ حضرت سلمہؓ نے ان سے کہا "تمہیں کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ ہے"۔ وہ انصاری کہنے لگے "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی اور کی بزرگی کا لحاظ نہیں"۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، آپؐ مجھے ان کے ساتھ دوڑنے کی اجازت دے دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی۔ وہ اُونٹنی پر سے کود پڑے اور ان انصاری کے پیچھے دوڑنے لگے۔ دو دفعہ راستہ میں کچھ دیر کے لئے دَم لیا اور پھر اُن کا پیچھا کرنے لگے۔ بالآخر اُنہوں نے اُن انصاری کو پکڑ لیا، اُن کے شانوں کے درمیان ایک مُکّا مارا اور کہا "اللہ کی قسم اب مَیں آگے بڑھا"۔ یہ کہہ کر وہ دوڑے اور اُن انصاری سے پہلے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے۔[2]

جنگِ خیبر حضرت سلمہؓ جنگِ خیبر میں شریک تھے۔ جب ان کے بھائی حضرت عامرؓ کا اپنی ہی تلوار لگنے سے انتقال ہو گیا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں یہ واقعہ مختصراً ہے (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد (صحیح بخاری کتاب المغازی میں یہ واقعہ مختصراً ہے)

تو لوگوں نے کہا "عامرؓ کا عمل رائگاں ہوگیا، کیونکہ اُنہوں نے خودکشی کرلی"۔ حضرت سلمہؓ کو اس بات سے بہت صدمہ پہنچا، وہ روتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور خاموش کھڑے ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں، لوگ کہتے ہیں عامرؓ کے سب عمل برباد ہوگئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے غلط کہتا ہے، ان کے لئے دوہرا اجر ہے"۔ [1]

حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکلے، اثنائے جنگ اُن کی پنڈلی پر ایک زخم لگا، وہ سمجھے کہ میں اب بچ نہیں سکتا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دفعہ اس پر دَم کر دیا، زخم بالکل اچھا ہوگیا۔ [2]

جنگ کے بعد سفر کے دوران حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں کچھ رجز آپؐ کو سُناؤں"۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت سلمہؓ نے رجز سُنانے شروع کئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "یہ کس کے اشعار ہیں"۔ عرض کیا "میرے بھائی (عامرؓ) کے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اُن پر رحم فرمائے"۔ [3]

غزوۂ حُنین | حضرت سلمہؓ جنگ حنین میں بھی شریک تھے، مسلمین فتح یاب ہوگئے اور مالِ غنیمت لُوٹنے میں مشغول ہوگئے۔ اسی اثنار میں حضرت سلمہؓ ایک گھاٹی پر چڑھے، ایک دشمن اُن کے سامنے آیا، اُنہوں نے اُس کو تیر مارا، وہ چھپ گیا معلوم نہیں اُس کا کیا حشر ہوا۔ اتنے میں دشمن کی فوج کے متعدد آدمی دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے، انہوں نے مسلمین کو غافل دیکھکر تیروں پر رکھ لیا۔ نوجوان، جلد باز اور دیہاتی لوگ بھاگنے لگے، اس افراتفری میں حضرت سلمہؓ بھی واپس ہونے پر مجبور ہوئے، وہ بھاگ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گذرے۔ اُن کو دیکھکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اکوع کا بیٹا گھبرا کر لوٹا ہے"۔ [4]

ابھی مسلمین حنین ہی میں تھے کہ ایک دن جبکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مسلمین صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ ایک شخص لال اُونٹ پر سوار ہوکر آیا اور مسلمین کے ساتھ کھانا کھانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ شخص تیزی کے ساتھ اپنے اُونٹ پر سوار ہوکر بھاگا۔ ایک مسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر اس کا پیچھا کیا، حضرت سلمہؓ کے پاس کوئی سواری نہیں تھی، انہوں نے پیدل ہی اس کا تعاقب کیا۔ وہ اُس کے پیچھے بھاگتے رہے۔ بھاگتے بھاگتے وہ اُس مسلم کی اُونٹنی کے سرین کے پاس پہنچ گئے پھر اور تیز دوڑے اور اُس کافر کے اُونٹ کے سُرین کے پاس پہنچ گئے، پھر اور دَوڑے اور اُس کافر کے اُونٹ کی نکیل کو پکڑ لیا پھر اُونٹ کو بٹھایا اور فوراً ہی اُس کافر کے سر پر وار کیا۔ وہ گر پڑا اور مر گیا۔ حضرت سلمہؓ اونٹ کو مع پالان اور ہتھیار کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اسلامی فوج نے ان کا استقبال کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کافر کا سارا سامان حضرت سلمہؓ کو دیدیا۔ [5]

آخری ایّام | حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کے بعد حضرت سلمہؓ رَبذہ منتقل ہوگئے، وہیں ایک عورت سے نکاح کرلیا جن سے ان کے کئی بچے پیدا ہوئے۔ پھر وہ وہیں رہے۔

ایک مرتبہ وہ حجّاج سے ملنے گئے۔ حجّاج نے کہا "تم اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہوگئے (یعنی دارالہجرت کو چھوڑ دیا) تم گاؤں میں کیوں چلے گئے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "نہیں (جو تم سمجھے ہو وہ صحیح نہیں ہے) بلکہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ ذی قرد و باب غزوہ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ خیبر و صحیح بخاری کتاب الدیات۔ [4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و کتاب المغازی باب غزوہ حُنین و باب غزوہ الطائف و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ و کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل و باب غزوہ حنین عن براءؓ و سلمۃ بن اکوعؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن سلمۃ رضؓ۔

سے گاؤں میں رہنے کی اجازت لے لی تھی۔"

وفات سے چند دن پہلے وہ مدینہ منوّرہ واپس آگئے۔[1]

اتباعِ سُنّت | حضرت سلمہؓ مصحف کے مقام پر نوافل پڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اس مقام پہ نماز پڑھنے کے متلاشی رہا کرتے تھے۔[2]

حضرت سُلَیک غَطفانیؓ

حضرت سلیکؓ ایک دن جمعہ کو اُس وقت مسجد میں پہنچے جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پہ بیٹھ چکے تھے حضرت سُلیکؓ آکر بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے پوچھا "کیا تم نے دو رکعتیں پڑھ لیں؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "اُٹھو اور دو رکعت پڑھو لیکن ہلکی پڑھو"۔[3]

حضرت سُنَین ابو جمیلہؓ

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فتح مکّہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت سُنینؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔[4]

حضرت سُوَید بن مُقرّنؓ

حضرت سویدؓ (مشہور) صحابی ہیں، ان کے چھ بھائی تھے۔ ان کے سب سے چھوٹے بھائی نے اپنے غلام کو ایک طمانچہ مار دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "اس کو آزاد کر دو"۔ حضرت سُویدؓ نے عرض کیا "ہمارے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی اور غلام نہیں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا فی الحال اس سے خدمت لیتے رہو جب اس کی ضرورت نہ رہے تو اس کو آزاد کر دو"۔[5] ایک مرتبہ اُن کے لڑکے معاویہ نے اپنے غلام کو طمانچہ مار دیا حضرت سویدؓ نے حضرت معاویہ کو اور غلام کو بلایا۔ پھر غلام سے کہا "ان سے بدلہ لو" غلام نے معاف کر دیا۔[6]

حضرت سُوَید بن نعمانؓ

حضرت سُویدؓ بیعتِ رضوان[7] اور جنگِ خیبر[8] میں شریک تھے۔

حضرت سہلؓ اور حضرت سہیلؓ

بوقت ہجرت حضرت سہلؓ اور حضرت سہیلؓ یتیم بچّے تھے، جہاں مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی وہ جگہ ان لڑکوں کی ملکیت تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو بُلایا اس زمین کی قیمت دریافت کی۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم ویسے ہی اس کو ہبہ کرتے ہیں"۔[9]

حضرت سَہل بن حُنَیفؓ

جنگ بدر | حضرت سہلؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔[10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الفتن باب التعرب فی الفتنۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب دنو المصلی من السترۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابرؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکّہ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المالیک۔ [6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المالیک۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر۔ [9] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبیؐ [10] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر

صلح حدیبیہ | حضرت سہلؓ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ جب صلح نامہ میں ایک شرط ایسی لکھی گئی جو صحابہ کرامؓ کو ناگوار تھی تو حضرت سہلؓ نے اس کو صرف اس لئے برداشت کیا کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کو ٹالنے کا اختیار نہیں۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے خاموش رہے کہ اللہ اور رسولؐ کو زیادہ علم ہے[1]

جب فتنے پھیلے اور دشمنانِ اسلام کی سازش سے جمل اور صفین کے بلوے ہوئے تو حضرت سہلؓ نے فرمایا "اپنی رائے اور اپنے نفس کو الزام دو جیسا کہ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر ہوا (ہماری رائے کچھ اور تھی اور اللہ کی مصلحت کچھ اور) ہم نے جب کبھی تلوار کندھوں پر رکھی کیسا ہی دہشت ناک کام کیوں نہ ہو، اللہ نے اُسے ہمارے لئے ایسی آسانی میں تبدیل کر دیا جس آسانی کو ہم جانتے پہچانتے تھے لیکن یہ کام (ایسا اُلجھا ہے کہ سلجھنے میں نہیں آتا۔ دشمنوں کی سازشیں کسی طرح ختم نہیں ہوتیں)"[2]

وفات | جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی[3]

حضرت سہل بن سعدؓ

جنگِ خندق | حضرت سہلؓ جنگ خندق میں شریک تھے۔ یہ بھی خندق کھودتے تھے اور مٹی کو کندھوں پر اُٹھا اُٹھا کر باہر پھینکتے تھے[4]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بہترین خاندانوں کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا "بنو نجار پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ"۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا "ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں"۔ حضرت سہلؓ جو اُن کے بھتیجے تھے کہنے لگے "کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رد کرنے جا رہے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں"۔ یہ سُنکر حضرت سعدؓ رُک گئے اور کہنے لگے "اللہ اور رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"[5]

ایک مرتبہ آلِ مروان میں سے ایک شخص مدینہ منوّرہ کا گورنر بنایا گیا۔ اُس نے حضرت سہلؓ کو بُلایا اور اُن سے کہا کہ وہ حضرت علیؓ کو بُرا بھلا کہیں حضرت سہلؓ نے انکار کر دیا۔ اُس نے کہا "اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو یہ کہو کہ اللہ ابو تراب پر لعنت کرے"۔ حضرت سہلؓ نے کہا "حضرت علیؓ کو اور کوئی نام اس نام سے زیادہ محبوب نہیں تھا جب کوئی اس نام سے انہیں بلاتا تو خوش ہوتے تھے"[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے منبر کب اور کیسے بنایا گیا حضرت سہلؓ کو اس کی تفصیلی معلومات تھیں[7]

مدینہ منوّرہ میں یہ آخری صحابی تھے، ان سے پہلے تمام صحابی انتقال فرما چکے تھے (یا مدینہ منوّرہ سے منتقل ہو چکے تھے)[8]

حضرت سَہلہؓ بنت سہیل بن عمرو

حضرت سہلہؓ، حضرت ابو حذیفہؓ کی بیوی تھیں، اِنہیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابتدائے اسلام میں ضرورتاً) رضاعتِ کبیر کی ہدایت کی تھی[9]

حضرت سہیلؓ بن بیضاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں حضرت سہیلؓ کا انتقال ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھائی[10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط و کتاب التفسیر (سورۃ الفتح) عن سہلؓ وغیرہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن ابی وائلؒ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق۔ [5] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الانصار عن ابی اُسیدؓ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل علیؓ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی السطوح۔ [8] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ولایبدین زینتہن۔ [9] صحیح مسلم کتاب الرضاع۔ [10] صحیح مسلم کتاب الجنائز۔ [9] رضاعتِ کبیر سے مُراد یہ ہے کہ بچّہ کو محرم بنانے کیلئے بڑی عمر میں دودھ پلایا جائے (بعد میں آپؐ نے اسے منسوخ کر دیا)

حضرت شریدؓ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شریدؓ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا، پھر فرمایا "تمہیں اُمیہ بن ابوالصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں"، اُنہوں نے کہا "جی ہاں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سناؤ"۔ انہوں نے ایک بیت پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور سناؤ"۔ انہوں نے پھر ایک بیت پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور سناؤ"۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے سو بیتیں سنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُمیہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب نظر آتا ہے"۔[1]

حضرت صَعب بن جثّامہ لیثیؓ

صلحِ حدیبیہ کے سفر میں حضرت صعبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً ایک جنگلی گدھا پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے واپس کر دیا۔ پھر جب آپؐ نے اُن کے چہرہ پر ملال کے آثار دیکھے تو فرمایا "ہم نے کسی اور وجہ سے واپس نہیں کیا بلکہ صرف اس وجہ سے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں"۔[2]

حضرت صفوان بن اُمیہؓ

(حضرت صفوانؓ فتحِ مکہ کے بعد مسلم ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تالیفِ قلب کی خاطر مالِ غنیمت میں سے) اُنہیں سو اُونٹ دیئے، پھر سو اُونٹ دیئے، پھر سو اُونٹ دیئے۔ وہ کہتے ہیں "آپؐ نے مجھے جو کچھ دیا وہ (خوب) دیا، مجھے آپؐ سے سب سے زیادہ بغض تھا، اس کے بعد مجھے آپؐ سب سے زیادہ محبوب ہو گئے"۔[3]

حضرت صَفوان بن مُعَطّل سُلَمیؓ

حضرت صفوان سُلَمیؓ جو بعد میں ذکوانی مشہور ہو گئے تھے، جنگوں میں اسلامی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے۔ جنگِ بنو مصطلق میں بھی وہ اسی طرح اسلامی لشکر کے پیچھے تھے۔ جب اسلامی لشکر نے رات کے وقت کوچ کیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اسلامی لشکر کے پیچھے رہ گئیں تو صبح کے وقت حضرت صفوانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس پہنچے، کیونکہ اُنہوں نے پردہ سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا تھا، اس لئے دیکھتے ہی پہچان گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ان کلمات کی آواز سے حضرت عائشہ بیدار ہو گئیں۔ اُنہوں نے فوراً اپنا منہ چھپا لیا۔ ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی۔ حضرت صفوانؓ اپنے اونٹ پر سے اُترے، اونٹ کو بٹھایا اور اُس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔ حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہو گئیں۔ حضرت صفوانؓ اونٹ کی لگام پکڑ کر چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت وہ اسلامی لشکر سے جا ملے۔

منافقین نے اس واقعہ کی بنیاد پر حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہؓ پر تہمت لگائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الشعر۔ [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب قبول الہدیۃ وصحیح مسلم باب تحریم الصید للمحرم عن صعبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط فقال لا عن صفوان رضؓ۔

جب اس واقعہ کو سُنا تو ایک دن آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا "اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کا نام اس سلسلہ میں اُنہوں نے لیا ہے اُس کے متعلق بھی میں سوائے بھلائی کے اور کوئی گمان نہیں کر سکتا، وہ کبھی میری عدم موجودگی میں میرے گھر نہیں آیا۔" کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی چند آیات نازل فرما کر ان دونوں کو اس تہمت سے بری کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت صفوان اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے۔[1]

حضرت صہیبؓ

حضرت صہیبؓ کو بچپن میں اغوا کر لیا گیا تھا (جب وہ اپنے کو عربی النسل باپ کی طرف منسوب کرتے تو لوگوں کو تعجب ہوتا تھا) ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت صہیبؓ سے کہا "اللہ سے ڈرو، اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب نہ کرو۔" حضرت صہیبؓ نے کہا "اگر مجھے اتنا اتنا مال بھی مل جائے تب بھی میں اس بات سے خوش نہیں ہونگا کہ میں اپنے نسب کو بدل دوں۔ بات یہ ہے کہ میں بچپن میں اغوا کر لیا گیا تھا۔"[2]

حضرت صہیبؓ ابن جُدعان کے آزاد کردہ غلام تھے۔[3]

جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو حضرت صہیبؓ اُن سے ملنے آئے۔ حضرت صہیبؓ یہ کہہ کر رونے لگے "اے میرے بھائی اے میرے دوست۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے صہیبؓ تم مجھ پر روتے ہو، حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ بعض حالات میں مُردے پر اُس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔" (حضرت صہیبؓ خاموش ہو گئے)[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دو مکان اور ایک حجرہ عطا فرمایا تھا۔[5]

فضیلت ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت سلمانؓ کے متعلق حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تھا "اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے ربّ کو ناراض کر دیا۔"[6]

حضرت ضُباعہ بنت زبیر بن عبدالمطّلبؓ

حضرت ضباعہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چچا زاد بہن تھیں، ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے ہاں تشریف لے گئے اور اُن سے کہا "کیا تمہارا حج کرنے کا ارادہ ہے؟" حضرت ضباعہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میرا ارادہ تو ہے لیکن ایک عذر ہے، وہ یہ کہ میں بھاری عورت ہوں اور بیمار ہوں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم حج کرو اور شرط کر لو یعنی یہ کہو کہ اے اللہ میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے۔" الغرض انہوں نے ایسا ہی کیا اور حج کر لیا۔ حضرت ضباعہؓ حضرت مقداد بن اسودؓ کے نکاح میں تھیں۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر و کتاب الشہادات و کتاب الاعتصام و صحیح مسلم کتاب التوبۃ عن عائشہ صدیقہؓ و اُمِّ رومانؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب شراءِ المملوک من الحربی۔ [3] صحیح بخاری کتاب الہبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن ابن عباسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الہبۃ۔ [6] صحیح مسلم باب فضائل سلمانؓ۔ [7] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین عن عائشہ صدیقہؓ (حضرت مقدادؓ کی ولدیت صرف بخاری میں ہے۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت ضماد رضؓ

حضرت ضمادؓ قبیلۂ اَزْدُ شَنُوءَہ کے ایک فرد تھے۔ یہ آسیب (وغیرہ) کا علاج کیا کرتے تھے۔ اتّفاقاً یہ اُس زمانہ میں مکّہ معظّمہ تشریف لائے جس زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور کُفّار کے درمیان زبردست کشمکش جاری تھی کُفّارِ مکّہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو (نعوذ باللہ) مجنون کہا کرتے تھے۔ جب حضرت ضمادؓ نے مکّہ معظّمہ کے بیوقوفوں سے سُنا کہ محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مجنون ہیں۔ تو اُنہوں نے کہا "ذرا میں بھی اُس شخص کو دیکھوں شاید اللہ میرے ہاتھ پر اس شخص کو شفاء عنایت فرمائے"۔ الغرض حضرت ضمادؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا "اے محمّدؐ، میں آسیب کو جھاڑتا ہوں اور بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفاء عنایت فرماتا ہے، بتلایئے آپؐ کی کیا مرضی ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ"۔ حضرت ضمادؓ نے کہا "ان ہی کلمات کو پھر دوہرا دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کلمات کو پھر دوہرایا (انہوں نے پھر اسی طرح عرض کیا) آپؐ نے تیسری مرتبہ پھر دوہرایا۔ حضرت ضمادؓ نے کہا "میں نے کاہنوں کا کلام سُنا ہے، جادوگروں کی باتیں سُنی ہیں، شاعروں کے اشعار سُنے ہیں لیکن میں نے ان کلمات کے مثل کبھی کچھ نہیں سُنا، بے شک یہ کلمات تو سمندر کی تہ تک پہنچ گئے ہیں"۔ یہ کہنے کے بعد حضرت ضمادؓ نے کہا "اپنا ہاتھ لائیے میں آپؐ سے اسلام کی بیعت کرتا ہوں" (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ بڑھایا) اُنہوں نے بیعت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور اپنی قوم (کی طرف سے)" حضرت ضمادؓ نے کہا "میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں"۔ [1]

حضرت ضمادؓ نے اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم میں بہت ہی بااثر تھے، اُنہیں اپنی قوم پر اعتماد تھا کہ وہ ان کی بات کو ردّ نہیں کرے گی۔

حضرت ضِمام بن ثَعْلَبَہ رضؓ

حضرت ضمامؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملنے کیلئے مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے۔ اپنے اُونٹ کو مسجد (کے صحن) میں بٹھایا اور اُسے باندھ دیا، پھر پوچھا "تم میں محمّدؐ کون ہیں؟" صحابہؓ نے کہا "وہ گورے آدمی جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں"۔ حضرت ضمامؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اے عبدالمطّلب کے فرزند، میں آپؐ سے کچھ سوال کروں گا لیکن ذرا سختی سے سوال کروں گا لہٰذا آپؐ مجھ سے خفا نہ ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو چاہو پوچھو"۔ اُنہوں نے پوچھا "آپؐ کے اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے ربّ کی قسم کھا کر بتایئے کیا اللہ نے آپکو تمام لوگوں کے لئے رسُول بنا کر بھیجا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں"۔ پھر انہوں نے کہا "میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں" پھر انہوں نے کہا "میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپؐ کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصّلوٰۃ والخطبۃ۔

اللہ نے حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اِس ایک مہینہ کے روزے رکھیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا آپؐ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے مال داروں سے زکوٰۃ لیکر ہمارے فقراء میں تقسیم کریں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم، ہاں"۔ حضرت ضمامؓ نے کہا "میں اس چیز پر ایمان لایا جس کو لیکر آپؐ آئے ہیں۔ مَیں اپنی قوم کا سفیر ہوں، میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے، مَیں بنو سعد بن بکر کے بھائیوں میں سے ہوں"۔ [1]

حضرت طُفَیل بن عمرو دَوسیؓ

قبولِ اسلام | ہجرت سے قبل حضرت طفیلؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اسلام لائے) اور عرض کیا "کیا آپؐ کو کسی مضبوط قلعہ اور لشکر کی ضرورت ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں"۔ پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت طفیلؓ بھی مدینہ منوّرہ آگئے۔ [2]

شانِ ایمان | (حضرت طفیلؓ نے اپنے قبیلہ دوس کو تبلیغ کی لیکن اُنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا) حضرت طفیلؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "قبیلہ دوس ہلاک ہوگیا، انہوں نے نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا۔ آپؐ ان پر بددعا کیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ، دوس کو ہدایت دے اور ان کو لے آ"۔ [3]

حضرت طلحہؓ

جنگِ اُحُد | حضرت طلحہؓ جنگ اُحُد میں شریک تھے (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر تیروں کی بارش ہورہی تھی) حضرت طلحہؓ نے اپنے ہاتھ کو سپر بنالیا تھا (وہ برابر تیروں کو ہاتھ سے روکتے رہے) یہاں تک کہ ہاتھ شل ہوگیا۔ [4] دورانِ جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ ان میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سوائے حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کے کوئی نہیں رہا (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں) [5]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق شہید ہونے کی بشارت دی تھی۔ [6]

حضرت ظُہَیر بن رافعؓ

حضرت ظُہَیرؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ کے چچا ہیں۔ ایک دن حضرت رافعؓ سے کہنے لگے "ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کام سے منع کردیا حالانکہ اُس میں ہمیں بڑی آسانی تھی"۔ حضرت رافعؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ فرمایا وہی حق ہے"۔ [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علیٰ ان قاتل نفسہ لایکفر۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ دوس عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحُد عن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابواب المناقب۔
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحُد عن سعد وطلحۃ رضی اللہ عنہما وابواب المناقب۔
[6] صحیح مسلم باب فضائل طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
[7] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عازبؓ

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عازبؓ سے تیرہ درہم میں ایک پالان خریدا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اُن سے کہا "اپنے بیٹے کو میرے ساتھ کر دیجئے کہ وہ اسے اُٹھا کر لے جائے"۔ حضرت عازبؓ نے کہا "یہ نہیں ہوگا جب تک تم مجھے ہجرت کا حال نہ سناؤ"۔ (انہوں نے وعدہ کیا) حضرت عازبؓ نے اپنے بیٹے حضرت براءؓ کو ساتھ کر دیا اور خود بھی قیمت لینے کیلئے ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت عازبؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اب مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال سُنایئے حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کا حال سُنایا۔[1]

حضرت عاصم بن ثابتؓ

حضرت عاصمؓ انصاری صحابی ہیں اور حضرت عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔

جنگِ بدر | حضرت عاصمؓ جنگِ بدر میں شریک تھے، کفّار کے ایک بہت بڑے سردار کو انہوں نے ہی قتل کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کا ایک دستہ کافروں کی جاسوسی کیلئے روانہ فرمایا۔ ان پر آپؐ نے حضرت عاصمؓ کو امیر بنایا۔ کافروں نے ان لوگوں کو گھیر لیا اور ان سے کہا "تم گرفتار ہو جاؤ، ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے (تمہیں امان دیتے ہیں)"۔ حضرت عاصمؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں کافروں کی امان میں نہیں اُتروں گا"۔ یہ کہکر دُعا کی کہ "اے اللہ ہماری خبر اپنے نبیؐ کو پہنچا دے"۔ باقاعدہ جنگ کے بعد کافروں نے آٹھ آدمیوں کو شہید کر دیا، شہیدوں میں حضرت عاصمؓ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصمؓ کی دُعا قبول فرمالی اور اپنے نبیؐ کو اُن کی خبر پہنچا دی۔

کفّارِ مکّہ میں سے چند لوگوں نے حضرت عاصمؓ کے قتل کا یقین نہیں کیا لہٰذا انہوں نے چند آدمی روانہ کئے کہ اُن کے جسم کا کوئی حصّہ کاٹ کر لے آئیں تاکہ اُنہیں اطمینان ہو جائے کہ حضرت عاصمؓ قتل ہو گئے، کیونکہ حضرت عاصمؓ نے جنگِ بدر میں اُن کے ایک سردار کو قتل کیا تھا لہٰذا وہ ان کے قتل کے بہت متمنّی تھے۔ جب قریش کے بھیجے ہوئے آدمی وہاں پہنچے تو حضرت عاصمؓ کی لاش پر بھڑیں مثل چھتّہ کے چھا گئیں، بھڑوں نے اُن کی لاش کو محفوظ کر دیا اور وہ کافر اس پر قادر نہ ہو سکے کہ ان کا کوئی عضو کاٹ سکیں۔[2]

حضرت عاصم بن عدیؓ

حضرت عاصمؓ قبیلۂ بنو عجلان کے سردار تھے۔ حضرت عُویمرؓ نے جب اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو پہلے ان ہی کے پاس آئے اور ان سے پُوچھا "تم اُس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جو اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائے، کیا وہ اُسے قتل کر دے (اگر قتل کر دے تو) کیا تم اُسے بھی (قصاص میں) قتل کر دو گے۔ اگر وہ یہ نہ کرے تو آخر کیا کرے، آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے مجھے بتائیں"۔ حضرت عاصمؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو ناپسند فرمایا۔ اس کے بعد لعان کی آیتیں نازل ہوئیں۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النّبوّۃ فی الاسلام و باب مناقب المہاجرین و صحیح مسلم کتاب الزھد باب فی حدیث الھجرۃ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ھل یستأسر الرجل و کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر و باب غزوۃ الرّجیع عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النّور) عن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عامرؓ

حضرت عامرؓ مشہور صحابی حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے چچا ہیں. حضرت عامرؓ صلحِ حدیبیہ میں شریک تھے۔ صلح کے بعد قبیلۂ عَبلات کا ایک آدمی جس کا نام مِکرز تھا ستّر مشرکین کے ساتھ مسلّح ہو کر کوہِ تنعیم میں مسلمین کی گھات میں بیٹھ گیا۔ ان لوگوں کا یہ ارادہ تھا کہ مسلمین پر ناگہانی طور پر حملہ کریں. حضرت عامرؓ (نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور) انہیں گھسیٹ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں معاف کر دیا اور چھوڑنے کا حکم دیا۔[1]

حضرت عامر بن اکوعؓ

حضرت عامرؓ مشہور صحابی حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے بھائی ہیں۔ حضرت عامرؓ جنگ خیبر میں شریک تھے۔ دورانِ سفر حضرت عامرؓ نے حدی خوانی شروع کر دی اور بطور رجز کے چند اشعار پڑھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی آواز سُنی تو فرمایا "یہ ہنکانے والا کون ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "یہ عامرؓ ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت کرے"۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ اب یہ شہید ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ نے ہمیں عامرؓ سے مزید فائدہ کیوں نہ اُٹھانے دیا"۔ جب جنگ شروع ہوئی تو خیبر کے سپہ سالار مرحب سے ان کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عامرؓ نے یہ رجز پڑھا "خیبر جانتا ہے کہ میں عامرؓ ہوں، ہتھیار بند، بہادر اور لڑائیوں میں گھسنے والا ہوں"۔ الغرض دونوں کا مقابلہ ہوا، دونوں کی ضربیں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں۔ حضرت عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی اتفاق سے اُن کی تلوار لَوٹ کر اُنہیں کے لگ گئی جس سے اُن کی شہ رگ کٹ گئی اور اُن کا انتقال ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا "عامرؓ کے عمل رائیگاں ہو گئے، انہوں نے خودکشی کر لی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے غلط کہتا ہے، اُن کے لئے دوہرا ثواب ہے، وہ طاعتِ الٰہی میں کوشش کرنے والے اور مجاہد تھے۔ ان جیسے عرب کی زمین پر کم ہی چلے ہوں گے"۔[2]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ سے واپس ہوئے تو حضرت سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کچھ رجز سُنائے۔ آپؐ نے پوچھا "یہ کس کے شعر ہیں؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے بھائی کے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اُن پر رحم کرے"۔ حضرت سلمہؓ نے کہا "لوگ تو اُن کیلئے دُعا کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ہتھیار سے مرے ہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "وہ غلط کہتے ہیں۔ وہ مجاہد مرے ہیں، اُن کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ اس قتل سے اور کونسا قتل زیادہ باعثِ ثواب ہو سکتا ہے"۔[3]

حضرت عامر بن ربیعہؓ

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہیں۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد و باب قول اللہ تعالیٰ وھو الذی کف ایدیھم عنکم وکتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذات قرد و غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب الدیات۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔

حضرت عامر بن فُہیرہؓ

حضرت عامرؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے اور (ان کی) بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور غارِ ثور میں پناہ لی تو حضرت عامرؓ غار کے قریب بکریاں چراتے، جب کچھ رات گذر جاتی تو وہ ان بکریوں کو غار کے قریب لے جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ان بکریوں کا دودھ پیتے تھے۔ صبح کو اندھیرے ہی میں حضرت عامرؓ بکریوں کو ہانک کر لیجاتے۔ حضرت عامرؓ نے کسی پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ رات کے وقت غار کے پاس پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو دودھ پلاتے ہیں۔ تین رات غارِ ثور میں رہنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ حضرت عامرؓ بھی ساتھ تھے۔ اثناءِ راہ میں حضرت سراقہؓ نے حملہ کیا۔ سراقہؓ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ انہوں نے پھر حملہ کیا، وہ پھر گر پڑے اور گھوڑے کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعاء کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی، گھوڑا کھڑا ہوگیا۔ حضرت سراقہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک تحریرِ امن دے دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامرؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے ایک رقعہ پر تحریرِ امن لکھ کر اُن کے حوالہ کی۔[1]

حضرت عامرؓ واقعہ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے۔ حضرت عامرؓ مع دوسرے قاریوں کے مبلغ بنا کر بھیجے گئے تھے، کافروں نے دھوکا دیکر ان کو قتل کر دیا، حضرت عامرؓ کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور بڑی دیر تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہی پھر زمین پر رکھدی گئی۔[2]

حضرت عائذ بن عمروؓ

حضرت عائذؓ بیعت رضوان میں شریک تھے۔[3] ایک مرتبہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور فرمایا اے میرے بیٹے بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے۔ "بے شک بدترین حکمراں ظالم حکمراں ہیں، لہٰذا تو اُن میں سے نہ ہونا"۔ عبیداللہ نے کہا "بیٹھ جایئے، آپ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی بھوسی ہیں"۔ حضرت عائذؓ نے پوچھا "کیا صحابہؓ میں بھی بھوسی تھی، بھوسی تو بعد والوں میں ہے"۔[4]

حضرت عباد بن بشرؓ

ایک تاریک رات میں یہ مسجد نبوی سے روانہ ہوئے تو ایک روشنی ان کے آگے چلتی رہی۔[5]

حضرت عُبادہ بن صامتؓ

حضرت عبادہؓ انصاری صحابی ہیں۔ مکہ معظمہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے چند لوگوں سے رات کے وقت ایک گھاٹی میں اسلام کی بیعت لی تھی، حضرت عُبادہؓ بھی ان میں شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی مدینہ منورہ میں نقیب مقرر فرمایا تھا۔[6]

جنگِ بدر | حضرت عبادہؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔[7]

بحری جہاد | حضرت عبادہؓ نے حضرت اُمِّ حرامؓ سے نکاح کیا، حضرت معاویہؓ کی سپہ سالاری میں حضرت عبادہؓ اور حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع وبئر معونۃ وکتاب الجہاد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ حدیبیۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔ [5] صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ الایمان حب الانصار عن عبادۃؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب وفود الانصار۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناقب باب منقبۃ اسید بن حضیر وعباد بن بشر۔

اُمِّ حرامؓ سب سے پہلے بحری جہاد میں شریک ہوئے۔ اس جہاد کے شرکاء کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں جہاد کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ "وہ اس طرح پیش کئے گئے گویا وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔ ان کیلئے (جنّت) واجب ہوگئی"۔ واپسی میں حضرت اُمِّ حرامؓ اپنی سواری سے گر پڑیں اور اُن کی وفات ہوگئی [1]

وفات | جب حضرت عبادہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت صنابحیؓ حاضر ہوئے اور ان کو قریب المرگ دیکھکر رونے لگے۔ حضرت عبادہؓ نے فرمایا "کیوں روتے ہو، اگر مجھے گواہ بنایا گیا تو میں تمہارے لئے گواہی دوں گا، اگر مجھے شفاعت کی اجازت ملی تو تمہاری شفاعت کروں گا اور اگر مجھ سے ہوسکا تو میں ضرور تمہیں نفع پہنچانے کی کوشش کروں گا۔" [2]

امر بالمعروف اور حضرت عبادہؓ کی بے باکی | حضرت عبادہؓ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کی امارت میں کسی جہاد میں شریک ہوئے (اسلامی فوج کی فتح ہوئی اور) بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا، اس میں کچھ چاندی کے برتن بھی تھے حضرت معاویہؓ نے ایک آدمی کو لوگوں کی تنخواہوں کے عوض انہیں فروخت کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے خریدنے میں جلدی کی اتنے میں یہ خبر حضرت عبادہؓ کو پہنچی، وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونے کو سونے کے بدلہ، چاندی کو چاندی کے بدلہ، گیہوں کو گیہوں کے بدلہ، جَو کو جَو کے بدلہ، کھجور کو کھجور کے بدلہ، نمک کو نمک کے بدلہ بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک برابر برابر نہ ہوں اور سودا نقد نہ ہو۔ جس نے زیادہ لیا یا دیا تو وہ سُود ہے"۔ یہ سُن کر لوگوں نے جو لیا تھا وہ واپس کر دیا۔ حضرت معاویہؓ کو اطلاع ہوئی تو اُنہوں نے فرمایا "لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جنہیں ہم نے نہیں سُنا حالانکہ ہم نے بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت اُٹھائی ہے"۔ حضرت عبادہؓ پھر کھڑے ہوئے اور واقعہ بیان کیا پھر فرمایا "ہم تو حدیثیں ضرور بیان کریں گے اگرچہ معاویہؓ کو بُرا لگے میں برداہ نہیں کرتا اگرچہ میں معاویہؓ کے ساتھ تاریک رات میں لشکر میں نہ رہوں"۔ [3]

حضرت عبّاسؓ

حضرت عبّاسؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا تھے۔ انہوں نے کافی عرصہ کے بعد اسلام قبول کیا۔

ایّامِ جاہلیّت میں ایک مرتبہ زبردست سیلاب آیا جس سے کعبہ کی عمارت کو زبردست نقصان پہنچا۔ سیلاب کے بعد کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حضرت عبّاسؓ بھی اس تعمیر میں شریک تھے۔ [4]

جنگِ بدر | جنگِ بدر میں حضرت عبّاسؓ کافروں کی طرف تھے۔ اسلامی فوج نے کچھ کُفّار کو قید کر لیا۔ حضرت عبّاسؓ بھی قیدیوں میں شامل تھے، ان پر لباس نہ تھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبیّ سے قمیص لے کر ان کو پہنائی۔ [5]

بعد میں تمام قیدی فدیہ لیکر چھوڑ دئے گئے۔ انصار نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عبّاسؓ کا فدیہ معاف کر دیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، ایک درہم بھی معاف نہ کیا جائے"۔ [6]

فتحِ مکّہ | حضرت عبّاسؓ فتحِ مکّہ کے موقع پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوسفیانؓ جب مُسلم ہوئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدّعاء بالجہاد وباب فضل من یصرع و باب غزوۃ المرأۃ فی البحر وباب رکوب البحر وباب ما قیل فی قتال الرّوم وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اوّل الایمان قول لا الٰہ الّا اللہ۔ [3] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الرّبا۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب باب بنیان الکعبۃ وکتاب الصّلوٰۃ باب کراہیۃ التعری فی الصّلوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الحیض عن جابرؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکسوۃ للاساری عن جابرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب العتق باب اذا اسر اخو الرجل او عمہ ھل یفادی۔

تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبّاسؓ سے فرمایا "ان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجاؤ تاکہ یہ اسلامی فوج کی شوکت کا نظارہ کریں"۔ حضرت عبّاسؓ نے ایسا ہی کیا۔[1]

جنگِ حُنَین | جنگِ حُنَین میں بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تن تنہا اپنے خچّر کو کافروں کی طرف دوڑایا تو حضرت عبّاسؓ نے لگام پکڑ لی اور خچّر کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔[2]

زکوٰۃ کی ادائیگی | ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو عامل بنایا۔ حضرت عمرؓ نے شکایت کی کہ حضرت عبّاسؓ نے زکوٰۃ نہیں دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عبّاسؓ تو اللہ کے رسُولؐ کے چچا ہیں، ان کا صدقہ میرے ذمّہ ہے۔ اور اس کے مثل اس کے ساتھ اور بھی ہے اور اے عمرؓ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے"۔[3]

حجّۃ الوداع | حجّۃ الوداع کے موقع پر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم طواف کے بعد سبیل پر تشریف لائے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی مانگا۔ حضرت عبّاسؓ نے اپنے لڑکے سے کہا "اے فضل اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور اُن کے پاس سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے پانی لے آؤ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِسی میں سے پلا دو"۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس میں لوگ ہاتھ ڈال دیتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی میں سے پلا دو"۔ الغرض آپؐ نے پانی پیا۔ پھر حضرت عبّاسؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کھجور کا شربت بھی پلایا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ زمزم پر تشریف لائے۔ حضرت عبّاسؓ پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم یہ کام کئے جاؤ، تم اچھا کام کر رہے ہو"۔ حضرت عبّاسؓ نے منیٰ کی راتوں میں حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے مکّہ معظّمہ میں رہنے کی اجازت طلب کی، آپؐ نے اجازت دیدی۔[4]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مرض الموت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے مرض الموت میں ایک دن نماز کے لئے باہر تشریف لائے۔ آپؐ دو آدمیوں کے سہارے سے چل رہے تھے جن میں سے ایک حضرت عبّاسؓ تھے۔[5]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مرض میں کچھ افاقہ ہوا۔ حضرت عبّاسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اللہ کی قسم، تین دن بعد تم دوسروں کے ماتحت بن جاؤ گے، اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بے شک اسی مرض میں وفات پائیں گے۔ میں بنو عبدالمطلب کے چہروں سے ان کی موت کو پہچان لیتا ہوں، چلو ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلیں اور دریافت کر لیں کہ خلافت کس کو ملے گی۔ اگر ہمیں ملیگی تو ہمیں معلوم ہو جائیگا اور اگر کسی اور کو ملیگی تو وہ بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا، پھر (جو کچھ) آپؐ ہمیں وصیّت کریں گے (ہم اس کے مطابق عمل کریں گے)" حضرت علیؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس قسم کا سوال کرنے سے انکار کر دیا۔[6]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے بعد حضرت عبّاسؓ نے فدک میں سے اپنی میراث طلب کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا" (یہ سنکر حضرت عبّاسؓ خاموش ہو گئے)[7]

حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں وہ اموال جو مدینہ منوّرہ میں تھے اور جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بغیر جنگ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرایۃ یوم الفتح۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ وکتابُ الجہاد باب غزوۃ حُنَین عن براءؓ وعبّاسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ وصحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب سقایۃ الحاج وصحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وباب وجوب المبیت بمنیٰ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے، سبیل پر پانی پینے کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے)۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المخضب عن عائشہ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتابُ الاستئذان باب المعانقۃ عن ابن عبّاسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث بنی نضیر وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لا نورث .....

کے حاصل ہوئے تھے، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی تحویل میں دیدئے۔[1]

حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کا بہت احترام کرتے تھے، ایک مرتبہ بارش نہ ہونے سے قحط کے آثار نمودار ہوئے حضرت عمرؓ، حضرت عباسؓ کو دُعا کیلئے لے گئے اور اس طرح دُعا کی "اے اللہ (پہلے تو) ہم اپنے نبیؐ کے وسیلہ سے تجھ سے دُعا کرتے تھے اور اب ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے چچا کے وسیلہ سے دُعا کرتے ہیں، ہم پر بارش نازل فرما"۔[2]

حضرت عبّاس بن مِرداسؓ

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چند لوگوں کو سَو سَو اُونٹ دیئے لیکن حضرت عبّاس بن مِرداسؓ کو کم اُونٹ دیئے۔ حضرت عباسؓ نے کہا:-

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ "آپ میرا اور (میرے گھوڑے) عُبَید کا حصّہ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ عیینہ اور اقرع کے درمیان مقرر کرتے ہیں
وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِئٍ مِنْهُمَا وَمَنْ يُخْفَضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ حالانکہ یہ دونوں عباس بن مرداسؓ سے
کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے، میں ان دونوں سے کم نہیں ہوں، آج جو نیچے ہوگیا وہ پھر اُونچا نہ ہوگا"۔

(یہ سُنکر) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو بھی پُورے سَو اُونٹ دیدئے۔[3]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ

حضرت عبدالرحمٰن، حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے تھے اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے بھائی تھے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ چند مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے ہاں لائے۔ شام کو وہ مہمانوں کو گھر پہ چھوڑ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں چلے گئے اور جاتے وقت حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہہ گئے کہ مہمانوں کی خبرگیری کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کھانا پیش کیا، مہمانوں نے میزبان کے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کافی رات گذرنے کے بعد آئے تو اُن کی بیوی نے کہا "تمہیں مہمانوں کے پاس آنے سے کس نے روک لیا تھا؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "کیا اُنہوں نے کھانا نہیں کھایا؟" اُن کی بیوی نے کہا "اُنہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔" حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کر چھپ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں بُرا بھلا کہا پھر کہا "اے نالائق اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو آجا"۔ یہ سنکر وہ آگئے اور کہا اللہ کی قسم میرا کوئی قصور نہیں۔ مہمانوں سے پوچھ لیجئے۔[4]

حضرت عبدالرحمٰنؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے، حضرت عائشہؓ کو مقامِ تنعیم سے عمرہ کرایا تھا۔[5]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

ایّامِ جاہلیّت میں ان کا نام عبد عمرو تھا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوس رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاستسقاء عن انس رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ عن رافع بن خدیج رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب مواقیت الصّلوٰۃ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النّبوّۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الحج علی الرحل۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ۔

ہجرت | حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجر اور ایک انصاری کو بھائی بھائی بنایا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ کے بھائی حضرت سعد بن ربیعؓ قرار پائے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا "میرے مال میں سے آدھا آپ لے لیجئے اور میری دو بیویاں ہیں، ان میں جس کو آپ پسند کریں میں اُسے طلاق دے دیتا ہوں، آپ اُس سے نکاح کر لیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطاء فرمائے، مجھے تو بس یہ بتا دو کہ بازار کہاں ہے"۔ حضرت سعدؓ نے اُنہیں بنو قینقاع کے بازار کا راستہ بتا دیا، حضرت عبدالرحمٰنؓ اس بازار میں تجارت کرنے لگے۔ کچھ دن بعد اُنہوں نے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو اُن پر کچھ زردی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ زردی کیسی ہے؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "میں نے نکاح کیا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "تم نے مہر کیا دیا؟" اُنہوں نے کہا "ایک گٹھلی کے برابر سونا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سہی"۔ [1]

ہجرت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اُمیہ بن خلف سے ایک دوسرے کی حفاظت کا معاہدہ کیا۔ جب انہوں نے معاہدہ میں اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو اُمیہ نے کہا "میں رحمٰن کو نہیں جانتا، آپ اُسی نام کو لکھئے جو نام آپ کا ایامِ جاہلیت میں تھا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایسا ہی کیا۔ اس معاہدہ میں یہ بھی طے پایا کہ امیہ مکہ میں جو سامان حضرت عبدالرحمٰنؓ کا ہے اُس کی حفاظت کرے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ مدینہ میں اُمیہ کے سامان کی حفاظت کریں۔ [2]

جنگِ بدر میں شرکت | بدر کے میدان میں مؤمنین کی اور کافروں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل آکر مقیم ہو گئیں۔ مؤمنین کی طرف سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی جنگِ بدر میں شریک تھے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے، حضرت عبدالرحمٰنؓ کا اُمیہ سے ایک دوسرے کی حفاظت کا معاہدہ تھا۔ لہٰذا (رات کو) جب سب سو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ پہاڑ کی طرف چلے گئے تاکہ اُمیہ کی حفاظت کریں۔ حضرت بلالؓ نے اُسے دیکھ لیا اور انصار کی ایک مجلس میں آکر کہا "امیہ بن خلف (یہاں موجود ہے) اگر وہ بچ گیا تو میں نہیں بچ سکتا"۔ الغرض انصار کی ایک جماعت حضرت عبدالرحمٰنؓ اور اُمیہ کے پیچھے پیچھے نکلی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جب دیکھا کہ اب وہ بچ نہیں سکتا تو اُمیہ کے لڑکے کو اُن کیلئے پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ انہیں مشغول کر لے۔ انصار نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس کو قتل کرنے کے بعد انہوں نے پھر ان دونوں کا پیچھا کیا۔ اُمیہ بھاری جسم کا آدمی تھا (لہٰذا بھاگ نہ سکا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُس سے کہا بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُسے بچانے کیلئے اپنے کو اُس پر ڈال دیا۔ لیکن مسلمین نے اُن کے نیچے سے اُسے تلواروں سے چھید کر قتل کر دیا۔ اُس کو بچانے میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے پُشتِ قدم پر بھی ایک زخم لگ گیا۔ [3]

(دوسرے دن صبح کو) جب صف بندی ہوئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دیکھا کہ اُن کے دائیں بائیں دو نوجوان انصاری لڑکے ہیں، انہیں دیکھکر حضرت عبدالرحمٰنؓ کو محسوس ہوا کہ وہ غیر محفوظ ہیں، دونوں لڑکوں نے باری باری سے ایک دوسرے سے چھپا کر چپکے سے اُن سے پوچھا کہ ابوجہل کونسا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پوچھا "تم اس کا کیا کرو گے؟" ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ "وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ میں اُسے قتل کروں گا یا شہید ہو جاؤنگا"۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں ان کی باتیں سُننے کے بعد مجھے وہ تمنا اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ میرے دائیں بائیں دو مرد ہوتے۔ کچھ دیر بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُنہیں اشارہ سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے (یہ سُنتے ہی) وہ دونوں مثل شکرے کے جھپٹے اور اُسے قتل کر دیا۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن سعدؓ و انسؓ و باب کیف آخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب البیوع۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰنؓ [3] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل۔

جنگِ تبوک | حضرت عبدالرحمٰنؓ جنگِ تبوک میں شریک تھے۔ ایک دن صبح کے وقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے، آپؐ کو واپس پہنچنے میں کچھ دیر ہوگئی تو لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو امام بنالیا اور نماز شروع کردی۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو حضرت مغیرہؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا "رہنے دو"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پیچھے ایک رکعت ادا فرمائی جب حضرت عبدالرحمٰنؓ نے سلام پھیرا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور نماز پوری کرلی۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "تم نے اچھا کیا"۔[1]

حضرت عمرؓ کو مشورہ | حضرت عمرؓ نے جب آخری مرتبہ حج کیا تو ایک شخص نے کہا "اگر عمرؓ کی وفات ہوگئی تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا"۔ حضرت عمرؓ کو اِس بات کی خبر ہوئی تو فرمایا "انشاءاللہ آج شام کو میں تقریر کروں گا اور تمام لوگوں کو ایسے اشخاص سے ہوشیار کروں گا جو اُمورِ خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "یہاں تقریر نہ کیجئے۔ یہاں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں، مجھے ڈر ہے کہ آپ کچھ فرمائیں اور اُڑانے والے اس کو اُڑا کر اس کی حفاظت نہ کریں۔ اور جہاں اس کو رکھنا چاہیئے وہاں نہ رکھیں۔ لہٰذا آپ مدینہ منوّرہ پہنچکر سمجھدار اہلِ شرف لوگوں کو چُن کر اُن کے سامنے جو کچھ کہنا ہو کہیں تاکہ اہلِ علم آپ کی بات کو سُنکر اُس کو اُس کے محل پر رکھیں"۔ حضرت عمرؓ نے اس مشورہ کو قبول فرمایا۔[2]

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ | جب حضرت عمرؓ پر نماز کی حالت میں قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ زخمی ہوگئے تو اُنہوں نے فوراً حضرت عبدالرحمٰنؓ کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں آگے کردیا۔[3]

حضرت عثمانؓ کا انتخاب | حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا تھا کہ خلافت کا مستحق میں علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کے وقت تک ان سے راضی رہے۔ لہٰذا جس شخص کو یہ لوگ میرے بعد خلیفہ بنادیں وہی خلیفہ ہے، اس کی اطاعت کرنا۔ الغرض یہ چھ آدمی امارت کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا "اس کام میں ہم میں سے تین آدمی باقی تین آدمیوں کے حق میں دستبردار ہوجائیں"۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ دستبردار ہوگئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کہا "تم میں سے کون امارت سے دستبردار ہوتا ہے، جو دستبردار ہوجائے گا ہم امارت کا فیصلہ اُسی کے سپرد کردیں گے"۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "میں تم سے اس معاملہ میں جھگڑنے والا نہیں، اگر تم لوگ چاہو تو میں تم میں سے ایک کو منتخب کردوں، کیا تم اس کام کو میرے حوالہ کرتے ہو۔ مجھ پر اللہ کا واسطہ ہوگا کہ میں تم میں سے جو بہتر ہو اُسے خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہ کروں"۔ ان دونوں نے کہا "ہمیں منظور ہے"۔ اس واقعہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ انتخاب کے کام میں مشغول ہوگئے۔ تین راتیں اُنہوں نے اس کام میں صَرف کیں۔ ان راتوں میں وہ بہت ہی کم سوئے۔ اُنہوں نے اکابر صحابہؓ سے مشورہ کیا اور (تین دن بعد) صبح کے وقت مجمع عام میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کردیا اور حضرت علیؓ سے معذرت طلب کی۔[4]

علم کا شوق اور انکساری | حضرت عبدالرحمٰنؓ اکابر صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں لیکن علم کا اتنا شوق تھا کہ حضرت عبداللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بھم عن مغیرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت۔
[3] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب عثمان رضؓ وکتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس۔

ابن عباسؓ سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اس کو اپنے لئے باعث عار نہیں سمجھتے تھے۔[1]

خشیت | ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روزے سے تھے۔ اُن کے سامنے کھانا لایا گیا۔ کہنے لگے "مصعبؓ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے، اُن کو کفن میں صرف ایک چادر میسّر ہوئی وہ بھی اتنی چھوٹی کہ سر ڈھانکتے تھے تو پیر کھُل جاتے تھے، پیر ڈھانکتے تھے تو سر کھُل جاتا تھا۔ حمزہؓ شہید ہوئے تو اُنہیں بھی ایک کپڑے کا کفن دیا گیا، اور وہ مجھ سے بہتر تھے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں دُنیا کی زندگی میں پاکیزہ چیزیں دیدی گئی ہوں (اور آخرت میں کچھ نہ ملے)" پھر وہ رونے لگے اور کھانا نہ کھایا۔[2]

خارش کا مرض | ایک دفعہ اُن کو کھُجلی کا مرض ہوگیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔[3]

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گیہوں، جَو، کشمش اور کھجور کی بیع سَلَم کیا کرتے تھے۔[4]

حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ

حضرت عبداللہ، حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے صاحبزادے ہیں۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی اور غارِ ثور میں پناہ لی تو حضرت عبداللہؓ اس زمانہ میں ایک ذہین اور سمجھدار نوجوان تھے۔ حضرت عبداللہؓ بھی رات کو غار ہی میں رہا کرتے تھے اور صبح کو مکّہ معظّمہ میں واپس چلے جاتے تھے۔ دن کے وقت کُفّارِ مکّہ جو باتیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف کرتے تھے حضرت عبداللہؓ اُنہیں سُنتے اور محفوظ کر لیتے اور رات کے وقت آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مطلع کر دیتے تھے۔[5] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کیلئے ایک حلہ خریدا گیا لیکن اس میں آپ کو کفن نہیں دیا گیا، عبداللہ نے

حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ

حضرت عبداللہؓ، حضرت ابوطلحہؓ کے صاحبزادے تھے۔ یہ جب پیدا ہوئے تو حضرت انسؓ انہیں لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں آئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت ایک کملی اوڑھے ہوئے اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "تمہارے پاس کچھ کھجوریں ہیں؟" انہوں نے کہا "ہاں"۔ آپؐ نے کھجور چبا کر اُن کو چٹائی، وہ کھجور چُوسنے لگے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار کو کھجور سے (بہت) محبت ہے"۔ پھر آپؐ نے ان کا نام عبداللہؓ رکھ دیا۔[6]

حضرت عبداللہ بن اُمیّہؓ

حضرت عبداللہؓ، حضرت اُمّ سلمہؓ کے بھائی ہیں، جنگِ طائف میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم المحبلی من الزنا اذا احصنت عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن من جمیع المال وباب اذا لم یوجد الا ثوب واحد۔ [3] صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما یرخص للرجال من الحریر من الحکۃ عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب اللباس۔ [4] صحیح بخاری کتاب السلم باب السلم۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب استعمال ابل الصدقۃ عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الآداب (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیرؓ

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ پھیرا تھا۔ [1]

حضرت عبداللہ بن جُبیرؓ

جنگِ اُحُد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیراندازوں کا ایک دستہ ایک جگہ متعین فرمایا۔ اس دستہ پر آپؐ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر بنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دستہ کے لوگوں سے فرمایا "تم یہاں سے نہ ہٹنا، جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں"۔ جنگ شروع ہوئی، کُفّار شکست کھا کر بھاگے، حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے دستہ کے لوگوں نے (جب کافروں کو بھاگتے دیکھا تو) کہنا شروع کیا "مالِ غنیمت مالِ غنیمت" (یہ کہکر وہ مالِ غنیمت لُوٹنے کے لئے جانے لگے) حضرت عبداللہؓ نے اُنہیں بہت سمجھایا کہ (ایسا نہ کرو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ یہاں سے نہ ہلنا۔ لیکن اُنہوں نے حضرت عبداللہؓ کا کہنا نہ مانا اور مالِ غنیمت لُوٹنے میں مصروف ہو گئے (اور نقصان اُٹھایا) [2]

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا حضرت زبیرؓ پر چار لاکھ (درہم) کا قرضہ تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد کے قرضہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ان کے پاس گئے اور کہا "اگر تم چاہو تو میں قرضہ معاف کر دوں"۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا "نہیں"۔ انہوں نے کہا "اگر تم مؤخّر کرنا چاہتے ہو تو میں اس کو مؤخّر کر دوں"۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے فرمایا "نہیں"۔ یہ کہکر اُنہوں نے قرضہ ادا کر دیا [3]

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں "ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور مجھ سے چپکے سے ایک بات کہی، میں وہ بات کسی سے بیان نہ کروں گا"۔ [4]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کبھی سفر سے واپس آتے تو حضرت عبداللہؓ آپؐ کا استقبال کرتے۔ آپؐ اُنہیں اپنے ساتھ سوار کر لیتے اور اسی طرح مدینہ منورہ میں داخِل ہوتے [5]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب انہیں سلام کرتے تو اس طرح کہتے "اے ذوالجناحین کے بیٹے تم پر سلام ہو"۔ [6]

حضرت عبداللہ بن حُذافہ بن قیس بن عدی سہمیؓ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ایک لشکر کے ساتھ سپہ سالار بنا کر روانہ کیا، ان ہی کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" (اللہ کی اطاعت کرو، رسُولؐ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو امیر ہو اُس کی اطاعت کرو) [7]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الدّعوات باب الدّعاء للصبیان۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اُحُد وکتابُ الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب برکۃ الغازی فی مالہ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن جعفرؓ۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن جعفرؓ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب جعفر بن ابی طالبؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ النساء) وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء۔

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص مجھ سے کوئی بات پُوچھنی چاہے تو وہ مجھ سے پُوچھ لے میں جب تک اس مقام پر کھڑا ہوں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا"۔ حضرت عبداللہؓ کو بعض لوگ حُذافہ کے کے علاوہ دوسرے کی طرف منسوب کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے باپ حذافہ ہیں" (اِس جواب سے ولدیت کے متعلّق لوگوں کو جو شک تھا وہ دور ہوگیا) [1]

اس واقعہ کے بعد اُن کی والدہ نے ان سے کہا "میں نے تجھ سے زیادہ نالائق کوئی بیٹا نہیں دیکھا، کیا تجھے اس بات کا ڈر نہیں تھا کہ کہیں تیری ماں نے بھی وہ گناہ کیا ہو جو جاہلیّت کے زمانہ میں عورتیں کرتی تھیں، کیا تو مجھے رُسوا کرنا چاہتا تھا"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "اگر میرا رشتہ ایک حبشی غلام سے بھی جوڑ دیا جاتا تو میں اُس سے وابستہ ہو جاتا"۔ [2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسریٰ کو جو تبلیغی خط روانہ کیا تھا وہ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ لیکر گئے تھے حضرت عبداللہؓ نے حسبِ ہدایت وہ خط بحرین کے حاکم کو پہنچا دیا، اُس نے کسریٰ کو بھیج دیا۔ [3]

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کُفّار کی ہجو میں اشعار کہو"۔ حضرت عبداللہؓ نے ایک ہجو لکھی لیکن وہ ہجو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پسند نہ آئی۔ [4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیامِ شب کے متعلّق اُنہوں نے چند اشعار لکھے تھے جو سیرۃ النبیؐ میں صفحہ ۴۳۷ پر بیان کر دئے گئے ہیں۔

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عبداللہ بن اُبی کی مجلس میں پہنچے، مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی موجود تھے اور یہ مُسلم ہو چکے تھے۔ چند اور مسلم بھی مجلس میں موجود تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبیّ کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ کہنے لگا "تم گھر واپس جاؤ، جو شخص تمہارے پاس آئے اُسے نصیحت کرو"۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہماری مجلس میں آکر ہمیں غبار آلود کیجئے، ہم اسے پسند کرتے ہیں"۔ اس بات پر مسلمین اور کافروں میں کافی سخت کلامی ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں خاموش کرتے رہے، جب معاملہ ٹھنڈا ہوگیا تو آپؐ وہاں سے چلے آئے۔ [5]

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بے ہوش ہوگئے، اُن کی بہن عَمرۃ رونے اور اُن کی تعریف کرنے لگیں، جب وہ ہوش میں آئے تو کہنے لگے "جو کچھ تم کہہ رہی تھیں اُس کے متعلّق مجھ سے پوچھا جا رہا تھا کہ کیا تم ایسے ہی تھے؟" [6]

جنگ مُوتہ اور حضرت عبداللہؓ کی شہادت | جنگِ مُوتہ میں حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کے مطابق اُنہوں نے جھنڈا لیا اور (لڑتے لڑتے) شہید ہوگئے۔ [7]

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ مازنی انصاری

حضرت عبداللہؓ لوگوں کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وضوء کا طریقہ بتایا کرتے تھے۔ [8] حضرت یزیدؒ کے خلاف

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کتاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم إلی کسریٰ عن ابن عباسؓ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائلِ حسانؓ عن عائشہؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ و کتاب الادب باب کُنیۃ المشرک و کتاب التفسیر (سورۃ آل عمران) و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب دعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی اللہ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ عن نعمان بن بشیرؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن انسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب الوضوء و صحیح مسلم کتاب الوضوء۔

جب ابن حنظلہ نے موت پر بیعت لی تو حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے فرمایا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔" [1]

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک تھے، انہوں نے آپؐ کے ساتھ ثرید کھایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کیلئے دعائے مغفرت کی، پھر وہ آپؐ کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے اور مہرِ نبوت کو دیکھنے لگے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن سلامؓ

حضرت عبداللہ بن سلامؓ یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع کے ایک فرد تھے۔ [3] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو اُس وقت حضرت عبداللہؓ اپنے باغ میں تھے۔ آپؐ کی آمد کی خبر سنتے ہی وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، کچھ دیر آپؐ کی باتیں سنیں اور واپس چلے آئے۔ کچھ دیر بعد پھر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالات کے جوابات دئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان سوالات کا جواب سوائے نبی کے اور کوئی نہیں دے سکتا لہٰذا جواب سنتے ہی وہ فوراً مسلم ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "تمام یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں، ان کے سردار کا بیٹا ہوں، ان سب سے زیادہ عالم ہوں اور ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہوں، آپؐ یہودیوں کو بُلوائیے وہ بہت جھوٹے اور بہتان لگانے والے ہیں، اس سے قبل کہ ان کو میرے ایمان لانے کی خبر ہو، آپؐ اُن سے میرا حال دریافت فرمائیے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بُلوایا۔ یہودی حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ گھر کے اندر چھپ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اسلام کی دعوت دی، انہوں نے انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پُوچھا "اچھا یہ بتاؤ کہ عبداللہ بن سلامؓ تم لوگوں میں کیسا آدمی ہے؟" انہوں نے کہا "وہ ہمارا سردار ہے ہمارے سردار کا بیٹا ہے، ہم سب سے زیادہ عالم اور ہم سب سے زیادہ عالم کا بیٹا ہے، وہ ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے بہتر آدمی کا بیٹا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ مسلم ہو جائے؟" یہودی کہنے لگے "حاشا للہ، وہ ہرگز مسلم نہیں ہوگا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابن سلامؓ باہر آؤ۔" حضرت عبداللہؓ باہر آئے اور کہا "اے یہودیو! اللہ سے ڈرو، تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور حق کے ساتھ آئے ہیں۔" یہودیوں نے کہا "تم جھوٹ بولتے ہو، تم سب سے بدتر اور سب سے بدتر آدمی کے بیٹے ہو۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن یہودیوں کو باہر نکلوا دیا۔ [4]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے پُوچھا "کیا سنگسار کرنے کا حکم تمہیں توریت میں نہیں ملتا؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "تم جھوٹ کہتے ہو، اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ۔" یہودی توریت لائے، ان کے مدرس نے آیۂ رجم پر ہاتھ رکھ کر پڑھنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "ہاتھ ہٹاؤ۔" اُس نے ہاتھ ہٹایا تو اسکے ہاتھ کے نیچے سے آیۂ رجم نکلی۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب البیعۃ فی الحرب۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ وباب خلق آدمؑ عن ابن سلامؓ وباب مناقب المہاجرین وباب مناقب عبداللہ بن سلامؓ وکتاب التفسیر (سورۃ البقرۃ) باب من کان عدوًّا لجبریل عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ آل عمران) وصحیح مسلم کتاب الحدود عن ابن عمرؓ

فضائل | حضرت سعدؓ کہتے ہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی زندگی ہی میں ان کے لئے جنّت کی بشارت دیدی تھی۔[1] حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے چہرہ سے خشوع ظاہر ہوتا تھا۔ ایک دن ان سے کہا گیا "لوگ کہتے ہیں کہ آپ جنّتی ہیں"۔ کہنے لگے "اللہ کی قسم کسی کو یہ سزاوار نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اُسے علم نہ ہو، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے، ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ جو بہت وسیع اور سرسبز و شاداب تھا۔ اس کے درمیان میں لوہے کا ایک سُتون تھا جس کا اوپر کا حصّہ آسمان میں تھا، اس کے اوپر ایک کڑا لگا ہوا تھا۔ مجھ سے کہا گیا کہ "چڑھو" میں نے کہا 'میں نہیں چڑھ سکتا'، پھر ایک خادم آیا۔ اُس نے پیچھے سے میرے کپڑوں کو اُٹھایا، پھر میں اس پر چڑھ کر اس کی بلندی تک پہنچ گیا اور وہ کڑا پکڑ لیا، پھر مجھ سے کہا گیا 'مضبوطی سے پکڑے رہو'۔ پھر میں جاگ گیا، میں نے یہ خواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے، وہ ستون اسلام کا ستون ہے، وہ کڑا مضبوط کڑا ہے، تم اسلام پر قائم رہو گے جب تک تمہیں موت آئے"۔[2]

(نوٹ:۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے وہ حدیث خود نہیں سُنی تھی جو حضرت سعدؓ اُن کے متعلق سُن چکے تھے)

مہمان نوازی اور تقویٰ | ایک مرتبہ حضرت ابوبُردہؓ مدینہ منوّرہ آئے اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے ملاقات کی۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "آپ گھر تشریف لے چلیں تاکہ میں آپ کو ستّو پلاؤں اور کھجور کھلاؤں"۔ پھر حضرت عبداللہؓ نے اُن سے فرمایا "آپ ایسی زمین میں ہیں جہاں سود جاری ہو گیا ہے (یعنی مقروض، قرضخواہ کو تحفے بھیجتے ہیں) لہٰذا اگر آپ کا کسی پر قرضہ ہو اور وہ آپ کو کسی قسم کا تحفہ بھیجے تو آپ اُسے نہ لیں کیونکہ یہ بھی سُود ہے"۔[3]

حضرت عبداللہ بن سہلؓ

ایک دن حضرت عبداللہ بن سہلؓ، حضرت محیصہؓ کے ساتھ خیبر گئے۔ اس زمانہ میں خیبر کے یہودیوں سے مسلمین کی صلح تھی، خیبر پہنچ کر وہ دونوں ایک دوسرے سے علیٰحدہ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت محیصہؓ، حضرت عبداللہؓ کے پاس گئے تو اُنہیں مقتول پایا۔ حضرت محیصہؓ نے یہودیوں سے کہا "تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے"۔ یہودیوں نے انکار کیا۔ حضرت محیصہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قسم کھا کر اپنے رشتہ دار کے قاتل کو قتل کرنے کا حق ثابت کرو"۔ انہوں نے کہا "ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں، ہم نے (کسی کو قتل کرتے) نہیں دیکھا" (غرض یہ کہ قاتل کا پتہ نہ چلا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہؓ کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی۔[4]

حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ

حضرت عبداللہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت عبّاسؓ کے لڑکے تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ ان کی خالہ تھیں۔[5] حضرت ابن عبّاسؓ بچپن میں بچّوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے، ایک مرتبہ جبکہ وہ کھیل رہے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے، حضرت ابنِ عبّاسؓ کواڑ کے پیچھے چھپ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے پاس

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلامؓ و صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن سلامؓ عن سعدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلامؓ و صحیح مسلم باب فضائل ابن سلامؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلامؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الموادعۃ المصالحۃ مع المشرکین و کتاب الدیات و صحیح مسلم کتاب القسامۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث۔

آگئے اور دونوں کندھوں کے درمیان تھپکی دیکر فرمایا "جاؤ معاویہؓ کو بلا لاؤ"۔ حکم کی تعمیل میں وہ فوراً روانہ ہوگئے۔[1]

حضرت عبداللہ کبھی کبھی اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں جاکر سو جایا کرتے تھے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہؓ حضرت میمونہؓ کے ہاں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت پڑھیں پھر سو گئے، پھر آپؐ اٹھے اور فرمایا "کیا بچہ سو رہا ہے؟" حضرت ابن عباسؓ (اٹھے اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب جاکر کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی داہنی طرف کرلیا۔ پھر پانچ رکعتیں پڑھیں (پھر جب صبح ہوئی تو) آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر باہر تشریف لے گئے۔[2]

ایک دفعہ اور ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ پھر آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا داہنا کان پکڑا اور اُن کو اپنی دائیں جانب کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعتیں کرکے بارہ رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا۔[3]

حجۃ الوداع | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت عبداللہؓ قریب البلوغ تھے۔[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ضعیف لوگوں کے ساتھ رات ہی کو مزدلفہ سے منیٰ روانہ کردیا تھا۔[5]

علم | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور فرمایا "اے اللہ انہیں کتاب اور حکمت کا علم دیدے"۔

ایک مرتبہ اُن میں اور حُرّ بن قیس بن حصن فزاری میں اِس بات پر اختلاف ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جن سے ملنے گئے تھے وہ کون تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "وہ خضر تھے"۔ حضرت حُرّ نے کسی اور کا نام لیا۔ اتنے میں حضرت اُبیّ ابن کعبؓ وہاں سے نکلے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اُنہیں بُلایا اور اُن سے یہ بات دریافت کی۔ حضرت اُبیّ ابن کعبؓ نے حضرت ابن عباسؓ کی تائید کی۔[6]

فقہ | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے گئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے آپؐ کیلئے وضو کا پانی رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ پانی کس نے رکھا ہے؟" کسی نے آپؐ کو بتایا کہ ابن عباسؓ نے رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ اسے دین میں سمجھ عطا فرما"۔[7]

تحقیقِ مسائل | حضرت عبداللہ مسائل کی تحقیق کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن میں اور حضرت مسور بن مخرمہؓ میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابنِ عباسؓ کہتے تھے کہ مُحرِم سر دھو سکتا ہے، حضرت مسورؓ کہتے تھے کہ مُحرم سر نہیں دھو سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عبداللہ بن حنین کو حضرت ابو ایوبؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بتائیں۔ حضرت ابوایوبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں سر دھولیا کرتے تھے۔[8]

امر بالمعروف | حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن حارث کو بالوں کا جُوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا تو کھڑے ہوکر اُن کا جُوڑا کھول دیا۔ جب حضرت عبداللہ بن حارث نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا "تمہیں میرے سر سے کیا مطالب تھا؟" حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اس طرح نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اُس کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے ہوں"۔[9]

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیس ہو اھلاً لذلک کان لہ زکاۃً۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ الامام۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدم ضعفۃ اہلہ بلیل۔ [6] صحیح بخاری کتاب العلم وکتاب المناقب باب ذکر ابن عباسؓ [7] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب وضع الماء عند الخلاء عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم باب فضائل ابن عباسؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الاغتسال للمحرم۔ [9] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اعضاء السجود۔

اتباعِ سُنّت | ایک مرتبہ بارش ہو رہی تھی، حضرت ابنِ عبّاسؓ نے اپنے مؤذّن سے کہا کہ "حیّ علی الصّلوٰۃ" نہ کہنا بلکہ اس کی جگہ یہ کہنا کہ "اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔ لوگوں نے اس کو بُرا سمجھا، حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "تم اس کام پر تعجّب کر رہے ہو؟ یہ کام اُنہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے، یعنی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے"۔[1]

تعلیم و تربیتِ اولاد | اپنی اولاد اور اپنے شاگردوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ بعض دوسرے صحابیوں کے پاس بھی انہیں جانے کی ہدایت کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے لڑکے علی اور اپنے شاگرد عکرمہ سے کہا کہ حضرت ابوسعیدؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے حدیث سُنو۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں حضرت ابن عبّاسؓ کی منزلت | ایک مرتبہ حضرت ابنِ عبّاسؓ سے ایک شخص نے پُوچھا "کیا آپ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عید کی نماز کو گئے ہیں"۔ حضرت ابنِ عبّاسؓ نے فرمایا "ہاں، اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نگاہ میں میری قدر نہ ہوتی تو مَیں صغرِ سنی کی وجہ سے آپؐ کے ساتھ نہ جاتا"۔ پھر حضرت ابن عبّاسؓ نے نمازِ عید کی کیفیت بتائی۔[3]

تعلیم دینے کا شوق | ایک مرتبہ حضرت ابوجمرہؒ نے حج تمتّع کیا۔ بعض لوگوں نے انہیں حج تمتّع سے منع کیا تو وہ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ کے پاس گئے اور ان سے اس کے متعلّق سوال کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے انہیں حج تمتّع کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوجمرہؒ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے "حجِّ مبرور اور عمرۂ مقبول"۔ حضرت ابوجمرہؒ نے یہ خواب حضرت ابنِ عبّاسؓ سے بیان کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے فرمایا "یہ تو ابوالقاسم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت ہے" (پھر کیوں نہ مقبول ہو) پھر حضرت ابن عبّاسؓ نے حضرت ابوجمرہؒ سے کہا "تم میرے پاس رہو (اور علم حاصل کرو) میں اپنے مال میں سے کچھ حصّہ تمہیں دیدوں گا"۔[4]

حضرت ابن عبّاسؓ مہاجرین میں سے چند آدمیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان مہاجرین میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی شامل تھے۔[5]

اسلامی حمیّت | ایک مرتبہ حضرت ابن عبّاسؓ نے فرمایا "اے جماعتِ مسلمین، تم کیسے اہلِ کتاب سے سوال کر سکتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل فرمائی ہے تر و تازہ ہے۔ تم اسے پڑھتے ہو، اس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں، اور بے شک اللہ نے تمہیں بتا دیا ہے کہ اہلِ کتاب نے ان فرائض کو جو اللہ نے مقرر فرمائے تھے بدل دیا، اور اپنے ہاتھوں سے اُس کتاب میں تغیّر و تبدّل کیا اور کہنے لگے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ اس کے ذریعہ کچھ دُنیوی فائدہ حاصل کریں۔ تو کیا جو علم تمہارے پاس آچکا ہے وہ تمہیں اس سے نہیں روکتا کہ تم ان سے سوال کرو۔ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ تمہاری طرف نازل شدہ شریعت کے متعلّق کچھ سوال کرے"۔[6]

حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت ابن عبّاسؓ کی منزلت | حضرت ابن عبّاسؓ باوجود کم سِنی کے حضرت عمرؓ کی مجلسِ شوریٰ کے رکن تھے، حضرت عمرؓ ان کو اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا "ان کے مثل ہمارے بھی بیٹے ہیں (ان کو مجلسِ شوریٰ کا رکن کیوں نہیں بناتے)" حضرت عمرؓ نے کہا "اس کی وجہ تو تمہیں بھی معلوم ہوگی"۔ پھر ایک دن حضرت

---

[1] صحیح مسلم باب الصّلوٰۃ فی الرحال۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب وضوء الصبیان۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب التمتّع۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الحدود باب رجم المحبلی من الزنا اذا احصنت۔ [6] صحیح بخاری کتابُ الشہادات باب لایُسأل اہلُ الشرک عن الشہادۃ۔

عمرؓ نے ارکان شوریٰ سے پوچھا کہ "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ الخ کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔" ان میں سے بعض نے کہا "اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں نُصرت اور فتح دی جائے تو اللہ کی حمد کریں اور اس سے معافی مانگیں۔" بعض نے کچھ نہ کہا (خاموش رہے) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عبّاسؓ سے پُوچھا، حضرت ابنِ عبّاسؓ نے کہا "اِس سُورت میں اللہ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مَوت کی خبر دی تھی"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔"[1]

احترامِ حدیث ایک مرتبہ حضرت ابن عبّاسؓ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اُس نے کہا "یہ کیا بات ہے کہ آپ کے چچازاد بھائی لوگوں کو شہد اور دودھ پلاتے ہیں اور آپ نبیذ پلاتے ہیں، یہ بات ضرورتاً ہے یا بخل کی وجہ سے ہے؟" حضرت ابنِ عبّاسؓ نے فرمایا "الحمدللہ، ہمیں نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ بخل کی وجہ سے ہم ایسا کرتے ہیں (حجّۃ الوداع میں) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر تشریف لائے اور ہم سے پانی مانگا، ہم نے آپؐ کو ایک برتن میں نبیذ دیا، آپؐ نے پیا اور فرمایا 'تم اچھا کام کر رہے ہو، اسی طرح کرتے رہنا'۔ لہٰذا ہم اس چیز کو بدلنا نہیں چاہتے جس چیز کا حکم ہم کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا ہے۔"[2]

کسرِ نفسی ایک مرتبہ اجناس کے تبادلہ کے سلسلہ میں ان میں اور حضرت ابوسعیدؓ خدریؓ میں کچھ اختلاف ہوا، حضرت ابوسعیدؓ ان کے پاس آئے اور پوچھا "کیا آپ نے صَرف کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ سُنا ہے یا اللہ عزّوجلّ کی کتاب میں پڑھا ہے؟" حضرت ابن عبّاسؓ نے فرمایا "جہاں تک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُننے کا معاملہ ہے تو تم اس کے زیادہ عالم ہو، رہا کتابُ اللہ کا معاملہ تو میں یہ بات نہیں جانتا (کہ اس میں ہو) البتّہ مجھ سے اُسامہؓ نے ایسا ہی بیان کیا تھا۔"[3]

اظہارِ حق ایک مرتبہ نَجدَہ بن عامر خارجی نے حضرت ابن عبّاسؓ کو ایک خط لکھ کر پانچ باتیں دریافت کیں، حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ نے فرمایا "اگر مجھے علم چھپانے (کے گناہ) کا اور اُس کے حماقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُسے جواب نہ لکھتا اور اُس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نہ پہنچاتا۔" حضرت ابن عبّاسؓ نے اسے جواب میں لکھا "تو نے پوچھا کہ کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عورتوں کو جہاد میں ساتھ رکھتے تھے۔ بے شک ساتھ رکھتے تھے۔ تو نے مجھ سے پُوچھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عورت اور غلام کو مالِ غنیمت میں سے حصّہ دیتے تھے یا نہیں، تو بے شک اُنہیں حصّہ نہیں دیا جاتا تھا البتّہ اُنہیں انعام دیا جاتا تھا۔ تو نے مجھ سے پوچھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّوں کو قتل کرتے تھے یا نہیں۔ تو بے شک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّوں کو قتل نہیں کرتے تھے، تُو بھی قتل نہ کر سوائے اس صورت کے کہ تجھے ایسا علم ہو جیسا موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھی کو تھا جب کہ اُنہوں نے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا۔ تو نے مجھ سے پُوچھا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے، تو یتیم کا نام اس سے اُس وقت تک نہ ہٹے گا جب تک وہ بالغ نہ ہو، اسے عقل نہ آئے۔ بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ڈاڑھی نکل آتی ہے مگر انہیں نہ لینے کا شعور ہوتا ہے نہ دینے کا، لہٰذا جب وہ اپنے فائدہ کیلئے اچھی باتیں کرنے لگیں جیسا کہ اور لوگ کرتے ہیں اور اُن کا مال اُنہیں دیدیا جائے تو اُن کی یتیمی ختم ہوگئی۔ اور تو نے مجھ سے پُوچھا کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ کس کے لئے ہے اور ذوی القربیٰ کون لوگ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم سمجھتے تھے کہ ذوی القربیٰ ہم ہیں اور خُمس ہمارے لئے ہے، لیکن ہماری قوم (یعنی مسلمین) نے اسے تسلیم نہیں کیا۔"[4]

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ وکتاب المغازی ابواب فتح مکّۃ وکتاب التفسیر (سُورۃ اذا جآء) [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب المبیت بمنیٰ لیالی ایام التشریق۔ [3] صحیح مسلم کتاب البیوع باب بیع الطعام مثلاً بمثل۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضخ لھن ولا یسھم۔

حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبَیّ

حضرت عبداللہؓ، منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبَیّ کے لڑکے تھے۔ جب عبداللہ بن اُبَیّ کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے اپنی قمیص دینے کی درخواست کی تاکہ وہ اپنے باپ کو اس کا کفن دے سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قمیص عنایت فرمادی۔ پھر اُنہوں نے نمازِ جنازہ پڑھانے کی درخواست کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی ممانعت فرمادی۔[1]

حضرت عبداللہ بن عَتِیکؓ

حضرت عبداللہ بن عتیکؓ، ایک انصاری صحابی تھے۔

یہودیوں کا سردار ابورافع، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف (آپؐ کے دشمنوں کو) مدد دیا کرتا تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب اس کی سازشوں کا علم ہوا تو آپؐ نے انصار کے ایک دستہ کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس دستہ پر حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کو امیر مقرر کیا۔ ابورافع ایک قلعہ کے اندر رہا کرتا تھا۔ جب یہ دستہ وہاں پہنچا تو سُورج غروب ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم یہیں ٹھہرو، میں جاکر دربان سے کوئی لطیف حیلہ کروں گا، شاید اِس طرح میں اندر داخل ہوجاؤں"۔ یہ کہکر حضرت عبداللہؓ پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ اتّفاق سے قلعہ والوں کا ایک گدھا گُم ہوگیا تھا، وہ اسے تلاش کرنے نکلے، حضرت عبداللہؓ بھی ان کے ساتھ چلے گئے اور یہ ظاہر کیا کہ گویا وہ بھی تلاش کر رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد اُنہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں قلعہ والے اُنہیں پہچان نہ لیں، لہٰذا وہ اپنی چادر اوڑھ کر اس طرح بیٹھ گئے گویا وہ قضائے حاجت کر رہے ہیں۔ اس اثناء میں گدھا مل گیا۔ دربان نے کہا "اے اللہ کے بندے، اگر تم اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو آجاؤ، میں پھاٹک بند کر رہا ہوں"۔ حضرت عبداللہؓ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور گدھوں کے باڑے میں چھپ گئے، دربان نے پھاٹک بند کردیا اور کُنجیوں کو ایک کھونٹی پر لٹکا دیا (کچھ دیر بعد) حضرت عبداللہؓ نے کنجیاں اُتار لیں اور پھاٹک کھول دیا۔

جب بالکل سنّاٹا ہوگیا تو حضرت عبداللہ بالاخانہ پر چڑھے جہاں ابورافع سویا کرتا تھا۔ جب وہ کسی دروازہ میں داخل ہوتے تو اُسے اندر سے بند کردیتے تاکہ لوگ ابورافع کی امداد کو نہ پہنچ سکیں۔ حضرت عبداللہؓ، ابورافع کے پاس پہنچ گئے، وہ اپنے اہل وعیال کے درمیان لیٹا ہوا تھا۔ تاریکی کی وجہ سے وہ دیکھ نہ سکے کہ ابورافع کونسا ہے، لہٰذا انہوں نے اُسے آواز دی، اُس نے کہا "کون ہے"۔ حضرت عبداللہؓ آواز کی طرف بڑھے اور تلوار کا وار کیا لیکن وہ خالی گیا۔ ابورافع چیخا تو وہ کمرے کے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اندر گئے اور آواز بدل کر اس طرح پوچھا گویا کہ وہ اس کی مدد کو آئے ہیں۔ ابورافع کی آواز سُن کر اُنہوں نے پھر اندازے سے وار کیا لیکن وار خالی گیا۔ اُنہوں نے پھر آواز بدلی اور آگے بڑھ کر تلوار کی دھار اُس کے پیٹ پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ وہ پیٹھ تک پہنچ گئی۔ پھر وہ یکے بعد دیگرے دروازے کھولتے ہوئے زینہ تک پہنچ گئے (گھبراہٹ میں اُنہیں زینہ کا خیال نہیں رہا) وہ یہ سمجھے کہ وہ زمین پر پہنچ گئے ہیں، اُنہوں نے زمین سمجھ کر پیر رکھا وہ گر پڑے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی، انہوں نے پنڈلی پر اپنا عمامہ باندھ لیا، پھر وہ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے۔ صبح کو

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) وکتاب اللباس وصحیح مسلم باب فضائل عمرؓ وکتاب صفات المنافقین۔

اس کی موت کا اعلان سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں روانہ ہوئے، سارا واقعہ سُنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پنڈلی پہ ہاتھ پھیرا، پنڈلی بالکل ٹھیک ہوگئی۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی کُنیت ابو عبدالرحمٰن تھی[2]۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے تھے۔ انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ مدینہ منوّرہ ہجرت کی۔[3]

جنگِ اُحُد و جنگِ خندق | حضرت عبداللہ بن عمرؓ جنگِ اُحُد کے موقع پہ ۱۴ سال کے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو شریکِ جنگ ہونے کی اجازت نہیں دی۔ ایک سال کے بعد اُنہوں نے جبکہ وہ پندرہ سال کے تھے جنگِ خندق کے موقع پر اپنے آپ کو پھر پیش کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔[4]

صلح حدیبیہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور بیعتِ رضوان میں بھی۔[5]

جنگِ مُوتہ | حضرت عبداللہؓ جنگِ مُوتہ میں بھی شریک تھے۔[6]

فتح مکّہ اور سریّہ خالدؓ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ فتح مکّہ میں شریک تھے۔ فتحِ مکّہ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی امارت میں، بنو جَذیمہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، حضرت ابنِ عمرؓ اس لشکر میں بھی شامل تھے۔ حضرت خالدؓ نے بنو جَذیمہ کو پہلے اسلام کی دعوت دی، انہوں نے کہا "صبأنا صبأنا" (ہم بے دین ہوگئے یا ہم نے دین بدل دیا) حضرت خالدؓ سمجھے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا، لہٰذا اُنہوں نے کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔ ایک دن حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ قیدیوں کو قتل کر دو۔ حضرت عبداللہؓ کہنے لگے، "نہ مَیں قیدی کو قتل کروں گا نہ میرے ساتھی" (کیونکہ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں) جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اِس واقعہ کی خبر دی گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ، مَیں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بَری الذّمّہ ہوں"۔[7]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سفر | ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں چلے جا رہے تھے۔ حضرت عبداللہؓ اپنے والد حضرت عمرؓ کے ایک تُند مزاج اُونٹ پر سوار تھے۔ وہ اُونٹ بار بار نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے نکل جایا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے "اے عبداللہؓ، نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگے کسی کو نہیں بڑھنا چاہیئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یہ آپ ہی کا ہے"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ اُونٹ خرید لیا پھر فرمایا "اے عبداللہؓ یہ تمہارا ہے تم اس کے ساتھ جو چاہو کرو"۔[8]

طلاق | ایک مرتبہ انہوں نے اپنی بیوی کو اذیّتِ ماہانہ کی حالت میں طلاق دیدی۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، آپؐ نے فرمایا "انہیں حکم دو کہ اس سے رجوع کریں پھر اُسے چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ پاک ہو

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی رافع بسندین وکتاب الجہاد باب قتل المشرک النائم عن براءؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وزمانھن۔ [3] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب بلوغ الصبیان وکتاب المغازی باب غزوۃ الخندق۔ [5] صحیح بخاری کتاب الشروط وغیرہ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خالدًا۔ [8] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب من اُھدی لہ ھدیۃ وعندہ جلساؤہ عن ابن عمرؓ۔

پھر اُس کو اذیّت ماہانہ آئے پھر وہ پاک ہو، پھر اگر وہ چاہیں تو اُسے روک لیں یا اُس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدیں۔"[1]

جنگِ رُوم (جنگ یرموک) | حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں جب رُومیوں سے جنگ ہوئی تو اسلامی لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے، ان کا غلام بھاگ کر رُومیوں سے جا ملا اور ان کے ایک گھوڑے پر دشمن نے قبضہ کر لیا جب مسلمین کی فتح ہو گئی تو سپہ سالارِ فوج حضرت خالدؓ نے وہ غلام اور وہ گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو واپس کر دیا۔[2]

حضرت عبداللہؓ کی شہادت اور بے باکی | حج کا زمانہ تھا، حضرت عبداللہؓ منیٰ میں تھے۔ کسی شخص نے اُن کے تلوے میں نیزہ مارا (تلوے سے خون بہنے لگا) قدم رکاب سے چپک گیا۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے قدم باہر نکالا۔ حجّاج عیادت کیلئے آیا "اُس نے پُوچھا" آپ کو کس نے زخمی کیا ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "مجھے اُس شخص نے زخمی کیا ہے جس نے اس دن ہتھیار پہننے کا حکم دیا جس دن ہتھیار پہننا جائز نہیں"۔ اس نے کہا "کاش میں اُس شخص کا نام جان لیتا"۔ فرمایا "تو نے مجھے زخمی کیا ہے"۔ اُس نے کہا "یہ کیسے"۔ فرمایا "تو نے ہی حرم میں ہتھیار داخل کئے حالانکہ حرم میں ہتھیار داخل نہیں کئے جاتے تھے"۔[3]

شہ سواری | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑ دوڑ کی مشق کرایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔[4]

ذہانت | ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک درخت ہے جس کے پتّے نہیں جھڑتے۔ وہ مثل مسلم کے ہے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟" صحابہؓ میں سے کوئی نہ بتا سکا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سمجھ گئے لیکن کیونکہ وہ سب سے چھوٹے تھے لہٰذا شرم کی وجہ سے کچھ نہ بولے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ کھجور کا درخت ہے"۔[5]

اتّباعِ سُنّت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ اتباعِ سُنّت میں بہت سخت تھے۔ سُنّت کی اتّباع میں زرد خضاب لگاتے۔ بے بالوں کی جوتیاں پہنتے۔[6] مکّہ اور مدینہ کے درمیان راستہ میں جہاں جہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھی تھی حضرت ابن عمرؓ وہاں اُتر کر نماز پڑھتے تھے۔[7] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر ہفتہ کو مسجدِ قبا جاتے تھے حضرت ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔[8]

ایک رات کو سخت سردی تھی، بارش ہو رہی تھی، حضرت عبداللہؓ نے ضجنان کے مقام پر اذان دی۔ اذان کے آخر میں اُنہوں نے دو دفعہ کہا "اپنی اپنی منزلوں میں نماز پڑھ لو"۔ پھر کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ایسے موقع پر اپنے مؤذّن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اس طرح اعلان کر دے۔[9]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی کا نام صفیہ بنت ابی عبیدؓ تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ سفر سے واپس آ رہے تھے کہ اُنہیں اُن کی بیوی کی بیماری کی خبر ملی، اُنہوں نے نمازِ مغرب میں تاخیر کی۔ اُن کے لڑکے حضرت سالمؒ نے کہا "نماز پڑھ لیجئے" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "چلتے رہو"۔ اُنہوں نے پھر نماز یاد دلائی۔ حضرت ابن عمرؓ نے پھر کہا "چلتے رہو"۔ دو تین میل چلنے کے بعد اُترے اور نماز مغرب نماز عشاء ملا کر پڑھی پھر فرمایا "میں نے دیکھا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو آپؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے"۔[10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الطّلاق و صحیح مسلم کتاب الطّلاق۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا غنم المشرکون مال المسلم۔ [3] صحیح بخاری کتاب العیدین باب مایکرہ من حمل السلاح عن سعیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب ھل یُقال مسجد بنی فلان و صحیح مسلم کتاب الامارۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم فی بابین۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الرّجلین فی النّعلین۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب المساجد التی علی طرق المدینۃ و صحیح مسلم کتاب الحج۔ [8] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب من اتی مسجد قباء۔ [9] صحیح مسلم کتاب الصّلاۃ باب الصّلوٰۃ فی الرحال فی المطر۔ [10] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب یصلی المغرب ثلاثاً فی السّفر۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم طواف کرتے وقت کعبہ کے یمانی رُکنوں کو چھُوتے تھے، حضرت ابن عمرؓ بھی سُنّت کے اتباع میں سخت سے سخت ہجوم میں ان دونوں رُکنوں کو چھونا نہیں چھوڑتے تھے۔[1]

ایک مرتبہ کسی نے اُن سے حجرِ اسود کو چھونے کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کو چھُوتے اور اس کا بوسہ لیتے دیکھا ہے۔" اُس شخص نے کہا "اگر مجھ پر ہجوم کا غلبہ ہو تو بتائیے میں کیا کروں"۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "یہ اپنی اگر مگر یمن میں رکھو، میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کو چھُوتے اور اس کا بوسہ لیتے دیکھا ہے" (لہٰذا ہر حال میں یہ کام کرنا ہے)[2]

جس زمانہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حجّاج میں جنگ ہو رہی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حج کا ارادہ کیا۔ ان کے لڑکے عبداللہ ان کے پاس آئے اور اپنے والد سے کہا کہ موقع اچھا نہیں ہے، ممکن ہے وہ آپ کو مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے سے روک دیں لہٰذا اِس سال آپ حج نہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (عمرہ کرنے کیلئے) مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے، کُفّار نے آپؐ کو روک دیا، تو جو کچھ آپؐ نے کیا تھا وہی میں بھی کروں گا اور بے شک اللہ کے رسُولؐ میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔" الغرض حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس سال حج بھی کیا اور عُمرہ بھی کیا۔[3]

حضرت عبداللہؓ جب خوشبو کی دھونی لیتے تو اُن ہی اشیاء کی دھونی لیتے جن اشیاء کی دھونی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لیا کرتے تھے، یعنی صرف عود کی یا عود اور کافور ملا کر۔[4]

فتوے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب کوئی فتوٰی پوچھا جاتا تو اُس کے جواب میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت بیان کر دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے پُوچھا کیا کوئی مُحرِم صفا اور مروہ کی دوڑ سے پہلے اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے؟ فرمایا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کا طواف کیا، پھر مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت پڑھیں، پھر صفا و مروہ کا طواف کیا۔ تحقیق تمہارے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں بہترین نمونہ ہے۔"[5]

ایک دفعہ ایک شخص نے پُوچھا کہ میں نے ایک دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی، اتفاق سے اُس دن عید واقع ہو گئی (اب کیا کروں) حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔"[6]

جستجوئے سُنّت حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی جستجو میں رہا کرتے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے اندر سے باہر تشریف لائے تو فوراً حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے پُوچھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی یا نہیں۔ اُنہوں نے کہا ہاں دو رکعتیں پڑھیں۔[7]

تعمیلِ حکم حضرت عبداللہؓ احکامِ شریعت پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "جب کھانا آجائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور جلدی نہ کرو جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو جاؤ۔" حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس پر سختی سے عمل کرتے۔ ان کے سامنے کھانا رکھ دیا جاتا، پھر نماز کی اقامت ہوتی تو جب تک کھانے سے فارغ نہ ہوتے نماز کو نہ آتے حالانکہ اُنہیں امام کی قرأت کی آواز آتی رہتی تھی۔[8]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الرمل فی الحج والعمرۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب تقبیل الحجر [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف القارن و صحیح مسلم کتاب الحج [4] صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب [5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ 'واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّیٰ' [6] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم النحر [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ 'واتخذوا من مقامِ ابراہیم مصلّیٰ' و صحیح مسلم کتاب الحج (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)
[8] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا حضر الطّعامُ واقیمت الصلوٰۃ۔

ایک مرتبہ انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا کہ "جس شخص کو کوئی وصیّت کرنی ہو تو اُس پر تین راتیں بھی ایسی نہ گذرنی چاہئیں کہ اُس کے پاس وصیّت لکھی ہوئی نہ ہو۔" حضرت ابن عمرؓ نے فوراً وصیّت لکھ کر اپنے پاس رکھ لی۔[1]

ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے سے گذرے، ان کا تہ بند کچھ لٹک رہا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبداللہ اپنا تہ بند اُونچا کرو"۔ اُنہوں نے اُونچا کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور اُونچا کرو"۔ اُنہوں نے اور اُونچا کیا۔ لوگوں نے کہا "کہاں تک اُونچا کریں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نصف پنڈلیوں تک"۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا "سانپوں کو مار ڈالو"۔ حضرت عبداللہؓ اس حکم پر سختی سے عمل کرتے تھے، جب کبھی سانپ دیکھتے فوراً اُسے مار ڈالتے۔ ایک مرتبہ وہ ایک سانپ کا پیچھا کر رہے تھے، حضرت ابولُبابہؓ اور زید بن خطّابؓ نے اُنہیں دیکھ لیا، اُن دونوں نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے سوائے دُم بریدہ اور دو دھاری والے سانپوں کے"۔ اس حدیث کو سُننے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے گھر میں رہنے والے سانپوں کو مارنا بند کر دیا۔[3]

تقوٰے اور اطاعت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے حضرت امیر معاویہؓ کے عہد تک اپنی زمین کو کرائے پر دیتے رہے۔ پھر کسی نے ان سے کہا کہ رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ، حضرت رافعؓ کے پاس گئے اور ان سے اس مسئلہ کی تحقیق کی۔ حضرت رافعؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے"۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا "تمہیں معلوم نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں زمینیں کرایہ پر دی جاتی تھیں"۔ حضرت ابن عمرؓ کو (ان کی بات سے اطمینان تو نہ ہوا لیکن اُنہیں) اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعد میں اس سے منع فرما دیا ہو اور انہیں اس کا علم نہ ہوا ہو۔ یہ خیال کر کے اُنہوں نے زمین کو کرایہ پر دینا ترک کر دیا۔[4]

خشیت | ایک مرتبہ انہوں نے اپنے غلام کو مارا۔ پھر اُسے بُلایا اور اُس کی پیٹھ پر نشان دیکھ کر فرمایا "میں نے تجھے تکلیف دی"۔ اُس نے کہا "نہیں"۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "تو آزاد ہے"۔ پھر زمین سے ایک تنکا اُٹھا کر فرمایا "مجھے اس کے آزاد کرنے میں اس تنکے کے برابر بھی ثواب نہیں کیونکہ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے 'جو شخص اپنے غلام کو طمانچہ مارے یا ناحق حد لگائے تو اس کا کفّارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے'"۔[5]

احترامِ حدیث | ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو اُنہیں مسجد جانے سے نہ روکو"۔ اُن کے لڑکے بلال کہنے لگے "ہم تو ضرور روکیں گے ورنہ ان کے لئے تو یہ باہر نکلنے کا ایک بہانہ بن جائے گا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اُسے دھمکایا، اُس کے سینہ پر (ہاتھ) مارا اور فرمایا "میں کہتا ہوں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور تو کہتا ہے نہیں"۔ حضرت سالم (ان کے دوسرے صاحبزادے) کہتے ہیں کہ اُس دن اُنہوں نے اس کو اتنا بُرا بھلا کہا کہ میں نے اس سے پہلے ان کو اس طرح

---

[1] صحیح مسلم کتاب الوصیۃ۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [3] صحیح مسلم کتاب قتل الحیّات۔ [4] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن نافعؒ و سالمؒ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض۔ [5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک۔

بُرا بھلا کہتے نہیں سُنا تھا۔[1]

ایک مرتبہ ایک شخص نے پُوچھا "کیا یہ بات میرے لئے جائز ہے کہ میں موقف جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کر لوں؟" حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "ابن عباسؓ تو کہتے ہیں کہ طواف نہ کرو جب تک موقف نہ جاؤ"۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقف جانے سے پہلے طواف کیا لہٰذا اگر تم سچ کہتے ہو تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانی جائے گی یا ابن عباسؓ کی، اللہ اور رسُولؐ کی سُنّت ان کی سُنّت سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے"۔[2]

کسرِ نفسی ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا "آپ ہمارے نزدیک ابن عباسؓ سے زیادہ محبوب ہیں، اُن کو ہم نے دیکھا ہے کہ دُنیا نے انہیں آزمائش میں ڈال دیا ہے"۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "ہم میں اور تم میں سے کون ہے جس کو دُنیا نے آزمائش میں مبتلا نہ کیا ہو"۔[3]

طلباء کا خیال ایک مرتبہ حضرت ابن جبیرؒ آئے، غلام نے کہا ابن عمرؓ سو رہے ہیں، حضرت ابن عمرؓ نے حضرت ابن جبیرؒ کی آواز پہچان لی اور فوراً بُلا لیا۔ پھر فرمایا اس وقت تم کسی ضرورت سے ہی آئے ہو گے۔[4]

غلطی پر اصرار نہ کرنا حضرت عبداللہؓ اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عروہؒ نے کہا "اے ابو عبدالرحمٰن، کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عُمرہ کیا ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عروہؒ نے حضرت عائشہؓ سے کہا "اے اُمّ المؤمنینؓ، کیا آپ نہیں سُن رہی ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "کیا کہہ رہے ہیں؟" حضرت عروہؒ نے کہا "وہ کہہ رہے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ کیا ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "اللہ، ابو عبدالرحمٰن کو معاف کرے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کبھی عُمرہ نہیں کیا اور آپؐ نے کوئی عُمرہ ایسا نہیں کیا جس میں عبداللہؓ ان کے ساتھ نہ ہوں"۔ حضرت عبداللہؓ نے یہ باتیں سُنیں لیکن کچھ نہ بولے۔[5]

امر بالمعروف ونہی عن المنکر حضرت عبداللہؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا ہے۔ فرمایا "اسے ایک پیر باندھ کر کھڑا کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سُنّت ہے"۔[6]

ایک مرتبہ قحط پڑا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ لوگوں کو کھجور کھلایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب اُن لوگوں کے پاس سے گذرتے تو فرماتے "بے شک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں اکھٹی کھانے سے منع فرمایا ہے جب تک دوسرے اجازت نہ دیں"۔[7]

ایک مرتبہ ایک لڑکے کو دیکھا کہ ایک مُرغی کو باندھ کر نشانہ مار رہا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے مرغی کو کھول دیا اور فرمایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔[8]

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حج کے موقع پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ مع اپنے بیٹے حضرت سالمؒ کے عرفہ کے روز زوالِ آفتاب کے بعد حجّاج کے خیمہ پر پہنچے اور چلّا کر کہا یہ کہاں ہے؟۔ حجّاج نے باہر نکل کر پُوچھا "اے ابو عبدالرحمٰنؓ کیا معاملہ ہے؟" حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "اگر تم سُنّت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو چلو"۔ حجّاج نے پوچھا "اِس وقت"۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "ہاں"۔ حجّاج نے کہا اچھا اتنی مہلت دیجئے کہ میں نہالوں۔ حضرت عبداللہ سواری سے اُتر گئے۔ حجّاج کے غسل سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المساجد۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من احرم بالحج ثم قدم مکۃ من الطواف۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من احرم بالحج ثم قدم مکۃ من الطواف۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب نحر الابل مقیدۃ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نحر البدن قیاماً (ایک پیر باندھنے کا ذکر صرف صحیح بخاری میں ہے) [6] صحیح بخاری کتاب المظالم عن جبلۃؒ [7] صحیح بخاری کتاب الذبائح۔ [8] صحیح مسلم کتاب اللعان۔

فارغ ہونے کے بعد وہ تینوں روانہ ہوگئے۔ حضرت سالمؒ نے حجّاج سے کہا "اگر تم سُنّت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف میں جلدی کرنا۔" حجّاج نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "سالمؒ ٹھیک کہتے ہیں۔"[1]

جب حرّہ کا واقعہ رُونما ہوا (یعنی جب حضرت یزیدؒ کے خلاف بغاوت کا منصوبہ بنایا جارہا تھا) تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن مطیع کے پاس گئے (تاکہ اُسے بغاوت سے باز رکھیں) عبداللہ بن مطیع نے کہا "ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن عمرؓ) کے لئے گدا بچھاؤ۔" حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "میں تمہارے پاس اس لئے نہیں آیا ہوں کہ بیٹھوں بلکہ تمہیں ایک حدیث سُنانے آیا ہوں جو میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جو شخص اطاعت سے ہاتھ کھینچے تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حالت میں ملیگا کہ اس کے پاس کوئی حجّت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حالت میں مَرے کہ اُس کی گردن میں بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیّت کی مَوت مَرے گا۔"[2]

والد کا احترام | جب کوئی ان سے کہتا کہ اُنہوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی ہے تو خفا ہوجاتے تھے۔[3]

عیادت | ایک مرتبہ حضرت سعید بن زیدؓ بیمار ہوئے تو حضرت ابن عمرؓ سوار ہوکر (ان کی عیادت و تیمارداری کیلئے) تشریف لے گئے۔[4]

قسم کا احترام | اگر کسی کام کو کرنے کی قسم کھالیتے تو جب تک اُسے کر نہ لیتے اُنہیں ایسا محسُوس ہوتا گویا ہاتھ میں پہاڑ لئے ہوئے ہیں۔[5]

تلاوت | قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو جب تک اس سے فارغ نہ ہوتے بات نہ کرتے۔[6]

جرأت | ایک مرتبہ ایک (خارجی) شخص نے حضرت عبداللہؓ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے حضرت عثمانؓ کے محاسن بیان کئے، پھر اُس شخص سے پُوچھا "شاید تجھے ان کے محاسن کا تذکرہ بُرا معلوم ہوا۔" اُس نے کہا "ہاں۔" حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے جا اور جو کچھ تو میرے خلاف کرسکتا ہے کر۔"[7]

اسی طرح ایک مرتبہ ایک (سبائی) شخص نے حضرت عثمانؓ پر چند اعتراض کئے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا پھر اس سے فرمایا "یہ جوابات بھی ساتھ لیتا جا۔"[8]

حیاء | حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہم اپنی بیویوں سے (بے تکلّفی سے) بات کرنے اور ہنسی مذاق کرنے سے بچا کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں ہمارے معاملہ میں کوئی آیت نہ نازل ہوجائے۔ پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوگئی تو ہم اپنی بیویوں سے (بے تکلّفی سے) بات چیت اور ہنسی مذاق کرنے لگے۔"[9]

مساکین کو کھانا کھلانا | حضرت عبداللہؓ کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کوئی مسکین ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو۔ ایک دن حضرت نافع ایک ایسے آدمی کو لیکر آگئے جس نے بہت زیادہ کھانا کھایا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "اے نافع، اس آدمی کو میرے پاس لیکر نہ آیا کرو، میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے (یعنی کم خوراک ہوتا ہے) اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔"[10]

حج | حضرت عبداللہؓ جب حج یا عمرہ کرتے تو ڈاڑھی کو مُٹھی میں پکڑتے اور جو زیادہ ہوتی اُسے کتر ڈالتے۔[11]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التہجیر بالرواح یوم عرفۃ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ البقرۃ)۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب علیؓ۔ [7] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء۔ [9] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب المؤمن یاکل فی معیً واحدٍ۔ [10] صحیح بخاری کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار۔ [11] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ۔

افتراق اور خونریزی سے نفرت | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو افتراق اور خونریزی سے بہت نفرت تھی (جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی گفت وشنید بلوہ کی نذر ہوگئی تو) حضرت عبداللہؓ کو خیال ہوا کہ لوگ مشورہ میں اُنہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہے تو وہ (اپنی بہن) حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور اُن سے لوگوں کی شکایت کی۔ حضرت حفصہؓ نے فرمایا "تم ان لوگوں کے پاس جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے کہیں کوئی اختلاف نہ ہو جائے۔" الغرض حضرت عبداللہؓ چلے گئے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے خاص خاص لوگوں میں ایک خطبہ دیا۔ انہوں نے کہا "جو شخص اِس معاملہ میں بولنا چاہے وہ اپنے آپ کو پیش کرے، ہم اس معاملہ میں اُس سے اور اُس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں۔" حضرت عبداللہؓ نے سوچا کہ میں جواب دوں کہ اِس معاملہ میں وہ شخص تم سے زیادہ حقدار ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر لڑتا رہا لیکن اُنہوں نے اس اندیشہ سے یہ بات نہیں کہی کہ کہیں لوگ ان کی مُراد کو نہ سمجھیں اور جماعت میں افتراق اور خونریزی تک نوبت پہنچ جائے۔ اُنہوں نے وہ نعمتیں یاد کیں جو اللہ نے (بُردبار لوگوں کے لئے) جنّت میں تیار کر رکھی ہیں (اور اسی اُمید میں اُنہوں نے بُردباری سے کام لیا) [1]

جب حضرت یزیدؒ کے خلاف مدینہ منوّرہ میں بغاوت ہوئی اور بعض لوگوں نے حضرت یزیدؒ کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیعت نہیں توڑی اور انہوں نے اس سازش کی سخت مخالفت کی۔ انہوں نے اپنے تمام رشتہ داروں اور اولاد کو جمع کیا اور اُن سے فرمایا "میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا 'قیامت کے دن ہر بدعہد کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا'۔ ہم نے یزیدؒ کے ہاتھ پر اللہ اور رسُولؐ کی سُنّت پر بیعت کی ہے اور اب ان سے قتال شروع کر دیا ہے، اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی نے یزیدؒ کی بیعت توڑ دی تو میرے اور اُس کے درمیان کوئی تعلّق باقی نہیں رہے گا۔" [2]

سفر کا اہتمام | حضرت ابن عمرؓ جب مکّہ جاتے تو اُونٹ پر سوار ہو کر جاتے لیکن اپنے ساتھ ایک گدھا بھی رکھتے، جب اُونٹ پر تھک جاتے تو گدھے پر سوار ہو جاتے۔ [3]

حضرت عبداللہؓ کا اپنے والد کے دوست کا اکرام کرنا | ایک دفعہ مکّہ جاتے ہوئے حضرت عبداللہؓ کو ایک دیہاتی ملا۔ حضرت عبداللہؓ نے اسے سلام کیا اور اُس کو اپنا گدھا دے دیا اور اپنا عمامہ جو وہ اپنے سر پر باندھے ہوئے تھے وہ بھی دیدیا۔ ان کے شاگرد حضرت عبداللہ بن دینارؒ نے کہا "اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ دیہاتی لوگ ہیں، ان کو تو تھوڑا بھی دیدو تو خوش ہو جاتے ہیں۔" حضرت عبداللہؓ نے کہا "اس کا باپ حضرت عمرؓ کا دوست تھا۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے، آپؐ نے فرمایا بہت بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے مرجانے کے بعد حُسن سلوک کرے۔" [4]

شانِ توکّل | نوّاس اور اُن کا ایک شریک ایک اونٹ کے مالک تھے جس کو پیاس کی بیماری تھی۔ نوّاس کی عدم موجودگی میں اُن کے شریک نے وہ اُونٹ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بیچ دیا۔ حضرت نوّاس آئے تو شریک نے کہا "ہم نے وہ اُونٹ بیچ دیا"۔ نوّاس نے پوچھا "کس کو بیچا؟" اُس نے کہا "اِس حُلیہ کے ایک بزرگ کو"۔ نوّاس نے کہا "تم پر افسوس اللہ کی قسم وہ تو ابن عمرؓ تھے"۔ نوّاس فوراً حضرت ابن عمرؓ کے پاس آئے اور کہا "میرے شریک نے آپ کو ایک اونٹ بیچ دیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق عن عکرمۃ بن خالدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئاً ثم خرج۔ [3] صحیح مسلم کتاب البر باب صلۃ اصدقاء الأب۔ [4] صحیح مسلم کتاب البر۔

جس کو پیاس کی بیماری ہے، اُس نے آپ کو پہچانا نہیں۔" حضرت ابن عمرؓ نے کہا "اِس اُونٹ کو لیجاؤ۔" جب وہ اُونٹ کو لیجانے لگے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "چھوڑ جاؤ، ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیصلہ سے راضی ہیں کہ کسی کی بیماری کسی کو نہیں لگتی" (جب تک حکمِ الٰہی نہ ہو) [1]

فضیلت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو وہ آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کرتا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ تمنّا کرتے تھے کہ کاش وہ بھی کوئی خواب دیکھتے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آکر بیان کرتے۔ اس زمانہ میں حضرت ابن عمرؓ جوان لڑکے تھے، مسجد ہی میں سویا کرتے تھے۔ ایک دن اُنہوں نے اپنے دل میں کہا "اگر تجھ میں کوئی بھلائی ہوتی تو تُو بھی اُن لوگوں کی طرح خواب دیکھتا۔" پھر وہ لیٹے تو اِس طرح دُعا کی "اے اللہ اگر تُو مجھ میں بھلائی جانتا ہے تو مجھے بھی خواب دکھا۔" اس کے بعد اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے، اُن کے ہاتھ میں لوہے کے آنکس تھے۔ وہ اُنہیں اُٹھا کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ وہ ان دونوں کے بیچ میں تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ دوزخ ایک پیچدار کُنویں کی مانند ہے اور اُس میں کئی سُتون ہیں، ہر دو ستونوں کے بیچ میں ایک فرشتہ لوہے کا آنکس لئے ہوئے ہے۔ اس میں اُنہوں نے قریش کے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کو وہ پہچانتے تھے، وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے اُلٹے لٹکے ہوئے تھے (دوزخ کو دیکھکر) اُنہوں نے کہا "میں دوزخ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔" پھر انہیں ایک اور فرشتہ ملا، اُس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا آنکس تھا، اُس نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا "ڈرو نہیں، اگر تم نماز زیادہ پڑھو تو تم اچھے آدمی ہو۔" پھر اُس نے ان فرشتوں سے کہا "اِنہیں چھوڑ دو۔" (پھر) انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ جنّت میں وہ جہاں جانا چاہتے ہیں وہ ٹکڑا اُنہیں اُڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے یہ خواب (اپنی بہن) حضرت حفصہؓ سے بیان کیا، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عبداللہؓ اچھا آدمی ہے، کاش وہ رات کو نماز پڑھتا۔" اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ رات کو کم سوتے تھے (تہجّد پڑھتے رہتے تھے) [2]

خلیفہ عبدالملکؒ حضرت ابن عمرؓ کا بہت احترام کرتے تھے، اُنہوں نے حجّاج کو لکھا تھا کہ حج کے طریقہ میں ابن عمرؓ کے خلاف نہ چلے۔ [3]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ کے صاحبزادے تھے۔

عبادت کا شوق | ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ نے کہا "اللہ کی قسم مَیں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور ہمیشہ رات بھر نماز پڑھونگا۔" ان کے والد کو اس بات کی خبر ہوئی۔ انہوں نے حضرت عبداللہؓ کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا، اُنکی بیوی نے کہا "اُن کو مجھ سے کوئی مطلب ہی نہیں۔" حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عبداللہؓ کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت عبداللہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے ایک گدّا بچھایا لیکن آپؐ زمین پر ہی بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے قَسَم کے متعلق دریافت کیا، اُنہوں نے کہا "بے شک میں نے قسم کھائی ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا نہ کرو، بس تم ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو۔" اُنہوں نے کہا "مجھ میں اس سے زیادہ قوّت ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پانچ روزے رکھ

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع باب شرار الابل الہیم عن عمرو (بن دینارؒ) [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجّد وکتاب التعبیر فی ابواب صحیح مسلم باب فضائل ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التہجیر بالرّواح یوم عرفۃ۔

لیا کرو۔" وہ زیادتی پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو، اس سے زیادہ نہ رکھو۔" انہوں نے کہا "مجھ میں اس سے زیادہ قوّت ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس سے افضل روزہ رکھنے کا کوئی اور طریقہ نہیں، اور جس نے ہمیشہ روزے رکھے اُس نے روزے رکھے ہی نہیں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرو۔" اُنہوں نے زیادہ پر اصرار کیا یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تین راتوں میں قرآن ختم کرو اور اس سے کم مدّت میں ختم نہ کرو۔" الغرض وہ اسی طرح روزہ نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ جب ضعیف ہو گئے تو کہنے لگے "کاش میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بات کو قبول کر لیتا (اور زیادتی کی درخواست نہ کرتا)"[1]

مسائل کی تحقیق | حضرت عبداللہؓ نے ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا۔ اُنہوں نے اپنا ہاتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سرِ مبارک پر رکھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبداللہ بن عمروؓ کیا معاملہ ہے؟" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے تو فرمایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نصف ثواب ملتا ہے اور آپؐ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں (میں نے کہا تھا) لیکن مَیں تم میں سے کسی کے مثل نہیں ہوں" (بعض چیزیں میرے لئے مخصوص ہیں)۔[2]

احساسِ ذمّہ داری | ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور عنبسہ بن ابوسفیان میں (مال کے سلسلہ میں) کچھ جھگڑا ہوا۔ حضرت خالد بن عاص انہیں سمجھانے کیلئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے"۔ (یعنی مجھے ہر حال میں اپنے مال کی حفاظت کرنی ہے)[3]

خشیت | ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہؓ کا داروغہ اُن کے پاس آیا۔ حضرت عبداللہؓ نے اُس سے پُوچھا "کیا تم نے غلاموں کو ان کے اخراجات دے دئے"۔ داروغہ نے کہا "نہیں"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "جاؤ اور انہیں اخراجات دے دو۔ (اس لئے کہ) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے آدمی کیلئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن لوگوں کے اخراجات کا وہ مالک ہے اُن لوگوں سے اُن کے اخراجات کو روک لے"۔[4]

صبر و قناعت کی تلقین | حضرت عبداللہؓ سے ایک شخص نے پُوچھا کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "تیری بیوی ہے جس کے پاس تو رہتا ہے"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ اُنہوں نے فرمایا "تیرے پاس گھر ہے جس میں تو رہتا ہے"۔ اُس نے کہا "ہاں"۔ فرمایا "پھر تو تُو مالداروں میں سے ہے"۔ پھر پُوچھا "کیا تیرے پاس خادم بھی ہے؟" اُس نے کہا "ایک خادم ہے"۔ اُنہوں نے فرمایا "پھر تو تُو بادشاہوں میں سے ہے"۔

ایک دن تین آدمی آئے اور کہنے لگے "اے ابو محمّد، اللہ کی قسم ہمارے پاس کچھ نہیں، نہ سواری، نہ خرچ نہ اسباب"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تمہیں وہ دیں گے جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے، اور اگر تم چاہو تو تمہارا ذکر حاکمِ وقت سے کریں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو کیونکہ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ فقراء المہاجرین قیامت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصیام و کتاب فضائل القرآن و کتاب الادب باب حق الضیف و صحیح مسلم کتاب الصیام (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)
[2] صحیح مسلم باب جواز النافلۃ قائماً و قاعداً [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من قصد أخذ مال غیرہ بغیر حق۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ علی العیال۔

کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنّت میں جائیں گے۔" اُنہوں نے کہا "تو پھر ہم صبر کرتے ہیں"۔ [1]

اطاعت | ایک مرتبہ اُنہوں نے کُسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا تو فرمایا "یہ کُفار کے کپڑوں میں سے ہیں، انہیں نہ پہنو"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اسے دھو ڈالوں"۔ فرمایا "اسے جلا دو"۔ (کیونکہ دُھلنے کے بعد بھی پکّا رنگ زائل نہیں ہوتا) [2]

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لباس میں بھی کُفّار کی مشابہت حرام ہے)

کتابتِ حدیث | حضرت عبداللہؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں احادیث لکھا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ "مجھے سب سے زیادہ حدیث کا علم ہے لیکن عبداللہ بن عمروؓ سے زیادہ نہیں کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔" [3]

حضرت عبداللہؓ کا علم اور حفظِ احادیث | ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت عروہؓ سے فرمایا "اے بھانجے مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ ہماری طرف سے گذریں گے، تم اُن سے مل کر مسائل دریافت کرنا۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بہت علم حاصل کیا ہے۔" الغرض حضرت عروہؓ ان سے ملے اور بہت سی احادیث ان سے دریافت کیں۔ منجملہ ان احادیث کے جو اُنہوں نے بیان کیں ایک یہ حدیث بھی بیان کی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علم لوگوں کے سینہ سے نہیں کھینچا جائے گا بلکہ علماء انتقال کر جائیں گے، علماء کے ساتھ علم بھی اُٹھا لیا جائے گا، لوگوں کے سردار صرف جُہّال ہی رہ جائیں گے جو اُنہیں بغیر علم کے فتوٰی دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور اُنہیں بھی گمراہ کریں گے۔" حضرت عروہؓ نے تمام احادیث حضرت عائشہؓ کو سُنائیں۔ اُنہیں اِس حدیث پر تعجّب ہوا اور اس کا انکار کیا۔ اُنہوں نے فرمایا "کیا تم سے اُنہوں نے کہا تھا کہ میں نے یہ حدیث خود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی ہے؟" حضرت عروہؓ نے کہا "ہاں"۔ پھر جب دوسرا سال آیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا "عبداللہ بن عمروؓ آئے ہیں، اُن سے ملکر سلسلۂ کلام شروع کرنے کے بعد وہی حدیث ان سے پھر پُوچھو"۔ حضرت عروہؓ ان سے ملے اور وہ حدیث ان سے پھر پوچھی۔ حضرت عبداللہؓ نے بالکل اُسی طرح اس حدیث کو پھر بیان کیا۔ حضرت عروہؓ نے حضرت عائشہؓ کو خبر دی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "میں ان کو سچّا جانتی ہوں، انہوں نے اس میں کسی چیز کی کمی بیشی نہیں کی"۔ [4]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن اُمِّ مکتومؓ

حضرت عبداللہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد حضرت عبداللہؓ وہاں کے مسلمین کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ [5]

حضرت عبداللہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مؤذّن تھے۔ صبح کی نماز کی اذان حضرت بلالؓ وقت سے پہلے دیا کرتے تھے، اُن کے کچھ ہی دیر بعد صبح صادق ہوتے ہی حضرت عبداللہؓ اذان دیا کرتے تھے۔ [6] حضرت عبداللہؓ نابینا تھے۔ [7]

جب مجاہدین کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "جہاد کرنے والے اور جہاد نہ کرنے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزھد۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [4] صحیح مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وصحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ نحوہ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ وباب ہجرۃ الحبشۃ وصحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال۔ [6] صحیح بخاری ابواب الاذان عن ابن مسعودؓ وابن عمرؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔ [7] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز اذان الاعمٰی۔

والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" تو حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے جو نابینا تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اللہ کی قسم، اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا" اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور معذورین کو مستثنیٰ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "معذورین کے علاوہ جو لوگ جہاد نہ کریں اور جو جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ مشہور صحابی حضرت جابرؓ کے والد تھے۔ حضرت عبداللہ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔

جنگِ اُحُد حضرت عبداللہؓ جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے۔ جنگ کی رات کو اُنہوں نے اپنے بیٹے جابرؓ کو بُلایا اور فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ میں اس جنگ میں سب سے پہلے شہید ہونے والوں میں سے ہوں۔ میں اپنے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی کو تم سے زیادہ عزیز نہیں سمجھتا۔ مجھ پر کچھ قرضہ ہے اُسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔" جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے۔ [2] حضرت جابرؓ بار بار اُن کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر اُن کو دیکھتے رہے اور روتے رہے۔ جب اُن کا جنازہ اُٹھایا گیا تو اُسوقت حضرت عبداللہؓ کی بہن فاطمہؓ (آئیں اور وہ بھی) رونے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا عمرؓو کی بیٹی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم روؤ یا نہ روؤ، فرشتے برابر اپنے بازوؤں سے اُن پر سایہ کئے رہے یہاں تک کہ تم نے اُنہیں اُٹھایا۔" [3]

پھر وہ ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک قبر میں دفن کر دئے گئے۔ حضرت جابرؓ کو یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوئی۔ اُنہوں نے چھ مہینہ بعد اُنہیں قبر سے نکالا اور علیحدہ قبر میں دفن کر دیا۔ وہ جس وقت قبر سے نکالے گئے تو بالکل ویسے ہی تھے جیسے کہ اُس دن تھے جس دن وہ دفن کئے گئے تھے سوائے اِس کے کہ اُن کے ایک کان میں معمولی سا تغیّر آگیا تھا۔ [4]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اوائل اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ [5]

ہجرت حبشہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ جب وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت نماز میں مشغول تھے۔ آپؐ نے اُنہیں سلام کا جواب نہیں دیا حالانکہ اس سے پہلے آپؐ نماز میں سلام کا جواب دیدیا کرتے تھے۔ فارغ ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بیشک نماز میں شغل ہوتا ہے۔" [6]

جنگِ بدر حضرت ابن مسعودؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابوجہل کس حال میں ہے"۔ یہ سُنتے ہی حضرت ابن مسعودؓ روانہ ہوئے، اُنہوں نے دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے اُسے ضربِ کاری لگائی ہے۔ اُس میں ابھی زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اُس کی ڈاڑھی پکڑ کر پُوچھا "کیا تو ابوجہل ہے؟" اُس نے کہا "(ہاں) کیا ہوا اگر کسی آدمی کو اُسی کی قوم نے قتل کر دیا۔" [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ النساء) عن زید بن ثابتؓ و براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ہل یخرج المیت من القبر وکتاب البیوع وکتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب وفود الانصار وکتاب الاستقراض وکتاب الہبۃ وکتاب الصلح وکتاب المغازی وکتاب الاطعمۃ وکتاب الاستئذان۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز فی ابواب وصحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن عمروؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ہل یخرج المیت من القبر۔ [5] صحیح مسلم باب فضل سعد بن ابی وقاصؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب العمل فی الصلوٰۃ باب ما ینہی من الکلام فی الصلوٰۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل وباب شہود الملائکۃ بدرًا وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل ابی جہل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت | حضرت عبداللہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے گئے، آپؐ نے حضرت عبداللہؓ کو تین پتھر لانے کا حکم دیا حضرت عبداللہؓ کو دو پتھر ملے۔ تیسرا تلاش کیا لیکن نہیں ملا۔ لہٰذا وہ گوبر کا ایک ٹکڑا لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر لے لئے اور گوبر کو پھینکدیا۔[1]

تلاوتِ قرآن مجید | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "مجھے قرآن سناؤ" انہوں نے عرض کیا۔ "آپؐ کو سناؤں، حالانکہ آپؐ پر تو اترا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں"۔ انہوں نے سورۂ نساء تلاوت کی۔[2]

تلاوت کے متعلق ہدایت | ایک مرتبہ ایک شخص جس کو نہیک بن سنان کہتے تھے حضرت عبداللہؓ کے پاس آیا، اُس نے پوچھا "مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ہے یا مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ ہے"۔ حضرت عبداللہؓ نے اس سے پوچھا "کیا تو نے اس کے علاوہ پورا قرآن پڑھ لیا ہے؟" اُس نے کہا "(ہاں) میں تو ایک رکعت میں مفصّل کی تمام سورتیں پڑھ لیتا ہوں"۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "یہ تو اشعار پڑھنے کے مثل ہے (اتنی جلدی اور اتنا زیادہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ عنقریب) ایسی قومیں پیدا ہوں گی جو قرآن پڑھیں گی لیکن قرآن ان کی ہنسلی سے نیچے نہیں اُتریگا، البتہ جب (قرآن اس طرح پڑھا جائے کہ) دل میں بیٹھ جائے تو وہ نفع دیتا ہے۔[3]

تعلیم قرأت | حضرت عبداللہؓ بڑے اہتمام سے اپنے شاگردوں کو قرأت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت خبابؓ نے ان کے ایک شاگرد علقمہ سے قرأت سُنی تو اُن کی قرأت کی تعریف کی حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "جس طرح میں پڑھتا ہوں اُسی طرح یہ پڑھتے ہیں"۔[4]

اہل وعیال کی تربیت | ایک مرتبہ ابووائل مع اپنے ساتھیوں کے صبح کے وقت حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں گئے۔ اِن لوگوں نے (ان کے گھر پہنچ کر) دروازے پر کھڑے ہوکر سلام کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے انہیں اجازت دی یہ لوگ پھر بھی باہر ہی رُکے رہے۔ پھر اندر سے ایک لڑکی آئی، اُس نے کہا تم اندر کیوں نہیں آتے؟ پھر وہ لوگ اندر گئے، دیکھا کہ حضرت ابن مسعودؓ سُبحان اللہ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "جب میں نے تم کو اجازت دیدی تھی تو پھر کس چیز نے تمہیں اندر آنے سے روکا"۔ اُنہوں نے کہا "ہمیں یہ خیال ہوا کہ گھر والوں میں سے کوئی سو نہ رہا ہو"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "کیا میرے اہل وعیال کے متعلق تم نے غفلت کا گمان کیا"۔ یہ کہکر وہ پھر سُبحان اللہ پڑھنے لگے۔ پھر کچھ دیر بعد اُنہوں نے لڑکی سے کہا "دیکھو سُورج طلوع ہوگیا؟" لڑکی نے باہر جاکر دیکھا اور واپس آکر کہا ابھی سُورج طلوع نہیں ہوا۔ یہ سُنکر وہ پھر سُبحان اللہ پڑھنے لگے، کچھ دیر بعد اُنہوں نے پھر لڑکی سے کہا "جاکر دیکھو، سُورج طلوع ہوا یا نہیں"۔ لڑکی نے جاکر دیکھا اور واپس آکر کہا "سُورج طلوع ہوگیا"۔ یہ سُن کر حضرت ابن مسعودؓ نے کہا "سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آج ہمیں معاف کردیا اور ہمارے گناہوں کے بدلہ میں ہمیں (رات کو) ہلاک نہیں کیا"۔[5]

نہی عن المنکر | ایک مرتبہ حضرت خبابؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا تو اُن سے فرمایا کیا ابھی تک اس کے اُتارنے کا وقت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب لا یستنجی بروثٍ عن عبداللہؓ (آپؐ نے پھر انہیں تیسرا پتھر لانے کا حکم دیا۔ مسند احمد) [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) وصحیح مسلم باب فضل استماع القرآن۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ترتیل القراءۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین۔ [5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ترتیل القراءۃ۔

نہیں آیا (یعنی ابھی تک آپ کو اس کی حُرمت کا علم نہیں ہوا) حضرت خبابؓ نے فوراً انگوٹھی اُتار دی [1]

حضرت ابن مسعودؓ حدیث کو کتابُ اللہ سمجھتے تھے | ایک مرتبہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اللہ نے لعنت کی ہے گودنے والیوں اور گُدوانے والیوں پر، بال نوچنے والیوں پر حُسن کیلئے دانتوں کو کُشادہ کرنے والیوں پر اور اللہ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر۔" حضرت اُمِّ یعقوبؒ نے کہا "آپ نے اس اس طرح لعنت کی ہے"۔ فرمایا "میں کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت کی ہے اور وہ کتابُ اللہ میں موجود ہے"۔ وہ خاتون کہنے لگیں "میں نے پُورا قرآن پڑھا ہے اُس میں تو یہ چیز نہیں ہے"۔ فرمایا "اگر تم نے پڑھا ہوتا تو ضرور تمہیں یہ چیز مل جاتی، کیا تم نے یہ نہیں پڑھا کہ جو کچھ رسُولؐ تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس سے روکدیں اُس سے رُک جاؤ"۔ اس خاتون نے کہا "ہاں پڑھا ہے"۔ فرمایا "تو بس رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے"۔ خاتون نے کہا "تمہاری بیوی تو ایسا کرتی ہیں"۔ فرمایا "جاؤ دیکھ کر آؤ"۔ وہ دیکھکر آئیں اور کہا کہ "میں نے ایسی کوئی چیز نہیں پائی"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اگر یہ بات ہوتی تو میں اُسے اپنے ساتھ نہیں رکھتا (طلاق دے دیتا)" [2]

نصیحت | حضرت عبداللہؓ فرماتے تھے "اے لوگو! جس کو علم ہو وہ اس علم کے مطابق بیان کرے اور جس کو علم نہ ہو تو اُسے چاہیئے کہ یہ کہے اللہ ہی جانتا ہے، کیونکہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اُس کے متعلق یہ کہنا کہ اللہ ہی جانتا ہے یہ بھی علم ہی ہے۔ اللہ عزّ وجلّ اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرماتا ہے "اے رسُولؐ، آپؐ کہدیجئے کہ میں تم سے اس پر اجر طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلّف کرنے والوں میں سے ہوں"۔" [3]

اوقاتِ نماز کی نگہداشت | اگر اُمراء نماز میں دیر کرتے تو وہ گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب اُمراء دیر سے پڑھیں تو تم نماز اصلی وقت پر پڑھ لیا کرو اور اُن کے ساتھ نفل پڑھ لیا کرو [4]

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے "جو شخص کل (بروزِ قیامت) اللہ سے مسلم بن کر ملنا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ ان نمازوں کی حفاظت کرے"۔ [5]

تہجّد | ایک رات کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز (تہجد) میں شریک ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بڑا طویل قیام کیا۔ حضرت عبداللہؓ نے سوچا کہ بیٹھ جاؤں اور آپؐ کا ساتھ چھوڑ دوں [6]

حفاظتِ حدیث | ایک مرتبہ اُنہوں نے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُود کھانے والے اور کھِلانے والے پر لعنت کی ہے۔ کسی نے کہا "اور کاتب اور شاہد پر؟" فرمایا "ہم تو اتنا ہی بیان کرتے ہیں جتنا ہم نے سُنا"۔ [7]

کسرِ نفسی | فرماتے تھے "اللہ کی قسم صحابہؓ جانتے ہیں کہ میں کتابُ اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والوں میں سے ہوں لیکن میں ان سب سے بہتر نہیں ہوں"۔ [8]

فضائل | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جوتیاں، تکیہ، مسواک اور لوٹا اُٹھایا کرتے تھے۔ [9]
رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار آدمیوں میں آپؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نام بھی لیا۔ [10]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ الحشر) [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ ص) [4] صحیح مسلم کتاب المساجد باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب۔ [5] صحیح مسلم باب صلاۃ الجماعۃ من سُنن الہدیٰ۔ [6] صحیح مسلم باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل [7] صحیح مسلم کتاب البیوع باب لعن آکل الربٰو۔ [8] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن۔ [9] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ عن ابی الدرداءؓ۔ [10] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ

علم کا شوق | حضرت عبداللہؓ فرماتے تھے "اگر میں جانتا کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے تو اگر اونٹ مجھے اُس تک پہنچا سکتا تو میں ضرور اُس پر سوار ہو کر اُس شخص کے پاس جاتا۔" [1]

درس | ہر جمعرات کو درس دیا کرتے تھے۔ [2]

حدیث کا احترام | ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ سے ایک فتویٰ پوچھا گیا۔ آنہوں نے فتویٰ دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ "ابن مسعودؓ کے پاس جاؤ، وہ میری تائید کریں گے۔" جب حضرت ابن مسعودؓ سے یہ بات کہی گئی تو اُنہوں نے فرمایا "اگر میں ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت والوں میں سے نہیں رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ کروں گا جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔" [3]

تقویٰ | جب یہ آیت نازل ہوئی :-

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ... {مائدۃ ۹۳}

اُن لوگوں پر جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ اُس چیز کے کھانے پر کوئی گناہ نہیں جو اُنہوں نے (حرام ہونے سے پہلے) کھائی جبکہ وہ ڈرے اور ایمان لائے۔

تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا "مجھ سے کہا گیا ہے کہ تم ان میں سے ہو۔" [4]

حضرت ابن مسعودؓ کی منزلت | رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا "تمہارے لئے اجازت ہے کہ تم پردہ اُٹھاؤ اور میری راز کی باتیں سُن لو سوائے اُس صورت کے کہ (پردہ اُٹھاتے دیکھ کر) میں تمہیں منع کر دوں۔" [5]

وہ اور اُن کی والدہ اس کثرت سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جایا کرتے تھے کہ لوگ انہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں شمار کرتے تھے۔ [6]

شرعی حدّ کا نفاذ | ایک مرتبہ حضرت ابن مسعودؓ حمص میں تھے، بعض لوگوں نے کہا "ہمیں قرآن سُنایئے"۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے سورۂ یوسف کی تلاوت کی۔ ایک شخص کہنے لگا "اللہ کی قسم یہ اس طرح نازل نہیں ہوئی"۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تجھ پر افسوس، میں نے اسی طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تھی، آپؐ نے فرمایا تھا "تم نے بہت اچھی طرح پڑھی"۔ اتنے میں اُنہیں اُس کے مُنہ سے شراب کی بُو آئی، اُنہوں نے اُس سے کہا "تو شراب پیتا ہے اور (اللہ کی) کتاب کی تکذیب کرتا ہے، اب تو یہاں سے جا نہیں سکتا جب تک میں تجھے کوڑے نہ مار لوں"۔ یہ کہکر حضرت ابن مسعودؓ نے اُسے کوڑوں کی سزا دی۔ [7]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ کی نظر میں | حضرت حذیفہؓ فرماتے تھے کہ "میں کسی کو نہیں جانتا جو طور و طریق میں ابن مسعودؓ سے زیادہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو۔" [8]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو موسیٰؓ کی نظر میں | ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا "جب تک یہ عالِم تم لوگوں میں موجود ہیں مجھ سے نہ پوچھا کرو۔" [9]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو مسعودؓ کی نظر میں | حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں "میں نہیں جانتا کہ رسُول اللہ صلی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن [2] صحیح بخاری کتاب العلم [3] صحیح بخاری کتاب الفرائض [4] صحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ [5] صحیح مسلم کتاب السلام [6] صحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ و صحیح بخاری باب مناقب ابن مسعودؓ [7] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل استماع القرآن [8] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ [9] صحیح بخاری کتاب الفرائض۔

علیہ وسلّم نے اپنے بعد ابن مسعودؓ سے زیادہ وحی الٰہی کا جاننے والا چھوڑا ہو۔" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "بات یہ ہے کہ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے جب ہم غائب ہوتے اور انہیں اجازت مل جاتی جبکہ ہم روک دیئے جاتے۔" [۱]

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی نظر میں | حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں "میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قرآن چار آدمیوں سے پڑھو، ابنِ اُمِّ عبدؓ (عبداللہ بن مسعودؓ) اُبیّ بن کعبؓ، سالمؓ اور معاذؓ سے۔ لہٰذا میں بر ابر ان سے محبت کرتا رہوں گا۔" [۲]

حُبِّ رسولؐ | حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں "ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمیں کہیں نہیں ملے، ہم نے وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا۔ پوری رات بڑی بے چینی سے گذری جب صبح ہوئی تو آپؐ جبل حرار کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے آپؐ سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا 'جنات کی طرف سے ایک بلانے والا آیا تھا، میں اس کے ساتھ گیا اور انہیں قرآن سنایا۔' پھر آپؐ ہمیں وہاں لے گئے اور ہمیں ان کے اور ان کی آگ کے آثار دکھائے۔" [۳]

حضرت عبداللہ بن مُغفّل مُزنیؓ

عبداللہ بن مغفّل مُزنیؓ جنگ خیبر میں شریک تھے۔ اسلامی فوج نے خیبر کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کے دوران کسی شخص نے چربی کی ایک تھیلی پھینکی۔ حضرت عبداللہؓ اُسے لینے کیلئے آگے بڑھے۔ مُنہ موڑا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہیں۔ آپؐ کو دیکھکر وہ شرما گئے۔ [۴]

حضرت عبداللہؓ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ [۵] اور فتح مکّہ میں بھی۔ [۶]

امر بالمعروف ونہی عن المنکر | جب کوئی بُری بات دیکھتے تو منع کرتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کنکری پھینک رہا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا "کنکری نہ پھینک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے نہ شکار ہوتا ہے نہ دشمن زخمی ہو سکتا ہے البتہ دانت ٹوٹ سکتا ہے یا آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔" انہوں نے اُس کو دوبارہ کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "میں تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ آپؐ نے اس سے منع فرمایا اور تو پھر بھی کنکری پھینکتا ہے۔ اب میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔" [۷]

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ

حضرت عبداللہؓ کی والدہ زینب بنتِ حُمیدؓ ایک مرتبہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اس سے بیعت لے لیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (ابھی) چھوٹے ہیں۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کے لئے برکت کی دُعا کی۔ اس دُعا کی برکت سے ان کو تجارت میں بڑا نفع ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان سے ملاقات کرتے اور کہتے "ہمیں بھی شریک کر لو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمہارے لئے برکت کی دُعا کی ہے۔" حضرت عبداللہ بن ہشامؓ انہیں شریک

---

[۱] صحیح مسلم باب فضائلِ ابن مسعودؓ۔ [۲] صحیح مسلم باب فضائل ابن مسعودؓ۔ [۳] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الجہر بالقراءۃ فی الصبح۔ [۴] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مایصیب من الطعام فی ارض الحرب۔ [۵] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ الفتح)۔ [۶] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ذکر قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [۷] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید وصحیح مسلم کتاب الصید۔

کر لیا کرتے تھے [1]

حضرت عبداللہ رضؓ حمار

حضرت عبداللہؓ کا لقب حمار تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتے تھے، ایک مرتبہ شراب پینے کی سزا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ ان پر لعنت کر، یہ بار بار یہی حرکت کرتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان پر لعنت نہ بھیجو، یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں"۔ [2]

حضرت عبدالمطلبؓ

حضرت عبدالمطلبؓ، حضرت ربیعہؓ بن حارث کے لڑکے تھے۔ جب وہ جوان ہو گئے تو ان کے والد نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کریں کہ انہیں بھی زکوٰۃ وصول کر کے لانے پر مامور کر دیا جائے۔ وہ حسبِ ہدایت خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ ان کے ساتھ حضرت فضل بن عباسؓ بھی تھے۔ ان کا مقصد بھی وہی تھا جو حضرت عبدالمطلبؓ کا تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد دونوں حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے ان دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا "جو کچھ تمہارے دل میں ہے اسے ظاہر کرو"۔ انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا "زکوٰۃ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کیلئے حلال نہیں"۔ پھر آپؐ نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی عبدالمطلبؓ سے کر دو"۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ خمس میں سے مہر ادا کروا دیا۔ [3]

حضرت عتبان بن مالکؓ

حضرت عتبانؓ بدری صحابی ہیں۔ [4]

حضرت عتبانؓ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جب ان کی بینائی کمزور ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا "میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو میرے گھر اور مسجد کے درمیان جو گھاٹی ہے اس میں سیلاب آ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں میں مسجد نہیں آ سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میرے گھر تشریف لائیں اور کسی ایک مقام پر نماز پڑھ دیں تو پھر میں اس جگہ کو نماز کی جگہ بنا لوں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا میں انشاء اللہ کسی دن آؤں گا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کے وقت ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے پوچھا "تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟" انہوں نے گھر کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے دو رکعت پڑھیں۔ نماز کے بعد حضرت عتبانؓ نے آپؐ کو خزیرہ کھانے کے لئے روک لیا (خزیرہ کھا کر آپؐ واپس تشریف لے آئے) [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام۔ [2] صحیح بخاری کتاب الحدود باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر عن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت
[5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت وباب صلوٰۃ النوافل جماعۃً وصحیح مسلم کتاب الایمان وکتاب الصلوٰۃ۔

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں بلایا۔ وہ آئے تو اُن کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اُنہیں دیکھا تو) فرمایا "شاید ہم نے تمہیں جلدی پر مجبور کیا"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں" آپؐ نے فرمایا "جب تم جلدی پر مجبور کئے جاؤ تو تم پر صرف وضو لازم ہے"۔ [1]

حضرت عُتبہ بن غزوانؓ

حضرت عتبہؓ ایسے حالات میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہے ہیں کہ وہ سات آدمیوں میں سے ساتویں تھے۔ ان کا کھانا درخت کے پتّوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا حتّٰی کہ ان کی باچھیں زخمی ہوگئی تھیں۔ ایک دفعہ اُنہیں ایک چادر ملی تو اُنہوں نے اُس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے، ایک کا تہبند اُنہوں نے خود باندھ لیا اور ایک کا تہبند حضرت سعد بن مالکؓ (یعنی حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ) نے باندھ لیا۔

حضرت عتبہؓ کچھ عرصہ بصرہ کے گورنر رہے۔ اس زمانہ میں اُنہوں نے ایک خطبہ دیا جس میں دنیا کی بے ثباتی، جنّت اور دوزخ کا ذکر کیا۔ پھر عہدِ رسالت میں اپنی عسرت کا ذکر کرکے فرمایا "آج ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو کسی شہر کا حاکم نہ ہو، اور میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے کو بڑا سمجھوں اور اللہ کے ہاں چھوٹا ہوں۔ یقیناً کسی نبوت کا اثر ہمیشہ باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ انجام اس کا بادشاہت پر ہوتا ہے۔ ہمارے بعد جو امیر آئیں گے اُن کا تجربہ کرکے دیکھ لینا"۔ [2]

حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفیؓ

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا "تم اپنی قوم کی امامت کیا کرو"۔ اُنہوں نے عرض کیا "میں اپنے نفس میں (کمزوری) پاتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اُن کے سینہ اور پیٹھ پر رکھا اور فرمایا "اپنی قوم کی امامت کرو"۔ [3]

حضرت عثمان بن حُنَیفؓ

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت عثمانؓ کو لگان کی شرح مقرّر کرنے اور لگان وصول کرنے پر مقرّر کیا تھا، انہوں نے بڑے حق و انصاف کے ساتھ لگان کی شرح مقرّر کی تھی۔ [4]

حضرت عثمان بن طلحہؓ

حضرت عثمان بن طلحہؓ کعبہ کے دربانوں میں سے تھے۔ [5] جب مکّہ فتح ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے پاس پہنچے، آپؐ نے حضرت عثمان بن طلحہؓ کو بُلایا اور کعبہ کی کُنجی لانے کا حکم دیا۔ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے (اور کُنجی طلب کی) والدہ نے کُنجی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "کُنجی تو بہرحال تمہیں دینی ہوگی ورنہ یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی"۔ یہ سُن کر اُن کی والدہ نے کُنجی دیدی۔ وہ کُنجی لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور کُنجی آپؐ کے حوالہ کر دی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت عثمانؓ بھی اندر گئے۔ [6]

حضرت عثمان بن مظعونؓ

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی کنیت ابو السائب تھی۔ جب مہاجرینِ مکّہ، مدینہ منوّرہ پہنچے تو قرعہ اندازی کے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الوضوء۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزُّھد۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب امر الائمۃ بتخفیف الصّلوٰۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب قصّۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمانؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب دخول النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من اعلٰی مکّۃ وکتابُ الجہاد۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ وغیرہ وصحیح مسلم کتابُ الحج وغیرہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ذریعہ اُن کو انصار میں تقسیم کر دیا گیا اُسی قرعہ اندازی کے نتیجہ میں حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت اُمّ العلاء انصاریہؓ کے ہاں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں اُن کا انتقال ہو گیا جب اُنہیں غسل دیکر کفن پہنا دیا گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے حضرت اُمّ العلاءؓ نے کہا "اے ابو السائب تم پر اللہ کی رحمت ہو میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ نے تم کو بزرگی دی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ بیشک اللہ نے اِنہیں بزرگی دی ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے اگر اللہ اِنہیں بزرگی نہ دیگا تو پھر کس کو دیگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ان کے لئے بہتری کی اُمّید ہے لیکن اللہ کی قسم میں اللہ کا رسُولؐ ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے"۔ حضرت اُمّ العلاءؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں ان کے بعد اب کبھی کسی کی بزرگی بیان نہ کروں گی"۔ کچھ عرصہ بعد حضرت اُمّ العلاءؓ نے خواب میں حضرت عثمانؓ کی ایک نہر دیکھی جو خوب بہہ رہی تھی۔ اُنہوں نے یہ خواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ اُن کا عمل ہے"۔[1]

حضرت عدی بن حاتمؓ

حضرت عدیؓ جب مُسلم ہوئے تو اُنہوں نے قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھا:

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ {بقرۃ ۱۸۷}

(رمضان کی راتوں میں کھاؤ اور پیو) یہاں تک کہ سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممیّز ہو جائے۔

انہوں نے اس آیت کے ظاہری معنٰی کے مطابق ایک سیاہ اور ایک سفید ڈورا لیا اور اُن کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔ پھر وہ اُن کو بار بار دیکھتے رہے (لیکن صبح تک ان میں امتیاز نہ کر سکے) پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر سیاہ اور سفید ڈورے تمہارے تکیہ کے نیچے آ گئے تو تمہارا تکیہ اور تمہاری گدّی بہت وسیع و عریض ہے" (کہ مشرق و مغرب ان کے نیچے آ گئے) پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈوروں سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے"۔[2]

حضرت عدی بن حاتم شکاری تھے، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکار کے مسائل دریافت کئے تھے۔[3]

ایک دن حضرت عدیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں دو شخص آئے۔ ایک نے تنگیٔ معیشت کی شکایت کی، دوسرے نے چوری اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب اتنا امن ہو جائے گا کہ مکّہ سے مدینہ جانے والا قافلہ بغیر کسی محافظ کے جائے گا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے عدیؓ کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں نے نام سُنا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کریگی، اُسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ حضرت عدیؓ نے اپنے دل میں کہا قبیلۂ طے کے ڈاکو جنہوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے کہاں چلے جائیں گے اور قیامت نہ آنے پائے گی کہ ایک شخص اپنا صدقہ لیکر نکلیگا لیکن کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملیگا اور اے عدیؓ یقیناً تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے"۔ حضرت عدیؓ نے تعجّب سے پُوچھا "کسریٰ بن ہرمز (کے خزانے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کسریٰ بن ہرمز (کے خزانے)" حضرت عدیؓ فرماتے ہیں "میں نے حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرنے والی عورت کو دیکھا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن اُمّ علاءؓ و کتاب الشہادات باب القرعۃ و کتاب الجنائز عن خارجۃ بن زیدؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب الصوم و کتاب التفسیر (سُورۃ البقرۃ) و صحیح مسلم کتاب الصوم عن عدیؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب البیوع باب تفسیر المشبّہات۔

ہے۔ اُسے ہولائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوتا اور میں خود اُن لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے۔ اور عنقریب تم تیسری بات بھی دیکھ لوگے"۔ (کہ پوری ہوگی) [1]

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں وفد طے کے ساتھ حضرت عدیؓ کی آمد ایک مرتبہ قبیلہ طے کے وفد کے ساتھ حضرت عدیؓ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے، حضرت عمرؓ نے ایک ایک آدمی کو اُس کا نام لیکر بُلایا (لیکن حضرت عدیؓ کو چھوڑ دیا) حضرت عدیؓ نے کہا "اے امیر المؤمنین، کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیوں نہیں، تم اسلام لائے جب اَوروں نے کفر کیا، تم آگے بڑھے جبکہ دوسروں نے پیٹھ پھیری، تم نے عہد کو پُورا کیا جبکہ دوسروں نے عہد کو توڑ دیا، تم نے حق کو پہچان لیا جبکہ دوسروں نے انکار کیا" حضرت عدیؓ نے کہا "تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ (اگر آپ میرا نام نہ لیں یا مجھے مؤخر کر دیں) [2]

حضرت عدیؓ کی سخاوت اور رجوع الی الحق ایک دن حضرت عدیؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے سَو درہم طلب کئے۔ حضرت عدیؓ نے کہا "میرے پاس اِس وقت دینے کیلئے کچھ نہیں ہے، البتہ میں اپنی زرہ اور اپنا خود تمہیں دیتا ہوں اور اپنے گھر والوں کو لکھتا ہوں کہ وہ تمہیں تمہاری مطلوبہ رقم دیدیں"۔ وہ شخص اس بات پر راضی نہ ہوا۔ حضرت عدیؓ کو غصہ آگیا، فرمایا "میں حاتم کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے سَو درہم مانگتا ہے، اللہ کی قسم میں تجھے کچھ نہیں دوں گا"۔ یہ سُن کر وہ شخص ان چیزوں کے لینے پر راضی ہوگیا جن کا ذکر حضرت عدیؓ نے کیا تھا۔ حضرت عدیؓ نے کہا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص کسی بات کے متعلق قسم کھالے اور پھر دوسری بات اس سے زیادہ پرہیزگاری کی دیکھے تو زیادہ پرہیزگاری والی بات اختیار کرلے اور قسم کا کفارہ ادا کردے۔ اگر میں نے یہ نہ سُنا ہوتا تو اپنی قسم نہ توڑتا"۔ (یہ کہکر اُنہوں نے اپنی قسم توڑ دی اور اس سے کہا) "میری عطاء میں سے اب تم چار سَو درہم (میرے گھر والوں سے) لے لینا"۔ [3]

حضرت عُروہ بن اَسماء بن الصَّلت انصاریؓ

حضرت عروہؓ قرآن مجید کے قاری تھے۔ یہ واقعہ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے۔ [4]

حضرت عزّہؓ

حضرت عزّہؓ، اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہؓ کی بہن ہیں۔ ایک دن حضرت اُمّ حبیبہؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "کیا آپؐ کو میری بہن عزّہ کی ضرورت ہے؟" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" اُنہوں نے کہا "آپؐ اُن سے نکاح کرلیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ میرے لئے حلال نہیں، تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو"۔ [5]

حضرت عقبہ بن الحارثؓ

حضرت عقبہ کی شادی ابو اِہاب بن عزیز کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ ایک دن ایک عورت آئی، وہ کہنے لگی "میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے"۔ حضرت عقبہؓ نے کہا "مجھے تو علم نہیں کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے مجھے (پہلے) بتایا"۔ پھر وہ (فوراً) سوار ہوکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں مدینہ منوّرہ پہنچے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب کیسے (تم اُسے اپنی زوجیت میں رکھ سکتے ہو) حالانکہ یہ بات کہی جاچکی ہے"۔ حضرت عقبہؓ نے (فوراً) اپنی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ قبل الرّدّ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی قصۃ وفد طیئ من عدیؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع۔ [5] صحیح مسلم کتاب الرّضاع باب تحریم الربیبۃ عن اُمّ حبیبہؓ

بیوی کو رخصت کر دیا۔ پھر اُس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔[1]

حضرت عقبہ بن عامرؓ

حضرت عقبہؓ ان لوگوں میں سے تھے جو باری باری سے اُونٹوں کو چرایا کرتے تھے۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عقبہؓ کو تحصیلِ زکوٰۃ وغیرہ کیلئے بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ ہمیں بھیجتے ہیں، ہم کسی قوم کے ہاں جاکر اُترتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمانداری نہیں کرتے، ایسی صورت میں آپؐ کی کیا رائے ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم کسی قوم کے ہاں جاکر اُترو اور وہ مہمان کے شایانِ شان تمہاری مہمانداری کریں تو اُسے قبول کرو، اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کی حیثیت کے مطابق اُن سے مہمان کا حق وصول کرلو۔"[3]

حضرت عقبہؓ بوڑھے اور ضعیف ہو گئے تھے لیکن تیر اندازی کی مشق اُنہوں نے نہیں چھوڑی تھی۔ وہ کہتے تھے اگر میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک بات نہ سُنی ہوتی تو میں یہ مشقّت نہ اُٹھاتا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص تیر اندازی جانتا ہو پھر وہ اُسے چھوڑ دے تو وہ ہم میں سے نہیں یا تحقیق اُس نے نافرمانی کی۔"[4]

حضرت عُکّاشہ بن محصنؓ

حضرت عکّاشہؓ قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ کے ایک فرد تھے۔[5]

ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ستّر ہزار آدمی بغیر حساب و عذاب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔" صحابۂ کرامؓ نے ان لوگوں کے متعلق غور و خوض کیا کہ وہ کون ہو سکتے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہیں۔" حضرت عکّاشہؓ نے کہا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُن میں سے ہو۔" پھر ایک اور شخص نے کہا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عکّاشہؓ تم سے سبقت لے گئے۔"[6]

حضرت عَلاء بن حَضرمیؓ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب اہلِ بحرین سے صلح کی تو اُن پر حضرت عَلاء بن حضرمیؓ کو امیر بنایا۔[7]

حضرت عمّار بن یاسرؓ

جب ہجرت کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمّار بن یاسرؓ نے بھی مدینہ منوّرہ ہجرت کی۔ مدینہ منوّرہ جانے والی جماعتوں میں سے حضرت عمّارؓ دوسری جماعت میں شامل تھے۔[8]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم [2] صحیح مسلم کتاب الوضوء باب الذکر المستحب عقب الوضوء۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب اکرام الضیف عن عقبہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی۔ [5] صحیح مسلم کتاب الوضوء باب حکم بول الطفل الرضیع۔ [6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علیٰ دخول طوائف من المسلمین الجنّۃ بغیر حساب و لاعذاب۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر [8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ و باب ہجرۃ الحبشۃ۔

مسجد نبوی کی تعمیر جب مسجدِ نبوی تعمیر ہو رہی تھی تو دوسرے صحابہؓ ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے بدن پر سے مٹّی جھاڑنے لگے آپؐ فرما رہے تھے "افسوس ہے عمارؓ کو ایک باغی جماعت (یعنی سبائی پارٹی) قتل کرے گی۔ یہ اُن کو جنّت کی طرف بُلا رہے ہوں گے اور باغی لوگ ان کو دوزخ کی طرف بُلا رہے ہوں گے۔" حضرت عمارؓ فرماتے تھے "میں فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔"[1]

تیمّم ایک مرتبہ حضرت عمارؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ حضرت عمارؓ جُنبی ہو گئے۔ پانی کہیں نہیں ملا لہٰذا اُنہوں نے چوپایہ کی طرح زمین میں لوٹ لگا کر نماز پڑھ لی۔ پھر اُنہوں نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا "تمہیں صرف یہ کافی تھا۔" پھر آپؐ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اُن کو پھُونکا پھر چہرہ اور اور پہنچوں تک ہاتھوں کا مسح کر لیا۔[2]

فضیلت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے عمارؓ کو شیطان سے بچا لیا ہے۔"[3]

احقاقِ حق حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت عمارؓ ان کے ساتھ رہے۔ جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ بصرہ روانہ ہوئیں تاکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کا مطالبہ کریں تو حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کو کوفہ روانہ کیا تاکہ لوگوں کو نکلنے کی ترغیب دیں (کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنانِ اسلام کوئی سازش کر بیٹھیں) حضرت عمارؓ کوفہ پہنچے۔ حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت ابو مسعودؓ ان سے ملنے آئے۔ حضرت ابو مسعودؓ نے دو جوڑے منگائے اور ان دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا۔ جمعہ کے دن حضرت عمارؓ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا "بے شک حضرت عائشہؓ بصرہ روانہ ہو گئی ہیں اور اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ ہیں، دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس کا ساتھ دیتے ہو، علیؓ کا (کہ قصاص لینے میں تاخیر سے کام لیا جائے) یا عائشہؓ کا (کہ قصاص لینے میں عجلت کی جائے)"[4]

حضرت قیس نے حضرت عمارؓ سے پوچھا "حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کے معاملہ میں جو کچھ آپ نے کیا، کیا یہ آپ کی رائے ہے، کیونکہ رائے تو غلط بھی ہو سکتی ہے۔ صحیح بھی ہو سکتی ہے، یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ سے کوئی عہد لیا تھا۔" حضرت عمارؓ نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے ایسا کوئی عہد نہیں لیا تھا جو عام لوگوں سے نہ لیا ہو۔"[5]

حضرت عمران بن حُصَینؓ

حضرت عمرانؓ کی کُنیت ابو نجید تھی۔[6]

حضرت عمرانؓ کو بواسیر کا مرض تھا، ایک دن اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نماز کے متعلق دریافت کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو (سیدھی) کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھو۔"[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد عن ابی سعیدؓ و کتاب الجہاد باب مسح الغبار۔ [2] صحیح بخاری کتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمم۔ [3] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس و کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ عن ابی الدرداءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الفتن۔ [5] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب اذا لم یُطق قاعدًا.....

حجّت صرف قرآن و حدیث ہے | حضرت عمرانؓ صرف قرآن و سُنّت کو قابلِ حجّت سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے (غلط فہمی سے) حج تمتّع کے خلاف رائے کا اظہار کیا تو حضرت عمرانؓ کہنے لگے "ہم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں حج تمتّع کیا ہے (آپ نے ہمیں منع نہیں کیا) قرآن اُترتا رہا (اُس میں بھی منع نہیں کیا گیا) تو پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہدیا (اس کی رائے کیسے مانی جاسکتی ہے)"[1]

حدیث سُننے اور سُنانے کا شوق | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتدائے آفرینش کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا "پہلے اللہ تھا اور کوئی چیز نہ تھی (پھر) اُس کا عرش پانی پر متمکّن ہوا۔ پھر لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی گئی اور آسمان و زمین بنائے گئے"۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا "اے ابن حصینؓ تمہاری اُونٹنی بھاگ گئی" (وہ اُس کو پکڑنے کیلئے چلے گئے لیکن بعد میں اُنہیں بڑا افسوس ہوا۔ وہ کہا کرتے تھے) "اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں وہاں سے نہ اُٹھتا اور اُونٹنی کو چھوڑ دیتا" (تاکہ مزید حدیثیں سُنتا رہتا)[2]

حدیثیں بیان کرنے کا بھی بہت شوق تھا۔ مرضِ وفات میں بھی ایک دن حضرت مطرف کو بُلا کر چند احادیث بیان کیں۔[3]

فضیلت | حضرت عمرانؓ کو سلام کی آواز آیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے (کچھ دن تک) داغ لگوایا۔ داغ لگوانے کے زمانہ میں سلام کی آواز آنی بند ہوگئی۔ اُنہوں نے داغ لگوانا بند کر دیا۔ سلام کی آواز پھر آنے لگی۔[4]

حدیث کا ادب و احترام | ایک دن حضرت عمرانؓ نے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "حیاء کچھ نہیں لاتی سوائے خیر کے"۔ بشیر بن کعب کہنے لگے "حکمت (کی کتاب) میں لکھا ہے کہ "حیاء سے وقار پیدا ہوتا ہے، حیاء سے تسکین حاصل ہوتی ہے"۔ حضرت عمرانؓ نے فرمایا "میں تم سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم (اسکی موجودگی میں) اپنے صحیفہ کی باتیں نقل کرتے ہو"۔[5]

حضرت عمر بن ابو سلمہؓ

حضرت عمر بن ابو سلمہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ربیب ہیں، یعنی حضرت اُمِّ سلمہؓ کے بطن سے اُن کے پہلے شوہر کے بیٹے ہیں۔

ایک دن وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ وہ رکابی کے اطراف میں سے کھانے لگے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے آگے سے کھاؤ"۔[6]

جنگِ خندق کے زمانہ میں حضرت عمر بن ابو سلمہؓ بچّے تھے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی بچّے تھے۔ یہ دونوں خواتین کے ساتھ ایک قلعہ میں محفوظ تھے، لیکن باری باری سے ایک دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ بھی کرتے تھے۔[7]

ایک دن حضرت عمر بن ابو سلمہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "کیا روزے دار بوسہ لے سکتا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان (یعنی اُمِّ سلمہؓ) سے پوچھو"۔ اُنہوں نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پُوچھا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسا کر لیتے ہیں"۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کی تو اگلی پچھلی سب خطائیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتّع علی عہد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتاب الحج۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز التمتّع۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز التمتّع۔ [5] صحیح بخاری کتاب الادب باب الحیاء و صحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الاکل مما یلیہ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد باب فضل النفقۃ والابواب المناقب باب مناقب زبیرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔

اللہ نے معاف کر دی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ متّقی اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں"۔[1]

حضرت عمرو بن العاصؓ

اسلام لانے کا واقعہ | اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت عمروؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت سخت دشمن تھے انہیں اس سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں تھی کہ کسی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قابو پاکر آپؐ کو قتل کر دیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی محبّت ڈالدی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عمروؓ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمروؓ کیا بات ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا شرط کرنا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے عرض کیا "میرے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام قبول کرنا گذشتہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔ یہ سُنتے ہی حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسلام قبول کر لیا۔[2]

جنگ ذات السّلاسل | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں جنگ ذات السلاسل میں سپہ سالار بنا کر روانہ کیا تھا۔[3]

وفات | جب حضرت عمروؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بڑی دیر تک روتے رہے، پھر اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا۔ اُن کے لڑکے نے کہا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دی تھیں"۔ حضرت عمروؓ نے اُنکی طرف مُنہ کیا اور فرمایا "ایک وہ وقت تھا کہ مجھے سب سے زیادہ بغض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تھا۔ اگر مجھے قابو ملتا تو میں آپؐ کو قتل کر دیتا، اس حالت میں اگر مَیں مرجاتا تو دوزخی ہوتا، پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کو داخِل کر دیا، میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور اسلام قبول کر لیا، اگر میں اس حال میں مرجاتا تو مجھے اُمّید ہے کہ میں جنّتی ہوتا۔ اس کے بعد بعض چیزوں کے ہم والی بنائے گئے، مجھے نہیں معلوم کہ اس میں ہماری کیا کیفیت رہی۔ اچھا، جب مَیں مرجاؤں تو کوئی نوحہ کرنے والی میرے ساتھ نہ جائے، نہ آگ ساتھ جائے، پھر جب تم مجھ پر مٹّی ڈال چکو تو میری قبر کے چاروں طرف اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اُونٹ نحر کیا جائے اور تقسیم کیا جائے تاکہ میں تم سے اُنس حاصِل کروں اور مَیں دیکھوں کہ میں اپنے ربّ کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں"۔[4]

حُبِّ رسُولؐ | حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں "اسلام لانے کے بعد میرے نزدیک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا"۔[5]

محبوبِ رسُولؐ بننے کی تمنّا | ایک دن حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا۔ "آپؐ کو سب سے زیادہ محبّت کس سے ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ حضرت عمروؓ نے پوچھا "مَردوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے والد (ابوبکرؓ)" حضرت عمروؓ نے پوچھا "پھر کون محبوب ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عمرؓ"۔ اس طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّوم۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب کونِ الاسلام یھدم ما قبلہ عن عمرو بن العاصؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب مناقب ابی بکرؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب کونِ الاسلام یھدم ما قبلہ۔ [5] صحیح مُسلم کتابُ الایمان باب کونِ الاسلام یھدم ما قبلہ۔

چند آدمیوں کے نام لئے۔ حضرت عمروؓ کہتے ہیں "پھر اس خیال سے میں خاموش ہو گیا کہ کہیں آپؐ مجھے سب کے آخر میں نہ کر دیں۔"[1]

احترامِ رسولؐ حضرت عمرو بن العاصؓ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی جلال والا نہیں تھا اور آپؐ کے جلال کی وجہ سے وہ کبھی نظر بھر کر آپؐ کو نہ دیکھ سکے۔[2]

حضرت عَمرو بن اُمیّہ ضَمریؓ

حضرت عمروؓ ان قاریوں میں شامل تھے جو چند منافقین کے مطالبہ پر مبلّغ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ حضرت عمروؓ کو کافروں نے قید کر لیا تھا۔[3]

حضرت عَمرو بن تَغلِبؓ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں کسی آدمی کو مال دیتا ہوں اور کسی آدمی کو نہیں دیتا اور جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اُس سے جس کو میں دیتا ہوں زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ میں اُن لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دل میں بے صبری دیکھتا ہوں اور جن لوگوں کے دلوں میں اللہ نے استغناء اور بھلائی پیدا کر دی ہے میں اُنہیں اِن صفات کے سپرد کر دیتا ہوں۔ ان لوگوں میں عمرو بن تَغلِبؓ بھی ہیں"۔ حضرت عمرو بن تَغلِبؓ فرماتے ہیں "اللہ کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پسند ہے۔"[4]

حضرت عَمرو بن حارثؓ

حضرت عمروؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت جُویریہؓ بنت حارث کے بھائی تھے۔[5]

حضرت عَمرو بن سَلمہؓ

حضرت عمروؓ اور اُن کی قوم کے لوگ مُسافروں کی گذرگاہ پر رہا کرتے تھے۔ جب مسافروں کے قافلے ان کے پاس سے گذرتے تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے پُوچھا کرتے تھے۔ مُسافر یہ بیان کرتے کہ اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کو اللہ نے رسُول بنا کر بھیجا ہے، ان کی طرف وحی آتی ہے، وہ مسافر وحی کے کلمات بھی ان لوگوں کو سُنا دیا کرتے تھے۔ حضرت عمروؓ اگرچہ اُس وقت بچے تھے لیکن ان کلمات کو حفظ کر لیا کرتے تھے۔ فتح مکّہ کے بعد سب سے پہلے اُن کے والد نے اسلام قبول کیا، اور پھر اپنی قوم کو تبلیغ کی (قوم کے لوگ بھی مُسلم ہو گئے) اُن کے والد نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرے۔" پُوری قوم میں حضرت عمروؓ سے زیادہ قرآن مجید جاننے والا کوئی نہیں نکلا، لہٰذا اُنہوں نے حضرت عمروؓ کو باوجود اِس کے کہ وہ چھ سات سال کے تھے امام بنا دیا۔ اُن کے پاس ایک چھوٹی سی چادر تھی، جب وہ سجدہ کرتے تو ستر کھُل جاتا۔ قبیلہ کی ایک عورت نے کہا "تم اپنے قاری کا ستر کیوں نہیں ڈھانکتے۔" یہ سُن کر قبیلہ والوں نے اُن کے لئے کپڑا خریدا اور ایک قمیص بنائی۔ قمیص پہن کر اُنہیں بہت ہی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات السلاسل وصحیح مسلم باب فضائل ابی بکرؓ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع وبئر معونۃ وکتاب الجہاد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء امّا بعد۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب الوصایا۔

خوشی ہوئی۔[1]

حضرت عمرو بن عبسہؓ

حضرت عمرو بن عبسہؓ نے اُس وقت اسلام قبول کیا جب مؤمنین پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ حضرت عمروؓ ایامِ جاہلیت میں ہی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تمام لوگ گمراہی پر ہیں۔ جب اُنہوں نے سُنا کہ مکّہ میں ایک شخص (آسمانی) خبریں بیان کرتا ہے تو وہ فوراً سوار ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے اور ایمان لے آئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ضروری احکام کی تعلیم دی اور مشورہ دیا کہ فی الحال وہ اپنے وطن چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا "جب تم سُنو کہ میں غالب آگیا ہوں تو پھر تم میرے پاس آجانا"۔ الغرض حضرت عمروؓ اپنے گھر واپس آگئے لیکن ان ایّام میں وہ برابر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق خبریں معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دن مدینہ منوّرہ کے چند لوگ اُن کے پاس پہنچے۔ اُنہوں نے اُن سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حال دریافت کیا، اُنہوں نے بتایا کہ اب لوگ تیزی سے ایمان لا رہے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت عمروؓ مدینہ منوّرہ پہنچے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں تم وہی ہو جو مکّہ میں مجھ سے ملے تھے"۔ حضرت عمروؓ نے کہا "جی ہاں"۔ پھر حضرت عمروؓ نے بہت سے مسائل پُوچھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے جوابات دئے اور اُنہیں اسلامی احکامات کی تعلیم دی۔[2]

حضرت عمرو بن عبسہؓ نے ایک دن حضرت ابو اُمامہؓ کے سامنے وہ حدیث بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب وضو میں اعضاء دھوئے جاتے ہیں تو پانی کے ساتھ اُن اعضاء کی خطائیں نکل جاتی ہیں۔ حضرت ابو اُمامہؓ نے کہا "اے عمرو بن عبسہؓ دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو، ایک ہی دفعہ وضو کرنے والے کو یہ سب کچھ مل جاتا ہے؟" حضرت عمروؓ نے کہا "اے ابو اُمامہؓ میری عُمر زیادہ ہو گئی ہے، میری ہڈّیاں کمزور ہو گئی ہیں، میری مَوت کا وقت قریب آگیا ہے، مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اللہ پر اور اللہ کے رسُولؐ پر جھوٹ بولوں، اگر میں نے اس حدیث کو ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات مرتبہ بھی سُنا ہوتا تو میں اس کو کبھی بیان نہ کرتا، میں نے تو اس کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بیان کرتے ہوئے) سُنا ہے"۔[3]

حضرت عَمرَہؓ بنتِ رَواحہؓ

حضرت عَمرَہؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ کی والدہ تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے کہنے سے اُن کے شوہر حضرت بشیرؓ نے اپنے بیٹے حضرت نعمانؓ کو کوئی عطیّہ دیا۔ حضرت عمرہؓ نے کہا "اس پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گواہ کر لو، جب میں راضی ہوں گی"۔ حضرت بشیرؓ نے اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنے سب بچّوں کو ایسا تحفہ دیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "تو یہ عطیّہ واپس کر لو"۔ اُنہوں نے واپس کر لیا۔[4]

ایک مرتبہ اُن کے بھائی حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عَمرَہؓ رونے لگیں اور اُن کی تعریف کرنے لگیں۔ کچھ دیر بعد جب حضرت عبداللہؓ کو ہوش آیا تو کہنے لگے "جو کچھ تم کہہ رہی تھیں اُس کے متعلّق مجھ سے پوچھا جا رہا تھا "کیا تم ایسے ہی تھے؟"[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ عن عمرو بن سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب اسلام عمرو بن عبسہؓ جلد اوّل۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب اسلام عمرو بن عبسہؓ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ الھبۃ عن نعمانؓ وکتابُ الشھادات وصحیح مسلم کتابُ الھبات۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ موتۃ عن نعمانؓ۔

حضرت عُمَیرؓ

حضرت عُمیرؓ، حضرت آبی اللحمؓ کے غلام تھے، ایک مرتبہ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا "کیا مَیں اپنے مالکوں کے مال میں سے صدقہ دے سکتا ہوں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، اجر تم دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا۔"

ایک دن ایسا ہوا کہ اُن کے مالک نے اُنہیں گوشت سُکھانے کا حکم دیا (وہ گوشت سُکھا رہے تھے کہ اتنے میں) ایک مسکین آیا۔ اُنہوں نے اُس گوشت میں سے اُسے بھی کھانے کیلئے دیا۔ جب اُن کے مالک کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے حضرت عمیرؓ کو مارا۔ حضرت عمیرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ آپؐ نے مالک کو بلوایا اور پُوچھا "تم نے اِنہیں کیوں مارا"۔ انہوں نے عرض کیا "اِنہوں نے بغیر میرے حکم کے میرا کھانا دیدیا"۔ آپؐ نے فرمایا "اجر تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا۔"[1]

حضرت عُمَیر بن حمامؓ

حضرت عُمیرؓ انصاری صحابی ہیں۔

جنگِ بدر | حضرت عُمیرؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے، انفرادی مقابلے جاری تھے کہ اتنے میں مشرکین آگے بڑھ کر اسلامی فوج کے قریب آگئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس جنّت میں جانے کیلئے تیار ہو جاؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے"۔ حضرت عُمیرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایسی جنّت جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے کہا "واہ واہ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "واہ واہ کہنے کی کیا وجہ ہے؟" حضرت عُمیرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم میں نے اِس اُمید میں یہ بات کہی ہے کہ میں جنّتی ہو جاؤں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم بے شک جنّتی ہو"۔ یہ سُن کر حضرت عُمیرؓ نے اپنے ترکش میں سے کچھ کھجوریں نکالیں اور اُنہیں کھانے لگے۔ پھر کہنے لگے "اگر میں ان کھجوروں کے ختم ہونے تک زندہ رہوں گا تو بہت وقت لگ جائے گا"۔ یہ کہکر اُنہوں نے جو کھجوریں اُن کے پاس تھیں اُنہیں (ایک طرف) ڈالدیا۔ پھر کُفّار سے جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔[2]

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ

حضرت عوفؓ جنگِ مُوتہ میں شریک تھے۔ اس جنگ کے بعد جب حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو ایک شخص نے جس نے ایک کافر کو قتل کیا تھا مقتول کا سامان لینا چاہا۔ حضرت خالدؓ نے دینے سے اِنکار کر دیا۔ حضرت عوفؓ نے کہا "کیا آپ کو نہیں معلوم کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قاتل کو (مقتول کا) سامان دیتے ہیں"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "بیشک، لیکن یہ سامان بہت معلوم ہوتا ہے"۔ جب یہ لشکر فاتحانہ مدینہ منوّرہ پہنچا تو حضرت عوفؓ نے اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ آپؐ نے حضرت خالدؓ سے پُوچھا "تم نے سامان کیوں نہیں دیا؟" حضرت خالدؓ نے عرض کیا "میں نے یہ خیال کیا کہ سامان بہت ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "دیدو"۔ حضرت عوفؓ نے حضرت خالدؓ کی چادر کھینچ کر کہا "آخر جو میں نے کہا تھا وہی ہوا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ (اشتعال انگیز) بات سُن لی۔ آپؐ نے (خفگی سے) فرمایا "اے خالدؓ (اب)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ما انفق العبد من مال مولاہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید عن انسؓ۔

اسے کچھ نہ دو۔"[1]

حضرت عوفؓ جنگ تبوک میں شریک تھے۔[2]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "تم رسُولُ اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے؟" حضرت عوفؓ اور اُن کے ساتھیوں نے عرض کیا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے کہا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ تیسری مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے اپنے ہاتھ بڑھا دئے اور عرض کیا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں، اب کس بات پر بیعت کریں؟" آپؐ نے فرمایا "اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے، اُس کے ساتھ شرک نہ کرو گے، پانچوں نمازیں پڑھو گے، اطاعت کرتے رہو گے اور لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو گے"۔ (اُنہوں نے بیعت کی) اس کے بعد اُن کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر اُن کا کوڑا بھی گر جاتا تو وہ کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ اسے اُٹھا دو۔[3]

حضرت عُوَیمرؓ

حضرت عُوَیمرؓ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لعان کرایا اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی۔ لعان کے بعد حضرت عویمرؓ نے کہا "میرا مال (یعنی مہر) مجھے واپس دلوا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچے ہو تو تم نے اس مال کے بدلہ میں اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا، اور اگر تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو پھر یہ اور بھی زیادہ نامناسب ہے کہ اس میں سے کچھ لو۔"[4]

حضرت فاطمہ بنتِ ابی حُبَیشؓ

حضرت فاطمہ بنت ابی حُبیشؓ کو استحاضہ کی بیماری تھی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے استحاضہ کی بیماری ہے، میں پاک ہی نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، یہ تو ایک رگ کا خون ہے یہ اذیتِ ماہانہ نہیں ہے۔ جب اذیتِ ماہانہ ہو تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اذیتِ ماہانہ کی مدّت گذر جائے تو نماز پڑھا کرو۔"[5]

حضرت فاطمہ بنتِ عَمروؓ

حضرت فاطمہ بنت عمروؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی پھوپی تھیں۔ جب حضرت جابرؓ کے والد کا جنازہ اُٹھایا گیا تو وہ رونے لگیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون ہے؟"۔ لوگوں نے کہا "عمروؓ کی بیٹی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم روؤ یا نہ روؤ، فرشتہ برابر ان پر سایہ کئے رہے یہاں تک کہ وہ اُٹھائے گئے۔"[6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عوف رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما یحذر من الغدر عن عوف رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب کراہۃ المسألۃ للناس عن عوف رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النور) عن سہل رضؓ وابن عباس رضؓ وابن عمر رضؓ وصحیح مسلم کتاب اللعان عن سہل رضؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الدم۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز فی الباب۔

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ

حضرت فاطمہؓ حضرت ضحاک بن قیسؓ کی بہن تھیں۔ پہلے ان کا نکاح حضرت ابو عمرو بن حفص مخزومی سے ہوا تھا۔ حضرت ابو عمروؓ نے انہیں تین طلاقیں دیدیں اور پھر ایک غزوہ میں یمن چلے گئے۔ پھر انہوں نے اپنے وکیل کے ہمراہ حضرت فاطمہؓ کو پانچ صاع کھجوریں اور پانچ صاع جَو بھیجے حضرت فاطمہؓ ناراض ہوگئیں حضرت ابو عمروؓ کے گھر والوں نے کہا "اب تمہارے اخراجات ہمارے ذمہ نہیں ہیں بجز اس صورت کے کہ تم حاملہ ہو"۔ حضرت خالد بن ولید مع چند آدمیوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپؐ سے سوال کیا کہ "کیا اُن کیلئے شوہر کے ذمہ مکان اور نان نفقہ واجب ہے یا نہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کیلئے اب کوئی نان نفقہ نہیں"۔ پھر حضرت فاطمہؓ خود حاضر خدمت ہوئیں۔ آپؐ نے اُن سے بھی وہی فرمایا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "ایسی صورت میں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میرے ساتھ بدسلوکی کریں"۔ یہ کہکر وہ چلی آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہلوایا کہ وہ عدّت اپنے میکہ میں حضرت اُمِّ شریک کے مکان میں گذاریں اور اپنے معاملہ میں بغیر مجھ سے مشورہ کئے کوئی فیصلہ نہ کریں (کچھ دن بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس پھر ایک آدمی بھیجا اور کہلوایا کہ "اُمِّ شریکؓ کے ہاں مہاجرین اوّلین کی آمد و رفت رہتی ہے لہٰذا تم عبداللہ بن عمرو بن اُمِّ مکتومؓ کے ہاں چلی جاؤ وہ نابینا آدمی ہیں لہٰذا تم اُن کے ہاں دوپٹہ وغیرہ اُتار کر بھی رہ سکتی ہو اور جب عدّت ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا"۔ حضرت فاطمہؓ حضرت عبداللہ ابن اُم مکتومؓ کے ہاں چلی گئیں جب اُن کی عدّت ختم ہوگئی تو اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ معاویہ بن ابو سفیانؓ اور ابو جہمؓ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابو جہم تو اپنے کندھے سے اپنی لاٹھی کو علیحدہ نہیں کرتے (یعنی سخت آدمی ہیں) معاویہؓ مفلس ہیں اُن کے پاس مال (وغیرہ) کچھ نہیں۔ تم اُسامہؓ بن زیدؓ سے نکاح کر لو"۔ حضرت فاطمہؓ نے پہلے تو اُنہیں ناپسند کیا لیکن جب آپؐ نے دوبارہ فرمایا تو پھر اُن سے نکاح کر لیا۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں "اللہ نے اس نکاح میں بڑی خیر و برکت دی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابن زیدؓ کی وجہ سے شرف بخشا اور ابن زیدؓ کے باعث مجھے عزّت دی اور مجھ پر اس نکاح کے سلسلہ میں رشک کیا جانے لگا"۔

ایک مرتبہ حضرت مروانؒ نے حضرت قبیصہ بن ذُوَیبؒ کو حضرت فاطمہؓ کے پاس اس حدیث کے دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ نے حدیث بیان کی۔ حضرت مروانؒ نے کہا "ہم نے یہ حدیث ایک عورت کے علاوہ کسی اور سے نہیں سُنی (کہ مطلّقہ کو اپنے شوہر کے گھر سے منتقل ہونے کی اجازت ہے) ہم ایسا معتبر امر کیوں نہ اختیار کریں جس پر لوگوں کو پاتے ہیں" (یعنی تین طلاقوں کے بعد بھی مطلّقہ کو عدّت کا زمانہ شوہر کے مکان میں گذارنا چاہئے) حضرت فاطمہؓ نے جب یہ بات سُنی تو کہنے لگیں "ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن کافی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں ان کے گھر سے نہ نکالو، یہ حکم تو اس کیلئے ہے جس سے رجعت ہو سکتی ہے، تین طلاقوں کے بعد پھر کونسی نئی بات پیدا ہو سکتی ہے، پھر تم کیوں کہتے ہو کہ اس کیلئے نفقہ نہیں جب تک وہ حاملہ نہ ہو، پھر کس بھروسہ پر اُسے روکتے ہو"۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لہا وکتاب الفتن باب فی خروج الدجال۔

حضرت فضل بن عبّاسؓ

حجّۃ الوداع کے موقع پر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر مزدلفہ سے منیٰ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت فضل بن عبّاسؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ راستہ میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حج کے متعلق ایک سوال کیا۔ حضرت فضلؓ اُس عورت کی طرف دیکھنے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا مُنہ دوسری طرف پھیر دیا۔[1]

ایک مرتبہ اُن کے والد حضرت عبّاسؓ نے اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بھیجا اور اُن کو ہدایت کی کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کریں کہ اُنہیں زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرّر کر دیا جائے تاکہ اُنہیں بھی کچھ اُجرت مِل جائے۔ حضرت فضلؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت عبدالمطّلب بن ربیعہؓ بھی اُن کے ساتھ تھے جو اسی مقصد سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں گئے تھے۔ نماز ظہر کے بعد یہ دونوں آپؐ سے پہلے حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو آپؐ نے ان دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا "جو کچھ تمہارے دل میں ہے اُسے ظاہر کرو۔" اُنہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زکوٰۃ کا مال محمدؐ اور آلِ محمدؐ کیلئے جائز نہیں۔" پھر آپؐ نے حضرت مَحمیہؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کا نکاح فضل بن عبّاسؓ سے کر دو اور مہر مالِ خُمس میں سے ادا کر دو۔" اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔[2]

حضرت قبیصہ بن مخارق الہلالیؓ

ایک مرتبہ حضرت قبیصہؓ قرضدار ہو گئے۔ قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کچھ روپیہ طلب کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ دن ٹھہرو، جب ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آئے گا تو ہم اس میں سے قرضہ کی ادائیگی کیلئے کچھ مال دیدیں گے۔"[3]

حضرت قُدامہ بن مظعونؓ

حضرت قُدامہؓ بدری صحابی ہیں۔ یہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ماموں ہیں، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں انہیں بحرین کا گورنر مقرّر کیا تھا۔[4]

حضرت قَعقَاع بن مَعبَدؓ

حضرت قعقاعؓ قبیلۂ بنو تمیم کے ایک فرد تھے، یہ اپنے قبیلہ کے وفد کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب وجوب الحج عن ابن عبّاسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصّدقۃ عن عبدالمطّلبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب من تحل لہ المسئلۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ الحجرات) عن ابن عمرؓ وابن زبیرؓ۔

حضرت قیس بن سعد انصاریؓ

حضرت قیسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے رہا کرتے تھے [1]

حضرت قیس بن صرمہؓ

حضرت قیسؓ ایک انصاری صحابی تھے۔

اوائلِ اسلام میں روزہ کے سلسلہ میں یہ حکم تھا کہ روزہ رکھنے والا اگر افطار کے وقت سو جائے (اور کچھ کھا پی نہ سکے) تو وہ پھر نہ رات کو کھا پی سکتا تھا اور نہ دن کو جب تک دوسرے دن افطار کا وقت نہ آجائے۔ اسی زمانہ میں ایک دن حضرت قیسؓ نے روزہ رکھا۔ جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا "کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں، لیکن میں جاتی ہوں اور کہیں سے کچھ مانگ کر لاتی ہوں"۔ حضرت قیسؓ دن بھر کی محنت کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے تھے لہٰذا اُن پر نیند نے غلبہ کیا اور وہ سو گئے۔ جب اُن کی بیوی آئیں اور ان کو (سوتے ہوئے) دیکھا تو کہنے لگیں "تم کھانے سے محروم ہو گئے"۔ (الغرض حضرت قیسؓ کا روزہ جاری رہا) دوسرے دن دوپہر کے وقت اُن کو غش آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا گیا، اُسی وقت آیت نازل ہوئی کہ اب رات کو بھی کھا پی سکتے ہو۔ لوگ اس آسانی سے بہت زیادہ خوش ہوئے [2]

حضرت کُرز بن جابر الفہریؓ

حضرت کرزؓ فتح مکہ کے موقع پر حضرت خالدؓ کے دستہ میں شامل تھے۔ اور اسی موقع پر مشرکینِ مکہ سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے [3]

حضرت کعب بن عُجرہؓ

حضرت کعبؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ دورانِ سفر اُن کے سر میں جُوئیں ہو گئیں اور اس کثرت سے ہو گئیں کہ جھڑنے لگیں۔ صحابہ کرامؓ ان کو اُٹھا کر لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "میں دیکھتا ہوں تم بڑی تکلیف میں ہو، لہٰذا تم سر مُنڈا دو اور فدیہ میں تین روزے رکھو یا ایک فرق پیمانہ کے برابر (طعام) چھ آدمیوں کو بطور صدقہ دیدو یا جو قربانی میسّر ہو وہ قربانی کر دو"۔ [4]

ایک دن حضرت کعبؓ نے ایک شخص سے کہا "کیا میں تمہیں ایک ہدیہ دوں"۔ یہ کہکر اُنہوں نے کہا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ۔ یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپؐ پر کس طرح سلام بھیجیں اب یہ بتائیے کہ آپؐ پر درود کیسے بھیجیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الاحکام باب الحاکم یحکم بالقتل عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول اللہ جل ذکرہٗ "اُحِلَّ لکم لیلۃ الصیام ..... عن براءؓ وکتاب التفسیر۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکۃ باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح۔ [4] صحیح بخاری کتاب الشروط وغیرہ وصحیح مسلم کتاب الحج وغیرہ۔

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝" [1]

حضرت کعب بن مالک رضؓ

حضرت کعبؓ ان انصار میں سے ہیں جنہوں نے (مکّہ معظمہ پہنچ کر) ایک گھاٹی میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت کعبؓ سوائے جنگِ بدر اور جنگِ تبوک کے تمام غزوات میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہے۔ [2]

حضرت ابن ابی حَدْرَدؓ پر ان کے کچھ روپے قرض تھے۔ حضرت کعبؓ نے مسجد میں ان سے تقاضہ کیا۔ ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے۔ آپؐ نے اُن کی آواز سُنی۔ آپؐ پردہ کھول کر باہر تشریف لائے، آپؐ نے فرمایا "اے کعبؓ!" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں حاضر ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نصف معاف کردو"۔ حضرت کعبؓ نے کہا "میں نے معاف کردیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابن ابی حَدْرَدؓ سے فرمایا "اُٹھو اور قرضہ ادا کرو"۔ [3]

حضرت کعبؓ کی بکریاں سَلْع پہاڑی پر چرا کرتی تھیں۔ ایک دن اُن کے قبیلہ کی ایک لڑکی نے دیکھا کہ ایک بکری قریب المرگ ہے۔ اُس نے ایک پتھر توڑا اور اُس سے اُس بکری کو ذبح کر دیا۔ حضرت کعبؓ نے قبیلہ کے لوگوں سے کہا "اسے نہ کھاؤ جب تک میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت نہ کرلوں"۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ مسئلہ دریافت کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ [4]

جنگ تبوک حضرت کعبؓ جنگ تبوک میں شریک نہ ہوسکے اگرچہ اُنہوں نے اِس جنگ کیلئے دو سواریاں تیّار کر رکھی تھیں (اور جہاد میں شریک ہونے کا پختہ ارادہ تھا) تمام مؤمنین نے جنگ کی تیّاری مکمّل کرلی لیکن حضرت کعبؓ سُستی سے کام لیتے رہے۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ جب چاہیں گے تیّاری کرلیں گے۔ وہ آج کل، آج کل کرتے رہے یہاں تک کہ کافی وقت گذر گیا۔ درختوں پر بہار آرہی تھی، پھل پختہ ہو چکے تھے اور یہی چیزیں ان کی توجّہ کا مرکز بنی رہیں۔ آخر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے روانہ ہوگئے اور وہ اب بھی آجکل آجکل کرتے رہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت تیزی کے ساتھ تبوک پہنچ گئے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں "میں نے قصد کیا اب بھی روانہ ہوجاؤں اور لے کاش میں روانہ ہوجاتا۔" اُنہیں روانہ نہ ہونے کا بڑا صدمہ تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبوک میں اُن کا ذکر کیا۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم ہم اُن کے متعلق سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے۔ تبوک میں کچھ دن قیام فرمانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوگئے۔ اب حضرت کعبؓ کی پریشانی اور بڑھی۔ بہرحال اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ سچ ہی بولیں گے (کوئی جھوٹا بہانہ نہ بنائیں گے)۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے آئے تو اُنہوں نے تمام حال سچ سچ بیان کردیا (بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان پر خفگی کا اظہار کیا اور) رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الدّعوات باب الصّلاۃ علی النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب احادیث الانبیاء باب ابراہیم علیہ السّلام۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب التّوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب ما یذکر فی الاشخاص عن کعبؓ وکتاب الصّلوٰۃ باب التّقاضی والملازمۃ فی المسجد۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن کعبؓ۔

علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ کو ان سے بات کرنے کی ممانعت کر دی۔ حکم کی تعمیل میں صحابۂ کرامؓ نے ان سے بات کرنا بند کر دیا حتّٰی کہ ابو قتادہؓ جو اُن کے بڑے محبوب تھے اُنہوں نے بھی سلام و کلام ترک کر دیا۔

ایک دن اُنہیں شاہ غسّان کا خط ملا جس میں اُس نے لکھا تھا "تمہارے دوست نے تم پر ظلم کیا ہے، تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم بڑی خاطر سے پیش آئیں گے"۔ اُنہوں نے فوراً خط کو جلا دیا۔

چالیس دن اسی طرح گذر گئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ اپنی بیوی کو علیٰحدہ کر دو۔ اُنہوں نے بیوی سے کہا تم اپنے گھر چلی جاؤ۔ اِسی طرح دس راتیں اور گذر گئیں۔ پچاسویں رات کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور اُن کا قصور معاف کر دیا۔ ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے کہا "اے کعبؓ تمہیں مبارک ہو"۔ یہ آواز سُنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑے۔ جب وہ شخص اُن کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے اپنے کپڑے اتار کر اُسے دیدئے۔ پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جُوق در جُوق لوگ اُنہیں ملتے اور مبارکباد دیتے۔ حضرت کعبؓ سلام کر کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بیٹھ گئے اور پُوچھا "یہ بشارت آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی طرف سے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اُن کی توبہ قبول ہونے سے بہت مسرور تھے (بطور شکرانے کے) حضرت کعبؓ نے خیبر کی جائداد کے علاوہ تمام جائداد کو اللہ کے راستہ میں دیدیا۔ پھر اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، سچ ہی کی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی، آج سے میں کبھی جھوٹ نہیں بولونگا"۔ [1]

حضرت ماعزؓ

حضرت ماعزؓ کو آخرت کا بڑا فکر تھا۔ ایک مرتبہ اتّفاق سے حضرت ماعزؓ سے زنا ہو گیا۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھ سے زنا ہو گیا ہے، مجھے پاک کر دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ استغفار کرو اور توبہ کرو"۔ یہ کہکر آپؐ نے مُنہ موڑ لیا۔ حضرت ماعز چلے گئے۔ وہ دوسری مرتبہ آئے، آپؐ نے اُنہیں پھر واپس کر دیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی قوم کے لوگوں سے ان کے متعلّق معلومات کی۔ لوگوں نے کہا وہ اچھی عقل کے آدمی ہیں۔ وہ پھر آئے، آپؐ نے اُنہیں پھر واپس کر دیا۔ وہ چوتھی مرتبہ پھر آئے اور اُسی طرح عرض کیا، آپؐ نے اُنہیں قریب بُلایا اور پُوچھا "کیا تمہیں جنون ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا "کیا تمہاری شادی ہو گئی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا "اِنہیں لے جاؤ اور سنگسار کر دو"۔ اُن کو سنگسار کر دیا گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے متعلّق خیر کا کلمہ کہا اور اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی، پھر آپؐ نے فرمایا "انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پُوری اُمّت پر تقسیم کر دی جائے تو اُس کو کافی ہو جائے"۔ [2]

حضرت مالک ابن الدُّخشنؓ

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عتبان بن مالکؓ کے ہاں گئے۔ محلّہ کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے ایک شخص نے کہا "مالکؓ (ابن دخشن) کو کیا ہو گیا ہے، وہ نظر نہیں آرہے"۔ دوسرے آدمی نے کہا "وہ منافق ہیں،

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب الجہاد و کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التّوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب المحاربین من اہل الکفر باب لا یرجم المجنون و باب الرجم فی المصلی و صحیح مسلم کتاب الحدود (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں)

اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت نہیں کرتے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " ایسا نہ کہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُنہوں نے محض اللہ کی رضاء کیلئے لا الٰہ اِلّا اللہ کہا ہے۔" اُس شخص نے کہا " اللہ اور رسُولؐ کو زیادہ علم ہے ہم نے تو یہ بات محض اس وجہ سے کہی تھی کہ وہ منافقین سے محبّت کرتے ہیں، ان کی خیر خواہی کرتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " بے شک اللہ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جس نے اللہ کی رضا جوئی کیلئے لا الٰہ اِلّا اللہ کہا ہو۔"[1]

حضرت مالک بن حُوَیرِثؓ

حضرت مالک بن حویرثؓ اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تھے اور بیس[۲۰] دن آپؐ کے پاس قیام کیا۔ وہ کہتے ہیں " رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑے رحیم و رفیق تھے۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ ہمیں اپنے اہل و عیال سے ملنے کا اشتیاق ہے تو آپؐ نے ہمیں واپس جانے کا حکم دیا، اہل و عیال کو تعلیم دینے کی ہدایت کی۔ اور فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ اس اس وقت میں اس اس طرح سے نماز پڑھیں اور جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہو۔"[2]

حضرت مالکؓ ایک مرتبہ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اِس مرتبہ اُن کے ساتھ صرف ایک ساتھی تھے۔ جب حضرت مالکؓ مدینہ منوّرہ سے واپس جانے لگے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب نماز کا وقت آئے تو اذان دو اور اقامت کہو، اور جو تم دونوں میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔"[3]

اشاعتِ سُنّت کا شوق حضرت مالکؓ کو اشاعتِ سُنّت کا بڑا شوق تھا۔ حضرت ابو قلابہؓ کہتے ہیں "حضرت مالکؓ (ایک دن) ہماری مسجد میں آئے اور فرمایا میں تمہیں نماز پڑھ کر بتاتا ہوں، حالانکہ (اِس وقت) نماز پڑھنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مَیں اُسی طرح نماز پڑھوں گا جس طرح میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔" حضرت ابو قلابہؓ کہتے ہیں " (ان کی نماز میں منجملہ اور باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی کہ) وہ پہلی رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد بیٹھ جایا کرتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے۔"[4]

حضرت مُجاشِعؓ

حضرت مجاشعؓ فتح مکّہ کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہ اپنے بھائی حضرت ابو معبدؓ کو بھی ساتھ لے کر آئے تھے۔ حضرت مجاشعؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا " میں اپنے بھائی کو ہجرت کی بیعت کرانے لایا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " ہجرت کا ثواب تو اہلِ ہجرت لُوٹ چکے۔" حضرت مجاشعؓ نے کہا " پھر آپؐ کس چیز کی بیعت لیں گے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " مَیں اِن سے اسلام، ایمان اور جہاد کی بیعت لوں گا۔"[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب المساجد فی البیوت والبواب النوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃً وصحیح مسلم باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ بعذر۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابواب الاذان وباب اذا استووا فی القراءۃ فلیؤمّھم اکبرھم وصحیح مسلم باب من احق بالامامۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اثنان فما فوقھما جماعۃ وصحیح مسلم باب من احق بالامامۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب من صلّی بالنّاس وھو لا یرید الّا ان یعلمھم صلاۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ فتح مکۃ وصحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکّۃ۔

حضرت محمدؐ بن مَسلَمہ رضؓ

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (یہودیوں کے سردار) کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا۔ اُس نے اللہ اور رسُولؐ کے خلاف سخت سازشیں کی ہیں۔" حضرت محمدؐ بن مَسلمہؓ نے عرض کیا "آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اُسے قتل کردوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "مجھے اجازت دیجئے کہ میں کوئی بات بنا سکوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں اجازت ہے"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ کعب کے پاس پہنچے اور کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ صدقہ مانگا ہے، ہیں تم سے کچھ روپیہ قرض لینے آیا ہوں"۔ کعب نے کہا "ابھی کیا دیکھا ہے، ابھی تو تم اُن کی وجہ سے بہت سی مصیبتیں جھیلو گے"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے فرمایا "ہم نے بیعت کرلی ہے، ہم یہ نہیں چاہتے کہ انہیں چھوڑ دیں جب تک یہ نہ دیکھ لیں کہ آئندہ کیا ہوتا ہے"۔ کعب نے کہا "کوئی چیز رہن رکھ دو"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "تم کیا چیز رہن رکھنا چاہتے ہو"۔ کعب نے کہا "اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو"۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے اسے منظور نہیں کیا۔ اُس نے کہا "اپنے لڑکوں کو رہن رکھ دو"۔ حضرت محمدؐ بن مَسلَمہؓ نے اسے بھی منظور نہیں کیا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "ہم اپنے ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں"۔ کعب اس بات پر راضی ہوگیا۔ حضرت محمدؐ بن مَسلمہؓ اس سے وعدہ کرکے چلے آئے۔ رات کو دوبارہ اُس کے پاس گئے۔ اُن کے ساتھ دُو صحابی اور تھے۔ کعب نے ان تینوں کو اپنے قلعہ میں بُلا لیا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "میں کعب کے بال پکڑ کر سونگھونگا، جب تم دیکھو کہ میں نے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم اُسے قتل کردینا"۔ کعب اندر سے آیا اُس کا بدن خوشبو سے مہک رہا تھا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے کہا "میں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو نہیں سونگھی کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تمہارا سر سونگھوں"۔ اُس نے کہا "اجازت ہے"۔ اُنہوں نے سر سونگھا، پھر اُن کے ساتھیوں نے سر سونگھا۔ حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ نے اجازت لیکر دوبارہ سر سونگھا اور سر کو مضبوطی سے پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا "وار کرو"۔ اُن کے ساتھیوں نے اُسے قتل کردیا۔ پھر وہ مع اپنے ساتھیوں کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور خوش خبری سُنائی۔[1]

حضرت محمود بن ربیعؓ

جب حضرت محمودؓ پانچ سال کے بچّے تھے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے چہرہ پر لعابِ دہن لگایا تھا۔ حضرت محمودؓ کہا کرتے تھے "مجھے آپؐ کا لعابِ دہن لگانا یاد ہے"۔[2]

حضرت محمودؓ اس جہاد میں شریک تھے جو ارض روم میں حضرت یزیدؒ بن معاویہؓ کی امارت میں ہوا تھا۔[3]

حدیث کی توثیق کیلئے بے چینی | مذکورۂ بالا جنگ میں اُنہوں نے حضرت ابو ایوبؓ کی موجودگی میں حضرت عتبانؓ کے واسطہ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو شخص اللہ کی رضا جوئی کیلئے لا الٰہ الّا اللہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر دوزخ کو حرام کردیتا ہے"۔ حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا کبھی نہیں فرمایا ہوگا"۔ حضرت محمودؓ پر اُن کی یہ بات بڑی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل کعب عن جابرؓ [2] صحیح بخاری کتاب العلم۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب النوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ۔

گراں گزری۔ اُنہوں نے اللہ کیلئے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا کہ اگر اللہ اس جنگ میں اُنہیں صحیح سلامت رکھے گا تو وہ یہاں سے واپس جا کر حضرت عتبانؓ سے اس کو دوبارہ پوچھیں گے۔ پھر جب وہ لَوٹے تو پہلے حج یا عمرہ کیا پھر مدینہ منوّرہ پہنچے حضرت عتبانؓ زندہ تھے لیکن بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے، وہ اپنی قوم کو اب بھی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت عتبانؓ نے جب سَلام پھیرا تو حضرت محمودؓ نے ان کو سَلام کیا اور اپنا تعارف کرایا۔ پھر اُنہوں نے حضرت عتبانؓ سے وہ حدیث دریافت کی۔ حضرت عتبانؓ نے بالکل اُسی طرح حدیث کو بیان کیا جس طرح پہلی مرتبہ بیان کیا تھا۔[1]

حضرت مُحَیِّصَہ بن جَبَرؓ

حضرت محمیّہؓ قبیلۂ بنو اسد کے ایک فرد تھے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے خُمس پر عامل تھے جب حضرت فضل بن عبّاسؓ اور حضرت عبد المطّلبؓ بن ربیعہؓ نے عامل بنائے جانے کی درخواست کی تو آپؐ نے حضرت محمیّہؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی فضلؓ سے کر دو" اور حضرت نوفل بن حارثؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی عبد المطّلبؓ سے کر دو"۔ دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپؐ نے حضرت محمیّہؓ سے فرمایا "اُن کا مہر خمس میں سے ادا کر دو"۔[2]

حضرت مُحَیِّصَہ بن مسعودؓ

ایک دن حضرت مُحیّصہؓ اور حضرت عبد اللہ بن سہلؓ خیبر گئے۔ اس زمانہ میں خیبر کے یہودیوں کی مسلمین سے صلح تھی۔ خیبر پہنچ کر حضرت محیّصہؓ حضرت عبد اللہؓ سے علیٰحدہ ہو گئے۔ جب وہ واپس اُن کے پاس پہنچے تو اُنہیں مقتول پایا۔ حضرت محیّصہؓ نے یہودیوں سے کہا "تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا"۔ یہودیوں نے انکار کیا۔ حضرت محیّصہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قسم کھا کر اپنے رشتہ دار کے قاتل کے قتل کا حق ثابت کرو"۔ حضرت محیّصہؓ نے کہا "میں تو وہاں موجود نہیں تھا لہٰذا میں کیسے قسم کھا سکتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر پچاس یہودی قسمیں کھا کر اپنی براءت کریں"۔ حضرت محیّصہؓ نے کہا "کافروں کی قسم پر ہم کیسے اعتبار کر سکتے ہیں" (الغرض جب قاتل کا پتہ نہ چلا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبد اللہؓ کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی۔[3]

حضرت مُخَرِّمَہؓ

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔ آپؐ نے انہیں تقسیم کر دیا۔ حضرت مخرمہ کو معلوم ہوا تو اپنے بیٹے حضرت مِسْوَرؓ سے کہا "چلو، شاید ہمیں بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی قبا عنایت فرمائیں"۔ حضرت مخرمہؓ جا کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور کچھ بات کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی آواز کو پہچان گئے۔ آپؐ باہر تشریف لائے آپؐ کے پاس ایک قبا تھی۔ آپؐ اُس کی خوبیاں بیان کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے "یہ میں نے تمہارے لئے رکھ چھوڑی تھی"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابوابُ النّوافل باب صلوٰۃ النوافل جماعۃً وصحیح مسلم باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ بعذر۔

[2] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصّدقۃ عن عبد المطّلبؓ۔

[3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الموادعۃ مع المشرکین وکتابُ الدّیات وصحیح مسلم کتابُ القسامۃ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الشہادات باب شہادۃ الاعمٰی۔

حضرت مُرارہ بن ربیعؓ

جنگِ بدر حضرت مُرارہؓ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔

جنگِ تبوک حضرت مُرارہؓ سُستی کی وجہ سے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لائے تو آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کو ان سے سلام و کلام کرنے سے منع کر دیا، چالیس دن گذرنے کے بعد آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی بیوی کو علیٰحدہ کر دیں۔ پچاسویں رات کو ان کی توبہ قبول ہونے کے سلسلہ میں وحی نازل ہوئی۔ صبح کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعلان فرمایا۔ لوگ جُوق در جُوق مبارکباد دینے کیلئے ان کے گھر گئے۔

حضرت مُرارہؓ حضرت کعبؓ کی نظر میں حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں "مُرارہؓ بڑے صالح آدمی ہیں، ان کے رویّہ میں میرے لئے بڑا اچھا نمونہ ہے۔"[1]

حضرت مسطحؓ

حضرت مسطحؓ، حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی خالہ زاد بہن کے لڑکے تھے۔ حضرت مسطحؓ غریب آدمی تھے، حضرت ابوبکر صدّیقؓ ان کی مفلسی اور رشتہ داری کی بناء پر ان کا خرچ برداشت کیا کرتے تھے۔

حضرت مسطحؓ جنگِ بدر میں شریک تھے۔

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو حضرت مسطحؓ بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو اللہ تعالیٰ نے بَری کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم، میں مسطحؓ کو اب کچھ نہیں دوں گا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جو لوگ تم میں سے صاحبِ وسعت ہیں اُنہیں اس بات پر قسم نہیں کھانی چاہئے کہ وہ رشتہ داروں محتاجوں اور ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، بلکہ اُنہیں چاہئے کہ معاف کر دیں (اے مؤمنو!) کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے، اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے" (نور/۲۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان سُنتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے حضرت مسطحؓ کا وظیفہ جاری کر دیا۔[2]

حضرت مسوَرؓ

حضرت مسوَرؓ، حضرت مَخرمہؓ کے لڑکے ہیں۔ حضرت حُسَینؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی بن حسینؒ مدینہ منوّرہ پہنچے تو ان کی ملاقات حضرت مسوَرؓ سے ہوئی۔ حضرت مسوَرؓ نے کہا "کوئی ضرورت ہو تو فرمایئے"۔ حضرت علی بن حسینؒ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ حضرت مسوَرؓ نے کہا "کیا آپ مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلوار دیدینگے، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ سے تلوار لے لیں۔ اللہ کی قسم اگر آپ مجھے دیدیں تو وہ مجھ سے نہیں لے سکتے یہاں تک کہ میری جان نہ نکل جائے"۔[3]

ایک مرتبہ حضرت مسوَرؓ اور حضرت ابن عبّاسؓ میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابن عبّاسؓ کہتے تھے کہ مُحرم اپنا سر دھو سکتا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک کتاب التفسیر (سُورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب توبۃ کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر کتاب الشہادات و صحیح مسلم کتاب التوبۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما ذکر من درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

ہے. حضرت مسورؓ کہتے تھے نہیں دھو سکتا۔ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن حُنین کو حضرت ابو ایوبؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت ابو ایوبؓ نے بتایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حالتِ احرام میں سر دھویا ہے۔ جب حضرت مسورؓ نے یہ سُنا تو ابنِ عبّاسؓ سے کہنے لگے "اب میں تم سے کبھی بحث نہیں کروں گا۔" [1]

حضرت مسیّبؓ

حضرت مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ رضوان میں شریک تھے۔ [2]

حضرت مُصعَب بن عُمَیرؓ

حضرت مصعب بن عمیرؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مدینہ منوّرہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کی۔ مدینہ منوّرہ پہنچکر حضرت مصعبؓ وہاں کے مسلمین کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ [3]

جنگِ اُحُد | حضرت مصعب بن عمیرؓ جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے اور (لڑتے لڑتے) شہید ہو گئے۔ ان کو صرف ایک چادر میں کفنایا گیا۔ وہ چادر بھی اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو پیر کھُل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھُل جاتا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ "سر کو ڈھانک دو اور پیروں پر گھاس ڈالدو۔" [4]

حضرت مطیعؓ

حضرت مطیعؓ فتح مکّہ کے موقع پر اسلام لائے۔ ان کا نام عاص تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدل کر مطیعؓ رکھدیا۔ [5]

حضرت مُعاذ بن جبلؓ

حضرت معاذؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھتے۔ پھر وہاں سے واپس آکر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے ایک دن اُنہوں نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی، ایک شخص جماعت سے علیٰحدہ ہو گیا اور اُس نے تنہا نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذؓ اس سے خفا ہو گئے۔ اُس نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذؓ سے تین دفعہ فرمایا "کیا تم فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہو؟" پھر آپؐ نے اُنہیں حکم دیا کہ اوساطِ مفصّل میں سے کوئی سی دو سورتیں پڑھا کریں۔ [6]

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ حضرت معاذؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آواز دی "اے معاذ بن جبلؓ!" حضرت معاذؓ نے کہا "لبّیک و سعدیک"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر پکارا۔ اُنہوں نے پھر وہی کہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر پکارا۔ اُنہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ کوئی حاکم و معبود نہیں سوائے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز غسل المحرمۃ بدنہ ورأسہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ وباب ہجرۃ الحبشۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی جمیع المال عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ وفی ابواب اخر۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّۃ عن مطیعؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا طوّل الامام عن جابرؓ وصحیح مسلم باب القراءۃ فی العشاء۔

اللہ کے، اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں تو اللہ اُس کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔" حضرت معاذؓ نے عرض کیا "کیا میں لوگوں کو اس بات کی خبر نہ دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر وہ (غلط فہمی سے) اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔" حضرت معاذؓ نے اس حدیث کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ پھر یہ سمجھکر کہ حدیث کو چھپانے کا ان پہ گناہ ہوگا انہوں نے اپنی وفات کے قریب اُسے بیان کر دیا۔[1]

اسی طرح ایک اور سفر میں حضرت معاذؓ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین مرتبہ پکارا "اے معاذؓ!" وہ ہر مرتبہ یہ کہتے رہے "لبّیک و سعدیک"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" عرض کیا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "بندوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ اُس کی عبادت کریں اور کسی کو اُس کا شریک نہ بنائیں"۔ پھر رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین مرتبہ پکارا اور اُنہوں نے ہر مرتبہ اُسی طرح جواب دیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے (بندوں کا حق یہ ہے کہ) بندے جب اُس کا حق ادا کریں تو وہ اُن کو عذاب نہ دے"۔[2]

جہاد | حضرت معاذؓ جنگ تبوک (وغیرہ) میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔[3]

حضرت معاذؓ کا گورنر بنایا جانا | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذؓ کو یمن کے ایک علاقہ پر گورنر مقرر فرمایا اور روانگی سے پہلے اُن کو مختلف قسم کی ہدایتیں دیں۔[4]

قانونِ الٰہی کے نفاذ میں حضرت معاذؓ کی بے قراری | یمن کے دوسرے علاقہ پر حضرت ابو موسیٰؓ گورنر تھے۔ جب ان میں سے کوئی دوسرے کے علاقہ کے پاس سے گذرتا تو دونوں آپس میں ملاقات کر کے سلام کرتے اور محبّت کو تازہ کرتے، ایک مرتبہ حضرت معاذؓ حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کے ہاتھ گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "یہ مُرتد ہو گیا ہے"۔ حضرت معاذؓ نے کہا "پہلے اِسے قتل کرو پھر میں سواری پر سے اُتروں گا"۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "آپ اُتریں تو سہی، وہ تو اسی لئے گرفتار کیا گیا ہے"۔ حضرت معاذؓ نے کہا "میں اُس وقت تک نہیں اُتروں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے، پہلے اللہ اور رسولؐ کا حکم نافذ کرو"۔ الغرض حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسے قتل کروا دیا، پھر حضرت معاذؓ سواری پر سے اُترے۔[5]

فضائل | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن چار آدمیوں سے پڑھو"۔ ان چار آدمیوں میں آپؐ نے حضرت معاذؓ کا نام بھی لیا۔[6] حضرت معاذؓ نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ ہی میں (ذاتی طور پر) پُورا قرآن جمع کر لیا تھا۔[7]

حضرت معاذ بن عفراءؓ اور حضرت معاذ بن عمرو بن الجموحؓ

حضرت معاذ بن عفراءؓ اور حضرت معاذ بن عمروؓ انصاری صحابی تھے اور عفراء کی اولاد میں سے تھے۔

جنگِ بدر | یہ دونوں صحابی جنگِ بدر میں شریک تھے۔ اس وقت یہ بہت ہی کم عمر لڑکے تھے۔ ان دونوں لڑکوں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب من خصّ بالعلم قومًا عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اجاب بلبّیک عن معاذؓ۔ [3] صحیح مسلم باب الجمع بین الصلاتین۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ و معاذؓ و کتاب استتابۃ المرتدین و کتاب الزکوٰۃ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامر بالتیسیر و کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ و رسولہ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ و معاذؓ و کتاب استتابۃ المرتدین و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سالمؓ عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید بن ثابتؓ۔

درمیان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے جب اپنے دائیں بائیں نظر کی تو ان دو کم عمر لڑکوں کو دیکھ کر اپنے کو غیر محفوظ خیال کیا۔ وہ اسی خیال میں تھے کہ اتنے میں ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے سے چھپاتے ہوئے اُن کو ہاتھ سے دبایا اور پوچھا "اے چچا، کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "ہاں پہچانتا ہوں"۔ اُس نوجوان لڑکے نے کہا "مجھے بتائیے کہ ان میں ابوجہل کونسا ہے؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اے بھتیجے تم اس کا کیا کروگے"۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُرا بھلا کہتا ہے، لہٰذا میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر میں اُسے دیکھونگا تو قتل کر دوں گا یا خود شہید ہو جاؤں گا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو اس نوجوان کی بات سے بہت تعجّب ہوا۔ پھر دوسرے لڑکے نے بھی اپنے ساتھی سے چھپا کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے اسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "(ان دونوں کی باتیں سُننے کے بعد) اب مجھے وہ تمنّا اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ ان دو نوجوانوں کے بجائے میرے دائیں بائیں دو مرد ہوتے"۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ انہیں ابوجہل دکھائی دیا۔ اُنہوں نے اشارہ سے اُن دونوں لڑکوں کو بتایا کہ وہ ابوجہل ہے۔ یہ سُنتے ہی دونوں لڑکے مثلِ شِکرے کے اُس پر جھپٹے اور اُسے قتل کر دیا۔ اُس کو قتل کرنے کے بعد یہ دونوں لڑکے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ کو ابوجہل کے قتل کی خوش خبری سُنائی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کس نے اُس کو قتل کیا ہے؟" ہر ایک لڑکے نے کہا "میں نے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنی تلواروں کو پونچھ لیا ہے؟" اُنہوں نے جواب دیا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کی تلواریں دیکھیں پھر فرمایا "تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے"۔[1]

حضرت معاویہ بن الحکمؓ

ایک دن حضرت معاویہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص کو چھینک آئی۔ حضرت معاویہؓ نے "یرحمک اللہ" کہا۔ لوگوں نے اُنہیں گھورنا شروع کیا۔ حضرت معاویہؓ کہنے لگے "میری ماں مجھ پر روئے، تم مجھے کیوں گھور رہے ہو"۔ جب اُنہوں نے سمجھ لیا کہ لوگ انہیں خاموش کرنا چاہتے ہیں تو وہ خاموش ہو گئے۔ نماز کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں سمجھایا کہ "نماز میں گفتگو جائز نہیں، نماز تو بس تسبیح، تکبیر اور قراءۃ قرآن کے لئے ہے"۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "میں جاہلیّت سے ابھی ابھی نکلا ہوں (اسلام سے پوری طرح واقف نہیں ہوں) ہم میں سے بہت سے آدمی کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے (اب جائیں یا نہیں)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کے پاس نہ جانا"۔ اُنہوں نے کہا "ہم بدشگونی لیا کرتے تھے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بدشگونی کا وہم لوگوں کے دلوں میں آجایا کرتا ہے، لیکن یہ وہم اُن کیلئے کسی کام سے رُکنے کا سبب نہ بنے"۔ اُنہوں نے پُوچھا "ہم میں سے بعض آدمی لکیریں کھینچتے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے، جس کی لکیریں اُن کی لکیروں کے موافق ہیں وہ ٹھیک ہیں"۔

حضرت معاویہؓ کی ایک لونڈی تھی، وہ ان کی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا۔ اُنہیں اس کا سخت صدمہ ہوا۔ اُنہوں نے لونڈی کے طمانچہ مار دیا۔ پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے (اور اس بات کا ذکر کیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو بڑا (گناہ) خیال کیا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اُسے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عبدالرحمٰن بن عوف رضہ۔

آزاد کردوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو میرے پاس لے آؤ"۔ وہ اُس کو لیکر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا "اللہ کہاں ہے؟" اُس نے کہا "آسمان میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا "میں کون ہوں؟" اُس نے کہا "آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو آزاد کردو یہ مؤمنہ ہے"۔[1]

حضرت مَعقِل بن یسارؓ المزنی

حضرت معقلؓ نے اپنی بہن کا نکاح کسی شخص سے کردیا۔ بعد میں اُس شخص نے اُن کی بہن کو طلاق (رجعی) دیدی۔ جب عدّت گذر گئی تو اُس نے پھر نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت معقلؓ نے کہا "میں نے تمہاری عزّت افزائی کی کہ تم سے اپنی بہن کی شادی کی، تم نے اُسے طلاق دیدی اور اب پیغام بھیج رہے ہو، اللہ کی قسم اب وہ کبھی تمہارے پاس واپس نہیں ہوگی"۔ وہ آدمی اچھا تھا، حضرت معقلؓ کی بہن بھی اُس کے پاس واپس جانا چاہتی تھی۔ حضرت معقلؓ نے مزاحمت کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ اس مزاحمت کو ممنوع قرار دیا۔ آیت کے نازل ہوتے ہی حضرت معقلؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ! میں نکاح کرنے کیلئے تیار ہوں"۔ یہ کہکر اُنہوں نے اپنی بہن کا پھر اُس شخص سے دوبارہ نکاح کردیا۔[2]

حضرت معقلؓ، صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے درخت کی ایک شاخ کو ہٹائے ہوئے (کھڑے) تھے۔[3]

وفات جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو عبیداللہ بن زیاد اُن کی عیادت کے لئے آیا۔ حضرت معقلؓ نے فرمایا "اگر مجھے علم ہوتا کہ میری زندگی ابھی باقی ہے تو میں تجھ سے یہ حدیث (اِس وقت) بیان نہ کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کو اللہ حکمراں بنائے پھر وہ جس دن مَرے تو اس حالت میں مَرے کہ وہ اپنی رعایا کو دھوکا دے رہا ہو تو اللہ اس پر جنّت کو حرام کردے گا"۔[4] اور جس بندے کو اللہ حکمرانی دے اور وہ اپنی رعایا کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا"۔[5]

حضرت مَعْن بن عدی انصاریؓ

حضرت معن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "وہ بڑے اچھے آدمی تھے"۔[6]

حضرت مَعْن بن یزیدؓ

حضرت معنؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اُن کے والد اور دادا نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضرت معنؓ کہتے ہیں "(ایک جگہ سے مجھے) نکاح کا پیغام ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح کردیا"۔ ایک مرتبہ ان کے والد حضرت یزیدؓ نے کچھ دینار اللہ کے راستہ میں دینے کیلئے نکالے اور اُن کو مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھوا دیا (تاکہ وہ جسے چاہیں دیدیں) اتّفاق سے حضرت معنؓ وہاں پہنچ گئے اور وہ دینار اُن سے لے کر اپنے والد کے

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی عن معقلؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش۔ [4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل و صحیح بخاری کتاب الاحکام (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔

پاس آئے۔ ان کے والد نے کہا "اللہ کی قسم میرا یہ ارادہ نہیں تھا کہ (یہ دینار) تمہیں دوں (تم انہیں واپس کردو)" حضرت معنؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے یزیدؓ، جس چیز کی تم نے نیت کی تھی وہ تمہیں مل گئی اور اے معنؓ جو تم نے لیا ہے وہ تمہارا ہے"۔[1]

حضرت مُغیثؓ

حضرت مغیثؓ، حضرت بریرہؓ کے شوہر تھے۔ نکاح کے وقت یہ دونوں مملوک تھے۔ حضرت بریرہؓ جب آزاد ہوئیں تو انہوں نے حضرت مغیثؓ سے جو اُس وقت تک غلام ہی تھے قطع تعلق کرلیا۔ حضرت مغیثؓ کو حضرت بریرہؓ سے محبت تھی، وہ اُن کے فراق میں روتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے حضرت بریرہؓ سے فرمایا "کاش تم اُس سے رجوع کرلیتیں"۔ حضرت بریرہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں، میں سفارش کرتا ہوں"۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "تو پھر مجھے اس کی (طرف رجوع کرنیکی) ضرورت نہیں (یعنی مجھ پر رجوع کرنا لازمی نہیں اگر آپ حکم دیتے تو لازمی ہوتا)"۔[2]

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ

حضرت مغیرہؓ کا اسلام | ایامِ جاہلیت میں حضرت مغیرہؓ کچھ لوگوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھتے تھے، ایک دن انہوں نے اُن لوگوں کو قتل کرڈالا اور اُن کا مال لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلم ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن مال کے معاملہ میں مجھے معاف کرنیکا اختیار نہیں ہے"۔[3]

صلح حدیبیہ | حضرت مغیرہؓ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ کفارِ مکہ کا نمائندہ عروہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہؓ تلوار لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے جب دیکھا کہ عروہ ریشِ مبارک کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے تو اپنی تلوار کا قبضہ اُس کے ہاتھ پر مارا اور کہا "اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریشِ مبارک سے دور رکھ"۔ عروہ نے اپنا سر اُٹھایا اور پوچھا "یہ کون ہے؟" لوگوں نے کہا "مغیرہؓ"۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت | حضرت مغیرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے جنگِ تبوک میں بھی وہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو حضرت مغیرہؓ پانی ڈالتے رہے[5]۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مونے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت مغیرہؓ جھکے تاکہ موزے اُتار دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں رہنے دو، میں نے ان کو ایسی حالت میں پہنا تھا کہ دونوں پیر پاک تھے"[6]۔ وضو کرنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی امامت میں نماز شروع ہوچکی ہے۔ حضرت مغیرہؓ نے چاہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پیچھے کردیں (تاکہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اذا تصدق علی ابنہ وھو لا یشعر۔ [2] صحیح بخاری کتاب الطلاق باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زوج بریرۃ۔ صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب المغازی وغیرہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الشروط وکتاب المغازی وغیرہ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الوضوء صحیح مسلم کتاب الوضوء۔ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اذا ادخل رجلیہ وھما طاہرتان وصحیح مسلم کتاب الوضوء۔

علیہ وسلم امامت فرمائیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہیں چھوڑ دو" (یعنی نماز پڑھانے دو) [1]

مبلغ بنایا جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مبلغ بنا کر نجران روانہ کیا۔ کسی نے ان سے بطور اعتراض کے پوچھا "تم قرآن میں "یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ" پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ (و ہارون علیہما السلام) حضرت عیسیٰؑ سے بہت پہلے گذرے ہیں (لہٰذا حضرت مریمؑ حضرت ہارونؑ کی بہن کیسے ہو سکتی ہیں)" جب حضرت مغیرہؓ واپس آئے تو انہوں نے یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے نام نبیوں کے نام پر رکھا کرتے تھے۔ [2]

شاہِ ایران سے جنگ جب حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں ایران پر حملہ کیلئے حضرت نعمانؓ کی امارت میں فوج روانہ کی تو حضرت مغیرہؓ بھی اس فوج میں شامل تھے۔ کسریٰ کی طرف سے جو گورنر مقابلہ کیلئے آیا اس نے مسلم فوج سے کہا "تم میں سے ایک آدمی مجھ سے بات کرے"۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا "(میں بات کرتا ہوں) جو تیرا جی چاہے پوچھ"۔ اس نے کہا "تم کون لوگ ہو؟" حضرت مغیرہؓ نے کہا "ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم سخت بدبختی اور شدید مصیبت میں مبتلا تھے، مفلسی کا یہ عالم تھا کہ بھوک میں چمڑے اور کھجور کی جھلیوں کو چوسا کرتے تھے، چمڑے اور بالوں کی پوشاک پہنتے تھے درختوں اور پتھروں کی پرستش کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ یکایک آسمانوں اور زمین کے مالک نے جس کا ذکر بلند ہے، جس کی عظمت جلیل ہے، ہماری طرف ایک نبی بھیجا، جن کے ماں باپ کو ہم اچھی طرح جانتے تھے۔ ہمارے نبی، ہمارے رب کے رسولؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے لڑیں یہاں تک کہ تم ایک اللہ کی پرستش کرو یا جزیہ ادا کرو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ جو شخص ہم میں سے مقتول ہوگا وہ جنت میں ایسے آرام سے رہیگا کہ اس جیسا آرام اس نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اور جو زندہ رہیگا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہوگا"۔ [3]

امارت اور وفات حضرت مغیرہؓ اپنے آخری وقت میں عراق کے گورنر رہے۔ اپنی امارت کے زمانہ میں ایک مرتبہ انہوں نے نماز میں دیر کر دی۔ حضرت ابو مسعودؓ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا "کیا آپ کو نہیں معلوم کہ نماز کے اوقات حضرت جبریلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے تھے۔ وہ ہر نماز کے وقت نازل ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز پڑھتے تھے" [4] جس دن حضرت مغیرہؓ کا انتقال ہوا، حضرت جریرؓ نے فرمایا "اپنے امیر کے لئے (اللہ سے) معافی طلب کرو اس لئے کہ وہ خود بھی معافی کو بہت پسند کرتے تھے" (یعنی لوگوں کو معاف کر دیا کرتے تھے) [5]

دجّال کے متعلق معلومات دجّال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنے سوال حضرت مغیرہؓ نے کئے کسی اور صحابی نے نہیں کئے۔ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "اے میرے بیٹے، تم اس سے اتنے کیوں پریشان ہو، وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا"۔ [6]

حفظِ حدیث کا شوق ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا کہ آپ مجھے کوئی حدیث لکھ کر بھیجدیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ حضرت مغیرہؓ نے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "بے شک اللہ تمہارے لئے تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے:۔ قیل وقال کرنا، مال کو ضائع کرنا اور کثرت سے سوال کرنا"۔ [7]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بہم۔ [2] صحیح مسلم کتاب الآداب عن مغیرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن جیر بن حیۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الایمان۔ [6] صحیح مسلم کتاب الآداب۔ [7] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ عزّ وجلّ "لا یسئلون الناس الحافا"۔

جب حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم میں سے کس نے اِملاص[1] کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنی ہے تو حضرت مغیرہؓ نے جواب دیا تھا کہ میں نے سُنی ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مارنے والے کو دیت میں ایک لونڈی یا غلام دینا چاہیئے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تمہارا چھٹکارا اُس وقت تک نہیں ہوگا جب تک تم گواہ نہ پیش کرو۔" حضرت مغیرہؓ گواہ کی تلاش میں نکلے، اُنہیں حضرت محمّد بن مسلمہؓ ملے اور اُنہوں نے آکر گواہی دی کہ انہوں نے بھی یہ حدیث سُنی ہے۔[1]

حضرت مقداد بن عمرو بن اسود کندی انصاریؓ

حضرت مقدادؓ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (مدینہ منوّرہ) پہنچے تو بھوک کی وجہ سے اُن کی اور اُن کے دو ساتھیوں کی آنکھوں اور کانوں کی قوّت جاتی رہی تھی۔ ان تینوں نے اپنے آپ کو بعض صحابہؓ پر پیش کیا (لیکن کسی کے ہاں کچھ نہیں تھا) کسی نے اُن کو قبول نہیں کیا۔ بالآخر وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں اپنے گھر لے گئے۔ گھر میں تین بکریاں تھیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "ان کا دودھ نکال لیا کرو، ہم تم سب ہی پیا کریں گے۔" وہ ایسا ہی کرتے رہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصّہ اُٹھا کر رکھ دیتے۔ آپؐ جب تشریف لاتے تو وہ دودھ پی لیا کرتے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ حضرت مقدادؓ نے سوچا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں، وہ لوگ آپؐ کو تحفہ دیتے ہونگے لہٰذا آپؐ کو اس ایک گھونٹ (دودھ) کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوچ کر وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصّہ کا دودھ بھی پی گئے۔ پینے کے بعد بہت نادم ہوئے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ نہیں ملیگا تو وہ مجھے بددعا دیں گے جس سے میری دُنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ معمول اپنے دودھ کے برتن کے پاس آئے۔ برتن میں کچھ نہیں تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھایا اور اس طرح دُعا کی "الٰہی جو مجھے کھلائے تو اُسے کھلا اور جو مجھے پلائے تو اُسے پلا۔" حضرت مقداد اُٹھے اور ایک بکری کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بکریوں کے تھن دودھ سے لبریز ہیں۔ اُنہوں نے دودھ دوہا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "(آج) رات کو تم نے اپنے حصّہ کا دودھ نہیں پیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ پیجیئے۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پی کر حضرت مقدادؓ کو دیا اُنہوں نے کہا "اور پیجیئے۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پیا۔ جب حضرت مقدادؓ کو یقین ہو گیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیر ہو گئے اور وہ آپؐ کی دُعا کے حقدار ہو گئے تو اُنہیں ہنسی آئی، یہاں تک کہ ہنسی کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے مقدادؓ، تم نے کوئی بُری بات کی ہے۔" اُنہوں نے سارا واقعہ سُنایا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ دودھ تو اللہ کی رحمت تھی، تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا، ہم اپنے ساتھیوں کو جگاتے وہ بھی پی لیتے۔" حضرت مقدادؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، جب آپؐ نے اور میں نے رحمت حاصل کر لی تو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی دوسرا اسے حاصل کرے یا نہ کرے۔"[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام۔

[2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن مقدادؓ۔

[1] اِملاص اس کو کہتے ہیں کہ عورت کے پیٹ پر اس طرح مارے کہ اُس کا بچّہ نکل پڑے (اور ضائع ہو جائے)

حضرت مقداد بنو زہرہ کے حلیف تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مقدادؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "اگر میں کسی کافر شخص کو پاؤں، پھر میری اور اسکی لڑائی ہو، وہ اپنی تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ دے، پھر کسی درخت کی آڑ میں مجھ سے بچنے کے لئے پناہ لے اور یہ کہے کہ میں نے اسلام قبول کیا تو کیا میں اُسے قتل کر سکتا ہوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُسے قتل نہ کرو۔" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، اگرچہ اُس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس کو قتل نہ کرو۔ اگر تم نے اُسے قتل کر دیا تو وہ اُس مقام پر ہوگا جہاں تم اُس کے قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اُس مقام پر ہوگے جہاں وہ اِس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا۔"[1]

جنگِ بدر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کیلئے مشورہ لیا تو حضرت مقدادؓ نے کہا "ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسیٰؑ تم جاؤ اور تمہارا ربّ، تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم آپؐ کے ساتھ رہیں گے۔ آپؐ کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے ہر طرف لڑیں گے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ جب جنگ ہوئی تو حضرت مقدادؓ نے اس میں شرکت کی۔[2]

جب چند مشرکین نے سرکاری اونٹنیاں لوٹ لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اصحاب کے ساتھ اُن کا تعاقب کیا، ان اصحاب میں حضرت مقدادؓ بھی شامل تھے۔[3]

فرمانِ رسولؐ کا احترام ایک مرتبہ ایک شخص نے اُن کے سامنے حضرت عثمانؓ کی (بہت) تعریف کی۔ حضرت مقدادؓ دوزانو بیٹھ گئے اور اُس کے مُنہ میں خاک ڈالنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" حضرت مقدادؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے مُنہ میں خاک ڈالو۔"[4]

حضرت مُلَیکہؓ

حضرت ملیکہؓ، حضرت انسؓ کی نانی ہیں۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپؐ نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا "کھڑے ہو جاؤ، میں تمہارے لئے نماز پڑھوں۔" حضرت انسؓ نے ایک چٹائی لی، اُسے دھویا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ حضرت انسؓ اور ایک یتیم بچہ پہلی صف میں تھے اور حضرت ملیکہؓ اُن کے پیچھے دوسری صف میں کھڑی ہوئیں۔[5]

حضرت منذرؓ

حضرت منذرؓ، حضرت ابو اُسیدؓ کے لڑکے ہیں۔ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر و صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم و باب غزوۃ بدر و کتاب التفسیر (سورۃ المائدۃ) عن ابن مسعودؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزہد باب النہی عن المدح۔
[5] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الحصیر۔

پاس لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی ران پر بٹھا لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول ہو گئے، حضرت منذرؓ کو گھر بھیجدیا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو پوچھا "بچہ کہاں ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے عرض کیا "ہم نے اُسے واپس بھیجدیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کا نام کیا ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے نام بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کا نام منذر ہے"۔ [1]

حضرت مُنذِر بن عمرو انصاریؓ

حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے قاری تھے۔ یہ واقعۂ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ [2]

حضرت نافع بن عتبہؓ

حضرت نافعؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھے۔ آپؐ کے پاس مغرب کی طرف سے کچھ لوگ بالوں کا لباس پہنے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ کھڑے ہوئے تھے حضرت نافعؓ نے سوچا میں جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن لوگوں کے درمیان کھڑا ہو جاؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ دھوکا دیکر آپؐ پر حملہ کر دیں۔ الغرض حضرت نافعؓ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن لوگوں کے درمیان کھڑے ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے باتیں کرتے رہے (اور یہ آپؐ کی حفاظت کرتے رہے) [3]

حضرت نائلہؓ

حضرت نائلہؓ یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ جب کعب کو قتل کرنے گئے تو یہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کعب کا سر پکڑا اور حضرت نائلہؓ اور اُن کے ساتھی نے کعب کو قتل کر دیا۔ [4]

حضرت نجاشیؓ

حضرت نجاشیؓ کا نام اُصحمہ تھا۔

جب ان کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا "آج حبش کے ایک صالح آدمی کی وفات ہو گئی، چلو اس کے جنازہ کی نماز پڑھو"۔ پھر آپؐ جنازہ گاہ تشریف لے گئے اور چار تکبیروں سے نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی۔ [5]

حضرت نُعمان بن بشیرؓ

ایک مرتبہ اُن کی والدہ حضرت عمرہؓ کے کہنے سے ان کے والد حضرت بشیرؓ نے ان کو ایک عطیہ دیا۔ حضرت عمرہؓ نے کہا "اس عطیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کر لو"۔ حضرت بشیرؓ حضرت نعمانؓ کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہل رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفتن باب مایکون من فتوحات المسلمین عن نافع رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل کعب عن جابر رضؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن ابی ہریرۃؓ وجابرؓ فی ابواب صحیح مسلم کتاب الجنائز۔

کی خدمتِ اقدس میں پہنچے. رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنے تمام بچّوں کو ایسا عطیّہ دیا ہے؟" حضرت بشیرؓ نے کہا "نہیں". آپؐ نے فرمایا "اِس عطیّہ کو واپس لے لو". اُنہوں نے عطیّہ واپس لے لیا۔[1]

حضرت نُعمان بن مُقرّنؓ

حضرت نُعمانؓ اکثر لڑائیوں میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمرکاب رہے۔ حضرت عمرؓ نے جب کسریٰ پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا تو ایک لشکر ترتیب دیا اور اس پر حضرت نعمان بن مُقرّنؓ کو امیر مقرّر کیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے جو اس لشکر میں شامل تھے مشورہ دیا کہ لڑائی فوراً شروع کر دی جائے۔ حضرت نعمانؓ نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب دن میں اوّل وقت جنگ نہیں کرتے تھے تو پھر انتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں چلنے لگتیں اور نمازوں کا وقت آجاتا تو جنگ شروع کرتے"۔[2]

حضرت نُعَیم بن عبداللہ عَدَوِیؓ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ ایک مدبّر غلام کے متعلّق فرمایا "اسے کون خریدتا ہے؟" یہ سُن کر حضرت نُعیم بن عبداللہؓ نے اُسے آٹھ سَو درہم میں خرید لیا۔[3]

حضرت نُعَیمانؓ

ایک مرتبہ غلطی سے حضرت نُعَیمانؓ نے شراب پی لی۔ اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھر میں جو لوگ موجود تھے اُنہیں حکم دیا کہ ان کو مارو۔ لوگوں نے جوتیوں اور چھڑیوں سے انہیں مارا۔[4]

حضرت نَوفَل بن حارِث بن عبدالمطّلبؓ

ایک دن حضرت عبدالمطّلبؓ بن ربیعہ بن حارثؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "مجھے زکوٰۃ پر عامِل بنا دیجئے تاکہ مجھے کچھ اُجرت مل جائے (تو میں نکاح کر سکوں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زکوٰۃ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کیلئے جائز نہیں". پھر آپؐ نے حضرت نوفلؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی اس لڑکے (عبدالمطلبؓ) سے کر دو". انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔[5]

حضرت وحشیؓ

مُسلم ہونے سے پہلے یہ جبیر بن مطعم کے غلام تھے۔ جبیر بن مطعم کے چچا طعیمہ کو حضرت حمزہؓ نے جنگِ بدر میں قتل کیا تھا جبیر نے وحشی سے کہا "اگر تم نے حمزہؓ کو قتل کر دیا تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا". آزادی کی لالچ میں وحشیؓ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے اور چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب حضرت حمزہؓ ان کے پاس سے گذرے تو اُنہوں نے اپنا ہتھیار پھینک کر مارا اور اُنہیں شہید کر دیا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ وکتاب الشہادات وصحیح مسلم کتاب الہبات۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن جبیر بن حیۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ وصحیح بخاری کتاب البیوع وغیرہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عقبۃ بن حارثؓ [5] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی جمیع المال وکتاب المغازی عن وحشیؓ۔

مسلم ہونے کے بعد اُنہوں نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ کے قتل کی تلافی کریں، لہٰذا مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے اور بھالا مار کر مسیلمہ کو قتل کر دیا۔[1]

حضرت وحشیؓ آخر عمر میں حمص میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت جعفر بن عمرو بن اُمیہ اور حضرت عُبیداللہ بن عدی بن خیار حمص گئے۔ وہاں پہنچ کر اُنہوں نے حضرت وحشیؓ سے ملنا چاہا۔ اُنہوں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو کسی نے اشارہ سے بتایا کہ وہ اپنے مکان کے سایہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے معلوم ہو رہے تھے گویا کہ وہ ایک بھری ہوئی بڑی مشک ہیں (یعنی بڑے موٹے ہیں) ان دونوں نے حضرت وحشیؓ کے پاس جا کر اُنہیں سلام کیا۔ حضرت وحشیؓ نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت عبیداللہ اُس وقت عمامہ اِس طرح باندھے ہوئے تھے کہ حضرت وحشیؓ کو سوائے آنکھوں اور پیروں کے اُن کا کوئی حصّہ نظر نہ آتا تھا۔ حضرت عبیداللہ نے کہا "کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟" حضرت وحشیؓ نے اُنہیں دیکھا اور فرمایا "نہیں، میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا جس کو اُمّ قتال بنت ابوالعیص کہتے تھے۔ اس کے بطن سے عدی کے ہاں ایک لڑکا ہوا تھا، جب وہ پیدا ہوا تو میں ہی اُس کیلئے دودھ پلانے والی تلاش کرنے گیا تھا۔ تمہارے قدم دیکھکر مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے گویا میں اُس بچّہ کے قدم دیکھ رہا ہوں"۔[2]

حضرت وَرَقہ بن نوفلؓ

حضرت ورقہ بن نوفل بن اَسد بن عبدالعُزّیٰ بن قُصَیّ، حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ ایّام جاہلیّت میں یہ عیسائی ہو گئے تھے۔ عبرانی زبان میں کتابیں لکھا کرتے تھے، انجیل کا ترجمہ بھی عبرانی زبان میں کیا تھا جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو اُس وقت حضرت ورقہؓ کافی بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لے کر حضرت ورقہؓ کے پاس گئیں۔ حضرت ورقہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اے بھتیجے، تم نے کیا دیکھا" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ دیکھا تھا بیان فرمایا۔ حضرت ورقہؓ نے کہا "یہ تو وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السّلام پر نازل فرمایا تھا۔ اے کاش مَیں (اس وقت) جوان ہوتا۔ اے کاش مَیں اُس وقت زندہ ہوتا جب آپؐ کی قوم آپؐ کو نکال دیگی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟" حضرت ورقہؓ نے کہا "ہاں، ہر شخص سے جو ایسی چیز لے کر آیا جیسی آپؐ لیکر آئے ہیں دشمنی کی گئی۔ اگر مجھے آپؐ کا وہ زمانہ نصیب ہوا تو میں بہت زوردار طریقہ سے آپؐ کی مدد کروں گا"۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت ورقہؓ کا انتقال ہو گیا۔[3]

حضرت ہشام بن حکیم بن حزامؓ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت ہشامؓ کو نماز میں سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا۔ وہ ایسے طریقہ سے تلاوت کر رہے تھے کہ حضرت عمرؓ اُس طریقہ سے ناواقف تھے۔ حضرت عمرؓ نے نماز کے بعد ان سے پُوچھا "تم کو اِس طرح پڑھنا کس نے سکھایا ہے؟" اُنہوں نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم غلط کہتے ہو"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ اُنہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں سے سورۂ فرقان سُنی اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن جعفر بن عمرو۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ اُحد (باب قتل حمزہؓ) [3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہ صدیقہؓ و کتاب التعبیر و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی۔

ہر ایک کی قراءت پر فرمایا "اسی طرح نازل ہوئی ہے"۔ پھر فرمایا "بے شک قرآن سات قراءتوں (و لہجوں) پر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا تم جس طریقہ سے بآسانی پڑھ سکتے ہو پڑھو"۔[1]

امر بالمعروف ایک مرتبہ حضرت ہشامؓ فلسطین میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرے جن کو دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا تھا اور اُن پر تیل ڈالا جا رہا تھا۔ حضرت ہشامؓ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ جزیہ نہ دینے کی وجہ سے انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ حضرت ہشامؓ وہاں کے امیر عمیر بن سعد کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اللہ اُن کو (آخرت میں) عذاب دیگا"۔ یہ سُن کر امیر نے حکم دیا تو وہ سب رہا کر دئے گئے۔[2]

حضرت ہشام بن عامرؓ

حضرت ہشامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کے سامنے ایک دفعہ ان کا ذکر آیا۔ اُنہوں نے فرمایا "اللہ ان پر رحمت بھیجے، بڑے اچھے آدمی تھے"۔[3]

حضرت ہلال بن اُمیّہ واقفیؓ

حضرت ہلالؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔

حضرت ہلالؓ سُستی کی وجہ سے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ان سے سلام و کلام کرنے کی ممانعت کر دی۔ جب مقاطعہ کو چالیس دن گذر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہلالؓ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو علیحدہ کر دیں۔ اُن کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا "میرا شوہر نہایت ضعیف ہے، اُس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، کیا میں اس کی خدمت کر سکتی ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بس تعلقاتِ زوجیت نہ رکھو"۔ بیوی نے کہا "اللہ کی قسم جس روز سے آپؐ کا عتاب ہوا ہے وہ سوائے رونے کے اور کچھ کرتے ہی نہیں"۔

پچاسویں رات کو اُن کی توبہ قبول ہونے کے سلسلہ میں وحی نازل ہوئی۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا، لوگ جوق در جوق ان کو مبارکباد دینے کیلئے ان کے گھر گئے۔

حضرت ہلالؓ حضرت کعب بن مالکؓ کی نظر میں حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "ہلالؓ بڑے صالح آدمی ہیں۔ اُن کے رویہ میں میرے لئے بڑا اچھا نمونہ ہے"۔[4]

حضرت ہند بنت عُتبہ بن ربیعہؓ

حضرت ہندؓ حضرت ابو سفیانؓ کی زوجہ محترمہ اور حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ تھیں۔[5] فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ایک وہ وقت تھا کہ روئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں تھے جن کا ذلیل ہونا مجھے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف نحوہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب البر باب الوعید الشدید لمن عذب الناس۔ [3] صحیح مسلم باب جامع صلاۃ اللیل۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب التفسیر (سورۃ التوبۃ) و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب البیوع باب من اجری امر الامصار ..... عن عائشۃ صدیقہؓ۔

آپؐ کے خیمہ والوں کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہو اور آج یہ حالت ہے کہ روئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے اہلِ خیمہ کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری بھی یہی حالت ہے۔"

پھر حضرت ہند کہنے لگیں "اے اللہ کے رسُولؐ، ابو سفیانؓ میں کچھ بخل ہے، وہ اتنی رقم نہیں دیتے جو مجھے اور بچّوں کو کافی ہو، تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا اگر میں اُن کے مال میں سے اپنے بچّوں کیلئے لے لوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم معروف کے مطابق لے کر اپنے بچّوں پر خرچ کرو۔"[1]

حضرت یزیدؓ

حضرت یزیدؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کے والد بھی صحابی تھے اور اُن کے بیٹے مَعنؓ بھی صحابی تھے۔

ایک مرتبہ حضرت یزیدؓ نے صدقہ کرنے کیلئے کچھ دینار نکالے اور ان دیناروں کو مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھوا دیا (کہ وہ جس کو چاہیں دیدیں، اتفاق سے) حضرت مَعنؓ اُس شخص کے پاس پہنچے اور وہ دینار اُن سے لے کر اپنے والد حضرت یزیدؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت یزیدؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں نے تمہیں دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا (تم واپس کر دو)" حضرت معنؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے یزیدؓ جس چیز کی نیّت تم نے کی تھی وہ تمہیں مل گئی اور اے معنؓ جو تم نے لیا وہ تمہارا ہے۔"[2]

حضرت یَعلیٰ بن اُمیّہؓ

حضرت یَعلیٰؓ کو یہ دیکھنے کا بڑا شوق تھا کہ وحی کس طرح نازل ہوتی ہے۔ ایک دن اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہو تو آپ مجھے بتائیں۔" الغرض جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جعرانہ کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے تو ایک شخص نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس شخص کے متعلّق آپؐ کیا فرماتے ہیں جس نے عُمرہ کا احرام باندھا ہو اور اُس کے جسم و لباس سے خوشبو کی مہک آرہی ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے، آپؐ پر وحی آنی شروع ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت یعلیٰؓ کو اشارہ کیا۔ حضرت یعلیٰؓ آئے اور اُنہوں نے نزول وحی کا منظر دیکھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص سے فرمایا "جسم پر جو خوشبو ہے اُسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور جُبّہ اُتار دو۔"[3]

حضرت یعلیٰؓ جنگِ تبوک میں شریک تھے اور اس شرکت کو بہت بڑا عمل شمار کرتے تھے۔[4]

مسائل کی تحقیق ایک مرتبہ حضرت یعلیٰؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں تو یہ ہے کہ جب تمہیں کافروں کے فتنہ کا اندیشہ ہو تو نماز میں قصر کر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں (اب سفر میں کیوں قصر کیا جائے) حضرت عمرؓ نے فرمایا "جس طرح تمہیں تعجّب ہوا مجھے بھی ہوا تھا، میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم باب قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمہ عن عائشۃ صدیقہؓ وابواب المناقب ذکر ہندؓ بنت عتبہ وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الاقضیۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اذا تصدق علی ابنہ وہو لا یشعر۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب غسل الخلوق ثلاث مرّات وصحیح مسلم کتاب الحج۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاجارۃ باب الاجیر فی الغزو۔

تو آپؐ نے فرمایا "یہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک صدقہ ہے لہٰذا تم اس صدقہ (یعنی رعایت) کو قبول کرو"۔ [1]

حضرت یمانؓ

جنگ بدر حضرت یمانؓ مع اپنے فرزند حضرت حذیفہؓ کے جنگِ بدر میں شرکت کیلئے روانہ ہوئے (راستہ میں) کفّار نے اُنہیں گرفتار کر لیا۔ کفّار نے کہا "تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم تو مدینہ منوّرہ جانا چاہتے ہیں"۔ کفّار نے ان دونوں سے اللہ کی قسم کے ساتھ عہد لیا کہ وہ مدینہ چلے جائیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہو کر (ہم سے) جنگ نہ کریں۔ اُنہوں نے عہد کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر سیدھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سارا واقعہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ جاؤ، ہم اُن کا عہد پُورا کریں گے"۔ [2]

جنگ اُحُد حضرت یمانؓ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے۔ مسلمین کی فتح ہوئی۔ مسلمین نے کافروں کا تعاقب کیا ابلیس نے چلّا کر کہا "اے اللہ کے بندو! پیچھے کی خبر لو"۔ یہ سُن کر آگے والے پیچھے کی طرف مُڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے، شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ اسی افراتفری میں حضرت یمانؓ شہید ہو گئے۔ [3]

متفرّق صحابہؓ و صحابیاتؓ کے حالات

چیل والی لڑکی عرب کے کسی قبیلہ کے پاس ایک کالی لونڈی تھی۔ اُنہوں نے اُسے آزاد کر دیا لیکن وہ پھر بھی اُنہی کے پاس رہتی تھی۔ ایک دن اس قبیلہ کی ایک لڑکی گھر کے باہر نکلی، وہ سُرخ چمڑے کا ایک ہار پہنے ہوئے تھی۔ اتفاق سے ہار کہیں گر گیا، ایک چیل آئی اور اُسے گوشت سمجھ کر اُٹھا کر لے گئی۔ قبیلہ والوں کو جب معلوم ہوا تو اُنہوں نے اُس کو تلاش کیا، جب ہار کہیں نہیں ملا تو اُنہوں نے اس لڑکی پر تہمت لگائی۔ اُنہوں نے اس کی تلاشی لی، یہاں تک کہ اُسے برہنہ کر کے تلاش کیا، اسی اثنا میں وہ چیل آئی اور وہ ہار اُس نے وہاں ڈال دیا۔ لونڈی نے کہا "یہی وہ چیز ہے جس کی تہمت تم مجھ لگا رہے تھے حالانکہ میں اس سے بَری تھی"۔ پھر وہ لونڈی اُن لوگوں کے پاس سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلی آئی اور مسلم ہو گئی۔ اس کے لئے مسجد نبوی میں خیمہ لگا دیا گیا۔ وہ وقتاً فوقتاً حضرت عائشہؓ کے پاس جایا کرتی تھی اور یہ شعر پڑھا کرتی تھی:۔

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا	ہار والا دن ہمارے رب کے عجائبات میں سے ہے
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي	خبردار ہو جاؤ بیشک اُسی نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک دن پُوچھا "یہ کیا بات ہے کہ تم جب کبھی میرے پاس آ کر بیٹھتی ہو تو یہ شعر ضرور پڑھتی ہو؟" اس سوال پر اُس نے اپنا پُورا قصّہ سُنایا۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ عن یعلیٰ رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد عن حذیفہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ و کتاب الدیات باب العفو فی الخطاء عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب نوم المرأۃ فی المسجد عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔

[5] اِن صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے نام اور کنیتیں صحیحین میں نہیں مل سکیں۔

مُسیئُ الصّلوٰۃ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اُس نے نماز پڑھی پھر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا "تم واپس جاؤ، پھر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی"۔ اُس نے پھر نماز پڑھی اور پھر آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے پھر فرمایا "واپس جاؤ، پھر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی"۔ اُس نے پھر نماز پڑھی، نماز پڑھ کر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا، مجھے نماز سکھا دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے نماز کا طریقہ بتایا اور ہر رُکن کو اطمینان سے ادا کرنے کا حکم دیا۔[1]

جمعہ کو کھانا کھلانے والی خاتون حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں "ہم مسلمین میں ایک عورت تھی جو اپنے کھیت کی نالیوں میں چقندر بو دیا کرتی تھی۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر کی جڑیں نکالتی اور اُن کو ایک دیگ میں ڈالدیتی، پھر وہ اس پر ایک مُٹھی جو پیس کر ڈالدیتی (پھر اُن کو پکاتی) چقندر کی جڑیں گوشت کے قائم مقام ہو جایا کرتی تھیں۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر اُس کے پاس جاتے، اُسے سلام کرتے، وہ اُس کھانے کو ہمارے سامنے لاکر رکھتی، ہم اُسے کھا لیا کرتے تھے اور اس کے اس کھانے کے لئے ہم جمعہ کی تمنا کیا کرتے تھے"۔[2]

تمام رات جاگنے والی خاتون حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "میرے پاس بنو اسد کی ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا "یہ کون ہیں؟" میں نے کہا "فلاں خاتون ہیں۔ یہ رات کو نہیں سوتیں، نماز پڑھتی رہتی ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں نہیں، بس اتنا عمل کرو جتنی تم میں استطاعت ہے، اس لئے کہ اللہ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا حتّٰی کہ تم ہی تھک (کر عبادت سے رُک) جاؤ"۔[3]

ہدیۃً چادر دینے والی خاتون ایک خاتون نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک چادر جس میں حاشیہ تھا ہدیۃً پیش کی اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ میں نے آپؐ کیلئے بُنی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے قبول فرما کر اس کا تہ بند باندھ لیا۔[4]

بابرکت کفن والا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تحفہ میں آئی ہوئی ایک چادر باندھے ہوئے تھے، ایک شخص نے اس چادر کی بڑی خوبی بیان کی، پھر کہا "یہ مجھے دیدیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ چادر اُسے دیدی۔ لوگوں نے اُس شخص سے کہا "تم نے اچھا نہیں کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چادر کی ضرورت تھی، تم نے وہ مانگ لی اور تمہیں معلوم ہے کہ آپؐ کسی کے سوال کو ردّ نہیں کرتے"۔ اُس شخص نے کہا "اللہ کی قسم میں نے اسے پہننے کیلئے نہیں لیا ہے، میں نے اسے اس لئے مانگا ہے کہ میں اس میں کفنایا جاؤں"۔ الغرض جب اس شخص کی وفات ہوئی تو اُسی چادر میں اُسے کفنایا گیا۔[5]

قبر کے پاس رونے والی عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک عورت کو دیکھا کہ قبر کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے فرمایا "اللہ سے ڈرو اور صبر کرو"۔ اُس عورت نے آپؐ کو نہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب وجوب القراءۃ عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ عن سہلؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ ابواب التہجّد [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من استعدّ الکفن عن سہلؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من استعدّ الکفن عن سہلؓ۔

پہچانا، کہنے لگی "تم ہٹ جاؤ، تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے۔ کسی نے اس سے کہا "یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے"۔ وہ فوراً آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی "میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر تو شروع صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے" (پھر تو صبر آ ہی جاتا ہے)[1]

آندھی میں اڑ جانے والا شخص جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا "آج رات کو سخت آندھی آئے گی لہٰذا تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑا نہ ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق رات کو سخت آندھی آئی۔ ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا۔ آندھی نے اڑا کر اسے طَیِّئ پہاڑ پر پھینک دیا۔[2]

قربانی کے جانور پر سوار ہونے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی قربانی کے جانور کو ہانکتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس پہ بیٹھ جاؤ"۔ اس نے کہا "یہ قربانی کا جانور ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیٹھ جاؤ"۔ اس نے کہا "یہ قربانی کا جانور ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر افسوس ہے۔ اس پر بیٹھ جاؤ"۔ یہ سن کر وہ شخص اس جانور پر سوار ہو گیا۔[3]

اپنے دو بیٹوں کے سہارے حج کو جانے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں پر سہارا کئے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "اس کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ اس نے پیدل (حج کرنے) کی نذر مانی ہے۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ اس شخص کے اپنی جان کو تکلیف پہنچانے سے بے نیاز ہے"۔ پھر آپ نے اسے حکم دیا کہ سوار ہو کر جائے۔[4]

بیت اللہ کو پیدل جانے کی نذر ماننے والی عورت ایک عورت نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ پیدل جائے گی (لیکن جب) اس نے (اس کو مشکل سمجھا تو) اپنے بھائی حضرت عقبہ بن عامرؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ حضرت عقبہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے چاہئے کہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے"۔[5]

محترق (جلنے والے) صحابی اس حال میں کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا "اے اللہ کے رسول میں جل گیا، ہلاک ہو گیا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم کو کیا ہوا ہے؟" اس شخص نے کہا "میں نے روزے میں اپنی بیوی سے قربت کر لی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے کہ تم اسے آزاد کر دو"۔ اس نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا تم لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟" اس نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟" اس نے کہا "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر کیلئے خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ایک عرق تن لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ جلنے والا سائل کہاں ہے؟" اس شخص نے کہا "میں موجود ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے لو اور صدقہ کر دو"۔ اس شخص نے کہا "اے اللہ کے رسول، اس شخص کو دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو، اللہ کی قسم، دونوں سنگستانوں کے درمیان (یعنی مدینہ میں) کوئی ایسا گھر نہیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر عن ابی حمیدؓ و صحیح مسلم باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہوئے تو یہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے) [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب تقلید النعل و فی ابواب اخری عن ابی ہریرۃ و صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من نذر المشی الی الکعبۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب النذر عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من نذر المشی الی الکعبۃ عن عقبۃؓ

کچلیاں دکھائی دیں۔ آپؐ نے فرمایا "(اچھا) اپنے اہل وعیال کو ہی کھلا دو۔" [1]

منبر والی خاتون ایک انصاری خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرا ایک غلام بڑھئی ہے، کیا میں آپؐ کیلئے کوئی چیز نہ بنوا دوں جس پر بیٹھ کر آپؐ خطبہ دے سکیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو بنوا دو"۔ الغرض اُس خاتون نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ ایک منبر بنائے۔ جب غلام نے منبر بنا لیا تو وہ اُس کو لیکر اُن انصاری خاتون کے پاس آیا۔ اُس خاتون نے منبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجدیا۔ [2]

سورۂ فاتحہ سے علاج کرنے والا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ صحابۂ کرامؓ کسی سفر میں تھے۔ اثنائے سفر میں انہوں نے کہیں قیام فرمایا۔ وہاں کے لوگوں نے ان کی مہمانداری نہیں کی۔ اتنے میں اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ کھایا قبیلہ والوں نے ہر قسم کی کوشش کی لیکن اُسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس قبیلہ کا ایک آدمی صحابۂ کرامؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا "کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "ہاں، لیکن کیونکہ تم نے ہماری مہمانداری نہیں کی لہٰذا ہم بغیر معاوضہ علاج نہیں کریں گے"۔ قبیلہ والوں نے معاوضہ مقرر کر دیا۔ ایک صحابی علاج کیلئے روانہ ہوئے۔ اُنہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھکر پھونکا را، وہ شخص اچھا ہو گیا۔ اُس نے صحابۂ کرامؓ کو تیس[3] بکریاں دیں اور دودھ پلایا۔ علاج کرنے والے صحابی جب واپس آئے تو صحابۂ کرامؓ نے ان سے پوچھا "کیا تم منتر پڑھنا جانتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "نہیں، میں نے صرف سورۂ فاتحہ پڑھی ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپؐ مسکرائے اور فرمایا "انہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تم نے ٹھیک کیا۔ یہ مال تقسیم کرو اور مجھے بھی اس میں سے حصہ دو"۔[4]

ایک اعرابی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیان فرما رہے تھے، آپؐ کے پاس ایک دیہاتی بھی بیٹھا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا "ایک جنتی شخص اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے ہر وہ چیز نہیں ملی جو تو چاہتا ہے۔ وہ کہیگا ہاں، لیکن مجھے کھیتی کرنا پسند ہے (اللہ تعالیٰ اُس کو اجازت دے گا) وہ بیج ڈالیگا، آناً فاناً میں بیج اُگیگا، پودا سیدھا ہوگا، پھر کٹ کر پہاڑوں کے مانند ڈھیر لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے ابنِ آدم لے تیری سیری کسی چیز سے نہیں ہوگی"۔ اُس دیہاتی نے کہا "اللہ کی قسم، یہ شخص قرشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کھیت والے ہیں۔ رہے ہم تو ہمارے پاس کھیت کہاں ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کی یہ بات سُنکر) مسکرائے۔ [5]

یہودی کو طمانچہ مارنے والے انصاری ایک دن ایک انصاری میں اور ایک یہودی میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ انصاری نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ یہودی نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ انصاری نے کہا "اے خبیث، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟" یہ کہکر یہودی کے طمانچہ مار دیا۔ یہودی نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن انصاری کو بُلایا اور اُن سے اِس سلسلہ میں جواب طلب کیا۔ اُن انصاری نے تمام حال

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان عن عائشہؓ وابی ہریرہؓ وکتاب الہبۃ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب النجار عن سہلؓ وجابرؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ وکتاب الجمعۃ باب الصلوٰۃ علی السطوح وباب الخطبۃ علی المنبر وصحیح مسلم باب جواز الخطوۃ فی الصلوٰۃ عن سہل بن سعدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحۃ وکتاب الطب وکتاب الاجارۃ وصحیح مسلم کتاب السلام۔ [4] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

سنایا، اور کہا "اس کی اس بات سے مجھے غصہ آگیا، میں نے طمانچہ مار دیا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دیا کرو (بلکہ) انبیاءؑ کے درمیان ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔"[۱]

خوش نصیب لڑکا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کی کوئی چیز لائی گئی، آپؐ کے داہنی طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چیز میں سے کچھ پینے کے بعد لڑکے سے کہا "کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ چیز ان (بزرگ) لوگوں کو دیدوں۔" لڑکے نے کہا "نہیں، اللہ کی قسم جو حصہ مجھے آپؐ کی طرف سے مل رہا ہے اُس کے معاملہ میں میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن اُس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔[۲]

قلیل عمل کر کے اجرِ کثیر پانے والا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، وہ لوہے کا خود وغیرہ پہنے ہوئے تھا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں لڑوں یا اسلام قبول کروں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام قبول کرو پھر لڑو۔" الغرض وہ شخص مسلم ہوگیا پھر وہ لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس نے عمل کم کیا اور ثواب زیادہ پایا۔"[۳]

مذاق کرنے والا آدمی مہاجرین میں ایک شخص بہت ظریف الطبع تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک دن اس نے (مذاق میں) ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپڑ مار دیا، انصاری کو غصہ آگیا، اُس نے انصار کو آواز دی۔ اُس مہاجر نے مہاجرین کو آواز دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آوازیں سُن کر اپنے خیمہ سے باہر نکلے، آپؐ نے فرمایا "یہ ایامِ جاہلیت کی سی پکار کیسی؟ یہ کیا لوگوں کا حال ہے؟" لوگوں نے آپؐ کو واقعہ بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس پکار کو ترک کر دو، یہ خبیث پکار ہے۔"[۴]

ایک انصاری سپہ سالار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لشکر روانہ کیا اور اُس پر ایک انصاری صحابی کو سپہ سالار بنایا۔ ان سپہ سالار کو کسی بات پر غصہ آگیا تو اُنہوں نے کہا "لکڑیاں جمع کرو۔" لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں پھر اُنہوں نے کہا "آگ جلاؤ" لوگوں نے آگ جلائی، پھر اُنہوں نے کہا "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میری بات سُننا اور اطاعت کرنا۔" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ ان انصاری نے کہا "اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔" لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا "ہم تو آگ ہی سے بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے ہیں۔" یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آگ ٹھنڈی ہوگئی اور انصاری کا غصہ بھی ٹھنڈا ہوگیا۔ جب اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا "اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر اُس میں سے کبھی نہیں نکلتے اطاعت صرف معروف کاموں میں ہے۔"[۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب ما یذکر فی الاشخاص وکتاب احادیث الانبیاء وکتاب التفسیر (سورۃ الصّٰفّٰت) عن ابی ہریرہؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب الہبۃ فی الثواب۔ [۳] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال عن براءؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید نحوہٗ۔ [۴] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ینہیٰ من دعوی الجاہلیۃ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصر الاخ ظالمًا او مظلومًا عن جابرؓ۔ [۵] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب اُسید بن حضیرؓ وعباد بن بشرؓ عن انسؓ۔ [۶] صحیح بخاری کتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء۔

ہجرت کے متعلق سوال کرنے والا اعرابی ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ہجرت کے متعلق سوال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر افسوس، بے شک ہجرت تو بڑی مشکل چیز ہے (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتے ہو؟" عرض کیا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم انہیں عاریۃً دیتے ہو؟" عرض کیا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر تم سمندروں کے پار عمل کرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کریگا۔"[1]

جنت کا طالب جنگ اُحد کے دوران ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "اگر میں قتل ہو جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت میں" اس شخص کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں۔ اس نے وہ کھجوریں رکھدیں، پھر وہ لڑا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔[2]

صحابی جن کی ٹانگ میں لنگ تھا ایک صحابی کی ٹانگ میں لنگ تھا۔ یہ ان قاریوں میں شامل تھے جن کو چند منافقین کی خواہش پر مبلغ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ منافقین نے غداری کی، حضرت حرامؓ کو جو اس جماعت میں شامل تھے ان کی غداری کا علم ہوا تو وہ دو آدمیوں کے ساتھ جن میں ایک یہ لنگڑے صحابی بھی تھے آگے بڑھے۔ کچھ دور چل کر حضرت حرامؓ نے ان دونوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا اور خود کافروں کی مجلس میں اکیلے چلے گئے۔ کافروں نے انہیں شہید کر دیا۔ ان کے بعد کافروں نے ان کے تمام ساتھیوں کو شہید کر دیا صرف یہی صاحب بچ گئے جن کی ٹانگ میں لنگ تھا۔ یہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ (کر چھپ) گئے تھے (اس لئے کافروں کی ان پر نظر نہیں پڑی)[3]

ایک عامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے خاندان بنو عدی کے ایک شخص کو خیبر پر امیر اور عامل بنایا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لے کر آئے جنہیں جنیب کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا خیبر میں تمام کھجوریں اسی قسم کی ہوتی ہیں؟" اس شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ کی قسم، سب ایسی نہیں ہوتیں ہم ان کھجوروں کا ایک صاع، دوسری قسم کی کھجوروں کے دو یا تین صاع کے عوض لیتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو، تمام کھجوروں کو درہموں کے بدلہ بیچ دیا کرو پھر ان دراہم سے جنیب خریدا کرو"۔[4]

ایک صحابی جن کے نکاح میں تعلیم قرآن کو مہر ٹھہرایا گیا ایک دن ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہا "میں اپنا نفس اللہ اور اس کے رسولؐ کیلئے ہبہ کرتی ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے تو نکاح کی حاجت نہیں"۔ یہ سن کر وہ عورت وہیں بیٹھ گئی۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے (مہر میں) کچھ دو"۔ وہ شخص گھر گیا اور واپس آکر عرض کیا "میرے پاس کچھ نہیں ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر جا کر دیکھو، خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی"۔ وہ شخص گھر گیا اور آکر کہا "اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے، بس یہ میرا تہ بند ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تہ بند سے کیا ہو گا، اگر تم باندھو گے تو اس کے بدن پر کچھ نہیں ہو گا اور اگر یہ باندھے گی تو تمہارے بدن پر کچھ نہیں ہو گا"۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ کافی دیر بعد وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ نحوہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع عن انسؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب استعمال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اھل خیبر عن ابی سعیدؓ وابی ہریرۃؓ۔

اُسے بُلایا اور فرمایا "تمہیں کتنا قرآن یاد ہے ؟" اُس نے چند سُورتوں کے نام لئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ مَیں نے بعوض اس قرآن کے جو تمہیں یاد ہے اس عورت کا نکاح تم سے کر دیا، تم ان سُورتوں کی تعلیم اس عورت کو دیدینا"۔ [1]

باغ والے انصاری ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع ایک ساتھی کے ایک انصاری کے باغ میں گئے، وہ اُس وقت باغ میں پانی دے رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھی نے اُن کو سلام کیا، انصاری نے جواب دیا اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے والدین آپؐ پر قربان ہوں یہ گرمی کا وقت ہے (اِس وقت کیسے آنا ہوا) "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس مشک میں باسی پانی ہے (اگر ہو تو فبہا) ورنہ ہم (حوض کا پانی ہی) اوک سے پی لینگے"۔ انصاری نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے پاس مَشک میں باسی پانی ہے، آپؐ سائبان میں تشریف لے چلئے"۔ پھر انصاری نے پیالہ میں پانی نکالا، پھر بکری کا دودھ اُس میں دوہا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیش کیا، آپؐ نے دودھ پی لیا۔ پھر ان انصاری نے دوبارہ یہی کیا اور آپؐ کے ساتھی کو دودھ پلایا۔ [2]

رحمت کو تنگ کرنے والے اعرابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک اعرابی نے نماز پڑھی۔ اُس نے نماز میں اس طرح دُعا کی "اے اللہ مجھ پر رحم کر اور محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر"۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو اُس سے فرمایا "تم نے بڑی وسیع چیز کو تنگ کر دیا"۔ [3]

خواب میں سائبان دیکھنے والے صحابی ایک صحابی نے خواب میں دیکھا کہ ایک سائبان ہے اُس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، لوگ اُس کو اٹھا رہے ہیں، کوئی کم کوئی زیادہ، پھر انہوں نے ایک رسّی دیکھی جو زمین سے آسمان تک چلی گئی تھی، اُنہوں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کو پکڑ کر چڑھ گئے، پھر آپؐ کے بعد ایک اور شخص نے اُسے پکڑا، وہ بھی اوپر چڑھ گئے، پھر ایک اور شخص نے اُسے پکڑا وہ بھی اُوپر چڑھ گئے۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے اُسے پکڑا تو وہ رسّی ٹوٹ گئی، پھر وہ رسّی جُڑ گئی۔ [4]

اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرنے والے صحابی ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد سے باہر نکلے، دروازہ کے باہر آپؐ کو ایک شخص ملا اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ قیامت کب آئے گی ؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے ؟" وہ شخص کچھ دیر خاموش رہا پھر کہنے لگا "میں نے اُس کیلئے نماز، روزے نیکیاں وغیرہ تو کچھ زیادہ جمع نہیں کی ہیں البتہ میں اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ان کے ساتھ ہو جن سے تم محبّت کرتے ہو"۔ [5]

ایک بدری بہادر جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو راستہ میں آپؐ کو ایک شخص ملا جس کی ہمّت و شجاعت کا شہرہ تھا۔ صحابۂ کرامؓ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اُس نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "میں اس لئے آیا ہوں کہ آپؐ کے ساتھ مِل کر کُفّار سے لڑوں اور (مالِ غنیمت میں سے) حصّہ پاؤں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم اللہ اور رسُولؐ پر ایمان رکھتے ہو ؟" اُس نے کہا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن و صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونہ تعلیم القرآن۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب الکرع فی الحوض عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس عن ابی ہریرۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب التعبیر۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب القضاء و الفتیا فی الطریق عن انسؓ و کتاب الادب و صحیح مسلم کتاب البرّ والصلۃ باب المرء مع من احبّ۔ [6] خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

نے فرمایا "تم واپس چلے جاؤ، میں مشرک سے مدد نہیں لیتا۔" (وہ شخص چلا گیا اور) مقامِ شجرہ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ پھر وہی سوال و جواب ہوئے۔ وہ پھر چلا گیا۔ مقامِ بیداء پر وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی کلمات دوہرائے، اُس نے کہا "مَیں ایمان لاتا ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(اب تم ہمارے ساتھ) چلو"۔ [1]

تعلیم کی شائقہ خاتون ایک دن ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، مرد تو خوب آپ کی باتیں سُنتے رہتے ہیں، ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر کر دیجئے کہ ہم اُس دن آپ کے پاس آجایا کریں اور آپ ہمیں بھی وہ باتیں سکھا دیا کریں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم فلاں دن جمع ہو جایا کرو۔" (وہ جمع ہو جاتیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور ان کو تعلیم دیا کرتے۔ [2]

ایک نوجوان مجاہد جنگِ خندق میں ایک نوجوان مجاہد بھی شریک تھے، اُن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، ایامِ جنگ میں وہ روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن حسبِ معمول انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ہتھیار لے جاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ بنو قریظہ (قبیلہ کے یہودی) کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں"۔ اُنہوں نے حسبُ الحکم اپنے ہتھیار ساتھ لے لئے۔ جب وہ گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی بیوی دروازہ پر کھڑی ہیں، اُنہوں نے غیرت سے اپنا نیزہ اُنہیں مارنے کیلئے اُٹھایا۔ بیوی نے کہا "اندر جا کر دیکھو"۔ وہ نوجوان صحابی اندر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا سانپ بستر پر بیٹھا ہے۔ اُنہوں نے اُس کو نیزہ میں پرو لیا پھر اندر سے نکلے اور نیزہ مکان (کے صحن) میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ بھی مر گیا اور وہ مسلم نوجوان بھی۔ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ کون پہلے مرا۔ صحابہؓ کو معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ اسے زندہ کر دے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ساتھی کیلئے دُعائے مغفرت کرو اور دفن کر دو"۔ [3]

شہد سے شفا پانے والے صحابی ایک دن ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا "میرے بھائی کو دست آرہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ اُس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست بند نہیں ہوئے۔ وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ دست اور زیادہ آنے لگے۔ وہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا "دست اور زیادہ ہو گئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس کو شہد پلاؤ، اللہ نے سچ فرمایا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے"۔ اُس نے واپس آکر پھر شہد پلایا (اُس کے دست بند ہو گئے اور) وہ اچھا ہو گیا۔ [4]

پکھالوں والی خاتون ایک مرتبہ سفر میں پانی ختم ہو گیا لوگوں کو سخت پیاس لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور ایک اور آدمی کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔ اُنہیں ایک عورت ملی جو اپنے اُونٹ پر دو پکھالوں کے درمیان اپنی ٹانگیں لٹکائے ہوئے چلی جا رہی تھی۔ اُنہوں نے اُس عورت سے کہا "تم

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراہیۃ الاستعانۃ بکافر عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ عن ابی سعیدؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب قتل الحیات عن ابی سعید خدری رضؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب السلام باب التداوی بالعسل و صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلو۔" اُس نے کہا "کون رسُولُ اللہ، وہی جن کو بے دین کہا جاتا ہے ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں، وہی جن کو تم ایسا سمجھتی ہو"۔ الغرض وہ دونوں اُسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان پکھالوں میں کُلّی کی، پھر پکھالوں کے مُنہ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر سب نے پانی پیا اور اُونٹوں کو بھی پانی پلایا، پھر پکھالوں کا مُنہ بند کر دیا گیا، پکھالیں پہلے سے زیادہ بھری ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس عورت سے فرمایا "تمہارے پانی میں سے ہم نے کچھ نہیں لیا، ہمیں تو اللہ نے پلایا ہے"۔ پھر آپؐ نے کچھ کھانا وغیرہ ایک کپڑے میں رکھ کر اُسکے اُونٹ پر رکھدیا۔ جب وہ عورت گھر پہنچی تو اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا "دو آدمی مجھے ملے، وہ مجھے اُس کے پاس لے گئے جس کو بے دین کہا جاتا ہے، اُس نے ایسا ایسا کیا۔ اللہ کی قسم وہ آسمان و زمین کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے یا وہ نبیِّ برحق ہے"۔ اس واقعہ کے بعد جب (مفسدوں کی) سرکوبی کیلئے مسلمین نکلتے تو اس عورت کے گاؤں کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ایک دن اُس عورت نے کہا "میں سمجھتی ہوں یہ لوگ عمدًا ہمارے گاؤں کو چھوڑ دیا کرتے ہیں تو کیا تم اسلام قبول کرتے ہو"۔ (انہوں نے اس عورت کی بات مان لی) وہ عورت بھی مُسلم ہو گئی اور تمام گاؤں والے مُسلم ہو گئے۔[1]

ایک مہمان نواز انصاری ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھوکے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "چلو"۔ وہ لوگ روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے مکان پر پہنچے۔ اُن کی بیوی نے کہا "مرحبا، خوش آمدید"۔ اِتنے میں وہ انصاری بھی آگئے۔ انصاری نے کہا "الحمدللہ آج میرے مہمانوں سے زیادہ مکرّم کسی کے مہمان نہیں ہیں"۔ یہ کہکر وہ کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے، جس میں گدری، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں۔ اس خوشہ کو اُنہوں نے خدمتِ اقدس میں پیش کر کے عرض کیا "تناول فرمائیے"۔ پھر اُنہوں نے ایک چھُری لی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا"۔ اُنہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ مہمانوں نے اُس کا گوشت کھایا۔ کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔[2]

موت کے وقت ایمان لانے والا لڑکا ایک یہودی لڑکا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا "اسلام قبول کر لو"۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا" باپ نے کہا "ابو القاسم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی اطاعت کرو"۔ لڑکے نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر آپؐ باہر تشریف لائے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے۔ "ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اس لڑکے کو آگ سے نجات دی"۔[3]

قل ھو اللہ احد سے محبّت کرنے والے صحابی ایک شخص کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر کا امیر بنا کر جہاد کیلئے روانہ کیا۔ وہ جب نماز پڑھاتے تو قراءت کے آخر میں "قُل ھو اللہ احد" ضرور پڑھتے۔ جب لشکر واپس مدینہ منوّرہ پہنچا تو لوگوں نے اس بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا "ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں"۔ لوگوں نے ان سے پُوچھا تو اُنہوں نے کہا "یہ رحمٰن کی صفت ہے، اس لئے مَیں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان سے کہدو کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان سے محبّت کرتا ہے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام وکتاب التیمم و صحیح مسلم کتاب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعہ غیرہ عن ابی ہریرۃ رض۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن انس رض۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قل ھو اللہ احد و صحیح بخاری کتاب التوحید۔

ایک انصاری خاتون ایک مرتبہ کافروں نے ایک انصاری خاتون کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء کو بھی پکڑ کر لے گئے۔ کافروں نے اس خاتون کو باندھ دیا، ایک رات کو وہ خاتون ان کافروں کے اونٹوں کے پاس پہنچیں۔ وہ جس اونٹ کے پاس پہنچتیں وہ آواز کرنے لگتا، یہاں تک کہ وہ عضباء کے پاس آئیں، وہ بڑی سیدھی اونٹنی تھی۔ وہ اس پر سوار ہوئیں اور وہاں سے روانہ ہو گئیں۔ کافروں کو معلوم ہوا تو انہوں نے تعاقب کیا، لیکن عضباء کو وہ نہ پکڑ سکے۔ اس خاتون نے نذر مانی کہ اگر عضباء مجھے بچا کر لیجانے میں کامیاب ہو گئی تو میں اسے قربان کر دوں گی۔ الغرض وہ بخیریت مدینہ پہنچیں، لوگوں نے دیکھا تو کہا "یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہے"۔ وہ خاتون کہنے لگیں "میں نے تو نذر مانی تھی کہ اگر اللہ مجھے نجات دے دیگا تو میں اسے قربان کر دوں گی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "انہوں نے عضباء کو کس قدر برا بدلہ دیا، اللہ کی نافرمانی میں نذر پوری نہیں کی جاتی اور نہ اس چیز کی نذر پوری کی جاتی ہے جس کا انسان مالک نہ ہو"۔[1]

بہترین توبہ کرنیوالی خاتون قبیلۂ غامدیہ کی ایک خاتون سے زنا ہو گیا۔ وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسولؐ، مجھ سے زنا ہو گیا ہے، مجھے پاک کر دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئیں (آپؐ نے پھر واپس کرنے کا ارادہ کیا) وہ کہنے لگیں "آپؐ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں، اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جاؤ، جب بچہ ہو جائے تو پھر آنا"۔ جب بچہ پیدا ہوا تو وہ پھر آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو دودھ پلاؤ، جب اس کا دودھ چھڑا دو تو پھر آنا"۔ جب انہوں نے بچہ کا دودھ چھڑایا تو وہ پھر حاضر ہوئیں۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے نبیؐ، میں نے بچہ کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ بچہ کھانا کھانے لگا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سنگسار کرا دیا۔ آپؐ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ناجائز محصول لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے"۔ پھر آپؐ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ ان کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیجائے تو انہیں کافی ہو جائے۔ انہوں نے محض اللہ کی رضاء کی خاطر اپنی جان قربان کر دی، کیا تم نے اس سے بہتر توبہ کبھی دیکھی ہے"۔[2]

ایک مخزومی عورت فتح مکہ کے موقع پر ایک مخزومی عورت نے چوری کی، قریش کو بڑا فکر ہوا (وہ سوچنے لگے کہ) کون اسکی معافی کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے۔ آخر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ جرأت سوائے حضرت اسامہؓ کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں (انہوں نے حضرت اسامہؓ سے کہا) حضرت اسامہؓ نے سفارش کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ سے ناراض ہو گئے۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا ہاتھ کٹوا دیا، پھر اس نے بڑی اچھی توبہ کی اور نکاح کر لیا۔ وہ عورت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آیا کرتی تھی اور وہ اس کی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کرتی تھیں۔[3]

رشتہ داروں کی بدسلوکی کی شکایت کرنے والا ایک دن ایک شخص نے آکر کہا "میں رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہوں لیکن وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں بردباری سے کام لیتا ہوں وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش

---

[1] صحیح مسلم کتاب النذر عن عمرانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الحدود عن بریدہؓ وعمرانؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقب اسامہؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکۃ وکتاب الحدود وصحیح مسلم کتاب الحدود۔

آتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم واقعی ایسا کر رہے ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو تم اُن کے مُنہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تم یہ کام کرتے رہو گے اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ اُن کے مقابلہ کیلئے ایک مددگار رہیگا۔"[1]

تیروں سے فال نکالنے والا یمن میں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکالا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت جریرؓ اُس کے پاس پہنچے۔ وہ فال نکال رہا تھا۔ حضرت جریرؓ نے کہا "ان تیروں کو توڑ کر کلمۂ شہادت پڑھ"۔ اُس نے تیروں کو توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلم ہو گیا۔[2]

ایک دیہاتی صحابی ایک دن ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا تھا اُس نے ہم سے یہ کہا کہ آپؐ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپؐ کو اللہ نے رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ پھر اُنہوں نے پوچھا "آسمان کو کس نے پیدا کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ پھر اُنہوں نے کہا "زمین کو کس نے پیدا کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ پھر اُنہوں نے پُوچھا "پہاڑوں کو کس نے نصب کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ پھر اُنہوں نے کہا "آپؐ اُس ہستی کی قسم کھا کر جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو نصب کیا یہ بتائیں کہ کیا واقعی اللہ نے آپؐ کو رسُول بنا کر بھیجا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ پھر اُنہوں نے نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور حج کے متعلق اسی قسم کے سوالات کئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہی فرماتے رہے کہ "قاصد نے سچ بیان کیا"۔ پھر وہ دیہاتی واپس روانہ ہوئے اور یہ کہتے جا رہے تھے "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کرونگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر انہوں نے سچ کہا تو ضرور جنّت میں داخل ہوں گے۔"[3]

قبیلۂ جُہینہ کی ایک خاتون قبیلۂ جُہینہ کی ایک خاتون نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "(اے اللہ کے رسُولؐ) میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ان کی طرف سے حج کرو، بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اُس کو ادا نہ کرتیں۔ ان کی نذر پُوری کرو اللہ اپنے حق کی ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے"۔[4]

قبیلۂ خَثعَم کی ایک خاتون قبیلۂ خثعم کی ایک خاتون نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے والد پر ایسے موقع پر حج فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، سواری پر جم کر نہیں بیٹھ نہیں سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔[5]

دو نیک بخت انصاری رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مع دوسرے مہاجرین کے سقیفۂ بنو ساعدہ کی طرف جا رہے تھے تو دو نیک بخت انصاری ملے۔ اُنہوں نے انصار کے مطمحِ نظر کی وضاحت کی، پھر پُوچھا "اے جماعتِ مہاجرین تم کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے کہا "ہم انصاری بھائیوں کی طرف جا رہے ہیں"۔ اُن دونوں انصاریوں نے کہا "تمہیں وہاں نہیں جانا چاہیئے، تم اپنا کام کرو" (یعنی تم خلیفہ منتخب کرو وہ بھی راضی ہو جائیں گے)[6]

مسجد سے سب سے زیادہ دور رہنے والے انصاری ایک انصاری کا مکان مسجدِ نبوی سے اور سب کے مکانوں کے

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب صلۃ الرحم عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ عن جریرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی الایمان باللہ عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الحج والنذور عن المیت عن ابن عباسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب وجوب الحج عن ابن عباسؓ وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع۔ [6] صحیح بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف و باب مناقب ابی بکرؓ وکتاب الحدود۔

بہ نسبت زیادہ دُور تھا، اُن کی کوئی نماز ایسی نہیں تھی جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نہ ہوتی ہو، حضرت اُبیّ بن کعبؓ کو ان پر ترس آیا اور اُن سے کہا "کاش تم ایک گدھا خرید لیتے اور اس پر سوار ہو کر جایا کرتے، وہ تمہیں گرمی سے اور تاریکیوں میں کیڑے مکوڑے سے محفوظ رکھتا"۔ ان انصاری نے جواب دیا "مجھے یہ چیز پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر سے متّصل ہوتا، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے مسجد آنے جانے کے قدم لکھ لئے جائیں"۔ حضرت اُبیّ بن کعبؓ کو یہ بات گراں گذری، اُنہوں نے جاکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن انصاری سے فرمایا "تمہارے لئے اللہ نے یہ سب کچھ جمع کر لیا ہے، جس ثواب کی تمہیں اُمید ہے وہ تمہیں مل جائے گا"۔[1]

اقامت کے بعد سُنّت پڑھنے والے صحابی ایک دن صبح کی نماز کی اقامت ہوئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک صحابیؓ کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہے تھے، آپؐ نے اُن سے کچھ فرمایا۔ صحابہؓ نہ سمجھ سکے کہ آپؐ نے کیا فرمایا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہؓ نے اُن کو گھیر لیا اور اُن سے پُوچھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تم سے کیا فرمایا تھا۔ اُن صحابی نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا تھا کہ قریب ہے کہ تم میں سے کوئی صبح کی نماز چار رکعت پڑھنے لگے"[2] (یعنی اقامت کے بعد فرض پڑھنے چاہئیں، اقامت کے بعد سُنّتوں کا پڑھنا گویا اُن کو فرض کے مقام تک پہنچانا ہے، اس طرح فرضوں کی تعداد چار ہو جائے گی)

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوئے، انہوں نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت (سُنّت) پڑھیں، پھر وہ جماعت میں آکر شامل ہو گئے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو اُن سے فرمایا "اے فلاں، تم نے ان دونوں نمازوں میں سے کونسی نماز کو (فرض) شمار کیا، وہ نماز جو تم نے علیحدہ پڑھی یا وہ نماز جو تم نے ہمارے ساتھ پڑھی"[3]۔ (یعنی اقامت کے بعد تو فرض ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ سُنّت)

زیادہ مہر دینے والے صحابی ایک صحابی نے ایک انصاری عورت سے شادی کی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "تم نے کیا مہر دیا"۔ اُنہوں نے کہا "چار اوقیہ چاندی (مہر مقرر کیا ہے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "چار اوقیہ! گویا تم اس پہاڑ سے چاندی تراشتے ہو۔ ہمارے پاس فی الحال تو کچھ نہیں ہے کہ ہم تمہیں کچھ دیں، البتہ عنقریب ہم تمہیں کسی لشکر کے ساتھ روانہ کرینگے تاکہ تمہیں کچھ مالِ غنیمت مل جائے"۔ پھر آپؐ نے کچھ عرصہ بعد بنو عبس قبیلہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور ان صحابی کو بھی اس لشکر میں شامل کر دیا[4]

بچّہ کے حج کے متعلق پوچھنے والی خاتون دورانِ سفر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روحا مقام پر ایک قافلہ ملا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا "کس قوم سے تمہارا تعلق ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہم مسلم ہیں"۔ پھر اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "آپؐ کون ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کا رسُولؐ"۔ (قافلہ والوں میں سے) ایک خاتون نے ایک بچّہ کو اُٹھا کر پُوچھا "کیا اس کیلئے بھی حج ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، اور اجر تم کو ملیگا"[5]

قصاص معاف کرنے والے صحابی ایک صحابی ایک شخص کو نسمہ سے باندھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اِس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے پوچھا

---

[1] صحیح مسلم باب فضل کثرۃ الخطا الی المساجد۔ [2] صحیح مسلم باب کراہۃ الشروع فی نافلۃ بعد شروع المؤذن صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الجماعۃ باب اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ نحوہ۔ [3] صحیح مسلم باب کراہۃ الشروع فی نافلۃ بعد شروع المؤذن [4] صحیح مسلم کتاب النکاح باب ندب النظر الی وجہ المرأۃ عن ابی ہریرۃؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الحج باب صحۃ حج الصبی۔

"کیا تم نے قتل کیا ہے ؟" (ابھی اُس نے جواب نہیں دیا تھا کہ) وہ صحابی کہنے لگے "اگر اس نے اقرار نہیں کیا تو میں گواہ پیش کروں گا۔" اُس شخص نے کہا "ہاں میں نے قتل کیا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت فرمایا "تم نے کیسے قتل کیا؟" عرض کیا "میں اور وہ شخص ایک درخت سے پتّے جھاڑ رہے تھے، اس نے مجھے گالی دی، مجھے غصّہ آگیا، میں نے کلہاڑی اس کے سر پر ماری اور اسے قتل کر دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس خونبہا ادا کرنے کیلئے مال ہے ؟" اُس نے کہا "میرے پاس کچھ نہیں ہے سوائے ایک چادر اور ایک کلہاڑی کے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہاری قوم (فدیہ دیکر) تمہیں چھڑا لیگی؟" اُس نے کہا "میری قوم کے نزدیک میری اتنی وقعت نہیں ہے۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تسمہ مقتول کے بھائی کی طرف پھینک دیا اور فرمایا "تم اسے قتل کر سکتے ہو۔" وہ صحابی اُسے لیکر چلے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(جب دو مسلم لڑتے ہیں تو) قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہو جاتے ہیں۔" پھر فرمایا "اگر انہوں نے اسے قتل کر دیا تو یہ دونوں یکساں ہو جائیں گے" (یعنی نیکی، بدی کے لحاظ سے دونوں کیلئے کچھ نہ ہوگا، وہ قصاص میں قتل ہو کر گناہ سے پاک ہو جائیگا لیکن کوئی نیکی اُس کے حصّہ میں نہ آئے گی اور یہ معاف نہ کر کے نیکی نہ کما سکیگا اور اسے قتل کر کے گناہ کا بھی مرتکب نہ ہوگا) کسی شخص نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ بات اُن صحابی کو پہنچائی۔ وہ صحابی واپس آئے اور عرض کیا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ نے اِس اِس طرح فرمایا ہے، حالانکہ میں تو اس کو آپؐ کے حکم سے قتل کرنے کیلئے لیجا رہا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ یہ تمہارا اور تمہارے ساتھی کا گناہ سمیٹ لے۔" (یعنی اس کے معاف کرنے کے صلہ میں تمہارے گناہ معاف ہو جائیں) ان صحابی نے کہا "کیا ایسا ہوگا!" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں۔" اُن صحابی نے کہا "اگر ایسا ہے تو اچھا۔" یہ کہکر اُس کا تسمہ پھینک دیا اور اُس کو آزاد کر دیا۔[1]

ایک فارسی صحابیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک پڑوسی فارسی تھے، وہ سالن بڑا اچھا پکاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے سالن تیار کیا، پھر آپؐ کو بلانے کیلئے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ کی بھی دعوت ہے ؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں؟" وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر آئے اور آپ کو دعوت دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِن کی بھی ہے ؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں؟" وہ چلے آئے، تھوڑی ہی دیر بعد پھر آئے اور آپؐ کو دعوت دی۔ آپؐ نے پُوچھا "اور اِن کی بھی ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "جی ہاں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ دونوں ان کے مکان تشریف لے گئے۔[2]

(نوٹ:۔ غالباً حضرت عائشہؓ بھی بھوکی ہوں گی اس لئے آپؐ نے تنہا کھانا کھانا پسند نہیں فرمایا)

انگوٹھی پھینکنے والے صحابی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سونے کی ایک انگوٹھی دیکھی آپؐ نے اُسے اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا "کیا تم میں سے کوئی شخص دوزخ کے انگارے کو ہاتھ میں لینے کا ارادہ کرتا ہے"۔ (کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے تشریف لے گئے) آپؐ کے جانے کے بعد کسی نے اُس آدمی سے کہا "اپنی انگوٹھی اُٹھالو اور اس سے (کسی اور قسم کا) نفع حاصل کرو"۔ اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے پھینکدیا ہے تو میں کبھی اسے نہیں اُٹھاؤں گا۔"[3]

قاسم نام رکھنے والے انصاری ایک انصاری نے اپنے لڑکے کا نام قاسم رکھا۔ انصار نے ان سے کہا "ہم تمہیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب القسامۃ باب صحۃ الاقرار بالقتل۔ [2] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب مایفعل الضیف اذا تبعہ غیر من دعاہ صاحب الطعام
[3] صحیح مسلم کتاب اللباس۔

ابو القاسم کہہ کر خوش نہیں کریں گے۔" اُنہوں نے اِس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، آپؐ نے فرمایا "تمہارے لڑکے کا نام عبد الرحمٰن ہے۔" [1]

محمّد نام رکھنے والے انصاری ایک انصاری نے اپنے لڑکے کا نام محمّد رکھا، انصار نے ان سے کہا ہم تمہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام نہیں رکھنے دیں گے۔ وہ لڑکے کو اپنی پُشت پر اُٹھا کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار نے اچھا کیا، تم میرا نام رکھ سکتے ہو لیکن میری کُنیت نہ رکھو کیونکہ میں یقیناً قاسم ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔" [2]

بابرکت جَو والے صحابی ایک مرتبہ ایک صحابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کچھ کھانا طلب کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں نصف وسق جَو دیئے۔ اس میں سے وہ، اُن کی بیوی اور مہمان ہمیشہ کھاتے رہے، یہاں تک کہ ایکدن اُنہوں نے اُسے ناپ لیا (وہ جَو ختم ہو گئے) پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے (اور اس کا ذکر کیا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم اس کو نہ ناپتے تو تم اُس میں سے کھاتے رہتے اور وہ باقی رہتا۔" [3]

دو جنتی عورتیں ایک عورت حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ کے پاس آئی، اُس کے ساتھ اُس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اُس نے حضرت عائشہ رضؓ سے کچھ مانگا۔ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس تین کھجوریں تھیں، انہوں نے وہی اسکو دیدیں۔ اُس عورت نے ایک ایک کھجور ہر لڑکی کو دی، تیسری خود کھانا چاہتی تھی کہ لڑکیوں نے وہ کھجور بھی اس سے مانگی۔ اس نے اس کھجور کے ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا ہر لڑکی کو دیدیا۔ اور خود کچھ نہیں کھایا۔ جب وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ نے اس عورت کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان دونوں لڑکیوں کی وجہ سے اللہ نے اس عورت کیلئے جنّت کو واجب کر دیا۔" یا یہ فرمایا "دوزخ سے آزاد کر دیا۔" پھر آپؐ نے فرمایا "جس شخص کی لڑکیوں کے ذریعہ آزمائش ہوئی، پھر اُس نے اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا تو وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔" [4]

ایک عورت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں اپنے ایک بچّہ کو لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ بیمار ہے، اس کے لئے دُعا کیجئے، مجھے اس کے مرجانے کا اندیشہ ہے، اس سے پہلے میں تین بچّے دفن کر چکی ہوں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تین دفن کر چکی ہو؟" اُس نے کہا "ہاں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے لئے دوزخ سے مضبوط آڑ ہو گئی۔" [5]

آخرت کا فکر رکھنے والے صحابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صحابی کی عیادت کی جو بیماری سے چُوزہ کی مثل ہو گئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی دُعا کی ہے؟" اُنہوں نے کہا ہاں میں یہ دُعا کرتا تھا "اے اللہ جو کچھ تو مجھے آخرت میں عذاب کرنے والا ہے وہ دُنیا ہی میں کر لے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سُبحان اللہ، تم میں اللہ تعالیٰ کا عذاب برداشت کرنے کی طاقت کہاں ہے۔ تم نے یہ دُعا کیوں نہ کی:۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ مجھے دُنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور مجھے دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور وہ اچھے ہو گئے۔ [6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الآداب۔ [2] صحیح مسلم کتاب الآداب۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات۔ [4] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الاحسان الی البنات۔
[5] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل من یموت لہ ولد۔ [6] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء۔

ایک تپ زدہ صحابی ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک صحابی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے، ان صحابی کو شدّت کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ ایک شخص اُن کے بدن پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا "اللہ کی قسم میں نے آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا تھا جس کا بدن اتنا گرم ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا مَیں تمہیں ایسے آدمی نہ بتاؤں جو قیامت کے دن ان سے بھی زیادہ تپ رہے ہوں گے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "وہ دو آدمی جو سواری پر بیٹھ پھیرے چلے جا رہے ہیں"۔ [1]

ایک مخلص صحابی اور ایک اسلمی نوجوان قبیلۂ اسلم کے ایک نوجوان رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس روپیہ نہیں ہے کہ سامانِ جنگ کا بندوبست کر سکوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "فلاں شخص کے پاس جاؤ، اُنہوں نے سامانِ جنگ کا بندوبست کر لیا تھا لیکن وہ بیمار ہو گئے (لہٰذا جہاد میں نہیں جا سکے) تم ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ وہ سامان تمہیں دیدیں"۔ وہ اسلمی نوجوان اُن صحابی کے پاس گئے اور اُن سے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ وہ سامانِ جنگ آپؐ مجھے دیدیں"۔ اُن صحابی نے فرمایا "اے فلانہ، اِن کو وہ سامانِ جنگ دیدو اور اس میں سے کچھ بھی (گھر میں) نہ چھوڑنا۔ اللہ کی قسم اگر تم نے اس میں سے کچھ بھی روک لیا تو اس میں (کبھی) برکت نہ ہوگی"۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین (یہ دونوں آدمی غالباً منافق تھے یا کافر)۔ [2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل اعانۃ الغازی۔

حضرت ابان بن عثمانؒ

حضرت ابانؒ حضرت عثمانؓ کے لڑکے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت ابانؒ امیرِ حج تھے۔ دورانِ حج اُن کو ایک مُحرم شخص نے کسی دوسرے آدمی کے ذریعہ اپنے لڑکے کے نکاح میں شرکت کرنے کی دعوت دی، حضرت ابانؒ نے فرمایا "میں سمجھتا ہوں وہ دیہاتی آدمی ہیں (اس لئے اُنہیں مسئلہ نہیں معلوم) مجھ سے حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مُحرم نہ نکاح کرسکتا ہے نہ نکاح کرا سکتا ہے نہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔"[1]

حضرت ابن ابی عمرہؒ

حضرت ابن ابی عمرہؒ ایک انصاری شخص ہیں۔ ایک دفعہ وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جس میں حضرت خالد بن مہاجر بن سیف اللہ بھی موجود تھے۔ ایک شخص نے حضرت خالد سے متعہ کے متعلق سوال کیا، اُنہوں نے اس کی اجازت دیدی۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ کہنے لگے ٹھہرو۔ حضرت خالدؒ نے کہا "کیا بات ہے، متعہ تو امام المتقین (رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے"۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ نے فرمایا "شروع دورِ اسلام میں بے شک اس کی اجازت تھی جیسا کہ مجبوری میں مُردار، خون اور سُوَر کا گوشت کھانے کی اجازت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مستحکم کر دیا اور اس کی ممانعت فرمادی"۔[2]

حضرت ابن وعلہ سَبَئِیؒ

حضرت ابن وعلہؒ نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ سے پُوچھا "ہم مغرب میں رہتے ہیں، ہمارے ساتھ بربر اور مجوس بھی رہتے ہیں، وہ ہمارے پاس مینڈھا لاتے ہیں جس کو وہ خود ذبح کرتے ہیں، ہم اُن کا ذبیحہ نہیں کھاتے۔ وہ مشکیزوں میں پانی اور چربی بھر کر لاتے ہیں (کیا وہ پانی ہم پی سکتے ہیں)" حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "پی لیا کرو"۔ حضرت ابن وعلہؒ نے کہا "کیا آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں؟" حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "ہم نے یہ سوال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، آپؐ نے فرمایا تھا 'چمڑے کی دباغت چمڑے کو پاک کر دیتی ہے'۔"[3]

حضرت ابو الاسود دِئلیؒ

حضرت ابو الاسودؒ ایک بہت بڑے تابعی عالِم تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمران بن حُصینؓ نے حضرت ابو الاسودؒ سے پُوچھا "آج لوگ جس چیز پر عمل کر رہے ہیں اور محنت و مشقت برداشت کرتے ہیں کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کا حکم ہو چکا ہے اور تقدیرِ الٰہی اس پر جاری ہو چکی ہے، یا جو احکام رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور ان پر حجّت قائم ہو چکی اُن پر عمل ہوتا ہے؟" حضرت ابو الاسودؒ نے کہا "نہیں بلکہ جو کچھ حکم ہو چکا اور جو تقدیرِ الٰہی میں آچکا عمل اُسی کے مُطابق ہوتا ہے"۔ حضرت عمرانؓ نے کہا "تو پھر کیا یہ ظلم نہیں ہوا"۔ یہ سُن کر حضرت ابو الاسود بہت گھبرا گئے۔ کہنے لگے "ہر ایک چیز اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسی کے دستِ قدرت کی مملوک ہے۔ اللہ سے باز پرس نہیں کی جاسکتی، لوگوں سے باز پرس کی جاسکتی ہے"۔ حضرت عمرانؓ نے کہا "اللہ تم پر رحم کرے سوال کرنے سے میرا مقصد تمہاری عقل کی آزمائش کرنا تھا"۔ پھر حضرت عمرانؓ نے اُن کی تائید میں ایک حدیث بیان کی۔[4]

حضرت ابو العالیہؒ

حضرت ابو العالیہؒ تیر بنایا کرتے تھے۔ ایک دن ابن زیاد نے نماز میں دیر کی تو انہیں بہت ناگوار گذرا جب حضرت

---

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم [2] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ [3] صحیح مسلم کتاب الحیض باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ [4] صحیح مسلم کتاب القدر۔

عبداللہ بن صامتؒ ان کے ہاں آئے تو اُن سے شکایت کی۔[۲]

حضرت ابوالہیاج الاسدیؒ

حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت ابوالہیاجؒ کو اس کام پر مامور کیا تھا کہ جو تصویر دیکھیں اُسے مٹا دیں اور جو قبر بلند دیکھیں اُسے (زمین کے) برابر کر دیں۔[۲]

حضرت ابوتمیمؒ

حضرت ابوتمیمؒ نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پابندی سے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مَرثَدؒ بن عبداللہؒ نے انہیں یہ دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا "کیا میں آپ کو ابوتمیمؒ (کے عمل) سے تعجب میں نہ ڈالوں، وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں۔" حضرت عقبہؓ نے کہا "ہم یہ دو رکعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھا کرتے تھے۔" حضرت مَرثَدؒ نے پوچھا "اب پڑھنے سے آپ کو کیا چیز مانع ہے؟" فرمایا "مصروفیت"۔[۳]

حضرت ابوجمرہؒ

حضرت ابوجمرہ نصر، عمران الضُّبَعِی کے لڑکے تھے۔

ایک مرتبہ اُنہوں نے حج تمتّع کیا، لوگوں نے حج تمتّع سے اُنہیں منع کیا۔ اُنہوں نے حضرت ابن عبّاسؓ سے دریافت کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے اُنہیں عمرہ کرنے (یعنی حج تمتّع) کا حکم دیا۔ پھر حضرت ابوجمرہؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان سے کہہ رہا ہے "حج مبرور اور عمرۂ مقبول"۔ حضرت ابوجمرہؒ نے یہ خواب حضرت ابن عبّاسؓ سے بیان کیا۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "(مقبول کیوں نہ ہو آخر) یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے"۔ پھر حضرت ابن عبّاسؓ نے حضرت ابوجمرہؒ سے کہا "تم میرے پاس قیام کرو میں تمہیں اپنے مال میں سے ایک حصّہ دیدوں گا" (تاکہ تم دل جمعی سے پڑھ سکو) حضرت شعبہؒ نے پوچھا "یہ کس لئے؟" "حضرت ابوجمرہؒ نے جواب دیا کہ "اُس خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا تھا"۔[۴]

حضرت ابوحسّانؒ

ایک دن حضرت ابوحسّانؒ، حضرت ابوہریرہؓ کے پاس آئے اور کہا "میرے دو بچے مر گئے ہیں، آپ کوئی ایسی حدیث سُنائیں جس سے ہمارے دل مُردوں کی طرف سے خوشی حاصل کریں"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "اچھا"۔ یہ کہہ کر فرمایا "چھوٹے بچے جنّت کے کیڑے ہیں، جب ان میں سے کسی کی ملاقات اپنے والد یا والدین سے ہوگی تو اُن کا کپڑا پکڑ لیگا اور جب تک اپنے والد کو جنّت میں نہ لے جائے گا نہ مانے گا"۔[۵]

حضرت ابوسعید مولی المُہریؒ

حضرت ابوسعیدؒ مدینہ منوّرہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اہلِ مدینہ قحط اور تنگ حالی میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوسعید مولی المہریؒ (گھبرا کر) حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس آئے اور عرض کیا "میں کثیر العیال اور تنگ حال ہوں، میں چاہتا ہوں کہ کسی سرسبز و شاداب جگہ منتقل ہو جاؤں، مجھے یہاں کی گرانی اور شدائد برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے"۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا افسوس میں تم کو اس بات کی رائے نہیں دے سکتا

---

[۱] صحیح مسلم باب کراہۃ تاخیر الصلوٰۃ۔ [۲] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الامر بتسویۃ القبر۔ [۳] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب التہجد باب الصلوٰۃ قبل المغرب۔ [۴] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتّع وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز العمرۃ فی اشہر الحجّ۔
[۵] صحیح مسلم کتاب البر باب فضل من یموت لہ ولدٌ۔

کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "جو مدینہ کے شدائد پر صبر کرتا ہوا مریگا میں قیامت کے دن اُس کا شفیع یا گواہ ہونگا بشرطیکہ وہ مسلم ہو۔" [1]

حضرت ابوسلمہؒ

حضرت ابوسلمہؒ ایسے خواب دیکھتے تھے کہ اُن کو دیکھنے کے بعد اُنہیں بخار چڑھ جاتا تھا لیکن وہ کچھ اوڑھتے نہیں تھے۔ ایکدن اُن کی ملاقات حضرت ابوقتادہؓ سے ہوئی، اُنہوں نے کہا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں طرف تھتکارے اور اُس خواب کی بُرائی سے اللہ کی پناہ طلب کرے تو پھر وہ خواب نقصان نہیں پہنچائے گا۔" [2]

حضرت ابوقِلابہؒ

حضرت ابوقِلابہؒ ایک ذی علم تابعی تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دربارِ عام میں کہا "تم قسامہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" لوگوں نے کہا "قسامہ کی بنیاد پر قصاص لینا چاہئے" حضرت ابوقلابہؒ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خلیفہ نے ان سے پُوچھا "اے ابوقِلابہؒ تم کیا کہتے ہو؟" حضرت ابوقلابہؒ نے بڑے عالمانہ انداز میں احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ پر گفتگو کی اور ثابت کردیا کہ قسامہ کی بنیاد پر قصاص نہیں لیا جاسکتا، صرف دیت لی جاسکتی ہے۔ حضرت عنبسہؒ کہنے لگے "اللہ کی قسم، یہ لوگ اُس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک یہ شیخ (یعنی ابوقِلابہؒ) زندہ ہیں۔" [3]

حضرت ابویونسؒ

حضرت ابویونسؒ، حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے حکم سے ایک قرآن شریف لکھا تھا۔ [4]

حضرت اَزرَق بن قَیسؒ

حضرت ازرقؒ اس لڑائی میں شریک تھے جو خوارج سے بمقام اَہواز ہوئی تھی۔ [5]

حضرت اُمِّ دردارؒ

حضرت اُمِّ دردارؒ ایک تابعیہ خاتون تھیں۔ خلیفہ حضرت عبدالملکؒ حضرت اُمِّ دردارؒ کا بہت احترام کرتے تھے۔ تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے (ایک رات کا ذکر ہے کہ) حضرت عبدالملکؒ اُٹھے، خادم کو آواز دی، خادم نے آنے میں دیر کی تو اُنہوں نے اُس پر لعنت کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اُمِّ دردارؒ نے ان سے کہا "تم نے اپنے خادم پر لعنت کی، میں نے ابودردارؓ سے سُنا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ شفیع ہوں گے نہ گواہ۔" [6]

حضرت انس بن سِیرِینؒ

ایک مرتبہ جب حضرت انسؓ شام آئے تو حضرت انس بن سیرینؒ نے ان کا استقبال کیا اور ان سے عین التمر کے مقام پر ملاقات کی۔ حضرت انسؓ، گدھے پر سوار تھے اور کعبہ کی بائیں جانب مُنہ کرکے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الحج باب فضل المدینۃ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الرؤیا۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الدّیات باب القسامۃ وکتابُ التفسیر سُورۃ المائدۃ۔ [4] صحیح مسلم باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابواب العمل فی الصّلوٰۃ باب اذا انفلتت الدّابۃ فی الصّلوٰۃ۔ [6] صحیح مسلم کتاب البر والصّلۃ باب النہی عن اللّعن۔ صہ پچاس آدمیوں کا قسم کھاکر گواہی دینا۔

انس بن سیرینؒ نے حضرت انسؓ سے کہا "میں نے آپ کو قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا" حضرت انسؓ نے فرمایا "اگر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی ایسا نہ کرتا"۔ [1]

حضرت اویس بن عامر قرنی مرادیؒ

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ جب یمن سے فوجی کمک آئی تو حضرت اُویس بن عامر قرنیؒ بھی اُس میں شامل تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پُوچھا "کیا تمہارا تعلّق مراد قبیلہ سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہارا تعلق قرن سے ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے پُوچھا "تم کو برص تھا اور اب اس میں سے صرف ایک درہم کی جگہ باقی رہ گئی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے "تمہارے پاس اہلِ یمن کی کمک کے ساتھ اُویس بن عامر قرنی مرادیؒ آئیں گے، اُنہیں برص ہوگا، وہ اللہ سے دعاء کریں گے تو اللہ اُنہیں شفاء عطاء فرمائے گا (جب وہ تمہارے پاس پہنچیں گے تو) صرف ایک درہم کے برابر برص رہ گیا ہوگا وہ اپنی والدہ کو یمن میں چھوڑ کر آئیں گے اور اُن کے (بہت) فرمانبردار ہوں گے، اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اُن کی قسم کو پُورا کریگا، اگر ہو سکے تو اُن سے دُعائے مغفرت کرانا"۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا "میرے لئے دُعائے مغفرت کیجئے"۔ اُنہوں نے دُعائے مغفرت کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے پُوچھا "کہاں جانے کا ارادہ ہے؟" اُنہوں نے کہا "کوفہ کا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "وہاں کے حاکم کو لکھدوں"۔ حضرت اُویسؒ نے کہا "مجھے مسکین لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے"۔ الغرض وہ کوفہ چلے گئے۔ اُن کا گھر شکستہ تھا اور سامان بہت کم تھا۔ [2]

جب دوسرا سال ہوا تو سرداران کوفہ میں سے ایک شخص حج کیلئے آیا حضرت عمرؓ نے اس سے حضرت اویسؒ کے حالات معلوم کئے اور اُن کے متعلق جو کچھ حدیث میں تھا بیان کیا۔ پھر کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں خیر التابعین فرمایا تھا۔ یہ صاحب جب واپس کوفہ پہنچے تو اُنہوں نے بھی حضرت اُویسؒ سے دُعائے مغفرت کیلئے کہا۔ اُنہوں نے کہا "تم نیک سفر سے آئے ہو، تم میرے لئے دُعائے مغفرت کرو"۔ اس سردار نے پھر کہا "میرے لئے دُعائے مغفرت کرو"۔ اُنہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر کہا کہ تم حضرت عمرؓ سے ملے تھے۔ سردار نے کہا "ہاں"۔ پھر اُنہوں نے دُعائے مغفرت کی، اس کے بعد لوگ حضرت اویسؒ کا مقام پہچانے۔ حضرت اُسیر بن جابرؒ نے اُنہیں ایک چادر اُڑھادی، جب کوئی اُنہیں دیکھتا تو کہتا اویسؒ کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی۔ [3]

(نوٹ:۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویسؒ سے دُعاء کرانے کا ایک حکم عام دیا لیکن حضرت عمرؓ نے جو حضرت اویسؒ سے بدرجہا افضل تھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مُطابق اُن سے دُعاء کرائی حضرت اویسؒ فوجی کمک کے ساتھ آئے تھے، وہ ایک مجاہد تھے اور کوفہ کی چھاؤنی میں اقامت گزیں تھے۔)

حضرت اَیمنؒ

حضرت ایمنؒ، حضرت عتبہ بن ابی لہب کے غلام تھے۔ حضرت عتبہؓ کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے حضرت ایمنؒ کے وارث ہوئے۔ اُنہوں نے حضرت ایمنؒ کو ابن ابی عمرو کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا کہ وَلاء کے حقدار وہ ہوں گے۔ حضرت ایمنؒ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس گئے اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا کہ "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ وَلاء کا حقدار وہی ہے جس نے آزاد کیا اگرچہ بیچنے والے سو شرطیں کر لیں" (سب لغو سمجھی جائیں گی) [4]

---

[1] صحیح مسلم باب جواز صلاۃ النافلۃ علی الدابۃ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل اویسؒ۔ [3] صحیح مسلم باب فضائل اویسؒ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الرھن باب فی المکاتب۔

حضرت بُسر بن سعیدؒ

حضرت بُسرؒ ایک ربانی عالم تھے، اُنہیں بُرائی سے بڑی نفرت تھی۔

ایک دفعہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ بیمار ہوئے۔ حضرت بُسرؒ مع عُبیداللہ خولانیؒ کے اُن کی عیادت کیلئے گئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ حضرت زیدؓ کے ہاں ایک پردہ پڑا ہوا ہے جس میں تصویریں ہیں۔ اُنہوں نے عبیداللہ خولانیؒ سے کہا "کیا اِنہوں نے تصویر کے متعلق حدیث نہیں سُنائی تھی (کہ جہاں تصویریں ہوتی ہیں وہاں فرشتے نہیں آتے)" حضرت عبیداللہ خولانیؒ نے کہا "انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کپڑے کے بیل بوٹے اس سے مستثنیٰ ہیں، کیا تم نے یہ بات نہیں سُنی تھی؟" حضرت بُسرؒ نے کہا "نہیں"۔ حضرت عبیداللہؒ نے کہا "کیوں نہیں۔ اس کا بھی ذکر کیا تھا۔" [1]

حضرت ثابت بُنانیؒ

اتباعِ سُنّت | حضرت ثابتؒ جب بچّوں کے پاس سے گذرتے تو اُنہیں سلام کرتے، وہ کہتے تھے کہ حضرت انسؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے، اور حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّوں کے پاس سے گذرے تو آپؐ نے بچّوں کو سلام کیا۔ [2]

حضرت حارث بن عبداللہؒ

حضرت حارثؒ ایک وفد کی صورت میں خلیفہ عبدالملکؒ سے ملنے آئے۔ حج کا زمانہ تھا۔ حضرت عبدالملکؒ نے دورانِ طواف کہا "ابن زبیرؓ نے اس بات کو حضرت عائشہؓ کی طرف غلط منسوب کر دیا کہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو ڈھا کر حطیم کی طرف سے اس میں اضافہ کر دیتا۔" حضرت حارثؒ نے حضرت عبدالملکؒ سے کہا "اے امیر المؤمنین، یہ بات نہ کہئے۔ میں نے خود اُمّ المومنین سے یہ حدیث سُنی ہے۔" حضرت عبدالملکؒ نے کہا "کیا واقعی تم نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے سُنی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ یہ سُن کر حضرت عبدالملکؒ اپنے (اس) فعل پر (کہ اُنہوں نے حضرت ابن زبیرؓ کی تعمیر کو منہدم کر کے کعبہ کو دوبارہ جاہلیتؔ کے طرز پر تعمیر کر دیا) بہت پچھتائے۔ [3]

حضرت حُر بن قیس بن حِصن

حضرت حُرؒ، حضرت عمرؓ کی مجلسِ شوریٰ کے رُکن تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اپنے قریب بٹھلاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی مجلسِ شوریٰ کے لوگ سب کے سب قُرّاء (یعنی علماء) تھے، ان میں کچھ ادھیڑ تھے اور کچھ جوان۔ [4]

حضرت حفصہ بنت سیرینؒ

حضرت حفصہؒ مشہور تابعیہ ہیں۔

تحقیقِ احکام | حضرت حفصہؒ اپنی لڑکیوں کو عیدگاہ جانے سے منع کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ ایک صحابیہؓ نے ان سے کہا "ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، بیماروں کی تیمارداری کرتے اور زخمیوں کی مرہم پٹّی کرتے تھے، ایک دن میں نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ اگر کسی کے پاس برقع نہ ہو تو کیا اُس کے عیدگاہ نہ جانے میں کوئی گناہ ہے؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس کے ساتھ والی کو چاہئے کہ اپنے برقع میں چھپا کر لیجائے، انہیں (عید کی) خیر (وبرکت) میں حاضر ہونا چاہئے اور مُومنین کی دُعا میں شرکت کرنی چاہئے۔" حضرت حفصہؒ کہتی ہیں جب اُمّ عطیہؓ تشریف

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق۔ [2] صحیح مسلم کتابُ السّلام۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الحج باب نقض الکعبۃ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنّۃ۔

لائیں تو میں نے اُن سے جاکر اس بات کی تحقیق کی، اُنہوں نے اس بات کی تصدیق کی۔ [1]

حضرت خالد بن العاصؒ

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور عنبسہ بن ابوسفیان کے مابین مال کے سلسلہ میں کچھ جھگڑا ہوا، حضرت خالدؒ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس گئے اور اُنہیں نصیحت کی (کہ درگذر کرنا چاہیئے۔ جھگڑا اچھی چیز نہیں) [2]

حضرت خالد بن مہاجر بن سیف اللہؒ

ایک دن ایک شخص نے حضرت خالد بن مہاجرؒ سے متعہ کے متعلق سوال کیا، حضرت خالدؒ نے اُسے متعہ کرنیکی اجازت دیدی۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ وہاں موجود تھے، کہنے لگے ٹھہرو، حضرت خالدؒ نے کہا "کیا بات ہے؟ متعہ تو امام المتقین (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں کیا گیا ہے"۔ حضرت ابن ابی عمرہؒ نے جواب دیا "شروع دور اسلام میں بے شک اس کی اجازت تھی، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی"۔ [3]

حضرت خرشہ بن حُرؒ

حضرت خرشہؒ نیک لوگوں کی صحبت کے بڑے شائق تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور حضرت خرشہؒ کسی مجلس میں تھے۔ جب حضرت عبداللہؓ مجلس سے اُٹھ کر چلے تو کسی نے کہا "جو شخص جنّتی کو دیکھنا چاہے وہ اِنہیں دیکھ لے"۔ حضرت خرشہؒ نے کہا "اللہ کی قسم میں ضرور ان کے پیچھے جاکر ان کا مکان معلوم کروں گا"۔ جب وہ مکان میں پہنچ گئے تو حضرت خرشہؒ نے اجازت مانگی، حضرت عبداللہؓ نے اجازت دی اور پوچھا اے بھتیجے تمہیں کیا کام ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ میں نے یہ سُنا تھا کہ جو شخص جنّتی کو دیکھنا چاہے وہ ان کو دیکھ لے تو مجھے اچھا معلوم ہوا کہ آپ کے ساتھ رہوں۔ اُنہوں نے کہا "اہلِ جنّت کو تو اللہ ہی جانتا ہے"۔ [4]

حضرت زبیر بن عدیؒ

حضرت زبیرؒ ایک دن حضرت انسؓ کے پاس گئے اور اُن سے حجّاج کی سختیوں کی شکایت کی۔ حضرت انسؓ نے فرمایا "صبر کرو، اس لئے کہ تم پر ایسا کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر یہ کہ اس کے بعد والا زمانہ اس سے بدتر ہوگا[عہ] یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو، یہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے"۔ [5]

حضرت زُہرہ بن معبدؒ

حضرت زہرہؒ، حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کے پوتے ہیں۔ یہ اپنے دادا کے ساتھ اکثر بازار جایا کرتے تھے۔ [6]

حضرت زہریؒ

حضرت زہری ایک تابعی امام ہیں۔ خلفاء کو ان کی غلطی پر تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ولید نے اُن سے کہا "تمہیں بھی یہ بات پہنچی ہے کہ علیؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تھی"۔ حضرت زہری نے کہا تمہاری قوم کے دو آدمیوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "علیؓ میرے معاملہ میں محفوظ رہے"۔ (یعنی تہمت لگاکر گناہگار نہیں ہوئے) [7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب اذا لم یکن لها جلباب فی العید۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من قصد اُخذ مال غیرہ بغیر حق الخ [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ۔ [4] صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن سلامؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الفتن باب لا یاتی زمان الخ [6] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک۔ عہ یعنی اچھے لوگوں کی تعداد کم ہوتی جائے گی، حضرت ابن مسعودؓ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ "علماء کم ہوتے چلے جائیں گے" (فتح الباری کتاب الفتن بحوالہ دارمی وغیرہ)

حضرت زینب بنت مہاجرؒ

حضرت زینبؒ قبیلۂ احمس کی ایک خاتون تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ ایک دفعہ اُن سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتیں۔ لوگوں نے بتایا کہ اُنہوں نے خاموش رہ کر حج کرنے کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "بات کرو، یہ جاہلیت کے اعمال میں سے ہے"۔ یہ سُن کر حضرت زینبؒ نے بات کی۔ حضرت زینبؒ نے پُوچھا "تم کون ہو؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں"۔ اُنہوں نے پُوچھا "کون سے مہاجرین؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "قریش میں سے"۔ اُنہوں نے پُوچھا "قریش کے کس قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تم بہت سوال کرنیوالی ہو، میں ابوبکرؓ ہوں"۔ اُنہوں نے پُوچھا "جاہلیت کے بعد جو خیر اللہ نے بھیجی ہے اُس پر ہم کب تک باقی رہیں گے؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "جب تک تمہارے امام اس پر قائم رہیں گے"۔ اُنہوں نے پُوچھا "امام سے کیا مُراد ہے؟" حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "کیا تمہاری قوم میں رئیس و شریف نہیں ہوتے تھے جن کے احکام کی اطاعت کی جاتی تھی"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "امام سے وہی لوگ مُراد ہیں جو لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں"۔[1]

حضرت سالمؒ

حضرت سالمؒ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے ہیں۔[2]

حضرت سالمؒ امر بالمعروف میں بڑے دلیر تھے۔ ایک مرتبہ حج کے دوران اپنے والد کے ہمراہ حجّاج کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں حجّاج سے کہا "اگر تم سُنّت کی پیروی چاہتے ہو تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف کیلئے جلدی کرنا"۔ حجّاج حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "سالمؒ ٹھیک کہتے ہیں"۔[3]

اتباعِ سُنّت حضرت سالمؒ اپنے والد کی طرح سُنّت کے بڑے متبع تھے۔ اُن تمام مقامات پر جہاں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ جاتے یا آتے وقت نماز پڑھی تھی حضرت سالمؒ بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔[4]

حضرت سائب بن اُختِ نمرؒ

ایک دن حضرت سائبؒ نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ جمعہ کی نماز مقصورہ میں پڑھی۔ جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت سائبؒ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، حضرت امیر معاویہؓ نے اُنہیں بُلایا اور فرمایا "آئندہ ایسا نہ کرنا، جب تم نمازِ جمعہ پڑھ چکو تو نماز نہ پڑھو جب تک بات نہ کر لو یا اُس جگہ سے ہٹ نہ جاؤ، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ ہم نماز (فرض) کے ساتھ کسی نماز کو نہ ملائیں جب تک بات نہ کر لیں یا وہاں سے ہٹ نہ جائیں"۔[5]

حضرت سعد بن ہشام بن عامرؒ

حضرت سعد بن ہشامؒ نے رومی افواج سے اُس وقت تک لڑنے کا فیصلہ کیا جب تک انہیں مَوت نہ آجائے۔ اس فیصلہ کے مُطابق اُنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور مدینہ منوّرہ آئے تاکہ اپنا باغ وغیرہ بیچ کر ہتھیار اور گھوڑے خریدیں۔ اہلِ مدینہ سے جب ان کی ملاقات ہوئی تو اہلِ مدینہ نے اُنہیں اس کام سے منع کیا اور اُنہیں خبر دی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ میں چھ آدمیوں نے ایسا ہی ارادہ کیا تھا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں منع کر دیا اور فرمایا "کیا میری زندگی میں تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے؟" حضرت سعدؒ نے جب یہ سُنا تو اپنی بیوی سے رجُوع کر لیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایام الجاہلیۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد التی علی طرق المدینۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قصر الخطبۃ بالعرفۃ و باب التہجر بالرواح یوم عرفۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد التی علی طرق المدینۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ

اور اس رجعت پر گواہ بھی کر لئے۔ پھر وہ حضرت ابنِ عبّاسؓ کے پاس آئے اور اُن سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وتر کے متعلّق سوال کیا حضرت ابنِ عبّاسؓ نے فرمایا "کیا میں تمہیں رُوئے زمین پر وتر کے متعلّق سب سے زیادہ علم رکھنے والے کو نہ بتاؤں"۔ حضرت سعدؒ نے کہا "کون؟" حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "(حضرت) عائشہؓ۔ اُن کے پاس جاؤ، ان سے سوال کرو اور پھر مجھے بھی بتاؤ کہ اُنہوں نے کیا جواب دیا"۔ وہاں سے نکل کر حضرت سعدؒ، حکیم بن افلح کے پاس آئے اور اُن کو بھی ساتھ لیجانا چاہا۔ حکیم نے کہا "میں ان کے پاس نہیں جاتا، میں نے ان کو ان دونوں گروہوں کے درمیان بولنے سے منع کیا تھا، لیکن انہوں نے میری بات نہ مانی اور چلی گئیں"۔ حضرت سعدؒ نے انہیں قسم دی تو وہ ساتھ ہو گئے۔ جب وہ دونوں حضرت عائشہؓ کے مکان پر پہنچے تو دونوں نے اجازت لی، اُن کو اجازت دی گئی۔ حضرت عائشہؓ حکیم کو پہچان گئیں، فرمایا "کیا حکیم ہیں؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "تمہارے ساتھ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "سعد بن ہشامؒ"۔ حضرت عائشہؓ نے پُوچھا "کون ہشام؟" اُنہوں نے کہا "ابن عامر"۔ حضرت عائشہؓ نے اُن کیلئے رحمت طلب کی اور کہا "بڑے اچھے آدمی تھے"۔ پھر حضرت سعدؒ نے کہا "اے اُمّ المؤمنین، مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خُلق کے متعلّق بتائیے"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟" حضرت سعدؒ نے کہا "کیوں نہیں"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خُلق قرآن تھا"۔ حضرت سعدؒ نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اب کسی سے کبھی کوئی بات نہیں پوچھیں گے۔ لیکن پھر اُن کے دل میں خیال آیا کہ قیام اللّیل کے متعلّق پُوچھ ہی لوں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے تفصیل کے ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیام اللّیل پر روشنی ڈالی، پھر حضرت سعدؒ وہاں سے اُٹھ کر حضرت ابن عبّاسؓ کے پاس آئے اور اُن سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت ابن عبّاسؓ نے کہا "اگر میں ان کے پاس جاتا تو اُن سے بالمشافہ یہ حدیث سُنتا"۔ حضرت سعدؒ نے کہا "اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ اُن کے پاس نہیں جاتے تو میں اُن کی حدیث آپ سے بیان ہی نہ کرتا"۔ [1]

(نوٹ:۔ حضرت ابن عبّاسؓ کو بھی حضرت عائشہؓ سے اسی قسم کا مَلال تھا جس قسم کا مَلال حکیم بن افلح کو تھا۔ بہرحال حکیم بن افلح بھی گئے اور بعد میں حضرت ابن عبّاسؓ بھی جانے لگے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے)

حضرت سعید بن جبیرؒ

احترامِ حدیث | ایک مرتبہ حضرت حصین کے کسی (جانور) نے کاٹ کھایا۔ انہوں نے حضرت سعیدؒ سے اسکا ذکر کیا۔ حضرت سعیدؒ نے پُوچھا "پھر تم نے کیا کیا؟" حضرت حصین نے کہا "میں نے اُس پر منتر پڑھا"۔ حضرت سعیدؒ نے کہا "تمہیں کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا؟" اُنہوں نے کہا کہ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے کہ "منتر نہیں ہے مگر نظر کیلئے اور (کسی جانور کے) کاٹنے پر"۔ حضرت سعیدؒ نے کہا "جس نے جو کچھ سُنا اُس حد تک اُس پر عمل کیا تو اُس نے اچھا کیا"۔ [2]

تحقیقِ مسائل | ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ لعان کے بعد میاں بیوی میں تفریق کرائی جائے یا نہیں؟ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا جواب دیں، لہٰذا وہ مسئلہ دریافت کرنے کیلئے حضرت ابن عمرؓ کے پاس گئے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم باب جامع صلاۃ اللیل۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب۔ [3] صحیح مسلم کتاب اللّعان۔

[4] حضرت عائشہ صدّیقہؓ اُن لوگوں کے ساتھ چلی گئی تھیں جو حضرت عثمانؓ کے قتل کا قصاص طلب کرنے کے لئے حضرت علیؓ کے پاس گئے تھے۔ حکیم بن افلح کا ملال صحیح نہیں تھا اس لئے کہ مشورہ کا ماننا ضروری نہیں ہوتا۔

حضرت سُوَید بن غَفَلہؒ

مسئلہ کی تحقیق حضرت سویدؒ ایک مرتبہ حضرت سلمان، ربیعہ اور حضرت زید بن صُوحان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک تھے، اُنہیں ایک کوڑا کہیں پڑا ہوا ملا۔ اُنہوں نے اُسے اُٹھالیا۔ کسی نے اُن سے کہا "اسے وہیں ڈالدو"۔ اُنہوں نے کہا "نہیں، اگر اس کا مالک مجھے مل گیا تو میں اُسے دیدوں گا ورنہ میں اسے استعمال کروں گا"۔ پھر جب وہ جہاد سے واپس آئے تو مدینہ منورہ سے گذرے، وہاں اُن کی ملاقات حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے ہوئی۔ حضرت سویدؒ نے یہ مسئلہ اُن سے پُوچھا۔ اُنہوں نے کہا "مجھے ایک تھیلی ملی تھی، مجھ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک سال تک اعلان کرو۔ میں نے اعلان کیا۔ سال گذرنے کے بعد پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا ایک سال اور اعلان کرو، میں نے اعلان کیا۔ ایک سال اور گذرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک سال اور اعلان کرو۔ میں نے اعلان کیا۔ چوتھی مرتبہ جب میں آیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کے ظرف، بندھن اور تعداد کو محفوظ کرلو، اگر کوئی مالک آجائے تو اُسے دے دو ورنہ خود استعمال کرلو"۔ [1]

حضرت شُرَحبیل بن سِمطؒ

ایک مرتبہ حضرت شرحبیلؒ حمص سے سترہ یا اٹھارہ میل دور ایک گاؤں گئے جس کا نام دَومین تھا۔ وہاں پہنچکر اُنہوں نے (چار رکعت کے بجائے) دو رکعت نماز پڑھنی شروع کردی۔ حضرت جبیر بن نفیر نے ان سے اس کی وجہ پُوچھی تو فرمایا میں نے حضرت عمرؓ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے، میں نے اُن سے اس کے متعلق سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا "میں تو اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کرتے دیکھا ہے"۔ [2]

حضرت شَعبیؒ

حضرت شعبیؒ کی کُنیت ابوعمرو تھی۔

ایک مرتبہ اُنہوں نے ایک شخص کو ایک حدیث سُنائی۔ پھر فرمایا "اس حدیث کو تم بغیر کسی چیز کے لیجاؤ۔ اس سے کم (الفاظ کی) حدیث کیلئے لوگوں کو مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا"۔ [3]

حضرت شیبہؒ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسجد حرام میں حضرت شیبہؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کعبہ میں جو سونا چاندی جمع ہے اُس کو مسلمین کے درمیان تقسیم کردوں"۔ حضرت شیبہؒ نے کہا "آپ ایسا نہیں کرینگے"۔ حضرت عمرؓ نے پُوچھا "کیوں؟"۔ حضرت شیبہؒ نے کہا "آپ کے دونوں ساتھیوں نے ایسا نہیں کیا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "وہ دونوں ایسی ہستیاں ہیں کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے"۔ [4]

حضرت صَنابحیؒ

حضرت صنابحیؒ یمن سے ہجرت کرکے نکلے۔ جب وہ جحفہ پہنچے تو اُنہیں ایک سوار ملا۔ اُنہوں نے اُس سوار سے پُوچھا "کیا خبر ہے؟" اُس سوار نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تدفین کو آج پانچ دن ہوئے"۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب اللقطۃ۔ [2] صحیح مسلم باب صلاۃ المسافرین۔ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسُّنۃ عن ابی وائلؒ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی فی باب بعد باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسامۃؓ۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت صنابحیؒ سے بہت خوش تھے، جب حضرت عبادہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت صنابحیؒ آئے اور ان کو قریب المرگ دیکھکر رونے لگے۔ حضرت عبادہؓ نے فرمایا "کیوں روتے ہو، اگر مجھے گواہی کی اجازت ملی تو میں ضرور تمہاری گواہی دوں گا۔ اگر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت ملی تو میں ضرور تمہاری شفاعت کروں گا غرض یہ کہ جہاں تک مجھ سے ہوسکیگا میں ضرور تمہیں نفع پہنچاؤنگا۔" [1]

حضرت طارقؒ

حضرت طارقؒ حضرت عثمان بن عفانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضرت عبدالملک کے زمانہ میں قاضی تھے، ایک مقدمہ کے سلسلہ میں اُنہوں نے حضرت جابرؓ کو بلوایا، پھر حضرت جابرؓ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ [2]

حضرت طاؤسؒ

حضرت طاؤسؒ اپنی زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمروؒ نے ان سے کہا "کاش آپ بٹائی پر زمین دینا چھوڑ دیں اس لئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔" حضرت طاؤس نے فرمایا اے عمروؒ، میں ان کو دیتا ہوں، ان کی اعانت کرتا ہوں اور بے شک مجھے ان سے زیادہ علم رکھنے والے یعنی ابن عباسؓ نے بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا بلکہ آپؐ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ "مقررہ کرایہ لینے سے بہتر یہ ہے کہ زمین کو بلا معاوضہ کاشت کیلئے کسی مسلم بھائی کو دیدے۔" [3]

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوثؒ

حضرت عبدالرحمٰنؒ ایک تابعی بزرگ ہیں، انہی کی ترغیب پر حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیارؒ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے تھے اور ولید پر شراب نوشی کی سزا نافذ کرنے کے سلسلہ میں بات کی تھی۔ [4]

حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؒ

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے حضرت مروانؒ سے کہا "حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس حال میں صبح کرتے کہ آپ جنبی ہوتے، پھر آپؐ غسل کرتے اور روزہ رکھ لیتے۔" حضرت مروانؒ نے کہا "(میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ) تم یہ حدیث ابوہریرہؓ کو ضرور سناؤ (کیونکہ وہ اس کے قائل نہیں)" حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا "میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور اگر مروان نے قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ سے بیان نہ کرتا۔" یہ کہہ کر اُنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ کی بیان کردہ حدیث سُنائی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "یہ بات مجھ سے فضل بن عباس نے کہی تھی، بہرحال وہ دونوں بیویاں زیادہ عالم ہیں۔" (ان ہی کی بات قابلِ تسلیم ہے) [5]

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؒ

حضرت حسنؓ سے صلح کے شرائط طے کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہؓ نے جن دو آدمیوں کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا تھا اُن میں سے ایک حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؒ تھے، ان دونوں آدمیوں نے شرائط صلح کے پورا کئے جانے کی پوری ذمہ داری لی اور حضرت حسنؓ کو پوری طرح مطمئن کر دیا۔ [6]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اول الایمان قول لا الٰہ الا اللہ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الہبۃ عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المزارعۃ۔
[4] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الصوم و صحیح مسلم کتاب الصوم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[6] صحیح بخاری کتاب الصلح و کتاب الفتن۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدربّ الکعبہؒ

حضرت عبدالرحمٰن ایک تابعی بزرگ ہیں، ایک مرتبہ (دشمنوں کی غلط بیانی سے متأثر ہوکر) اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے حضرت معاویہؓ کی شکایت کی۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اصولی جواب دیتے ہوئے فرمایا "اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو، اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔" [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن مُطعِمؒ

حضرت عبدالرحمٰنؒ کی کُنیت ابوالمنہال تھی۔

ایک مرتبہ ان کے ایک شریک نے کچھ درہم اُدھار بیچ دئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے کہا "سُبحان اللہ، کیا یہ جائز ہے؟" شریک نے کہا "سُبحان اللہ، میں نے ان کو بازار میں بیچا لیکن کسی نے اس کو بُرا نہ سمجھا۔" حضرت عبدالرحمٰنؒ نے حضرت براء بن عازبؓ سے اس سلسلہ میں سوال کیا، انہوں نے فرمایا کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (مدینہ منوّرہ) تشریف لائے تو ہم اس طرح کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو خرید وفروخت دست بدست ہو اُس میں کوئی حرج نہیں اور جو اُدھار پر ہو وہ جائز نہیں۔" پھر حضرت براءؓ نے فرمایا "تم زید بن ارقمؓ سے مل کر اُن سے بھی دریافت کرو اس لئے کہ وہ ہم سب سے زیادہ بڑے تاجر ہیں۔" حضرت عبدالرحمٰنؒ نے حضرت زیدؓ سے پُوچھا۔ اُنہوں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت براءؓ نے کہی تھی۔ [2]

حضرت عبداللہ بن جنینؒ

حضرت عبداللہ بن جنینؒ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اصحاب میں سے ہیں۔ جب حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت مِسوَرؓ کے مابین مُحرم کے سر دھونے کے متعلق اختلاف ہوا تو حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عبداللہ بن جنینؒ کو حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس تحقیق کیلئے بھیجا۔ جب یہ وہاں پہنچے تو ان کو سلام کیا، اُنہوں نے پُوچھا کون ہے؟" حضرت عبداللہ نے کہا "میں عبداللہ بن جنین ہوں، مجھے ابن عباسؓ نے آپ کے پاس یہ معلوم کرنے کیلئے بھیجا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حالتِ احرام میں کس طرح سر دھویا کرتے تھے۔" حضرت ابوایوبؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر دھونے کی کیفیت بتائی۔ حضرت عبداللہ بن جنینؒ نے جاکر حضرت ابن عباسؓ اور حضرت مِسوَرؓ کو اس کی خبر دی۔ [3]

حضرت عبداللہ بن رباحؒ

ایک مرتبہ رمضان کے مہینہ میں کئی وفود حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے۔ ان میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن رباحؒ بھی شامل تھے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کی ضیافت کیا کرتے تھے، سب سے زیادہ ضیافت حضرت ابوہریرہؓ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے سوچا کہ میں بھی سب کی دعوت کروں۔ یہ سوچ کر اُنہوں نے کھانا تیار کرایا۔ پھر اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ملاقات کی اور کہا "آج رات کو میرے ہاں دعوت ہے۔" حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "تم نے مجھ پر سبقت کرلی۔" حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے کہا "ہاں۔" پھر سب لوگ ان کے ہاں دعوت میں آئے۔ کھانا تیار نہیں ہوا تھا تو حضرت عبداللہ بن رباحؒ نے کہا "جب تک کھانا تیار ہو کوئی حدیث ہی سُنائیے۔" الغرض حضرت ابوہریرہؓ حدیثیں سُنانے لگے۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاوّل۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب کیف اٰخی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بین اصحابہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز غسل المحرم بدنہ ورأسہ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ۔

حضرت عبداللہ بن سعدیؒ

حضرت عبداللہ بن سعدیؒ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عامل تھے۔ ایک مرتبہ یہ حضرت عمرؓ سے ملنے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے فرمایا "کیا مجھ سے یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کے کاموں کو انجام دیتے ہو اور جب اُس کی اُجرت تم کو دیجاتی ہے تو تم اُس کو بُرا سمجھتے ہو۔" حضرت عبداللہؒ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تمہارا اس سے کیا مقصد ہے؟" حضرت عبداللہؒ نے کہا "میں نے تو یہ کام اللہ کیلئے کیا ہے (لہٰذا) میری مزدوری تو اللہ کے ذمہ ہے (مزید برآں) میرے پاس گھوڑے ہیں، غلام ہیں، میرے پاس مال بھی ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اُجرت مسلمین پر صدقہ کر دی جائے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو، میں نے بھی ایسا ہی ارادہ کیا تھا جیسا کہ تم نے کیا ہے لیکن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم اس کو لے لو، اپنے قبضہ میں کرو اور (پھر) صدقہ کرو۔ جو مال بغیر طمع اور بغیر سوال کے تمہیں ملے اُسے لے لیا کرو اور جو مال تمہیں (اس طرح) نہ ملے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ"۔ [1]

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ

حضرت عبداللہؒ نے ایک دن حضرت ابوذرؓ سے کہا "اگر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو میں آپؐ سے یہ ضرور پُوچھتا کہ کیا آپؐ نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "میں نے پُوچھا تھا تو آپؐ نے فرمایا "میں نے ایک روشنی دیکھی تھی، اللہ تو نور ہے اُسے کیسے دیکھا جا سکتا ہے"۔ [2]

حضرت عبداللہ بن صامتؒ

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن صامتؒ، حضرت ابوالعالیہؒ سے ملنے گئے۔ اُنہوں نے اُن کیلئے کُرسی لاکر رکھی، وہ اس پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوالعالیہؒ نے ابن زیاد کی نماز میں تاخیر کی شکایت کی تو (انہیں بہت افسوس ہوا) اُنہوں نے اپنے ہونٹ کاٹے۔ [3]

حضرت عبداللہ بن عامرؒ

حضرت حسنؓ سے صلح کے شرائط طے کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہؓ نے جن دو آدمیوں کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا تھا اُن میں سے ایک حضرت عبداللہ بن عامرؒ تھے۔ ان دونوں نے شرائط صلح کے پُورا کئے جانے کی پُوری ذمہ داری لی اور حضرت حسنؓ کو پُوری طرح مطمئن کر دیا۔ [4]

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیارؒ

حضرت عبیداللہؒ ایک تابعی بزرگ ہیں۔ جب ولید پر شراب نوشی کا الزام لگایا گیا اور حضرت عثمانؓ نے سزا نافذ کرنے میں کچھ توقف کیا تو حضرت مسوَر بن مخرمہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوثؒ نے حضرت عبیداللہؒ سے کہا "تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ تم ولید کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ سے بات نہیں کرتے اس لئے کہ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں"۔ حضرت عبیداللہؒ، حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور عرض کیا "مجھے آپ سے کچھ کام ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی نیت سے ہے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں"۔ حضرت عبیداللہؒ واپس چلے آئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عثمانؓ نے اُنہیں بُلایا اور پُوچھا "تمہاری کیا خیر خواہی ہے؟" حضرت عبیداللہؒ نے حضرت عثمانؓ کے فضائل بتانے کے بعد کہا "(ولید کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکام وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ ..... عن ابن ساعدی نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ نورٌ انی اراہ [3] صحیح مسلم باب کراہیۃ تاخیر الصلوٰۃ [4] صحیح بخاری کتاب الصلح وکتاب الفتن۔

سزا کے سلسلہ میں) لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔" حضرت عثمانؓ نے پوچھا "کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے؟" حضرت عبید اللہؒ نے کہا "نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مجھے اس طرح پہنچا ہے جس طرح کنواری لڑکی کو اُس کے پردہ میں پہنچتا ہے۔" حضرت عثمانؓ نے اُن کے بیان کردہ فضائل کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا "کیا تم پر میرا ویسا ہی حق نہیں ہے جیسا تم پر ابوبکرؓ و عمرؓ کا حق تھا؟" حضرت عبید اللہؒ نے کہا "بے شک (آپ کا بھی ویسا ہی حق ہے)" حضرت عثمانؓ نے کہا "ولید کے سلسلہ میں انشاء اللہ ہم جلد ہی حق کے مطابق عمل کریں گے۔"[1]

حضرت عُتبہ بن فرقدؒ

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت عتبہؒ کو آذربائیجان کا گورنر مقرر کیا تھا۔[2]

حضرت عروہؒ

حضرت عروہؒ، حضرت زبیرؓ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کی خالہ تھیں (حضرت عروہؒ ان سے پڑھا کرتے تھے) ایک دن اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں لہٰذا جو شخص حج کرے یا عُمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرلے۔" اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا و مروہ کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "لے بھانجے تم نے بُری بات کہی۔ جو بات تم کہہ رہے ہو اگر واقعی یہ بات ہوتی تو آیت کے الفاظ اس طرح ہوتے کہ 'جو شخص ان کا طواف نہ کرے اُس پر کوئی گناہ نہیں۔' (اور اس کو بھی جانے دو) طواف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے لہٰذا کسی کیلئے جائز نہیں کہ ان دونوں کا طواف چھوڑ دے۔"[3]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عروہؒ حضرت عبدالملکؒ کے پاس گئے، انہوں نے پوچھا "تم زبیرؓ کی تلوار کو پہچانتے ہو؟" حضرت عروہؒ نے کہا "ہاں"۔ خلیفہ عبدالملکؒ نے پوچھا "اس کی کیا پہچان ہے؟" حضرت عروہؒ نے کہا "اُس میں دندانے ہیں جو جنگِ بدر میں پڑے تھے۔" عبدالملکؒ نے کہا "تم سچ کہتے ہو۔" پھر وہ تلوار حضرت عروہؒ کو دیدی۔[4]

حضرت ولید کے زمانہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی دوبارہ تعمیر ہوئی تو دورانِ تعمیر ایک قدم ظاہر ہوا۔ لوگ اسے دیکھ کر گھبرا گئے، حضرت عروہؒ نے کہا "اللہ کی قسم یہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں یہ قدم عمرؓ کا ہے۔"[5]

ایک عراقی شخص نے حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ سے کہا کہ میرے لئے حضرت عروہؒ سے یہ پوچھو کہ ایک شخص حج کا احرام باندھتا ہے تو کیا طواف کرنے کے بعد وہ احرام کھول دے، اگر وہ کہیں کہ احرام نہیں کھول سکتا تو کہنا کہ ایک آدمی تو ایسا ایسا کہتا ہے۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ نے حضرت عروہؒ سے پوچھا تو حضرت عروہؒ نے جواب دیا "وہ احرام نہیں کھول سکتا"، انہوں نے کہا "ایک شخص تو ایسا ایسا کہتا ہے۔" حضرت عروہؒ نے کہا "اُس نے بُری بات کہی ہے۔" پھر حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ اُس شخص سے ملے تو اُنہوں نے اس سے وہ بات کہدی۔ اُس شخص نے کہا کہ ان سے کہنا کہ ایک شخص خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا کیا ہے اور حضرت زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ نے حضرت عروہؒ

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب وجوب الصفا والمروۃ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بدر۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سے یہ بات کہی۔ حضرت عروہؒ نے فرمایا "وہ کون شخص ہے؟" انہوں نے کہا "میں نہیں جانتا"۔ حضرت عروہؒ نے کہا "وہ کیوں نہیں آتا اور خود مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ عراق کا رہنے والا ہے، اس نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ ہے، مجھ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو سب سے پہلے آپؐ نے وضو کر کے بیت اللہ کا طواف کیا، پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت زبیرؓ، مہاجرین اور انصار کو میں نے خود ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ یہاں موجود بھی ہیں، یہ لوگ ان سے کیوں نہیں پوچھتے، پھر جتنے بھی لوگ اب تک گذر چکے ہیں کوئی بھی طواف کر کے احرام نہیں اُتارتا تھا۔ میں نے اپنی خالہ (حضرت عائشہؓ) اور اپنی والدہ (حضرت اسماءؓ) کو بھی دیکھا ہے انہوں نے بھی طواف کر کے احرام نہیں اُتارا لہٰذا جو کچھ اس شخص نے بیان کیا محض جھوٹ ہے"۔ [1]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اہلِ عراق نہ صرف اکابرِ اُمّت کو شہید کر کے نظامِ خلافت کو ختم کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ دین میں بھی تحریف کر کے دین کو مسخ کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ محدثین کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے ایسے تمام لوگوں کی نشاندہی کر کے دین کو محفوظ کر دیا اور ایسے ایسے فنون ایجاد کئے کہ سازشی گروہ کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا۔ سازشی لوگوں کی یہ کوشش کہ دین مسخ ہو جائے بے شک ناکام ہو گئی لیکن وہ اتنے ضرور کامیاب ہوئے کہ اس اُمّت کو کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے ان فرقوں کو عقائد کے لحاظ سے بھی اصل جماعت المسلمین سے علیحدہ کر دیا اور مسائل کے لحاظ سے بھی علیحدہ کر دیا، اب جو لوگ قرآن مجید اور صحیح احادیث کو دین سمجھتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر چیز کو مسترد کر دیتے ہیں وہی صحیح معنوں میں مسلم ہیں۔ اور جو لوگ خود ساختہ مسائل و عقائد، موضوع احادیث کو دین سمجھتے ہیں وہی گمراہ فرقوں میں شامل ہیں۔

یہی وہ سازشی گروہ ہے جس نے اکابرِ اُمّت کے خلاف جھوٹے واقعات گھڑے اور ان کو اتنا مشہور کر دیا کہ وہ اسلامی تاریخ کی زینت بن گئے۔ ایسی ہی تاریخوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم ایک صحیح تاریخ لکھیں جو اکابر اُمّت کے شاندار کردار کی صحیح ترجمانی کر سکے اور ان خرافات کے پرخچے اُڑا دے۔ یہ تاریخ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے)

امر بالمعروف حضرت عروہؒ خلفاء تک کو تنبیہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے نماز میں دیر کر دی حضرت عروہؒ ان کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ نماز کے اوقات بتانے کیلئے حضرت جبریلؑ آیا کرتے تھے، حضرت جبریلؑ نماز پڑھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز پڑھتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عروہؒ سے کہا "دیکھو کیا کہہ رہے ہو، کیا حضرت جبریلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اوقاتِ نماز کا تعین کیا ہے؟" حضرت عروہؒ نے کہا "ہاں اسی طرح حضرت ابومسعودؓ نے بیان کیا ہے"۔ [2]

حضرت عسعس بن سلامہؒ

صحابی کا احترام فتنوں کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ نے حضرت عسعسؒ سے کہلوایا کہ اپنی برادری کے لوگوں کو میری بات سننے کیلئے جمع کرو۔ حضرت عسعسؒ نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب مایلزم من طاف بالبیت [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ [3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الٰہ الا اللہ۔

حضرت عکرمہؒ

حضرت عکرمہؒ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام تھے جب حضرت یزیدؒ کے خلاف ایک لشکر تیار کیا گیا تو حضرت محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسودؒ کا نام بھی اس لشکر میں لکھ لیا گیا، حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ نے اس کا ذکر حضرت عکرمہؒ سے کیا۔ انہوں نے (طوعًا وکرہًا ہر حالت میں) اس لشکر میں شامل ہونے سے سختی سے منع کیا۔[1]

حضرت علقمہؒ

حضرت علقمہؒ کی کنیت ابوشبل تھی۔[2]

حضرت علقمہؒ ایک مرتبہ شام گئے، وہاں پہنچکر انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اس طرح دعا کی۔ "اے اللہ ایک صالح ہمنشین مجھے میسر فرما دے"۔ پھر وہ ایک جماعت کے پاس پہنچے اور بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک بزرگ آئے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے، انہوں نے لوگوں سے پوچھا "یہ کون بزرگ ہیں؟" لوگوں نے کہا "ابودرداءؓ"۔ حضرت علقمہؒ نے ان سے کہا "میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے صالح ہمنشین میسر فرما تو اس نے آپ کو میرا ہمنشین بنا دیا ہے"۔ حضرت ابودرداءؓ نے پوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" حضرت علقمہؒ نے کہا "میں کوفہ کا رہنے والا ہوں"۔ حضرت ابودرداءؓ نے کہا "کیا تم لوگوں میں ابن اُمِّ عبدؓ (یعنی حضرت ابن مسعودؓ) نہیں ہیں جو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) جوتیاں، تکیہ، مسواک اور لوٹا لے کر چلتے تھے، کیا تم میں وہ (نہیں) ہیں جن کے متعلق اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ خبر دی کہ اس نے ان کو شیطان سے محفوظ کر دیا ہے یعنی حضرت عمارؓ، کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے جس راز کو سوائے ان کے کوئی نہیں جانتا تھا یعنی حضرت حذیفہؓ (ایسے لوگوں کی موجودگی میں تمہیں کس استاد کی ضرورت ہے)"[3]

ایک مرتبہ حضرت علقمہؒ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھائی۔ لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ حضرت ابراہیم بن اسودؒ نے کہا "واقعی آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں"۔ یہ سن کر انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کیا، دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔[4]

حضرت علی بن حسینؒ

حضرت علیؒ، حضرت حسینؓ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؒ حضرت یزیدؒ کے پاس گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ مدینہ منورہ میں ان کی ملاقات حضرت مسور بن مخرمہؓ سے ہوئی۔ حضرت مسورؓ نے کہا "آپ کو کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے"۔ حضرت علیؒ بن حسینؓ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں"۔

حضرت علیؒ بن حسینؓ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار تھی۔[5]

آخرت کی فکر ایک مرتبہ انہوں نے یہ حدیث سنی کہ "جو شخص کسی مسلم کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلہ آزاد کرنے والے کے عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا"۔ حضرت علیؒ بن حسینؓ نے فورًا ایک غلام آزاد کر دیا جس کو انہوں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے دس ہزار درہم میں خریدا تھا۔[6]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء)
[2] صحیح مسلم باب السہو فی الصلوٰۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمارؓ۔
[4] صحیح مسلم باب السہو فی الصلوٰۃ۔
[5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
[6] صحیح بخاری کتاب الرھن باب فی العتق وفضلہ۔

حضرت عمر بن عبید اللہ بن معمرؒ

ایک دفعہ حالتِ احرام میں حضرت عمر بن عبید اللہؒ نے اپنے لڑکے طلحہ کے نکاح کا پیغام شیبہ بن جبیر کی لڑکی کیلئے بھیجا اور حضرت نبیہ بن وہب کے ذریعہ حضرت ابان بن عثمانؒ کو شرکت کی دعوت دی جو اس زمانہ میں امیر حج تھے۔ حضرت ابانؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں وہ دیہاتی آدمی ہیں (اس لئے انہیں مسئلہ نہیں معلوم) مجھ سے عثمان بن عفانؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "محرم نہ نکاح کر سکتا ہے نہ نکاح کرا سکتا ہے نہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے"۔[1]

حضرت عمرو بن سعیدؒ

حضرت عمروؒ کچھ عرصہ تک کسی مقام پر امیر رہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے (فتنہ فرو کرنے کیلئے) کچھ لشکر مکہ معظمہ روانہ کئے حضرت ابو شریحؓ نے فرمایا "اے امیر آپ اجازت دیں تو میں ایک حدیث سناؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز بیان فرمائی تھی"، پھر انہوں نے وہ حدیث بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں خونریزی حرام ہے۔ حضرت عمروؒ نے کہا "اے ابو شریح، میں تم سے زیادہ جانتا ہوں، بے شک مکہ، گنہگار، قاتل اور چور کو پناہ نہیں دیتا"۔[2]

حضرت عنبسہؒ

حضرت عنبسہؒ خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کی علمی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ قسامہ کے سلسلہ میں جب حضرت ابو قلابہؒ نے سیر حاصل بحث کی تو حضرت عنبسہؒ نے ان کی تائید کی۔[3]

حضرت کریبؒ

ایک مرتبہ حضرت کریبؒ کو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ وغیرہ نے حضرت عائشہؓ کے پاس عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ حضرت کریبؒ ان کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا "(اس کی ابتداء کے متعلق) تم حضرت ام سلمہؓ سے پوچھو"۔ حضرت کریبؒ حضرت ابن عباسؓ کے پاس واپس آگئے۔ ان لوگوں نے ان کو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا "قبیلہ عبد القیس کے لوگ اسلام قبول کرنے آئے تھے (انہیں تعلیم و تربیت دینے میں) میں مشغول ہو گیا اور ظہر کے بعد کی دو رکعتیں رہ گئیں، یہ وہی دو رکعتیں ہیں (جو میں نے پڑھی ہیں)"۔[4]

ایک مرتبہ حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ نے انہیں کسی کام سے حضرت امیر معاویہؓ کے پاس ملکِ شام روانہ کیا انہوں نے حضرت ام الفضلؓ کا وہ کام انجام دیا۔ شام میں قیام کے دوران انہوں نے جمعہ کی رات کو رمضان کا چاند دیکھا، پھر وہ مدینہ منورہ واپس آگئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے ان سے پوچھا "تم نے چاند کب دیکھا تھا؟" انہوں نے کہا "شبِ جمعہ کو"۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "کیا تم نے خود بھی دیکھا تھا"۔ انہوں نے کہا "ہاں (میں نے بھی دیکھا تھا) اور لوگوں نے بھی دیکھا تھا تمام لوگوں نے (جمعہ کو) روزہ رکھا اور حضرت امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا"۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "ہم نے تو ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا تھا لہٰذا ہم تو برابر روزے رکھتے رہیں گے جب تک تیس روزے پورے نہ کر لیں یا (اس سے پہلے) چاند نہ دیکھ لیں"۔ حضرت کریبؒ نے کہا "کیا حضرت امیر معاویہؓ کا چاند دیکھنا

---

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الدیات باب القسامۃ و کتاب التفسیر (سورۃ المائدۃ) [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب معرفۃ الرکعتین اللتین کان یصلیہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد العصر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا تھا۔ مترجم)

اور روزے رکھنا آپ کیلئے کافی نہیں ؟" حضرت ابنِ عبّاسؓ نے کہا "نہیں (اُن کی رویت ہمارے لئے کفایت نہیں کرتی) ہمیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہی حکم دیا ہے"۔[1]

حضرت مالک بن اوسؒ

ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت مالکؒ کو بلایا اور کہا "اے مالکؒ تمہاری قوم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے ہیں اور میں نے اُنہیں کچھ مال دینے کا حکم دیدیا ہے، وہ مال تم لے لو اور ان لوگوں میں تقسیم کر دو"۔ حضرت مالکؒ نے عرض کیا "اے امیر المؤمنین، یہ کام میرے علاوہ آپ اور کسی کے سپرد کر دیتے تو اچھا ہوتا"۔ حضرت عمرؓ نے پھر اُنہیں سے کہا "اس مال کو لیلو (اور تقسیم کر دو)"[2]

حضرت محمّد بن ابی بکرؒ

حضرت محمّد بن ابی بکرؒ، حضرت ابو بکرؓ کے فرزند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام حضرت اسماء بنت عمیسؓ تھا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حجّۃ الوداع کیلئے روانہ ہوئے تو ذوالحلیفہ کے مقام پر حضرت محمّد بن ابی بکرؒ پیدا ہوئے[3]

(حضرت معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں) ایک گورنر نے اُن کے ساتھ کچھ زیادتی کی تھی، حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو جب اُس گورنر کی خوبیاں بتائی گئیں تو اُنہوں نے اس زیادتی کو نظر انداز کر دیا جو اُس گورنر نے اُن کے بھائی حضرت محمّد بن ابی بکرؒ کے ساتھ کی تھی۔[4]

حضرت محمّد بن اُسامہؒ

حضرت عبداللہ بن دینارؒ کہتے ہیں ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کونہ میں اپنے کپڑے پھیلا رہا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا "دیکھو یہ کون شخص ہے، کاش یہ میرے پاس ہوتا"۔ ایک شخص نے کہا "آپ انہیں نہیں پہچانتے ؟ یہ تو محمّد بن اُسامہؒ ہیں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سر جھکا لیا اور دونوں ہاتھوں سے زمین کُریدنے لگے، پھر فرمایا "اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں دیکھتے تو ضرور اُن سے محبّت کرتے (کیونکہ یہ اُسامہؓ کے لڑکے ہیں)"[5]

حضرت محمّد بن سیرینؒ

حضرت محمّد بن سیرینؒ ایک مرتبہ تابعین عظّام کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس مجلس میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ بھی تھے۔ حضرت محمّد بن سیرینؒ نے عبداللہ بن عُتبہ کی روایت کردہ حدیث بیان کی (کہ جب حضرت سُبیعہ بنت حارثؓ بیوہ ہو گئیں تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں وضع حمل کے بعد دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دیدی تھی) حضرت عبدالرحمٰنؒ نے کہا "ان کے چچا تو ایسا نہیں کہتے تھے"۔ حضرت محمّد بن سیرینؒ نے بلند آواز سے کہا "تو پھر میں بڑا دلیر ہوں کہ ایک ایسے شخص پر جھوٹ بول رہا ہوں جو ابھی کوفہ میں زندہ ہے"۔ پھر وہ وہاں سے چلے آئے اور حضرت مالک بن عامرؒ سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے ان سے پوچھا کہ "حضرت ابن مسعودؓ بیوہ عورت جو حاملہ ہو اُس کے نکاح کے متعلق کیا کہتے تھے"۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعودؓ کہتے تھے "تم بیوہ پر سختی کرتے ہو اور اُس کو رخصت کی رعایت نہیں دیتے"۔ (یعنی ابن مسعودؓ بھی وضع حمل کے بعد نکاح ثانی کی اجازت دیتے تھے)[6]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّوم۔
[2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوسؒ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الحج باب احرام النفساء وباب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم
[4] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔
[5] صحیح بخاری کتابُ المناقب باب ذکر اسامۃ بن زیدؓ۔
[6] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (تفسیر سُورۃ البقرۃ)

حضرت محمدؒ بن عبدالرحمٰن ابو الاسودؒ

جب مدینہ منورہ میں حضرت یزیدؒ کے خلاف لشکر تیار کیا گیا تو حضرت محمدؒ بن عبدالرحمٰنؒ کا نام بھی اس لشکر میں لکھ لیا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہؒ کے پاس گئے اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عکرمہؒ نے اُنہیں اس لشکر میں شامل ہونے سے سختی سے منع کیا۔ [۱]

حضرت مسروقؒ

حضرت مسروقؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُن کی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ سے حدیثیں سُنی تھیں۔ ایک دن حضرت مسروقؒ حضرت عائشہؓ کے ہاں تکیہ لگائے بیٹھے تھے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا "جس نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا اُس نے اللہ پر بڑا بہتان لگایا۔" حضرت مسروقؒ سیدھے بیٹھ گئے اور کہا "اے اُمّ المؤمنین مجھے مہلت دیجئے مجھ پر جلدی نہ کیجئے، کیا اللہ عزّوجلّ نے یہ نہیں فرمایا ہے "وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ"۔ "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى" (اور تحقیق اُنہوں نے اُس کو اُفقِ مبین پر دیکھا اور تحقیق انہوں نے اُس کو ایک مرتبہ اور دیکھا) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ تو جبریلؑ تھے (جن کو دیکھنے کا ذکر ان آیات میں ہے)" [۲]

حضرت معاذہؒ

ایک دفعہ حضرت معاذہؒ نے حضرت عائشہؓ سے پُوچھا "یہ کیا بات ہے کہ عورت اذیتِ ماہانہ کے زمانہ کے روزوں کی قضا کرتی ہے لیکن نمازوں کی قضا نہیں کرتی۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "کیا تم خارجی ہو؟" اُنہوں نے کہا "میں خارجی نہیں ہوں میں تو ویسے ہی پُوچھ رہی ہوں۔" حضرت عائشہؓ نے کہا "ہمیں روزہ کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔" [۳]

حضرت مَعدان بن طلحۃ الیعمریؒ

حضرت مَعدانؒ ایک مرتبہ حضرت ثوبانؓ سے ملے اور ان سے کہا "مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنّت میں داخل کردے۔" حضرت ثوبانؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے پھر پُوچھا، حضرت ثوبانؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے تیسری مرتبہ سوال کیا تو حضرت ثوبانؓ نے کہا "میں نے بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ کیلئے کثرت کے ساتھ سجدے کرنے اپنے اوپر لازم کرلو۔" [۴]

حضرت نافع بن عبدالحارثؒ

حضرت نافعؒ، حضرت عمرؓ کے معتمد علیہ لوگوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اُن سے کہا کہ مکّہ مکرّمہ میں کسی کو عامل مقرر کردیں۔ اُنہوں نے ابن ابزٰی کو گورنر بنادیا۔ جب حضرت عمرؓ کی اُن سے مُلاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے پُوچھا "تم نے کس کو گورنر بنایا؟" حضرت نافعؒ نے کہا "ابن ابزٰی کو۔" حضرت عمرؓ نے پُوچھا "کون ابن ابزٰی؟" حضرت نافعؒ نے کہا "ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہیں۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم نے آزاد کردہ غلام کو اُن پر حاکم بنادیا۔" اُنہوں نے عرض کیا "وہ اللہ عزّوجلّ کی کتاب کے قاری ہیں اور فرائض کے عالم ہیں۔" [۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) [۲] صحیح مسلم کتاب الایمان باب ذکر سدرۃ المنتہیٰ۔ [۳] صحیح مسلم کتاب الحیض باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض۔ [۴] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود۔ [۵] صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ عن عامرؓ۔

حضرت ہُنَیؒ

حضرت ہنیؒ، حضرت عمرؓ کے غلام تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں ایک چراگاہ پر نگراں مقرر کیا تھا۔[۱]

حضرت یزید الفقیرؒ

حضرت یزیدؒ پہلے خارجی عقیدہ رکھتے تھے۔ ایک دن اُن کی ملاقات حضرت جابرؓ سے ہوئی۔ حضرت جابرؓ (اُن) دوزخیوں کا ذکر کر رہے تھے (جو دوزخ سے نکالے جائیں گے) اُنہوں نے کہا "اے رسُول اللہؐ کے صحابی، یہ آپ کیا بیان کر رہے ہیں، اللہ تو فرماتا ہے اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ (اے اللہ جس کو تو دوزخ میں داخل کر دے تو تُو نے اُس کو رُسوا کر دیا)"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟" حضرت یزیدؒ نے کہا "ہاں"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "کیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے متعلق بھی کچھ سُنا ہے؟" حضرت یزیدؒ نے کہا "ہاں"۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا "یہی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ محمود ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ (جس کو چاہے گا) دوزخ سے نکالیگا"۔ حضرت یزیدؒ نے جب یہ بات سُنی تو مع اپنے ساتھیوں کے حضرت جابرؓ کے پاس سے واپس آئے اور آپس میں کہنے لگے "تمہاری خرابی ہو، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ بزرگ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات کو منسوب کریں گے"۔ غرض یہ کہ حضرت یزیدؒ اور اُن کے ساتھیوں میں سے سوائے ایک شخص کے تمام لوگوں نے خارجیت سے توبہ کر لی۔[۲]

حضرت یزید بن رومانؒ

حضرت یزید بن رومانؒ اس وقت موجود تھے جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مُطابق از سرِ نو تعمیر کرنے کیلئے منہدم کیا اور پھر دوبارہ تعمیر کیا۔ اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا، ان کا بیان ہے کہ وہ پتھر اُونٹ کے کوہان کے مثل تھے۔[۳]

حضرت یزید تیمیؒ

حضرت یزید تیمیؒ اپنے لڑکے حضرت ابراہیم سے مسجد کے باہر بیٹھ کر قرآن مجید سُنا کرتے تھے۔ جب سجدہ کی آیت آتی تو وہیں سجدہ کر لیتے۔ ایک دن حضرت ابراہیم نے پُوچھا "آپ راستہ میں سجدہ کر لیتے ہیں"۔ حضرت یزیدؒ نے فرمایا کہ "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام رُوئے زمین تمہارے لئے سجدہ گاہ ہے"۔[۴]

متفرّق تابعینؒ کے حالات

تصویر بنانے والا ایک دن ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا "میں اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کماتا ہوں، میں یہ تصویریں بناتا ہوں (اور یہی میرا ذریعہ معاش ہے)"۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "میں تم سے وہی بات بیان کرتا ہوں جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ 'جو شخص تصویر بنائے گا اللہ تعالیٰ اُس کو اُس وقت تک عذاب میں مبتلا رکھیگا جب تک وہ اس میں رُوح نہ ڈالے، اور وہ کبھی اُس میں رُوح نہ ڈال سکیگا'۔ یہ سُن کر اُس شخص نے بڑی سرد آہ بھری اور اُس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "تجھ پر افسوس! اگر تو تصویر بنانے پر مجبور ہے تو درخت کی تصویر بنا اور ہر اُس چیز کی تصویر بنا جس میں رُوح نہ ہو"۔[۵]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب۔ [۲] صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اہل الجنۃ منزلۃ فیہا۔ [۳] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فضل مکۃ وبنیانہا۔ [۴] صحیح مسلم کتاب المساجد۔ [۵] صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع التصاویر التی لیس فیہا روح۔ [۶] اِن تابعینؒ کے نام اور کُنیتیں صحیحین میں نہیں مل سکیں۔

ایک نوجوان انصاری جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ شدید زخمی ہو گئے تو ایک انصاری نوجوان اُن کے پاس آئے اور کہا "اے امیر المؤمنین اللہ کی بشارت سے آپ خوش ہو جائیں، آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں آپ کا کیا مرتبہ ہے۔ آپ قدیم الاسلام ہیں، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے، پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے انصاف کیا۔ پھر ان تمام (فضائل) کے بعد آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔" پھر وہ نوجوان واپس ہوئے۔ ان کا ازار زمین سے مس کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "ان کو واپس بُلاؤ"۔ جب وہ آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے بھتیجے اپنا کپڑا اُونچا کرو، اس سے کپڑا بھی صاف رہے گا اور تمہارا رب کے نزدیک یہ پرہیزگاری کی بات بھی ہے۔" [1]

ایک خوبصورت آدمی ایک دن حضرت عمرؓ کے سامنے سے ایک خوبصورت آدمی گُذرا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر میرا خیال غلط (نہیں) ہے تو یہ صاحب اپنے اُسی دین پر ہیں جو ایامِ جاہلیت میں تھا یا یہ کبھی کاہن تھے"۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا "انہیں میرے پاس لاؤ"۔ وہ آپ کے پاس آئے، حضرت عمرؓ نے ان سے وہی بات کہی۔ وہ کہنے لگے "آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایک مسلم سے اس قسم کی باتیں کی گئی ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں تمہیں قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں ایامِ جاہلیت میں میں کاہن تھا"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "سب سے تعجب انگیز بات جو تم نے اپنی جنیہ سے سُنی وہ کونسی تھی؟" اُنہوں نے کہا "ایک دن میں بازار میں چلا جا رہا تھا کہ وہ میرے پاس آئی، مجھے ایسا محسُوس ہو رہا تھا کہ وہ بہت خوفزدہ ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی کیا تم نے دیکھا کہ اِس وقت جنات کس حیرت کے عالم میں ہیں، وہ اپنے غلبہ سے مایوس ہو چکے ہیں مغلوبیت ان پر منڈلا رہی ہے۔ اور کیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اب وہ اُونٹ والوں، چادر اُوڑھنے والوں کے تابع ہونیوالے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم سچ کہتے ہو"۔ [2]

ایک گورنر (حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ایک گورنر تھے) حضرت عبداللہ بن شماسہؒ کہتے ہیں "میں نے ان میں کوئی بُرائی نہیں دیکھی، ہم میں سے جب کسی کا اُونٹ مرجاتا تو وہ اُسے دوسرا اُونٹ دیدیتے، جب کسی کا غلام مرجاتا تو وہ اُسے دوسرا غلام دیدیتے، اگر کوئی محتاج ہوتا تو اُسے روپیہ پیسہ دیدیتے"۔ انہوں نے حضرت محمد بن ابوبکرؓ کے ساتھ کچھ زیادتی کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جب ان کی یہ خوبیاں سُنیں تو اس زیادتی کو نظر انداز کرتے ہوئے فرمایا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ الٰہی جو شخص میری اُمت کا والی ہو اور وہ اُمت پر سختی کرے تو تُو بھی اُس پر سختی کر اور جو شخص میری اُمت کا والی ہو اور وہ اُمت پر نرمی کرے تو تُو بھی اُس پر نرمی کر"۔ [3]

حضرت ابن عمرؓ کی آزاد کردہ لونڈی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا، ایکدن فتنہ کے زمانہ میں وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئیں اور سلام کر کے کہا "اے ابو عبدالرحمٰنؓ، میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں اس لئے کہ یہاں ہم پر زمانہ سخت ہو گیا ہے"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "بے وقوف۔ یہیں رہو، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یہاں کے شدائد اور مصائب پر صبر کریگا تو میں اُس کیلئے قیامت کے دن گواہ یا شفیع ہوں گا"۔ [4]

ایک خاتون ایک خاتون بیمار ہو گئیں، اُنہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء عنایت فرمائی تو وہ بیت المقدس جا کر نماز پڑھیں گی۔ جب وہ اچھی ہو گئیں تو اُنہوں نے سفر کی تیاری کی۔ روانگی سے پہلے وہ حضرت میمونہؓ کے پاس گئیں۔ حضرت میمونہؓ نے فرمایا "مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ لو کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس مسجد میں نماز دوسری مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجدِ حرام کی نماز کے"۔ [5] **وللہ الحمد۔**

---

[1] صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ۔ [2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل۔ [4] صحیح مسلم کتاب الحج باب الترغیب فی سکنی المدینۃ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفسیر قرآنِ عزیز کا تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ کلام اپنی مثال آپ ہے۔ جس طرح بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اسی طرح بذریعہ وحی اس کی تشریح اور تفسیر بھی نازل فرمائی جو یا تو خود قرآن مجید میں ملے گی یا صاحبِ قرآن کی زبانِ مبارک سے، چونکہ قرآن مجید منزّل من اللہ ہے لہذا اس کی تشریح اور تفسیر بھی وہی قابلِ عمل اور قابلِ قبول ہوگی جو منزّل من اللہ ہو اور وہ ہے حدیثِ نبوی۔ اسی بنیاد پر یہ تفسیر مندرجہ ذیل امتیازی اوصاف کی حامل ہے۔

ایک مسلم کی نجات کے لئے چونکہ علم و عمل لازم و ملزوم ہے لہذا تفسیر ہذا میں علم و عمل کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔

قرآن مجید کی تفاسیر میں اکثر قال فلاں یعنی فلاں نے یہ کہا۔ فلاں نے یہ کہا کی بھرمار ہوتی ہے۔ ان اقوال الرجال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم گم ہو کر رہ جاتا ہے لہذا اس تفسیر میں کسی کے قول کو نقل نہیں کیا گیا۔ اللہ کے احکام کی تشریح اللہ تعالیٰ ہی کی نازل کردہ وحی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اپنے اصلی رنگ میں موجود ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔

عموماً تفاسیر میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ تفسیر میں جو حدیث نقل کی جارہی ہے وہ سنداً صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ تفسیر ضعیف حدیث تو کجا حسن حدیث سے بھی معرّا ہے اس میں صرف صحیح احادیث کو نقل کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن مجید کی صحیح ترین تفسیر ہے۔

مسائل اور احکام کی پوری عملی تشریح و توضیح سے تمام تفاسیر خالی ہیں۔ اس تفسیر میں جس جگہ قرآن مجید کے جس حکم کی تشریح کی گئی ہے وہاں اس کی عملی تفسیر بھی بیان کر دی گئی ہے اگر کسی خاص وجہ سے اس جگہ بیان نہیں کی تو کسی دوسری جگہ اس کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے اور اس دوسری جگہ کا حوالہ بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ الغرض اگر ہر جگہ نہیں تو کسی ایک جگہ مناسب مقام پر کسی خاص مسئلہ کو پوری عملی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے مثلاً طلاق کا ذکر آگیا ہے تو طلاق کے تمام مسائل بیان کر دئے ہیں۔ قرض کا مسئلہ آگیا ہے تو قرض کے تمام احکام بیان کر دئے ہیں۔ نماز کے طریقہ کا ذکر آگیا تو نماز کا پورا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح اگر کسی چیز کی اہمیّت اور فضیلت کا ذکر آگیا ہے تو اسی جگہ اس کی فضیلت اور اہمیت میں جتنی احادیث ملی ہیں ان کو بیان کر دیا گیا ہے اور یہی اس تفسیر کا ایک امتیازی وصف ہے۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کی تلمیحات پر جن کے متعلق صحیح معلومات نہیں مل سکیں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی مثلاً ہاروت ماروت پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ اس بات کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ اس فرعون کا نام معلوم کریں جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا۔ اس بات کی وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ وہ لوگ کون تھے جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکلے ان کو اللہ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ اوّل تو ان بحثوں سے ہمارے عمل کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ ان تلمیحات کا جو پہلو عبرت انگیز تھا اس کو بیان کر دیا گیا ہے اور بے فائدہ باتوں کو کلیتہً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اس تفسیر میں کسی مسلک، مکتب فکر اور فرقہ کی تعلیمات کا پرچار نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف اور صرف خالص اسلام کی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ تفسیر علماء اور عامۃ المسلمین کے لئے یکساں مفید ہے اور یہ بھی اس کا ایک اعزاز ہے۔

جماعت المسلمین

جماعت المسلمین کی مطبوعات

- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ① سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ② ③ سورۂ آل عمران، سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ④ سورۂ انعام، سورۂ اعراف، سورۂ انفال اور سورۂ توبہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑤ سورۂ یونس، سورۂ ہود، سورۂ یوسف، سورۂ رعد، سورۂ ابراہیم، سورۂ حجر اور نحل)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑥ سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، انبیاء، حج اور سورۂ مؤمنون)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑦ سورۂ نور تا سورۂ احزاب)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑧ سورۂ سبا تا سورۂ احقاف)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑨)
- منہاج المسلمین (مسلمین کے پیدائش سے موت تک کے مسائل۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ماخوذ)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین (مختصر) (ماخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات۔ ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- توحید المسلمین (توحید کے وسیع موضوع پر ایک جامع اور ٹھوس کتاب)۔
- صلوٰۃ المسلمین (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات) ● التحقیق فی جواب التقلید
- زکوٰۃ المسلمین (زکوٰۃ کے شرعی نصاب وشرح کے بارے میں مکمل تفصیلات)
- صوم المسلمین (روزوں کے متفرق مسائل) ● حج المسلمین (حج کا صحیح طریقہ)
- دعوات المسلمین (روزمرّہ پڑھنے والی مسنون دعائیں) ● برہان المسلمین (حدیث بھی کتاب اللہ ہے کے بارے میں جامع دلائل) ● تفہیم الاسلام (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب "دو اسلام" کا جواب۔ صحیح احادیث پر اعتراضات کا مکمل ومدلل ازالہ)۔
- تلاشِ حق (دینِ حق کے متلاشیوں کے لئے ایک رہنما تصنیف) ● ذہن پرستی (ادیانِ اجداد کا ذہن پر اثر، شرک کی ایک قسم) ● تاریخ مطوّل (جلد ①) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے زمانہ کے مسلمین کے حالات۔ ● تاریخ مطوّل (جلد ②) زیرِ ترتیب۔
- المسلم (مذاہبِ خمسہ کے ابطال پر ایک چیلنج رسالہ)۔

لٹریچر منگوانے کا پتہ :-

جماعت المسلمین۔ مسجد المسلمین، کوثر نیازی کالونی، نارتھ ناظم آباد بلاک جی، کراچی ۳۳